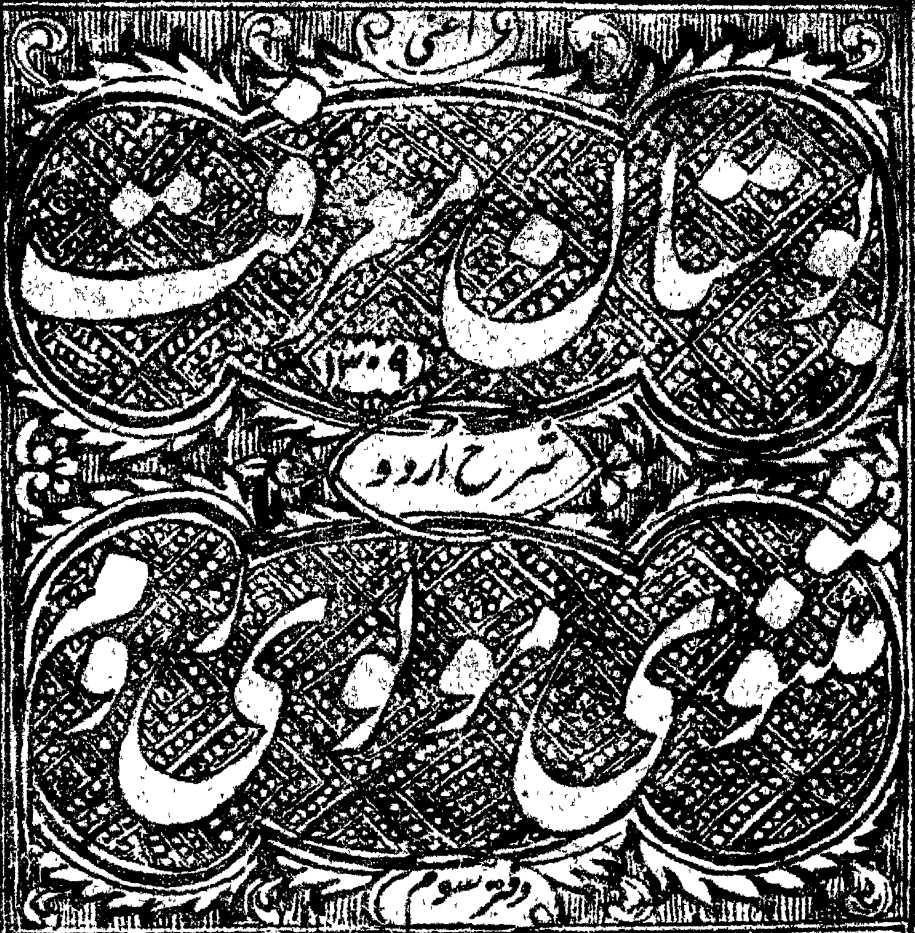


صفت سابع و مکین و مکافضل خلائے آسمان
عجوبان کیمین و کین و کین و کین و کین و کین

مستخرج کتوز اسرار الہی شوریع النور معرفت آگاهی گل کستان طریقت نر شاخہ صیفت اسماء



تصنیف نیت تالیف شریف عالم ربانی ماہر اسرار سبحانی حضرت لوی عبد المجید غانصاحبان پیکانی

طبع می مشی کشتی و امید کشتی خوش و خوشی
طبع می مشی کشتی و امید کشتی خوش و خوشی

اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر و افون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب تصوف فارسی

شعوی مولانا روم - قدس سرہ مقبول عام ہمارے
عشی ہر شش دفتر مع کلمہ دفتر ہفتہ
شرح شعوی روم - از ملا محمد العلوم رح مقبول عام ہر مجلد
کامل نہایت عمدہ شرح قابل دید ہے
شرح شعوی روم - از شاہ عبداللطیف معروف بہ
الطائف معنوی -

اتناویل الحکم - فی تشابہ فصیح الحکم مصنف مولوی
محمد حسن امر دہوی -

شرح شعوی روم - از ملا محمد رضا معروف بہ کاشانی شعوی
شرح شعوی مولانا روم - کامل ہر شش دفتر -
حامل الملتن - از مولوی ولی محمد کبر آبادی -

شرح شعوی مولانا روم سہمی بجاہر الاسرار از دفتر اول
یاد دفتر سوم مصنف حضرت مولانا حسین بن حسن بنوری
انیس الارواح - از حضرت شیخ معین الدین چشتی -

کلمۃ الحق - از شاہ عبدالرحمن مع شرح نور مطلق از ملا
نور اللہ دبیران وحدت وجود مع دلائل و دفع شکوک -
مکتوبات جوابی - شیخ شرف الدین یحییٰ میری قدس سرہ

مکتوبات - حضرت شرف الدین یحییٰ میری قدس سرہ
مکتوبات نام ربانی - حضرت مجدد الف ثانی -
مطلع الانوار - نظم از طوطی ہند امیر خسرو دہلوی تخیلی
مولانا ابوالحسن فرید آبادی -

حدیقہ حکیم سنائی - سرود بہ اتقی نامہ بخشی جدید -
کیمیای سعادت - از امام غزالی رح معروف متداول

فوائد سعدیہ - از قاضی ارقنی علی خان تصوف مین -

پند نامہ عطار - از حضرت شیخ فرید الدین -

منطق الطیر - از شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ -

می باید شنیدہ روز تصوف قابل دید از شاہ فرحت علی -

مرغوب القلوب - مصنف مولانا شمس الدین واضح قلم

زبدۃ المقامات - نفیس کتب -

رسالہ رموز الحقیقہ -

شعوی عطار - از شیخ فرید الدین عطار -

بے سرنامہ - مصنف فرید الدین عطار -

شعوی راجہ - مطبوعہ اسلام آباد -

می باید دید - قابل شنیدہ از ملا محمد حسین -

شعوی شاہ ابوعلی قلندر - معروف

شعوی شیخ بہلول - حکایات عارفانہ -

جو اہر غنی - از حضرت مظفر علی شاہ اکبر آبادی بحث

وحدت وجود و توحید صفات و تحقیق رسالت و مراتب

علم و سلیلہ طریقت مین -

مذکرۃ اللہی - احوال شاہ مظفر علی قدس سرہ از مولانا

ابوالحسن صاحب فرید آبادی -

فتوح العتیب - مع شرح از حضرت غوث الاعظم

جیلانی مع شرح فارسی از شاہ عبدالحق محدث دہلوی

ارشادات فقر و تصوف مین -

دلیل العارفین - ملفوظات حضرت سلطان

معین الدین چشتی جمع کردہ حضرت قطب الدین

بخشیار کاکی -

فہرست مضامین بوستان معرفت شرح ثنوی مولوی محمد

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۵	تمنا کرنا ہاروت ماروت کا زمین پر آئیگیو۔	۸	قصہ یسوعیون کے کھاتے دانوں کا۔
۶۶	خواب و یکسنا فرعون کا موسیٰ کو	۱۱	بقیہ قصہ متفرضان فیل بچکان۔
۶۷	سیدان میں بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کو	۱۲	رجوع بچکایت مسافران و فیل بچکان۔
۶۸	بنابر حیلہ منہ ولادت حضرت موسیٰ۔	۱۳	خطا مجنون کی بیگانوں کے خواب سے بہتر
۶۹	حکایت و تمثیل۔	۱۴	حاجت مند کا اللہ کرنا عین بیسک کہنا حق کا
۷۰	لوٹ جانا فرعون کا سیدان سے شادمان۔	۲۱	فرافیت کرنا ایک روستائی کا ایک شہری کو
۷۱	وصیت کرنا عمران کا زوج کو بوجہ جاسوت۔	۲۲	قصہ اہل سبا کا اور انکا کفران نعمت۔
۷۲	پیدا ہونا ستارہ حضرت موسیٰ کا آسمان پر	۲۳	جمع ہونا اہل آفت کا و جوسہ حضرت عیسیٰ پر
۷۳	بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کی عورتوں نواں	۲۴	باقی قصہ اہل سبا۔
۷۴	کوسیدان میں۔	۲۵	بقیہ قصہ جانا خواجہ کا دعوت روستائی میں
۷۵	وجود میں اناموسمی کا اور اناسر بچکان سلطان	۲۶	بلانا باز کا بطون کو دریا سے طرف محرا کے۔
۷۶	کا گھرانے کے گھر۔	۲۷	قصہ اصحاب ضرعان کا اور حیلہ کرنا انکا۔
۷۷	حیات مارگیری جو شرد کو بازہ کر بخدا میں لایا	۲۸	ردان ہونا خواجہ کا کاٹون کو مہمانی میں۔
۷۸	سوال و جواب اور تہذیب فرعون موسیٰ سے	۲۹	جانا خواجہ اور اسکے قوم کا کاٹون کو۔
۷۹	جواب حضرت موسیٰ کا فرعون سے۔	۳۰	قصہ محبت مجنون کا لیلیٰ کے کتے سے۔
۸۰	ملت وینا حضرت موسیٰ کا فرعون کو۔	۳۱	پہونچنا خواجہ اور اسکی قوم کا کاٹون روستائی میں
۸۱	بیچنا فرعون کا مدین کو تلاش ساحر بنین	۳۲	اشارہ ہر مدی صاحب کمال کے سچاتے کا۔
۸۲	جانا دو جادو گرون کا اپنے باپ کی قبر پر۔	۳۳	گزنا نیدر کارنگ کے خم میں اور رنگین ہونا
۸۳	تشبیہ کرنا قرآن مجید کا عصا موسیٰ سے	۳۴	چکنا کرنا ایک شیخی خورے کا ہر صبح اپنی منگو کو
۸۴	بقیہ قصہ موسیٰ علیہ السلام۔	۳۵	نچنت ہونا بلغم باجو کا اور امتحان کرنا خدا کا
۸۵	جمع ہونا ساحر دن کا مدین سے فرعون کے پاس	۳۶	لیجنا باقی کا پوسٹ ونبہ اور رسوا ہونا پلوٹا
۸۶	اختلاف کرنا چوکی شکل فعل کا۔	۳۷	دعویٰ طاوسی کرنا اس شمال کا جو نم تیریدین کرنا
۸۷	سرکشی کرنا کھان سپر نوح کا نصیحت سے۔	۳۸	دعویٰ الوہیت کرنا فرعون کا۔
۸۸	توفیق در بیان دو حدیث۔	۳۹	قصہ ہاروت ماروت اور ولیری اگی۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۸	اجتماع خضر غریب علیہ السلام کا بعد مرنے کے حکم	۱۰۸	دُفکرت کی ہی۔
۱۰۹	خدا ہے۔	۱۰۹	درمیان کوئی حافظہ نہ تھا
۱۱۰	نہروناشیخ کا اپنے فرزند کے مرنے پر۔	۱۱۰	دلیل ڈھونڈنا بعد سانسے ہونے مہلول
۱۱۱	عذر شیخ نیرنگر سیتیں بزرگ فرزند ان۔	۱۱۱	کے قلع ہے۔
۱۱۲	قصہ تڑھناشیخ خضر کا قرآن کو۔	۱۱۲	حکایت اُس شخص کی جو رات دن دعا کرتا تھا۔
۱۱۳	صبر کرنا قحطان کا حضرت داؤد کے زبردستی بنانے سے۔	۱۱۳	دوڑنا گاؤں گھر میں اُس دعا کرنا واسطے کے
۱۱۴	بقیہ قصہ اندھے کا اور قرآن پڑھنا اُسکا۔	۱۱۴	علم کے دو پریم اور کمال کا ایک پر۔
۱۱۵	قصہ اولیا کا کہ راضی احکام الہی پڑھا۔	۱۱۵	عقلین مخلوق کی اصل فطرت میں متفاوٹ ہیں
۱۱۶	سوال مہلول کا ایک بزرگ سے اور جواب اُسکا۔	۱۱۶	وہم میں ڈالنا تو کون کا استاد کو کرے۔
۱۱۷	قصہ وقوفی رحمہ اللہ علیہ اور ان کی کرامات کا۔	۱۱۷	بیمار ہونا مسلم کا وہم و خیال سے۔
۱۱۸	لوٹنا طرف قصہ وقوفی رحمہ اللہ علیہ کے۔	۱۱۸	بستر پر بیٹھنا مسلم کا رنجور کی وہم سے۔
۱۱۹	مجید ڈھونڈنا موسیٰ کا خضر سے۔	۱۱۹	خلاص پانا تو کون کا مکتب سے سبب بس
۱۲۰	لوٹنا طرف قصہ وقوفی رحمہ اللہ علیہ کے	۱۲۰	کمرے کے۔
۱۲۱	خاہر ہونا ہفت شال شیخ کا ایک کنارہ دیکھ	۱۲۱	تن آدمی کا روح کی واسطے ایسا ہے جیسے لہا
۱۲۲	ایک مثال پر ہونا اُن ساتوں کا۔	۱۲۲	حکایت زاید و غیوت نشین و رکوہ کی۔
۱۲۳	معلوم ہونا اُن ساتوں مرد کا ہفت درخت۔	۱۲۳	بقیہ قصہ زاید کو بی کا۔
۱۲۴	ایک درخت ہونا اُن ساتوں درختوں کا۔	۱۲۴	تشبیہ بند دام کی قضا سے کہ بغا پر چھاپا۔
۱۲۵	پھر سات آدمی ہونا اُن ساتوں درخت کا۔	۱۲۵	اور اثر میں بر ملا۔
۱۲۶	ان کی جانا وقوفی کا واسطے امامت اُس قوم کے	۱۲۶	مضطرب ہونا فقیر کا ساتھ توڑنے امر و دے۔
۱۲۷	اقتدار کرنا قوم کا وقوفی کے چھے۔	۱۲۷	مستمع ہونا شیخ کا جو روئے اور کاٹا جانا ہاتھ کا۔
۱۲۸	بیان اشارت سلام کا جو میدے ہاتھ کی طرف ہو گا۔	۱۲۸	کرامت شیخ قطع کا بیان۔
۱۲۹	سنا وقوفی کا نماز میں شور اہل کشتی کا۔	۱۲۹	سبب جرات ساحران فرعون بقیہ و ست
۱۳۰	تصویرات مرد عازم	۱۳۰	و پاسے خود۔
۱۳۱		۱۳۱	حکایت خچر کی اونٹ کے سانسے۔

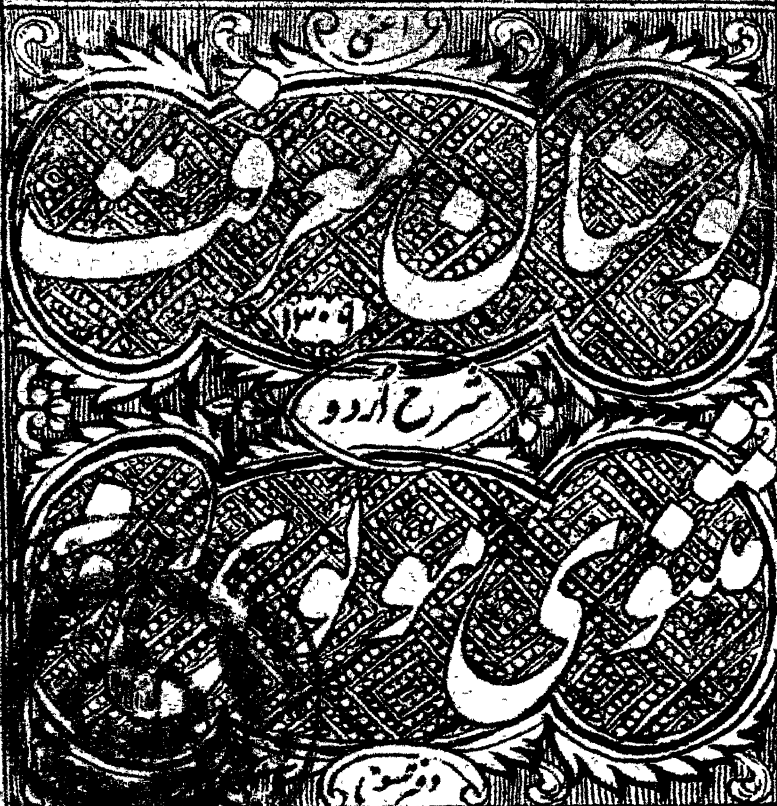
صفحہ	مضمون
۱۶۷	انصار اُس جماعت کا دعا و شفقت و قوتی پر۔
۱۶۸	شرح حکایت طالب روزی حلال۔
۱۶۹	جانا و دونوں مخاصم کا سامنے داؤد کے۔
۱۷۰	مستنا حضرت داؤد کا بات تنہا مین کی۔
۱۷۱	حکم کرنا حضرت داؤد کا گاسے ماریو اسے پر۔
۱۷۲	جانا داؤد کا غیبت مین اور اُن اسرار کو یاد کرنا۔
۱۷۳	حکم دینا حضرت داؤد کا گاسے واسے کو۔
۱۷۴	ارادہ کرنا حضرت داؤد کا خلق پر بھید نہ تھا کریں۔
۱۷۵	گواہی دینا دست و پا کا عالم پر دنیا مین بھی۔
۱۷۶	جانا مخلوق کا اُس دخت کی طرف۔
۱۷۷	قصاص کرنا حضرت داؤد کا خون کی۔
۱۷۸	تشبیہ نفس کی خونی سے جو مدعی گاسے کا تھا۔
۱۷۹	مثل۔
۱۸۰	بھاگنا عیسیٰ کا پہاڑ پر۔
۱۸۱	قصہ اہل سبا اور حماقت اُنکی۔
۱۸۲	شرح کور و درمین اور کر تیز شنوا اور برہنہ۔
۱۸۳	واسن دراز کی۔
۱۸۴	قصہ اہل سبا کی خرمی و ناشکری مین۔
۱۸۵	ہماتیرہ نمبر دن کا واسطے نصیحت اہل سبا کے۔
۱۸۶	جواب انبیاء کا قوم سے۔
۱۸۷	معجزہ چاہنا قوم کا پیغمبروں سے۔
۱۸۸	منہم کرنا قوم کا انبیاء کو عظیم السلام۔
۱۸۹	حکایت خرگوشوں کی قوم کی طرف سے بہوشیاں۔
۱۹۰	جواب انبیاء کا اُنکی طعن پر اور مثل لانا انبیاء کا۔
۱۹۱	ہر کسی کا حق مثل لانا انبیاء مین ہی۔
۱۹۲	مثل لانا قوم نوح کا استہزاؤ۔
۱۹۳	ذکر اسکا کہ گڑھا کھودنا تھا اور کتنا تھا دھول۔
۱۹۴	بجائنا ہون۔
۱۹۵	جواب اس مثل کا جو منکروں نے کہی تھی۔
۱۹۶	بیان معنی حزم و مثال مرد حازم۔
۱۹۷	وفاست حال مرغ کی کہ حزم کو ترک کیا۔
۱۹۸	حکایت نذر کرنا کتون کا۔
۱۹۹	منہم کرنا منکروں کا انبیاء عظیم السلام کو نصیحت۔
۲۰۰	جواب انبیاء عظیم السلام کا جبر یون کو۔
۲۰۱	پھر جواب انبیاء کا جبر یون کو۔
۲۰۲	مکرر اعتراض قوم کا انبیاء عظیم السلام پر۔
۲۰۳	پھر جواب انبیاء عظیم السلام کا۔
۲۰۴	حکمت و دوزخ اور زندان مین۔
۲۰۵	بیان و اذولنا و اذولوا بذاہ القریۃ الخ۔
۲۰۶	قصہ عشق صوفی کا سفر کا خالی از غور نش پر۔
۲۰۷	مخصوص ہونا لقیۃ بکار و سے یوسف سے۔
۲۰۸	حکایت ایک امیر اور اس کے غلام کی۔
۲۰۹	نومید ہونا انبیاء کا قبول منکروں سے۔
۲۱۰	ایمان تھلکا کا خوف ورجاہی۔
۲۱۱	بیان حدیث ان لد تعالے او یاء اخصیاء۔
۲۱۲	سندیل و الزانس بن مالک کا تنوین اور زہل کا۔
۲۱۳	قصہ فریاد رسی رسول۔
۲۱۴	بھرجانا مشک غلام کا غیب سے۔
۲۱۵	دیکھنا نواجہ کا غلام کو سفید رو۔
۲۱۶	حق تعالے نے جو کچھ بد کیا واسطے عابثی پیدا کیا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۳	سناٹا، وقار و دلش	۲۵۶	کامیاب طفل شیر خوار کے
۲۹۵	قصہ وکیل صبر جہان	۲۵۸	پاناموہ رسالہ مقبول کو ایک خطاب کا
۲۹۶	پیدائش و روح القدس کا مہم پر	۲۵۹	جبر و عجز کے پڑنے کی اور معنی ان میں سے
	روح القدس کا حضرت دیم سے کہنا کہ رسول		نہ ہو کر ایک شخص کا حضرت دیم سے کہنا کہ رسول
۳۰۱	حق ہوں	۲۶۰	زبان بہانہ سے
۳۰۳	ارادہ بنا کر کمال کا بخار چلے کو	۲۶۱	وحی آنا حق تعالیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
۳۰۴	پوچھنا عشق کا شہر ہے	۲۶۲	تاج ہو نا اس شخص کا تعلیم سنگ و درخ غامی پر
۳۰۵	منع کرنا و وقت نہا بخار ادرث جانیہ	۲۶۵	شرمندہ ہونا خروس کا سامنے کھٹے کے
۳۰۷	راہی کتنا عاشق کا نام ہے	۲۶۶	خبر دنیا خروس کا مرگ خواہ ہے
۳۰۹	استو جہ ہونا عاشق کا طرف بخار کے	۲۶۸	دوڑنا اس شخص کا پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
۳۱۰	داخل ہونا عاشق کا بخار امین	۲۶۹	دعا موسیٰ علیہ السلام کی واسطے ساتھی یا ان کے
۳۱۱	جواب عاشق کا لامت کر نیوا یون کو	۲۷۰	قبول کرنا حق تعالیٰ کا موسیٰ کی دعا کو
۳۱۲	پوچھنا عاشق کا مشوق کے پاس	۲۷۱	حکایت اس عورت کی جس کا بچہ نہیں جتنا تھا
۳۱۵	آنا مہمان کا مسجد مہمان کشین	۲۷۲	ذکر بے زور کے جنگ میں آنا حضرت امیر خرو کا
۳۱۶	جواب عاشق کا نا محزون کو	۲۷۳	جواب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مخلوق کو
۳۱۷	عشق جالینہ میں کاحیات دنیا پر تھا	۲۷۴	حیلہ دفع مضمون
۳۲۰	لامت کرنا اہل مسجد کا مہمان کو	۲۸۰	وفات پانا باطل دھکا
۳۲۲	کہنا شیطان کا قریش سے کہ نصرت سے	۲۸۲	حکمت بدن کے ویران ہونے کی
۳۲۸	مکر نصیحت نمازیوں کی مہمان کو	۲۸۳	تشبیہ دنیا کی کہ بظاہر فرخ ہی حقیقت تنگ
۳۲۹	جواب مہمان کا	۲۸۴	جو غفلت و کلامی سے سب تن ہے
۳۳۲	تشبیل سوسن باغ خود	۲۸۶	نقص مطلق کا تشبیہ کرنا قیاس کے ساتھ
۳۳۷	تشبیل صابر ہونا سوسن کا	۲۸۸	آداب المریدین
۳۳۸	عذر کرنا گھر کی بی بی کا	۲۸۹	پہچانا ہر حیوان کا اپنے دشمن کی بو کو
۳۳۹	باقی قصہ مہمان کا	۲۹۰	فرق در میان علم سے بطور مثال و علم بطور ہست
۳۴۰	ذکر پندار لیشی طاعنون کا	۲۹۲	جمع و تفریق نفی اور اثبات میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۴	تفسیر تفضلونی علی یونس ابن مہدی۔	۳۴۴	تفسیر حدیث ابن القریآن غمر اوجہنا۔
۳۶۵	آگاہ ہونا پغمبر کا معنی طاعنون پر۔	۳۴۵	تشبیہ اولیا بھصا سے موسیٰ۔
۳۶۶	جواب رسول مقبول کا۔	۳۴۶	تفسیر قولہ تکلمے یا جبال ادبی سے۔
۳۶۷	طافی بے قاہری کے مقہوری۔	۳۴۷	جواب طاعن شمری کا۔
۳۶۸	جذب مشوق عاشق را۔	۳۴۸	شکل سبک گئے کرہ کی پانی پیئے۔
۳۶۹	پہونچنا عاشق کا بندگی صد جہان میں۔	۳۴۹	بقیہ قصہ مہمان۔
۳۷۰	فریادی ہونا پھروں کا پاس سلیمان کے۔	۳۵۰	پوچھنا بانگ طلسم کا مہمان کو۔
۳۷۱	حکم کرنا سلیمان کا پشہ فریادی کو حاضر کرنے ہوا	۳۵۱	ملاقات عاشق با صد جہان۔
۳۷۲	کے لیے۔	۳۵۲	جذب کرنا مہر نصر کا اپنے جنس کو۔
۳۷۳	سر راہی کرنا مشوق کا عاشق بیہوش پر۔	۳۵۳	جذب ہونا جان کا عالم ارواح میں۔
۳۷۴	ہوش میں شوق بیہوش کا۔	۳۵۴	فیض عزائم و قصد کا۔
۳۷۵	حکایت عاشق کا۔	۳۵۵	نظر کرنا حضرت منبر کا قیدیوں پر۔
۳۷۶	یانا عاشق کا۔	۳۵۶	تفسیر آیہ ان تستفتوا۔
۳۷۷	موافق قول جو نیرہا بند	۳۵۷	بے مراد و شمار رسول مقبول کا حدیث سے۔
۳۷۸	خاتمہ الشرح۔		

صنایع محکم و مکافضل خلائے آسمان
بہ عون و اعین و نون و مین و

انتفاع کنوڑا سر را آئی مشور لاج التور معرفت آگاہی گاہ گلستان طریقت نرشا خواص صفت اسماء



پایان پند و اندیشہ و کتب و نسخ و خط و رسم
پایان می نویسد کشور و قریع میں حسین بی چپی



قولہ عز و جل انا الحق حسام الدین باریہ این سوم ذکر کہ سنت شدہ بارہ گنا گنجینہ سرار را + در سوم و نہ ترا
 اعدا را + قوت از قوت حق میزد + نیز عوالتی که حرارت میجد + این چراغ شمس کو روشن بود + نیز فیکه دیو
 و رخن بود + در صفت گردون کو چنین داکم بود + نیز طاب و قانی قائم بود + قوت جبریل از مطیع نبود + بود
 از دیدار خلاق + و در همچنین این قوت ابدال حق + هم رزق دان + نیز طعام و نیز طبق + چہم شازادہم + نیز نوا شربت
 تا روح و از ملک بگذشت + از المعنی اعدا را + نیز طاب کسب و بیعت و دوی خیمہ کی استن + بضم و طم + استون ابدال
 یا فتح ایک فرقه + یار لیا رات + اور + نہ را دمی + ہیں تمام دنیا میں کہ دنیا افسے قائم ہوا + جو کوئی افسے مر جا تا +
 دوسرا کسی جگہ + نیز + ہوا + نہ + کجاں + صیار + الحق حسام الدین کا اوپر کے + و دونوں + و قرون میں + ذکر ہو چکا + ہوا +
 نہ + نار + کجاں + افسے + نہ + قلبی + معلوم + ہوا + نیز + نظر + اشی + تو + در + لے + کے + گونا + ظم + اس + ذکر + کے + خود + ہیں + لیکن + انکی + طرف + نسبت
 کر کے + مخاطب + ہیں + کہ + و + ذکر + تو + ہو + چکا + نیز + اذ + حق + بھی + لا + و + کسوا + سطلے + کہ + تکرار + ہر + عمل + کی + تین + بار + سنت + ہو + پس + یہی + حکم + تین
 ہو + جان + جو + حق + صلیح + کل + ہوا + و + اس + من + فر + سوم + میں + غنیمہ + سرار + کھول + اور + کورا + زہ + ہر + اسے + بعد + کے + عذرا + و + ہی +
 عذرا + کا + کہ + فی + موقع + اور + کچھ + گونا + ہوا + نہیں + ہو + کسوا + سطلے + کہ + تیری + قوت + تو + قوت + حق + سے + ہی + نہ + سے + وہ + پیدا + ہوتی + ہو + جو
 مستم + و + دام + نہ + کسی + عروق + سے + جسکی + حرکت + عارض + ہوتی + ہے + حرارت + پائے + ویسے + ملنے + لگے + تو + تو + مثل + چراغ + آفتاب + کے
 نور + حق + سے + روشن + ہو + جلتو + نہ + ہی + دیا + باکی + در + کار + نہ + روشن + و + چکیو + سقف + خبر + آسان + کی + قدرت + اکسی + سے + جسی + ہمیشہ
 سے + ہو + دیو + ہی + ہر + نہ + محتاج + کسی + زوری + کی + ہر + نہ + ستون + کی + بذات + خود + قائم + ہو + حضرت + جبریل + جنکو + شد + بال + القوی + ذو + مرفہ
 بھی + کہتے + ہیں + انکی + قوت + تو + انکی + سولے + سے + دیدار + حضرت + خلاق + و + دود + کے + مطیع + کی + غدا + سے + نہ + قہمی + کسوا + سطلے + کہ

فرستے خور و نوش سے پاک ہیں پس ایسے ہی جواب الٰہی کے ہیں اکی قوت کا حال ہو کہ وہ بھی حق سے جو کچھ
لکھانے سے نہ کسی طباق سے اجسام ہر چند کیفیت ہیں مگر اکھا جم قضا و قدر سے شرع کیا ہے جب تو
لطافت میں روح و ملک و دونوں سے بڑھے ہوئے ہیں روح جان اور تیز نام ایک فرشتہ عظیم الشان کا
جیسے کہ قرآن مجید میں شب قدر کی صفت میں فرمایا منزل الملائکہ والروح فیما اترتے ہیں فرشتے اور روح
شب میں اختلاف شرح بحر العلوم میں نہ معلوم کتاب کو تارے فوقانی سے کیوں لکھا ہوا اور بجائے صحت کے
آئینہ غلط ہوا اور بجائے نہ طبق کے میں نہ طبق کو صبح جانتا ہوں یہ سب اہل قیامت حضرات کا تبصرہ کی ہیں
قولہ چونکہ موصوفی باوصاف جلیل ازاتش نرو و گدیزچون غلیل کرد و آتش بر تو ہم بردہ سلام ہاوی خاصہ مر مر جہت
غلام ہر فریب جہا غناء ہاے است وین فراجت بر تراز ہر ہاے بیت مابین فراجت و جہنم منبسط و وصف ویتا
کتون شد ملتقط اور درینا عبادہ فنا و خلق بخت تنگ ماند از خلق خلق ہاوی دنیا اہل جہنم سے تو خلق شد
سنگت اعلیٰ تو بولم یعنی آتش نرو دی وہ آتش عظیم جو غروب نے حضرت ابراہیم کو دھین والے کے ایسے ایک
وہنگے کے گردین پھر کا کئی تھی جسکے اطراف میں چار چار فرسخ تک کوئی ہاوی از مذہب نہیں نہ تھا تبارد و سدی سلام
بے از مذہب منبسط کشادہ و گسترہ شونہ ملتقط چسپیدہ در نو کردہ اور ورق زر سے مجلا کردہ صدق تیزی زیر کی
پھر خطاب ہر ضیاء الحق کی طرف کہ جب تو موصوف باوصاف جلیل ہو شل ابدال کے تو تو حکم آن حکم ابدال در آب
آتش روزند غلیل کی طرح اس آتش نرو سے کہ مراد آتش عظیم سے ہوا وہ عشق بر کیوں نہیں گذر کر تو یہ آگ تجھ پر
بھی شل غلیل کے بردہ سلام ہو مجھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہر قانیار کو فی بردہ سلام علی ابراہیم کہا کہ
اگر آگ ہو جا تو سرد رہے گزرا ابراہیم پا و راوی مدح عن مرتبہ سے مزاج کے غلام ہیں جیسا تیرا مزاج دیکھتے ہیں
عمل میں لاتے ہیں اگرچہ عن مرتبہ سے پایہ اور رتبہ والے ہیں کہ ہر شکر کے پایہ اور مادہ ہیں سب انھیں سے
پیادہ اور سب انھیں سے مرکب ہو کے مزاج پایہ لیکن تیرے مزاج کا پایہ ان سب کے مزاج کے پایہ سے
بڑھ کر ہے تیرا مزاج تیرا اس جان منبسط میں جو بڑے وسیع فصیح باطل کی طرح بچھا ہوا ہوا وہ مزاج تیرا وصف قد
سے ملتقط ہو گیا اچسپیدہ مار نو کردہ یا مطلقاً و مجلاً آب فرماتے ہیں کہ ہرے افسوس کا مقام ہے کہ ایسا
شخص خلق میں ہو اور میدان افہام خلق کا نہایت تنگ ایسا کہ گویا خلق کا خلق ہی ہند ہے جو قلم کی لسانی ہے
بس جب خلق کا خلق ہی نہیں تو کیا کیا جائے ہاں اگر تیرا علو ہی تیری جدت راسے سے اسکو خلق نہ تھے
تو البتہ سنگ اکھا جو مراد دل سے جو اس علو کو کھا سکے ورنہ کوہ طوب کا ساحل ہے جیسا کہ آئندہ مذکور ہے
قولہ کوہ طور اندر تخیلی راہ یافت ہا کہ نوشیدہ دمی را بر تافت صار و کائنہ و نشق جلیل ہا ابراہیم جلیل
رفصل جلیل و لغتہ شمشاید از ہر کس کس و خلق بخشی کاریز دہشت و بس و خلق شمشیدہ جسم را و روح را

خلق بخشد ہر عضو کے جدا مابین گیسے بخشد کہ جلالی شوی + ارد غا و ارد غل غالی شوی + تا انگوئی سر سلطان را
 یکس تا انزیری قند یا پیش گس + گوشش انکس فر شد ہر ارجلال مکو چو سوسن وہ زبان افتاد لال + طلق بخشد
 خاک را لطیف خدا تا خورد فاک کب و بر صد گیا + باز خاک کے رنجش علق و لب تا گیا ہش را خورد اندر طلب +
 چون گیا ہش نور و حیوان گشت زفت + گشت حیوان لقمہ انسان و رفت ہباز خاک کہ شد اتکال بشر + چون ہباز
 شد از بشر روح و بصیر و دیدم وہاں شان جلیبازند کہ گویم خورد شان گرد و رازند + المعنی حقیر طبع رنے عطای الہی سے
 متجلی میں توراه پانی بہا تک کہ جو دیدار نوش کی کر کہم طرفی سے متعل ہوسکا ذرا سے گھوٹ کی بھی تاب نہ لایا اور چ
 حال ہو اگر اس سے پارہ پارہ ہو گیا اور اوچٹ گیا اور اوٹ کھیل نہ چکے گا جیسے اونٹ حدائے مہدی پر اپتا ہو گئی
 تیار جسے ہار کو ناچتے دیکھا ہو چنانچہ آیت شریفہ مصداق اکی ہو فلما تجلی رہی لجل جلد و گاہر گاہ تجلی کی رہی ہو سخی
 پہا پر کر دیا اس تجلی نے اسکو پارہ پارہ پس فراتے ہیں حقیقت یہ کہ لقمہ تو ہر کوئی ہر سکو دے سکا ہر کوئی حلق نہیں کیا
 حلق دینا کام انزوپا کی ہی کا ہے مہر حلق جسم و روح کو بخشا ہوا اور وہی حلق ہر عضو کو جدا جدا بخشا ہوا تا مناسب
 اپنے متعلق کے ہوتے ہیں مگر یہ حلق ہوتے ہیں بخشا ہوا کہ تو پاک صاف ا جلالی ہو با سے اور دعا و غل سے خالی تا تجید
 سلطان کا کسی سے نہ کہے اور قند و قیون کے سامنے نہ پڑے اسلئے کہ وہ کان ہر ارجلال کے سنتے ہیں جو شل سون
 کے ہیں کہ زبانیں تو میسون سکتی ہوا اور گونگی بنی ہوئی ہو دیکھو خاک کو لطیف خدا تعالی کا کیسا مقلی بخشا ہو جس سے
 وہ سچو خراج دیتی تو اس آنسواری سے انواع و قسام کی گیا ہ پیدا ہو پھر ایک وقت میں گیا ہ کو طلق و لب بخشا ہو
 لب برگ گیا ہ کے گیا ہ ان لبون سے حیوان کو بطاقتی ہو کہ آئے اور بھگو کھائے جب حیوان اس گیا ہ کو کھا کے
 مٹا ہوا تو وہ لقمہ انسان کا مہو کے عاید یا پھر خاک کی باری ہوئی کہ اتکال بشر اسی خورد و بشر کی ہوئی جو وقت کہ یہ مرا
 اور روح و بعد نے اس سے کنبدہ کیا آب فراتے ہیں کہ بشر کو کیا میں نے ذرہ ذرہ کو دیکھا اور سپہا سب کے
 مٹھ ایک دوسرے کے کھانے پر کھلے ہوئے ہیں اگر ہر ایک کی کیفیت خورد سے بیان کروں تو نہایت ہی
 طول ہو جائے تو کہہ گیارہ برگ از انعام اوہ و ایگان را دایہ لطیف عالم اوہ و رزق دار از رزقا اوہ میدہد ہر ہر ہر
 کندم بے غذا اگر خون و ہر نہایت شرح این سخن رہنما + بارہ لقمہ زبان ان پارہ پارہ جلد عالم اکمل و اکول دان +
 باقیان و مقبول فان مابین جہان و ساکنانش منتشر + و انجمن و ساکنانش مستمر + اینجمن و ساکنانش
 حلق + اہل ان عالم مختلف ہیں کس کس میں نیست کو خورد و + انجمن و ساکنانش مستمر + باقیات العاصات کہ کریم
 رستہ از صداقت و خطار ویم کہ ہر ازانہ یک کس میں نیست + چون خیالات عدد اندیش نیست + اکمل و اکول را
 معلق ست وائے + غالب مغلوب + غفلت وراے + المعنی یعنی پتہ پتہ کو اسکا انعام سے سامان حاصل ہوا
 دایہ دایہ کو لطیف عالم اسکا دایہ جو جتنے رزق ہیں سب رزق کوہ رزق دیا ہوا ظاہر و اگر گندم اس سے غنایا

تو اور وہ کو جن وقت کیسے بخشے ہیں اس بات کو اگر بالکل شرح کیا جائے تو اکل کچھ اتنا نہیں ہو میں نے بہت
 میں سے تھوڑا بیان کیا اسی تھوڑے کو بہتوں پر قیاس کر لے اور جان لے کہ سارا جہان اکمل و اکول ہو اگر کوئی
 کسی کا اکمل ہو تو وہ خود تودہ سر کیا باکول و غرض ہو مگر یہاں جو باقی ہیں وہ قبل و مقبول ہیں یہ جہان اکمل
 رہنے والے سب شرا و برہان گذرہ ہیں اور وہ جہان اور ان کے رہنے والے سب دائرہ مجمع ہیں یہ جہان اکمل
 اس کے عاشق جہاں ہرگز منقطع ہونے والے ہیں کہ جہان ان سے منقطع ہو گا وہ جہان سے اور جو اس جہان کے
 طالب ہیں وہ سب ہیکلی و لے ہیں اور جہان اکمل وہ باہم مجمع ہمیشہ ہمیشہ جس جو انہو وہی ہو گا کیاری اپنی
 آئینہ ان سے کرتے تا بد تک باقی ہے کہ یہ جو باقیات الصالحات ہو جو یکوٹا فتنوں اور خطروں سے
 چھوٹا ہوا ہو جیسا کہ فرمایا و الباقیات الصالحات خیر عند ربک ثواباً و خیر ملامہ اعمال صالح کہ باقی ہیں بہترین تیرے
 رب کے نزدیک از روئے ثواب کے کہ وہ جات ابی ہوا اور بہترین از راہ امید کے کہ وہ دیار خدا کا ہو جس
 کریم کو باقیات الصالحات کہنا موافق تیرے عدل کے ہر آب اس کے مقابلہ میں اگر ہزاروں ہیں تو بھی اس ایک سے
 زیادہ نہیں ہیں وہ ہزاروں ایسے ہیں میں یہ خیالات عدواندیش کے گنتی گنتی کہ ہر اکمل و اکول کے لیے ملحق
 ماسے ہوا و ہر غالب و مغلوب کیلئے عدل و راستے الخلا و شرح ہر معلوم میں عدواندیش کو عدواندیش اور
 عدل کی جگہ عقل جیسا کہ وہ شعرا بعد ہر جہاں عدل ہی لکھا ہو قولہ خلق نبیاً و عماراً سے عدل و خود راہ چندان
 عصا و بل اور اندر و اقرون نشان جہاں اکمل و اکول حیوانے بنو بشر اکمل و شکل و مرقیقین و چون عصا و خلق و
 نامحور و ہر خیلے را کہ از او پس معافی را چون عیان مطلقاً است، رازق خلق معافی ہم عدل و پس از ہی تا باہر از
 خلق نیست و کہ بجزب مایہ از خلق نیست، خلق نضر از و سوختالی بود و وانگہاں روزیش اجلالی بود و خلق عقل
 دل چو شبنامی زنگریافت او بے ہشتم معد و رزق بکبر و شرط تبدیل مزاج آمد یہاں مکر مزاج ہو بود مگر بہر حال
 چون مزاج آدمی گل خواہد و در و بد رنگ و خوار شد و چون مزاج زشت او تبدیل یافت و رفت زشتی و ان
 زشت چون شمع یافت و لہنی او پر جو فرمایا ہو کہ ہر اکمل و اکول کو ملحق و لے اور غالب و مغلوب کو عقل و راسخ ہو
 ایسی کے موافق کہتے ہیں کہ بگو عدل کی بات کہ عصا کو ایسا ملحق نبشاً کہ کس قدر عصا اور کس قدر رسیان اور
 الی بموجب فاقوا جاکم و مصیہم کے پس ڈالین ساحروں نے رسیان اپنی اور عصا اپنے کھا گیا جیسا کہ
 فرمایا فاقی موسیٰ عصاہ فاذا ہی ملققت مایا فلون پس ڈالا موسیٰ نے عصا اپنا پس گل لیا اُس نے کہ کچھ عصا
 و جبال کو کہ ایک کرتے تھے وہ پینے ان جبال و عصا کو جاوے سے سانب و کھانے تھے اور عصا میں ان
 سب کے کھا لینے سے کچھ افزونی نہیں ہوئی وہی عدل تھا اور کیسے ہوتی اس واسطے کہ اسکا اکمل و اکول ہو
 حیوانی نہ تھی وہ ایک چیز تھا اور عطیہ اب فرماتے ہیں کہ یقین کو بھی اللہ تعالیٰ نے عصا کا سا خلق دیا ہو

کہ اُسے ہر حال کو جو پیدا ہوا اُسکو کھالیا جیسے وہ مارے صا و جال کے خیالی تھے دہڑے نظر کرتے تھے اور حقیقت کچھ نہیں اور معانی کے بھی بیش ذات شیا کے مطلق ہیں کہ اُن معانی کے حلقوں کا رازق خدا ہوا کمال پر ہی سے تاک ایسی کوئی مخلوق نہیں ہو کہ واسطے جذب کسی یا یہ کے اسکا خلق نہیں ہو سب کا خلق ہو لیکن نفس کا خلق و سوسونک محالی اچھا جب اسے خالی ہو تو ہکوزی اجلالی ملے اور خلق عقل و دل کا جب فکر سے خالی ہوتا ہو تو رزق بکربا پائے یعنی وہ رزق جو دوسرے نے نہیں پایا ہو اور یا یہ رزق کو ارا کہ ہضم معہ کو آئیں کچھ دخل نہیں مزاج کا اپنے تبدیل کرنا بھی شرط ہو ایسے کہ لٹو کو کیوڑے اٹکا مزاج بہ ہر گ ہو جانا ہو جیسے کہ فی آدمی کل خوار ہو گیا اور کل غلاری اُسکے مزاج میں جگہی تو وہ زرد اور بد رنگ اور قہر و خوار ہو گا جب مزاج زشت اسکا تبدیل ہو جائیگا تو اُسکی بصورتی سب باقی رہی اور وہی صورت اُسکی شکل شمع کے جھکے کی قولہ دایہ کو طفل شیر کما مور را تا بہ نعمت خوش کند ہر روز ابدیاً گو شیر خوار طفل انا ز نشتہا کند ہوا خوار اگر یہ بند راہ یک پستان برود بر کشا راہ صد پستان برود ہذا کند پستان شد حجاب آن ضعیف از ہزاران نعمت و غوان و غشیت پس حیات است موت و نظام اندک اندک چہ کن تم اکلاہ چون چنین بود آدمی خون بد غذا از جنس پاکی بر د مومن کذا چون چنین بود آدمی خوش خوار بود و بود اورا بود از خون نار بود از فطام خون غذایش شیر شد و از فطام شیر لقمہ گیر شد و از فطام لقمہ لقمہ فانی شود و مطالب طلب پنهانی شود و گریہ راکس گھٹتے در رحم بہت بیرون عالمے بس شتم کہین میں خرمی با عرض طول اندر دہن نعمت و سید اکول آسانے بس بلند و پرضیا آفتاب و آفتاب و صد ہما کہ ہما و بچہ و دشتما دہستان و باغما کشما با جنوب و از شمال و از و بود باغما اردو و سیا و سوسو لہنی خون با فتح بخوبی مقصد کو پہنچنا و بالضم معرب پوز یعنی مینی و چہرہ بہا تم طفل با لکنتہ آدمی و حیوان رفیع نفع و غین حجبہ گہرہ نان فطام باز کھنا بچہ کا شیر سے بچہ و و بر س کے چنین بچہ در رحم شیر آموز ترکیب مفعولی یا شیر آموز خستہ پس طفل شیر آموز فطام اس سبب سے کہ نیک و بد بین سمجھتا شیر آموز خستہ ہو جو گری لڈا نڈ ظاہری کے اور اسی کو بد فوز کہا ہو کہ نہایت ہی بدی میں گھسا ہوا جس فراتے ہیں کہ یہی دایہ کہ مراد عارف کمال سے ہر تلاش کر جو اس طفل نفس موصون بصفات مذکورہ کو اسکی صفاتوں سے چھڑائے اور نعمت معنوی سے منہ دل کرے پھر نگہ کرتے ہیں کہ یہی دایہ اس طفل شیر خوار کو ڈھونڈو کہ اسکی نڈا نعمتوں سے کرے تھی کہ اگر ایک راہ پستان کی اپہر نہ کرے تو سیکڑوں پستان کی راہ اُسپر کھولے اسواسے شیر خوارہ ضعیف ہوتا ہو اور عادی شیر کا اور یہی پستان ایک حجاب ہوا اس شیر خوارہ ضعیف اور در میان ہزاروں نمونوں اور خوان زمان کے کہ وہ شیر کی کو اچھا سمجھے ہو سے جو آب فراتے ہیں معلوم ہوا حیات جاری فطام یعنی ترک لڈا نڈ ظاہری و مصداق موت و قبل ان تو تو اپہر موقوف ہو اور لذتوں کو ترک کرنا اور نیست ہو جانا اگر یہ دسوا لیکن تو تھوڑی تھوڑی کوشش کیے جلاس سے دیا وہ ہم کیا کہیں جب آدمی چنین تھا خون اُسکی غذا تھا جو قسم جس سے ہو لیکن جو مومن ہیں

اس شخص سے کیسے پاکی حاصل کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں جب آدمی جنین تھا خون کھانا تھا یہی اہلی غذا تھی اور جب
 بود و بختی کا نام آنا وہی خون تھا جب خون سے ہلکا فطام ہوا یعنی غذا خون کی چھڑائی گئی تو غذا اسکی شیر ہو اور
 بعد فطام شیر کے لقمہ گیر ہوا آپ اگر لقمہ سے فطام انتہا کر کے تو لقمہ فی ہر مہرے اور طالب طلبہ پناہی کا بچہ
 لقمہ فطام ایک اور شواہد شکار جنین سے اگر رحم میں کوئی یہ کہتا کہ اس رحم کے باہر ایک عالم نہایت منظم و آراستہ
 ہو یعنی ایک زمین پر بڑی کنبی چٹری نہایت خوش اور پھینٹیں ہیں یہی یاد رکھانے کی چیزیں اور ایک آسمان ہو
 انہیں بلند و پرفیضا اور آسپر کتاب و ماہتاب اور کیکڑوں تارے اور پہاڑ اور دریا اور جنگل اور باغ و بوستان اور
 کھیت سبز اور ہوائیں جنوبی شمالی اور دبور جیسے باغوں کی کیفیت عروسی اور سور کی بھڑکی ہوئی شادی لائق
 شرح بحر العلوم میں جنین کو ہر جگہ جنین شیر شدہ شد اور فطام باضافت کو کیا کے ساتھ اور بہت کوفت لکھا اور قول
 و صفت ناید عجائبات آن + تو درین خلقت پچہ در آسمان + خون خوری در چارینج تنگنا + و بیان جس طرح اسجناس + خوا
 اور حکم حال خود منکر ہے + زمین رسالت معرض کافر شد + کہین محالست نمیریت غرور و ذرا لگہ دم کو ز زمین ست + وہ
 جس چیز چوں نپیدا واکا و نشو و اکا و نکذا واکا و چہ چنانکہ خلق عام اندہ جہان + در انجمن ابدال سکوینہ شان + کہین
 جہانی صیت بس تارکین تنگ بہت بیرون عالمی بے بورنگ چچہ در گوش کسی ایشان فت + کہین طمع کہ چاہے دت و
 لوش ایند طمع از استماع چشم را بند و غرض از اطلاع + ہچنانکہ این جنین اطع خون مکان غذا سے اور ست اوطان و
 از حدیث اینجہان محبوب کرد خون تن + ابر و لبش محبوب کرد + زمینہ انواع نعمت مذکورہ و یو خون آدمی نہ اندہ چاشت غرض
 بر تو ہم طمع خوشی اینجہان + شد جالبی خوشی با و دان + طمع و ذوق این حیات پر غرور + از حیات ستہیت کرد و کرد
 پس طمع کورت کند نیکو بان + بر تو پوشانہ یقین + ایلیان + حق ترا باطل نماید از طمع + ورتہ کو ہیا فراید از طمع با طمع
 نیز از شو چون رہتان + تانی پارسر آن آستان مکان + در اندر چون در آئی واری + از غم و شادی قدم بہ چون
 چشم و جانت روشن حق میں شود + بی ظلام کفر نور دین شود + پند و دان را پذیرا شو جان + تباری از خوف مافی دہان
 بشو اکون قصہ کشیل آن + تباری و حقیقت نور جان + یعنی با و اگر اس جنین سکنت کہ وہ وہ عجائبات اس
 جہان میں ہیں جبکی صفت نہیں ہو سکتی تو اس اندھیرے کی آزمائش میں کیا پڑا ہو اور تنگنا میں لایا پائون چھو
 بصورت شخص معذب چارنخ کے خونخواری اور قید و غماستوں اور رنج میں کیوں آلودہ ہو رہا ہو تو وہ جنین موافق
 حکم اپنے مال کے کہ مطلق واقف نہیں ہو سکتا ہی ہوتا اور اس پیام و رسالت سے منہ پھیر لیٹا اور کافر ہوتا
 اور کہتا کہ یہ سب باتیں محال و فریاد و روجہ کی ہیں اس واسطے کہ وہ تو اندھا ہوا اور ہم اندھے کا اس بات سے
 وہ ہو کیسے آہیں سائے جس جس کو اس کے ادراک نے دیکھا ہی نہیں وہ ادراک منکرناک اسکا اسکو کیسے سنے جیسے
 عام مخلوق اس جہان میں لگتا ہی ابدال اس جہان کا حال بیان کریں کہ یہ جہان کیا چیز ہو ایک تاریک

و کتاب جگہ ہے اسکے سوا اور ایک جہاں ہو کہ جس میں نہ ہو نہ رنگ ہو نہ تن نور جلا لکھو گیون سے پاک
 خدات لکین یہ بات ابدال کی عام خلق سے کون سنے اس سبب سے کہ طبع بڑا ایک تو ماضیو ط پر وہ ڈالے
 ہوئے ہو یہ طبع وہ ہو کہ نہ کانون کو سننے دیتی ہو نہ آنکھوں کو دیکھنے دیتی ہو تا اطلاع پائے اور اوھر جوع
 ہوئے جیسے اس جن میں کہ اسکی ان جگہوں میں پانچہرین غذا خون ہو خون کی طبع نے محبوب کیا ہو اور خون تن کو
 مرغوب کر رکھا ہو اور پس منتوں سے فرو برد ہو اور سوا سے خون کے کوئی غذا چاشت کی نہیں ایسے ہی کچھ
 بھی طبع اس جہاں کے خوشی کی جن جہاں کی خوشی کو چھپائے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے
 جو ایک دھوکا ہی دھوکا ہو نہ میں ڈالا ہو کہ حیات رشتین سے صحیح اور دقتی ہو اندھا بنا رکھا ہو پس خوب
 جانے کہ یہ طبع تجھ کو اندھا کر رہی ہو اور بیشک یقین کو جسے چھپا رہی ہو اس طبع کے سبب سے تجھ کو حق بلل معلوم نہ ہو
 اور اسی سے تجھ میں کوریان برہمتی ہیں جتنے رست لوگ صراط مستقیم کے چلنے والے ہیں سب طبع سے بیزار ہوئے
 ہیں تو بھی بیزار ہو تب تو اس آستانہ کے سر پائون رکھ گیا کہ جس وقت آسکے دروازہ سے اندر گھسے تو غم و شادی
 سب سے چھوٹ جائے اور سب سے الگ ہو جائے آنکھ تیری روشن اور حق بین ہو جائے اور بھلا کفر و کفر
 ہر تن نور دین ہو جائے جس لازم ہو کہ نصیحت مردوں خدا کی سن اور ان تو ہر خون و خطر سے چھوٹ کے ان
 میں ہو جائے اب تمہارا ایک قصہ مجھ سے سن تو حقیقت میں نور جان کا اس سے تجھ کو حاصل ہو

قصہ پل کون کے کھانے والوں کا اور نہ مانا نصیحت ناصحوں کا

قولہ ان شیدی نو کہ در ہندوستان دید و نامائے گروہ و دوستان گرسنہ ماذہ شدہ بی برگ عورت میرید از سفر از راہ
 مردانیش جو شید و گفت خوش سلامی شان چون گلشن گفت گفت و ان کہ از تنوع و زلا و جمع آمدن تانی بن کر بلا ملک
 و طہ انداز قوم طیل تابنا شد خوردان فرزند پیل پیل بہت میں ہو کہ انکوں پر وید ہندس از جان اول شبنو پیل پیل
 اندر راہ تان صیایشان بہت میں لکھا و تان بس طویلت اند و لطیف ماز و سین لیک و رشان بود اندر کہیں
 از بی فرزند صدف رنگ او او گروہ و حیرت آہ آہ آتش و دود آید از فرطوم او و اکھنڈان بچہ حرم او المعنی
 تجھ کو گنگی محبوب او معروف بر بہنہ لطیف بجا جلی نادر و عیسے ہیں منہ فرزندین فتح نالہ فرطوم ہضم ہندی ہاتھی کی نو
 فراتے ہیں کہ تو نے وہ نقل بھی سنی ہو کہ ہندوستان میں ایک نے ایک گروہ و ستون کا دیکھا سب بھوکے تھکے
 پاسے بے قوتہ گنگی کسی راہ دور کے سفر سے آئے ہوئے اس نام کی وانا فی ہفتنا سے محبت جوش میں آئی انکو سلام کیا
 اور جن اخلاق سے گلشن طبع انکو دیکھ کر شگفتہ ہوا اور کھامین جاتا ہوں کہ بھوکا و غلامی سے عاجز ہو کے تم لوگ اس
 کر بلا میں جمع ہوئے ہو لیکن اللہ اللہ تو قوم بزرگ ہاتھی کے بچوں کو ہر گز اپنی خوش مست بنائو تو کرا اللہ اللہ کی
 واسطے تمہارے کے ہوا اب جدھر کو تم جاتے ہو اوھر ہی کو ایک سبیل مست گیا ہو تم مست جاؤ میری

نصیبت جان و دل سے سوا اسی راہ میں تھا رہ چل سکے ہیں جانتا ہوں انکا شکار تھا میرے دل خواہ
ہو وہ تو نہایت نادار و لطیف اور موٹے ہیں لیکن مان انکی تاک گھات میں لگی ہو اپنے فز و مذ کے لیے
سو فرسنگ تک چلائی ڈکراتی جاتی ہوا اور آہیں کرتی ہوا دوسو ٹا سے آگ اور دھواں اُسکی کھلتا ہوا خدا
بچائے جیسے وہ اپنے بچے مردہ کے لیے شمشاک ہو انخلا و شمع بحر اطلال میں طریقت کو ظہرین جو معنی شطیط
کے ہوا و رہا ان جہش بمعنی اوچٹن کو خشن لکھا ہو قولہ اولیا اطفال حق اندازے میں در حضور و نصیبت آگاہ باخبر
غایبی بندیش از نقصان شان + کو کشد کین از برای جان شان - گفت اطفال من اندازن اولیا + در غریب فرزند
از کار و کیا + از برای امتحان خوار و یتیم + لیک اندازہ سر منہ یار + ندیم + پشت + در جہل عصمتا سے من + گو گیا
ہستند خود و اجزای من + ہاں وہاں این حق پو شان من اندازہ ہزار اندازہ ہزار و یک حق اندازہ ورنہ ذکر کو سے
بیک چوب ہزار موسیٰ فرعون را زیر و زبر ورنہ ذکر کو سے بیک نفرین + ہ + نوح شرق و غرب را غرقاب خود +
بر کند سے یک دعای لوط را + جملہ شہرستان شان را بر او بد گشت شہرستان چون خود و شان + و بد گاہ بے یثربی
نشان + موسیٰ شام ست این نشان میں خبر + درہ قدسش بہ منی ہر گز رہ نہ ہزاران انبیاء سے حق پرست +
خود بہر قرنی سیاستما بدست اہل معنی فقرین دعا سے بد قرن + بالقرن صدی بابت قولات مولانا ج کے ہیں کہ جیسے نعل
کے بچے تھے ایسے ہی او پہلو اولیا اطفال حق کے ہیں حضور و نصیبت دونوں حال میں وہ اُنسے آگاہ ہوا و بر خبر
مہین تو حق سے غائب ہو انکا نقصان و ایذا ہر گز نہ تجویز کر سوا سطلے کہ + انکی جان کیواسطے تھے کینہ لیکھا او
انتقام کم کر گیا جیسا کہ فرمایا تھا عاینا نظر المؤمنین یعنی لازم ہے ہر دو مومنوں کی اور فرمایا کہ یہ اولیا میرے
اطفال ہیں اور غریب میں ہیں کہ کار و کیا سے خود ہیں یعنی نہ کوئی کام نہ دیوے کہتے ہیں اور یہ کیا کہ خداوند کا
اور کیکے کارندے ہوں بلکہ آزا و مطلق جیسا کہ حدیث میں ہوا مخلوق عیال + اللہ جہم علی اللہ انقطع لہا و لہ نصیبہم
الی اللہ انقطع لہا لہ مخلوق اللہ کی عیال ہیں میں دوست ترافے اللہ کے نزدیک وہ ہو کہ نفع ہو و نہجانے
اللہ کی عیال کو اور بہ غرض تر وہ ہو اللہ کے نزدیک کہ ایذا دے اُسکی عیال کو میں نے اور لوگوں کے
استحسان کہ کہہ دیکھوں انکے ساتھ کیا کرتے ہیں خوار و یتیم کیا ہو لیکن پوشہ میں انکیا اور ندیم ہوں یہ لوگ میرے
جملہ لگا ہوا شتون سے پشت دار ہیں گویا میرے اجزا ہیں جنہا و خبر دار یہ گڈی پوش خاص میرے ہیں ہزارین
سو خرازی لکھوں ہزار جتنے ہیں سب ایک تن ہیں اور اگر یہ بات نہوتی تو ایک چوب ہزار سے جو ملا و دعا سے ہو ایک
موسیٰ فرعون جیسے کو زیر و زبر کب کر سکتا چوب ہزار عسا کو موافق زیڈ مدلل کے کہا ہو کہ ہر کام موسیٰ کو دیتا تھا
کشتی ہو جاتا تھا اور سواری کی ضرورت میں سواری اور علی ہذا اور اگر تخصیص میں لوگوں کی نہوتی تو نوح
اپنی ایک بد دعا سے شرق و غرب کو غرقاب کیسے کر دیتا ایسے ہی لوط کی اکینہ عا و ہ تمام شہرستان اپنی قوم کے

کیسے لکھ کر چھپاتی وہ شہر ان کے تازہ و سرسبز مثل فردوس برہن کے تھے پھر وہ دریا آب سیر و کے نشان تھے تھے
اور یہ نشان اور یہ خبر طرف شام کے ہر ریت المقدس یا دشت مقدس کی راہ و گزیر جیسا کہ فرمایا انکم لقرن علیم
مصحفین و باللیل افلا تعقلون اور بیکاب اور قریش تم اسپر گزرتے ہو رات دن اور پھر نہیں جانتے اور لا کھون انبیا
حق پرست ہوئے ہیں اور ہر قرن میں سپاسین ہوتی چلی آئی ہیں اختلاف شرح بحر العلوم میں یہ وی کہ
سید و نہیں لکھا ہوا اور بیندیش کو میندیش قولہ کہ گویا میں بیان افرون شود و خود مگر چ سنگ غار خون شود
خون شود کھما و باز آن ہفتہ تونہ مینی خون شدن کوری و و طرفہ کور و و بین و تیر چشم لیک از شتر یعنی
غیر شتر موبو بیند صرفہ حرص اس بقص بے مقصود و انہ پھر غریب و موبو بیند ز حرص خود بشر و نقص او غالی ز غریب
پھر شتر و نقص انچا کہ کھود ہاشک بنی غیبہ از ریش شہوت بر کنی و نقص جولان بر سر میدان کنندہ و نقص اندرون خود مردان
چون ہند از دوست خود تنہا و چون چند از نقص خود ہی کنند بطریق ان از درون و بیند بجزا و شتر نشان کف میند
تو نہ بینی برگہا بر شاخہا کف زمان نقصان نہ تحریک صبا و تو نہ بینی لیک ہر گوش شان و برگہا با شاخہا ہم کف زمان
تو نہ بینی برگہا رکف زدن و گوش مل باید نہ این گوش بدن و گوش سر ہند از ہزل و دروغ نہ تا بینی شہر جاذبا
ہیں و ہاں بر بند از ہزل و عمو و جہر ہش روی او چیری گو و سر کشا گوش محمد و سخن کش گویا در نبی حق ہو از ان
سر بر گوش ست و چشم ست آن نبی و حجت حق مرضع ست و عاصی ملین سخن پایان از ارباب ان سوی اہل بل بر کا از ان
المعنی فرماتے ہیں اگر ان قرون کی سیاستوں کو بیان کروں تو یہ بیان بوجہ جائے اور وہ اسی سخت سبب ہیں
کہ مگر کیا چیز ہو سنگ خار سخت بھی منکے خون ہو جائے پھر کہتے ہیں گو سپاہ خون ہو جائیں اور خون ان سے بچے لیکن
تجھ کو خون ہونا کیسے سوچھے کہ تو اندھا ہوا اور وہاں عجیب اندھا کہ وہ بین بھی ہوا و تیر چشم بھی لیکن اشتر سے
سوائے چشم کے کچھ نہیں دیکھا اسلئے کہ چشم نفع کی چیز ہو اور وجد و حال سے اس کے کچھ غرض نہیں آئندہ بیان اہل حال
ریا کار کا ہو یعنی حرص انسان کی اپنے نفع کے لالچ سے اونٹ کا بال بال تو دیکھتی ہو اور قصہ کچھ کچھ بطرح مقصود
وہی حرص نفع کی خوشی میں جیسا سچا تے ناچتا ہو پھر فرماتے ہیں کہ بال بال تو بشر اپنی حرص سے دیکھتا ہو اور
قصہ اسکا غالی فیر سے ہو اور شر سے بھرا یہاں رقص کیا کرتا ہو ہاں کر تو شکستہ ہو یعنی خود ہی خود بینی
تیری ٹوٹے اور جہاں نہیں ریش شہوت سے مگلے تا تجھ کو ریش شہوت کا سوچھے اور اپنے نقص پر طاع ہو کے
ازا کہ کرے یہ موقع رقص کا ہو یہ لوگ تو رقص و جولان بر سر میدان لوگوں کے دکھانے کو کرتے ہیں اور جو
مرد ہیں وہ اپنے خون میں رقص کرتے ہیں یعنی باطن میں اور پوشیدہ اس طور پر کہ جب اپنی خودی کے ہاتھ
سے نجات پاتے ہیں تا لیان بجاتے ہیں اور جو اپنے نقص سے کو د جاتے ہیں ناچتے ہیں انکے مطرب انکے
اندرون میں دن بجاتے ہیں نہ یہ مطرب ظاہری جس سے وہ ایسے شور میں آ جاتے ہیں کہ انکے شور سے

سندرون کے منہ میں جھپکے بھر آتے ہیں تو اس بات کو نہیں دیکھتا کہ پتے شاخوں پر حرکت مہاسے کیسے
تالیان بجاتے اپتے ہیں بھگو نہیں سو جھتاہو کہ پتے اور شاخیں ملے انھیں کے کانوں کے واسطے تالیان
بجاتے ہیں تو پتوں کا تالیان سبب نہیں دیکھتا ہر کو واسطے کہ اس کے سننے کو گوش دل چاہیں گوش بن
اور وہ گوش دل جب نصیب ہوں کہ ان گوش سر کو ہزل و دروغ سے بند کر تو اپنے شہر جان میں فروغ
دیکھے لا جو رقم کو ہزل و بیہودہ سے ایو بند کر اور سولے وصف رو سے ار کے کوئی بات منہ سے ست نکال
گوش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزل و دروغ کے سنتے ہیں سرکشی کرتے تھے یعنی سنتے ہی نہ تھے اس سبب
منافق انکو ایذا دیتے تھے حالانکہ خدا نے انکو قرآن میں ہواذن فرمایا ہو یعنی خاص کان کما قال اللہ تعالیٰ
و منہم الذین یؤذون النبی ویقولون ہواذن قل ان الذین یؤذون النبی انہم الذین اسماؤکم والذین یؤذون
رسول اللہ لہم عذاب الیم یعنی بعض منافقوں سے وہ لوگ ہیں کہ ایذا دیتے ہیں نبی کو اور کہتے ہیں کہ وہ کان ہو
جو کچھ ہم کہتے ہیں سنتا ہو اور تصدیق کرتا ہو تو کہہ اسو محمد کہ کان تو ہوں مگر خبر کا کان تھا سے واسطے اور ان
لوگوں کے جو ایمان لائے اللہ پر اور ایمان لائے مومنوں کی بات پر کہ جو کچھ کہتے ہیں سچ ہو اور رحمت واسطے
انکے جو ہم میں سے ایمان لائے اور جو ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو اشر عذاب دردناک ہو وہ نبی سر ہر گوش
و چشم ہو اور وہ رحمت حق اور ہمارے لیے دایہ اور ہم طفل شیر خوار کہ بھوک رحمت حق کا شیر لپاتا ہو بس پھر گریز ہو نہ
قصہ کے کہ اس بات کی تو کچھ نہایت نہیں ان اہل فیل جبکا ذکر شروع کیا تھا انکی طرف چل الخلافہ شرح بحر العلوم
میں گوش شان کو گوش شان مگر کہ لکھا ہے ہمیشہ ہوتا ہو کہ کوئی ایک لفظ آخر شروع کے دونوں مصرعوں میں باریک
اور آغاز ان لکھا ہو اگرچہ ان ردیف ہو سکتا ہو کہ میں خبر مصرع میں ان کو اچھا سمجھتا ہوں یا شعور و فانیستیں ہو جا

بقیہ قصہ متحرران فیل بچکان

قولہ ہر وہاں ایل ہو میں کاندہر و مدہ ہر ہر برمی تند و تا گبا یا بکباب ہر خوش ناما نہ ہر مقام و زور خوش الحما ہی بند گنا
حق خوری و غیبت ایشان کہی کیفر بری + ہیں کہ پو پائی ہا نان خالق ست + کو برد جان غیر آن کو صادق ست + سو
آن افسویہ کش بوی گید + ایشا اندر گورنگرا نکیر + نے وہاں دزدیدن امکان زان ہماں + فر تو ان خوش
کرو ان ازداد و وہاں آب و روغن غیبت مر و پیش + راہ حلیت غیبت عقل و ہوش را چہ کوبہ زخمائے گرز
شان + ہر سر ہر اثر شا و مرز شان + گرز غر ایل + انگرا شہ + کہ نہ بینی چوب و آہن در صور + ہم بصورت حق نماید
کہ کہے + زان ہماں بخوابند لگے + گوید ان رنجور کا عیال حرم + بیت ایش شیر بر فرق سرم + چون نمی میند + ان زیار ان اثر
در جواب آئینا ان کا عمو + انہی پیغم باشد این خیال + چہ عیالست انکہ مبت از ارتحال + یعنی چہ ہوتا تھا اسی
وانا کی طرف سے فراتے ہیں کہ وہ پل ہر ایک کے منہ کی بوسہ گھستا پترا ہو اور ہر ہر کے معدہ کے گرد بچتا ہو

تو بہان کہین ہو کہا ب اپنے سپر کی پائے اسکو انا انتقام و زور و کھالے آگے مقولات مولانا ج کے ہیں تو
کیسے گوشت ہنگان حق کے کھانا ہو اور غیبت آنکی کرتا ہو آخر بلا یا بیگنا جیسا کہ فرمایا لا یغتبکم بعضکم بعضا آپ
احمد کم ان یا کل لحم اخیہ میتا فلا یتیم و اتقوا اللہ ان اللہ تو اب رحیم چاہیے کہ غیبت نہ کرے کوئی کسی کی اتسے کیا
وہ دوست رکھتا ہو اس بات کو کہ کھالے گوشت اپنے مرے ہوے بھائی کا پس کمرہ جانو اسکو اور پوچھ
سے بیشک اللہ تو بہ قبول کرنے والا ہو اور رحیم ہو خبر دار ان کو کہن کا جو غیبت مردان حق کی کرتے ہیں
متنبہ سو گھنے والا خالق ہو پھر سو اُسکے جو صادق ہو اور کون جان بچا لینے والا ہو اب واسے اُس فحش پر
اُسکے ہو گئے گوہرین منکر نکیر مہوں کہ نہ تو ان ہزرگون سے متوجہ چرانے کی طاقت ہوگی نہ کچھ داد و دہش سے کام
نکلیگا نہ کوئی ایسا اب و روعن بیگنا کہ جس سے اپنی صورت بدل ڈالے جیسے بہر پیے بدل ڈالتے ہیں
یہ عقل و ہوش کو راہ حیلہ کی آوروہ اپنے گز کے زخم ہر زائغ کے سر و مقصد پر مارے گئے کہ معاذ اللہ اب گز خراب
کا اثر دیکھو کہ نہ انکی صورت کسی لکڑی سے ہو نہ آہن سے اور کبھی کبھی صورت بھی معلوم ہوتی ہو لیکن اُس سے
بیار ہی آگاہ ہوتا ہو اور کھتا ہو کہ او گھر والو کیسی تلوار میرے سر پر ہو اور گھر والوں کا خیال کہ انکو کوئی
نظر نہیں آتا تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اے اندھے ہم تو کیسکو بھی نہیں دیکھتے تیرا خیال ہی خیال ہو اور یہ
خیال بھی از خیال سے ہو یعنی رحلت کا وقت قریب ہو اسخلا و شرح بحر العلوم میں کہ نہ بتی کہ نہ بتی لکھا
تو لہر خیالست این کہ این چنچ نگوں + از نسیب آن خیالی شد چونوں + گز با و متیغ محسوس شد + پیش بیار و
سرش منگوس شد + او بھی میند کہ آن از بہر اوست چشم دشمن بستہ زبان و چشم دوست + حرص و نیار رفت و
چشمش تیز شد چشم اور روشن کہ چون نوزیز شد مرغ بے ہنگام شد آن چشم او + از نتیجہ کبر او و خشم او + سر برین
واجب آمد مرغ را + کو بغیر از وقت مہربان دورا + ہر زبان از صیت جزو جانت را + ہنگام از مرغ جان ایامت را
عمر تو مانند ہیمنان ز درست + در روز شب مانند نیار شمرست + بیشمار و میدہد ز بیوقوف + تا کہ غالی گردد و آید
خسوف + گز کہ بستانی نونی جیلے + اندر آید کہ وہ از ان دادن زیارے + پس بنہ برجای ہر دم را غرض تاز
بدو + اقرب یا بی غرض + در تمامی کار با چندین کوش + جز بجاری کہ بود در دین کوش + عاقبت تو رفت تو
تا تمام ہکارایت اہر زبان تو خام + و ان عمارت کردن گور و لحد + فی سنگست + و چہ بزلہد + بلکہ خود را در
صفا کو رہی کنی + در منی او کنی و من این منی + خاک ابر گردی و در خون غش + تا دمست یا بدو + از خوش
گور خانہ قہدا و کنگرہ + نبود از اصحاب منی آن سو بگر اکنون رنگ طلس پیش را + بیج طلست گیر دہوش را +
در غدا بکست آن جان او + کہ روم غم و دل عثمان او + از ہون پر ظاہش نقش و نگار + و ز درون ہوشیا
دارزار + و ان کی بنی و ان دلت کہن + چون نبات اندیشہ و شکر سخن + لہ معنی منگوس گوشتا و سترنگون

قبیلہ بھنگلام مال بسیار پڑھنا وہ فرماتے ہیں گھر والے تو خیال تھاتے ہیں لیکن عیب ہی خیال ہو چکی ہے یہ چنچ سنگون ایک خیال ہو گیا ہو اور مثل فون کے غیدہ تیس بار کو وہ گزرتی ہو محسوس ہونے لگے اور سب پیش نظر اب سر اسکا جھک گیا یہ تیار تو دیکھتا ہو اور مانتا ہو کہ یہ سب گزرتی میرے ہی واسطے ہیں لیکن دوست دشمن کی چشم سے چھپے ہوئے ہیں وہ نہیں دیکھتے اسوقت میں حرص دنیا کی گئی اور آنکھیں تیز روشن ہو کے خون بہانے لگیں اب آنکھوں سے خون بہانا ایسا جیسے مرغ بے ہنگام کی ہانگ کہ نتیجہ کبر و خشم کا سامنے آیا بس اس مرغ بے ہنگام کا سر کاٹنا واجب ہو کہ یہ وقت بولتا ہو اور سر ہوتا ہو اور مرغ بے ہنگام آنکھیں جو بوقت رونی ہیں رونے کا وقت تو گزر گیا تو جاتا ہو کہ نزع کا ایک وقت معین ہی نہیں ہر وقت تیری جزبان کے واسطے ایک نزع ہو بس اس نزع جان میں ہر وقت اپنے ایمان کو دیکھ رہے اور اُس کے ذکر سے غافل مت ہو ع شاید یہ نفس نفس واپس نہ بود و غم تیری ہی ہو جیسے زر کی ہمایوں اور یہی رات دن اس ہمایوں کے دینا شمار کرتے ہیں اور یہ بوقت اپنے اُس زر کو آنکھیں دے رہا ہو یہاں تک کہ ہمایوں خالی ہو گئی انہیں ہون آجائیکا مثلاً ایک پہاڑ ہو اُس میں سے تھوڑا ہی تھوڑا لو اور چکو رکھو نہیں کہو دو تو کو بھی دینے سے عاجز ہو جائیگا پھر ہمایوں کیا چیز ہو جس کو چاہنے نقد عمر کو روز و شب صرف کر رہا ہو ہر دم اسکا عوض رکھتا جاتا و سبہ و اقرب سے نہ عاجل کرے یہی عوض ہو دنیا کے تمامی کاموں میں اتنی کوشش مت کر بجز کام دین کے اس میں جہاں تک ہو سکے کوشش کر دنیا کے کاموں کا یہ حال کہ انجام تیرا تو یہ کہ تو دنیا سے چل ہی گیا اور کام تیرے اتر و ناتمام رہ ہی جائینگے اور ردی تیری جو تو شہ راہ آخرت کا ہو وہ بھی کچی رہیگی اور جو گوروں کی پر عمارت بناتے ہیں بیہودہ ہو تو نہ سنگ کی عمارت بنا نہ لکڑی کی نہ اسپر مال کثیر صرف کر لیکہ اپنی گویا غامین بنا اور خودی سے غلٹی رہا اور وہ جب کو مائی اور منی منرا اور ہوا سکی منی منی اپنی منی کو دفن کر دیا اسکی خاک ہو یا اور اُسی کے غم میں نہ فون تو تیرا دم اُس کے دم میں سے مدد میں پاتا رہتا ورنہ وہ جاوید ہو گا یہ عمارت گور کی تو نشان چند روزہ ہو نہ زندگی ہوشیہ کی یہ گور خالی اور گنبد و کنگرے اہل معنی کے سامنے کھڑے اور جیہ نہیں ہیں اور یہ جو مردہ کو دفن مہیتی دیتے ہیں مثلاً اسکو طلاس پوش بنایا اسکا یہ رنگ کہ کوئی طلاس بھی ہاتھ ہوش معنی جان کا پکڑ سکتا ہو اور دستگیری کر سکتا ہو اسکو تو طلاس پوش بنایا اور جان اسکی عذاب دہین ہو اور کر تو غم کے اُسکے دل عذران میں ڈنک لگا رہے ہیں ظاہر تو اسکا پر نقش و نگار کر دیا اور باطن میں اندیشے زار زار بھرے ہیں اب دیکھ اُس وقت پوش کو جب کو پانی گدڑی میں داب دیا کی سکی شک جیسی باتیں ہیں اور بات جیسے اندیشے جننے نہ کر لیکہ بھی شیرین کام ہیں الحلاف شرح بحر العلوم میں چونکہ کو کہنوں لکھا ہو

ارجوع بحکایت مسافران فیل بچکان

قول کہ گفت صاحب ہشتیہ میں پند میں داخل وہاں تان نگہ روشن ہا گیا وہ گہر کا قلع شہیدہ و شکا فیل بچکان کم
 ہدیہ میں ہر دن کروم نگرون و انصیح، جز سعادت کہ بود انجام نفع ہن چنین رسالت آہ ہم تار با ہم سن شمارا
 از دم، ہین مباد کہ طبع مان رہ دہم طبع برگ انان جہان تان ہر کند، این بگفت و غیرا بے کرد و رفت
 کشت قحط و جوع شان و در راہ زلفت، ناگہان دیدن سبوی جاوہ و پور نیلی فریبہ فرادادہ اندر قتا و در چون
 گر گمان ست، پاک خور و نہ فروشتند دست، آن یکی ہجرہ مخور و پندادادہ کہ عاریت آن فقیرش بود یا بہ
 از کب بشانغ آہ آن سخن، سجت نو بخت ترا عقل کمن، پس بقتا و نہ وقتند آہنہ و ان گرسنہ پاسبان آن نہ
 دیدہ پیلے سہنا کے میر سید، اولاً آمد سوار س دود و بوی میگرد او و افش، اسباب و بیچ بولے زو نیا مذاکوار
 چنباری گردا و برگشت و رفت، مرد و زانو آہنہ میل خفت، مر لب ہر خفتہ را بوی کرد و بوی می آہ و زانو خفتہ
 مرد، کہ کباب پیل آدہ خورہ بود و ہر دیند بکشتش پیل و دہ و زانو او یک بیک از ان گروہ و میبایند
 بنو دوش زان شکوہ و ہر سو انداخت ہر یک از گردان، تا ہمی زو بزین ہشتگان، اسحقنی اسی ناصح نے
 کہا کہ میری نصیحت نافہ و قول وہاں تمہارا امتحان میں نہ چڑجائے جسی برگ دیکھا ہر جگہ پر قناعت کرو
 فیل بچکان کے شکار کہ ہرگز نہت جائیو میری گردن میں جو نصیحت کا جال تھا یعنی میرے ذمہ نصیحت تھی
 وہ کی اس واسطے کہ نصیحت کا انجام سعادت ہو متیق مگو، پیام ہو پچانے آیا تھا تو نہ تو نہادت سے بچاؤ
 خبردار ایسا نہ کہ طمع تمہاری راہ مارے اور طمع تمہاری برگ کی شکو اس جہان ہی سے اکیڑے یہ کہا اور
 خبر باد کہکے وہ ناصح تو ہل یا اور اٹکا قحط اور انگی بھوک اس راہ یعنی شکا فیل کے بچکان میں کہ اختیار کی تھی خوب
 موٹی اور مضبوط ہوئی اسی حال میں اتفاقاً ایک راہ کی طرف ایک نیل کا بچہ فرہ نوزاد و دیکھا سب برگ
 مست کے مثل اسکو لپیٹ گئے اور مار کے بالکل کھا گئے اور ہاتھ و ہونہ کے بیٹھ رہے مگر ایک ہمارا ہی نے
 انکے نہیں کھایا اور انکے ہی نصیحت کی کہ اسکو اس فقیر کی بات یاد تھی بس وہی بات اسکو لکے کباب
 کھانے سے مانع ہوئی دوسرا مصرع مقولہ مولانا رحم کا ہو کہ مہربانی کا نصیب تازہ وہاں جوتا ہو تو وہی
 چیرانی بات عقل کی سوجھنا ہو آپ یہ سب تو کباب کھا کے پڑے سو گئے مگر وہی بھوکا پاسبان اس گلا کا
 جاگتا رہا اسکو بھوک کے مارے نیند نہیں آئی دیکھا کہ ایک فیل نہایت سہنا کہ آتا ہو اور اگر پہلے ہی بچہ
 پاسبان کی طرف دڑا اور بتین و نہ اُسے اسکا منہ سو گھما کوئی بونا گوارہ کو نہ معلوم ہوئی چیر گئی بار اس کے
 گرد و پیر کے چلا گیا اور اس شاہ پیل زلفت نے اسکو کچھ نہتیا من بعد ہر خفتہ کے لب اُسے سو گھے اُس کے
 لبون سے اسکو ہوائی تھی اس واسطے کہ انھوں نے تو کباب پیل زادہ کے کھائے تھے انکو اُسے فوراً چیر ڈالا

اور مار ڈالا غصہ دم مجھ میں آئے اس گروہ سے ایک ایک کو پھار چیر ڈالا اور کچھ پروانہ کی اور ہر ایک کو
ایسا زور سے اوپر پھینکتا تھا کہ زمین پر گرنے سے زمین میں شکاف ہو جاتا تھا تھو لہ اور غور نہ خون خلق
ازرہ بگرد آتا نیا روغن ایشانت بزور مال ایشان خون ایشان دان حقین و دانکمال از نور آید زمین مادی
خیل بچہ کین کشد خیال بچہ خوارہ را کہ فر کشد خیال بچہ میخوری اسوارہ خوار بہم برآو دشمن خیال از تو دمار بہ بوی رسوا
کر و کر اندیش اسبیل و از بوی خشم و پیش آہ آنگاہ بہ بوی رحمن از زمین و چون نیا بہ بوی طبل از زمین و مصطفیٰ
چون بورد از راہ دور و چون نیا باز از دہان مابخور بہم باید لیک و شانزدہا بہ بوی نیک و بد برآید بر جا و تو بچہ
و بوی آن حرام و میز نذر آسمان سبز فام و ہموہ انھاس رشتت میشود تا بگوئیں ان گروہ و میرود و بوی کبر و بوی عرش
بوی آزد و دشمن گھنٹن پیادہ چون پیازہ گروہی سو گندمن کو خورہ ام و از پیازہ و سیر تقویٰ گروہ ام و آن بوت
سو گند غازی کند بہر دماغ ہندشیان ہر زہد پس دعا بارو شود از بوی آن و آن دل کر نہیں یاد زبان و خندا
آمد جواب آن دعا و چوب رو با شہر اسے ہر دماغ کہ مدیت کر توبہ معصیت بہت و آن کرشمی لفظ مقبول مستطاب
و ربو معنی کر و لفظت نکو و آنچنان معنی نیز زدیک توبہ المعنی آب مقولات مولانا کے ہیں کہ اس خون کھانے پہلے
خلق کے اس او خونجو اسی و ظلم سے باز تو خون اکھا تچہ جگہ کرے اور انکے مال کو بھی اکھا خون مقین جانے
کسو اسٹے کہ مال بھی بزور ہاتھ آتا ہوا و مال کی ڈربان میں ہوتی ہو دیکھو مارا س خیال بچہ نے کسی عداوت اپنی
کھالی او جن خون نے خیال بچہ کو کھایا تھا کیسا اُسکے بہ کہ انھیں پہنچایا تو بھی خیال بچہ کو کھاتا ہوا و دائرہ و توت
کھانے والے وہ خیال تیرا دشمن ہو ضرور جھکوا ہلاک کر گیا خیال تو کر ان کر اندیشوں کو انکی بونے رسوا کیا کہ خیال نے بو
اپنے دشمن کی پہچان کے انھیں کو مارا جو اسکے دشمن تھے اور وہ دشمن کہ بوی رحمن کی ہیں سے معلوم کیسے کہ وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جیسا کہ کمالی لاجدریح الرحمن میں ہیں پتا ہوں جو رحمن کی ہیں سے پھر ہم میں جو
بہ باطل کی ہوا سو کو کیسے نہ معلوم کرے شومہ کا تفسیر جو کہ مصطفیٰ جباتی راہ دور سے جو معلوم کر لین تو ہوا سے
منہ کے بخارات کو کیسے نہ معلوم کر لینگے و معلوم ضرور کر لینگے لیکن ہمارے عیب چھپانے کی نظر سے نہیں گتے ورنہ بد تو نیک
خواہ بد آسان پر پونہ پختی ہو تو سوتا ہوتا ہوا و حرام کی جو جو تینے کھایا جو مرغ سبز فام تاک جاتی ہو تیری سنہیں
جو جلتی ہیں اُنکے ساتھ وہ جو بھی ہوتی ہو اور آسان کے جو بولینے والے ہیں اُن تاک جاتی ہو تو کبر کی اور بدھن کی
او بد آن کی کیا باتیں کرنے میں پیازہ کی طرح منہ سے نہیں آتی بالفرض اگر تو قسم کھائے کہ میں نے پیاز نہیں کھائی
اور لیسن پیاز سے پر ہیر نگار ہو گیا ہوں گروہ تر جمیں جو پیاز کی بھری ہو وہ تو غازی کر گیا تیری قسم کیا
تصادیق کر گئی وہ تو ہنہشوں کے دماغ پہا کر لگے کی جس تیری دعائیں جیترا دل کے زبان سے کر رہا ہو ورنہ
جہنگی اسکی بوسے اس دماغ کے جو اب میں قبول کیا معنی اسٹو آنگیا کسو اسٹے کہ ہر دماغ کا بد لاچوب رہی بیٹنے

اس شخص کے ساتھ مجھ سے نہ ہو چھوڑ دو جس شخص سے تو نے گناہ نہ کیا ہو حضرت مولیٰ نے کہا کہ انہی میرا ایسا دہن
کہاں ہو فرمایا مجھ کو غیر کے دہن سے یاد کر لینے ایسا کر کہ غیروں سے دعا ہے حق میں کہ اگر ان کے
دہن راتوں میں اور دنوں میں تیرے واسطے دعا کیا کریں آسائے کہ غیروں کے دہن سے تو نے گناہ
منہیں کیا ہو ان کے دہن سے کہلا وہ کہیں کہ اس کو کیا تو اپنے دہن کو آپ پاک کر اور اپنی روح کو چست و
چالاک بنا اس بات پر تے ہیں ذکر حق کافی نفس پاک ہو اور جب پاک دہن میں پہنچا تو پاکی برپا کی حاصل ہو
پھر پیدہ کیسے ٹھہر سکتی ہو ذرا اپنا بستر اٹھا کے باہر نکل جائیگی ظاہر ہو کہ منہ دند سے بھالنتی ہو دیکھ تو دن کی
روشنی جب روشن ہوتی ہو رات بھاگ جاتی ہو جس ایسے ہی جو وقت کہ نام پاک اسکا دہن میں آئیگا
نہ پیدہ ہی رہیگی نہ کوئی شک پوشہ

اس بیان میں کہ حاجت منہ کا اللہ کہنا عین لبیک کہنا حق کا ہو

قولہ آن کی اللہ می گفتے شبہ تا کہ شیریں گرد واد و کرش لبے ملکوت شیطا لش خوش اسوخت روی
چند گوئی آخر ایسا رگومی دین ہر اند گشتی احوتمو خود کی اللہ لبیک گوئی نیاید یک جواب از
پیش تخت چند اند میزنی باروی سخت باو شکستہ دل شد و نہاد و سر وید و در خواب او خضر و خضر
گفت ہیں از ذکر جون و اماندہ و چون پشانی از ان کش خواندہ گفت لبیک منی آید جواب دہان ہی ترسم
کہ کروم ردیاب گفت خضر کہ خدا گفت این بہن کہ برو باو بگو اسے متعن گفت آن اللہ تو لبیک ہا
این نیاد و سوز و دردت پیک است و ذرا در کار من آوردہ ام نہ کہ من مشغول نوکرت کروم جیلا و
چارہ جوئہا می توہ جذب با بود و کشادگان پای تو ترس و عشق تو کہ نہ لطف است دیر ہر رات تو لبیک است
بان جاہل نین و عاجز و ذریت و از انکہ یارب گفت نش و ستوریت بروہان و پریش قفل ست و بند تان لہ
بر خدا وقت گزندہ لخصی عتو نفع اول تکبر و سرکش لبیک حاضر ہوں تیری خدمت میں حاضر ہونا خضر با کسر فتح
اول و کثرتی نام غیر بہتین تازگی و ہنری ایک شخص اللہ رات میں کہا کہ تاتھا تا اسکے نوکرت سے
شیریں لب ہوئے ایک رات شیطان نے کہا کہ چپ اسوخت رو بہا رگوب تک بیکہ آخر کچہ فائدہ بھی ہوئی
سرکش اسقا اللہ اللہ کہتا ہو کسی ایک اللہ کے جواب میں بھی لبیک نہ سمجھو تو اب جواب بھی پیش تانت
سے نہیں آتا پھر تو ایسی سخت روی کے ساتھ اللہ اللہ کیوں کیے جاتا ہو اس چارہ کا اس کہنے سے دل
فٹ گیا اور سر کھلے لیٹ رہا خواب میں اسنے حضرت خضر کو ہر روز ارہن دیکھا کہا خبر دار ہو تو ذکر تو سے
کیوں تھا کہ جبکہ یاد کیا کرتا تھا اس سے کیوں پشیمان ہوا کہ مجھ کو اسکی طرف سے جواب لبیک کا نہیں
آتا ہو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مرد وہ درگا وہ نہ پہنچنے کہ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہو کہ اگر متعن تو ہوا اور

اس سے کہ وہ جو تواسد کتا ہو وہی لیک ہمارے ہواوریہ تیرا نیاز و سوز و درد سب ہمارے قاصد میں جوتیرے پاس پہنچتے ہیں کیا اس کام میں ہم جھگڑائیں لائے ہیں کیا ہم نے جھگڑا اپنے ذکر میں مشغول نہیں کیا ہو تو اسکو ہماری طرف سے نہیں جانتا تو جو یہ جھگڑا و چارہ جو نمایاں کرتا ہو سب ہمارے جذب و کشش سے ہیں اسی جذب نے تیرا قدم آگے بڑھا دیا ہو یہ تیرا خوف و شوق بھی گندہ ہمارے لطف کی ہواوریہ ہر مایہ کے تحت میں ہماری لیبیا ہو دیکھ لے جاہل کی جان کو اس دعا سے سوا سے دوری کے کچھ حاصل نہیں ہوا سلیے کہ یارب کننا اسکا دستور ہی نہیں آتے اُس کے دہان و لب پر قفل لگا دیا ہو تا سچ ہو کہ نہ کیونست ہمارے سامنے گریہ و زاری نہ کر کے قولہ داوود فرعون را صد ملک مال تا بکر داوود عی عزوجل ہاں بد و بے عرش ندید او در و سر تا نالہ ہوسوی حق آن بد گمراہ داوود را جلد ملک میں جہاں بحق خداوش درد و رنج و آن وہاں نہ لکھ دو رنج یا رآن وہاں بد نصیب و تالش و جہاں بد و آبد ہتر از ملک جہاں ہتا جو قیود اراور ہماں + خداوندین بید و از ہر کمیت + بخواندن باور و از اول بر کمیت + آن کشیدن زیر لب و از را یاد کردن بہر و آغاز + آن شدہ آواز صافی و خرن + ہاوی خدا می ستغاث و اومعین ہاں لکھ ہر ش بیچہ نیست + ذالک ہر غلبہ سیر نہ نیست + چون سگ کہنی کہ از مر و راست + بر سر خوان شہشاہان نشست + تاقیامت میزد او پیش غار معارفانہ آب رحمت بی تقار + ہاوی با سگ پوست کو را نام نیست + لیک اندر پردہ بی انجام نیست + جان بدہ از بہر انجام ہاوی سپر + بی جہاد و صبر کر با شد ظفر + صبر کردن بہر این نبود حرج + صبر کن کہ صبر بفتح الفرج + زمین کہیں بی صبر و خرمی کس نیست + حزم را جو صبر گمراہ + دست + لکھنی دیکھ فرعون امتہ تعالی نے سیکڑوں قسم کا ملک و مال دیا یہاں تک کہ اُس نے دعویٰ خدا فی اور عزوجل کا کیا لیکن تمام عمر کبھی اسکا سہر بھی نہ دکھا + ماوہ + اصل خدا کے سامنے نالہ و زاری نہ کر کے سارا ملک اس جہاں کا حق تعالیٰ نے اُسکو دیا لیکن درد و رنج اور وہ دہن نہ دیا کہ جس سے نالہ باور دکتا اس سبب کہ وہ درد و رنج جو یا ر اس دہن کا ہو کہ درگاہ حق میں نالہ و زاری کرے اس جہاں میں حصہ اُسکے دوستوں کا ہو جس ملک جہاں سے وہ درد و چھا جعین تو خدا کو پوشیدہ یاد کرے بیدر و کا یا و کرنا افسردگی سے ہوتا ہو اور بڑے کا یا و کرنا عشق و دل بردگی سے وہ آہستہ آہستہ آواز کرنا اور اپنے صبر اور آواز کو یاد کرنا وہ ایک آواز صافی و خرن ہو جو کتا ہو اوی خدا فرماویس اور اوی مد و گار میرے افرعل نالہ کیسکا بے جذب حق نہیں ہوتا یہاں تک کہ کتا جو انکی راہ میں نالہ کرتا ہو وہ بھی بدون اُسکے جذب کے نہیں ہوتا کہ اسلے کہ ہر شوخی رغبت کی گرفتار ہو اور وہ رغبت ہی مانع نالہ کی توجہ تک اسکا جذب نہ ہوگا رغبت مانع اس نالہ کی ہوگی اور جب جذب اسکا ہوگا تو وہ جذب اس رغبت کو ہر طرف کر دیکھا جیسے سگ کہنی کہ اول

اس مردار سے جو رغبت ہو چھوٹ گیا تو خزان شاہشاہوں پر بیٹھا بیٹھے ان اصحاب کسب کے ساتھ شمار کیا گیا کہ مثل انکے تو شدہ اصحاب کسب میں اسکا بھی حصہ ہوتا ہے یہ سب شاعر شعرا اس دفعہ دخل کے بھی ہیں کہ وقرا و مل میں دعا کرنا فرعون کا مذکور فرمایا ہو لیکن اب جو یہ قیدین جذبا اور ہنس رنگی اور بیدردی وغیرہ کی لگائی ہیں ان سے سب تناقص دفع ہوتے ہیں کہ وہ دعا اسکی درود و جذب سے معاف تھی ورنہ کیوں دل اسکا نرم ہو سکے اپنی سرکشی سے باز نہ کیا انتہی اور وہ سب کفشی عارفوں کے مثل سامنے اپنے غار کے آب رحمت حق کا بے تغار لگوں کے پیار بیگا اب فرماتے ہیں اور غما طلب بہت ایسے سبک پوست ہیں اور خراب حال جو بظاہر بے نام و نمود ہیں لیکن در پردہ بے جام عشق کے نہیں ہیں تو بھی اور پھر اس جام کیواسطے اپنی جان دیدے جہاد کر صابر ہوتا محنت و صبر سے تو بھی طغریاب ہوئے صبر کرنا اس خیال سے کہ صبر گنجی کشودگی ہو کچھ حرج کی بات نہیں اسیلے کہ یہ دنیا کینگاہ شیطان کی ہو اس سے وہی بچ کے نکل گیا جسے صبر و حزم کیا بلکہ صبر خود حزم کے ہاتھ پاؤں ہیں جیسا کہ فرمایا والذین باءوا فینا لکنہم سبلنا جن لوگوں نے جہاد کیا ہمارے راہ میں اور کوشش کی ہدایت کرینگے ہم سب کو اپنی راہوں کی قولا کہ حزم کن از خور و کین و ہرین گیا ست و حزم کردن زوزن و راویا ست مکاہ باشد کو میرا دی جہاد کہہ کو مر باور و وزے مند و ہر طرف خولے بھیخند ترا کای را در راہ خواہی ہرین یا در ہنایم ہر ہمت با شمع رفیق ہمن قلا و نرم درین راہ و یقین و قلا و نہت زہرہ دانلود و یوسف اکمل و دستور این گرگ خود حزم آن باشد کہ نغریب ترا ہر بے پوش و انہای این را کہ کچھ خبری دار و دنی پوش اور سحر خوانا میدانید در گوش تو کہ کیا حمان مامور و شنی و خاندان است و تو آن مہی حزم آن باشد کہ گوئی تخم ام یا سبقم و خست این و خمد ام یا سرم و دوست و در و سرور یا مرا غما یا یا آن خالو پھر ہزار ایک فوشت و ہزار بیشتا کہ بکار و در تو بیشتا شمشیرا زرا کہ بچاہ یا شست و بہرہ یا ہیا او کو و رشتت مند اگر دہ خود کو دہاں پر سیل و جو یز پوسید ست گفتار ش و غل و ترغیغ آن عقل و مغرت را برود صد ہزار ان عقل ایک نشتر و یار تو خرمین مت و کبیات مگر تو را مہی مجوز و سیات و بیکہ معشوق تو ہم آواز مت و دین بر پہنای ہمہ آفات مت و حزم آن باشد کہ چون دعوت کنند تو کوئی مت و خواہان باشند دعوت ایشان صغیر مرغ دان کہ کند ہیا و در کس نہان و مرغ مردہ پیش بہادہ کالین و میکند آواز و فریاد و انہیں و مرغ پندار کہ جنرل دست و جمع آید بر درویشان پوست او و ہر گھر مرغی کہ مرغش واقع و تا نگردد کچھ ازان دادہ ملق بہت بیخبری پیشانی یقین و حزم را نگار و محاکن تو دین و زانکہ بیخبری شقاوت برود و دین رود از دست و در و سرور ہر بیشتا دین فساد را و شرح این و تالکوی مانع بر اسی حفظ دین و بمعنی تخمہ بالضم و بعضی طعام و تخمہ کوستان ترغیغ آواز و دانتوں کی جو سخت چیز چاہئے یا جگر سے یا غصہ کے نکلے آہیں

نام عاشق کو ویسا ہی معشوق تھی آئین فتح ناگہج کجانات غاری پریشانی و پرگندہ مغزی تلقی بعضی طرح چاہی
 و مکاری اور آواز جو کوئی سنگریزہ اور کلچ پانی میں ڈالنے سے پانی سے نکلے قوت سے ہرین اول حرم اپنی
 خورش سے کر کہ یہ بڑی زہریلی گیاہ جو اس سے حرم کرنا یہ زور نواز دیا سے ہر آسپے کے گھاس کا ٹکڑا ہوا
 سے اور ہوا کو اچھلتا ہی لیکن کوہ کے سامنے ہوا کا کیا وزن ہو مطلب یہ کہ خورش چھی دینا والوں کو
 لوٹ پوٹ کرتی رہتی ہوا دلیا کہ وہ پہاڑ ہیں اُنکے سامنے اس ہوا کا کیا وقار و وزن ہو اور ہوشیار جو کہ
 ہر طرف سے غول تجھ کو پکار رہے ہیں کہ اسو بھائی اگر راہ چاہتا ہو تو خبردار ہوا و حرکت کو آئین تیرا ہرنا و فریق
 ہونگا اور تیرا پیشرو اس واسطے کہ یہ راہ بڑی باریک ہو حالانکہ نہ وہ پیشرو ہر راہ جاتا ہو اور پوسٹ تو ہر گز اور
 مت جاوہ گر کہ خود یہ شمار بیان پیران ریاکاریں ہیں غول سے یہاں تک اور حرم یہ ہو کہ چرب شیرین و پنا
 اس سرا کے تجھ کو اپنے مغزہ میں نہ فریضہ کر لیں کہ انہیں نہ چربی ہو نہ نوش ہر جا و پڑ پڑ کے تیرے کان میں
 پھونکتے ہیں اور تجھ کو اپنے بس میں کرتے ہیں کہ اسو روشنی آچار امان بن گھڑیا ہو اور تو ہماری ملک سے ہوا
 غلام جیسا کہ آدمی چرب و شیرین بقون کا غلام ہو تیری ہوشیاری یہ ہو کہ تو کہے تجھ کو تیرے ہوشیاری ہوا یا
 ہون یا زخمی اس گورشان کا ہون کھا نہیں سکتا اور چرب و شیرینی تو بھی ہو کہ تیرے ہون یا کہہ دے کہ میرے سر
 درد ہو اسکو کھو دو تو تمہارا امان بنو یا میری میرے خالو کے لڑکے نے دعوت کی ہو خالو میں یا داد و انداز
 سختیں کلام کی ہو اور خالو معنی ماموں یا خالو شوہر خالو کا اس سب سے کہ اگر ایک نوش تجھ کو دیدیگے تو سیکر ہون
 نیش آئین سمجھ لے کہ وہ نیش تیرے میں ہی پیش بودیگے اور اگر تجھ کو پیاس یا ساٹھ روپیے ماہوار
 دے تو ایسا ہو جان لے کہ یہ گوشت مچھلی کے کانٹے میں رکھا ہوا ہو مزہ و تو آئین بھنس ہیگا اگر تیرے
 ورنہ وہ پیر میل خود کب دیگا یہ بات اُسکی ایسی ہو جیسے جوڑ گھناٹا اور کھٹے اسی زرخشاں کر گیا کہ تیری عقل و مغز
 و دھون کو کھو دیگا لاکھوں غفلتیں تو اسکو بتائے وہ ایک بھی نہیں گنیا تیری یا تیری خرمین ہو اور تیرا
 کیسے صہیں اعمال صا کہ بھرے ہوں بس اگر تو امین ہو امی عاشق تو سو اسے و بسہ یعنی معشوق کے کہیں
 طالب مت ہو آو وہ و بسہ معشوق تیری ہی قوت ہو اس سے خارج جو ہرین جلد تیرے لیے آفات ہرین
 ہوشیاری یہ ہو کہ جب تجھ کو اپنی طرف بلانیں تو یہ مت جان کہ یہ لوگ میرے شوقندہ و خالو امان ہیں انکا
 بلانا ایسا ہو جیسے صغیر مرغ کی کہ صیاد گھات میں چپکے کر یا ہو اور ایک مرغ مردہ سامنے رکھ دیتا ہو کہ مرغ جان
 کہ یہ آواز و فریاد نہ اسکا ہو جس وہ اپنا بھنس جان کے اور اُسکی آواز سمجھ کے اُسکے پاس آ جاتے ہیں
 صیاد اسکا پورست پھاڑتا ہو ان گروہ مرغ کہ جب کو حق نے حرم بخشا ہو ہر گز ان کی واسطے پرگندہ مغز و
 اس متو اپنے دوست تو خوب بے یقین جان لے کہ بھڑی بڑی ہوشیاری کی بات ہو بلکہ خود ہوشیاری تو فرم

مست چھوڑا اور اپنے دین کو محکم کر کے سب سے کہیں بھی پہلے شقاوت کا دین ہو کہ دین یا مٹھ سے جاتا ہو اور دوسرے
جمل ہوتا ہو اب میں ایک انعام تجھے کتا ہوں جسکو اور انکی شرح کو سننا تو حفظ دین کا حازم ہو جاتے

فرشتہ کرنا ایک دستاوی کا ایک شہری کو اور بڑی خوشامد و نسیبت و عورت کرنا

قولہ امیر اور بدواں زماں میں شہر ہے باروستانی آستانہ و دستاوی چون سو شہر آیدے ، فرکہ اندر کوئی ان شہری
دوسرے دستانہ مناش بدے ، بڑوکان اور بدویش بدے ، ہر عورت کہ جویش گزراں بدست کرے مرد شہری لکھا
رو بہ شہری کر دو گفت ایچا چہ تو ہیج می نائی سو وہ فرج جو ، شدہ شدہ جلد فرزدان بیارہ کہیں ان گشتن سہ تو بہا
یا تابستان یا وقت فرستہ بدم خدیت ماسن کر خیل و فرزدان و قومت رایارہ دروہ باش خوش باہے سہا
در بہاران خطہ وہ خوش بود کشت دار و لاکہ و لکش بود و وعدہ دادے شہری اور ارفع حال تابا بدست
وعدہ بہشت سال اور ہر سال ہی گفتم کہ کہ عزم خواہی کروا کہ ماہ و چہ او بہا نہ سائنے کامسالان ، از فلان
خطہ یا دیہان سال دیگر کر تو نام واریدہ از کما ت انظر خواہم و دیدہ گفت بہشتندان عیال منتظر
بہر فرزدان تو اہل بل بہر بازہر سالے چو لکلاک مدے ، تا مقیم قصبہ شہری شدے ، خواہ ہر سالے زرد و
خویش ، فرج او کر دے کشو دے بالی خویش ، آخرین کرت سہ دان پہلوان ، خوان منادش بامدادان و
شان ، از خجالت باز گفت او خواہد ، چند وعدہ چند بفری ہمراہ یعنی ماضی زمانہ گذشتہ فرکہ خیمہ کلان
فرجہ با سہر کشا و گی و تو بہندی ماہ ماہ بکسر کوئی قصبہ بارگرد آمدہ مثل گندیہ حکایت بھی تاکید خرمین لکھی
ہو فرماتے ہیں کہ امیر اور زمانہ گذشتہ میں ایک شہر والا کسی گاؤں والے کا آشنا تھا گاؤں والا جب
شہر میں آتا تھا تو اسی شہر والے کے یہاں ٹھہرتا تھا دو دو تین تین مہینے اسکا مہمان ہوتا دکان پر بھی اور
خوان پر بھی جو صاحبین انکی ہوتی تھیں شہری سب گفت ٹھیک کر دیتا تھا و دستاوی نے ایک دن شہری کی طرف
مستوجہ ہو کے کہا کہ تو کبھی میری قریح کو گاؤں کی طرف نہیں آتا ، اللہ اللہ کیا اچھا ہو کہ تو بھی آئے اور اپنے
فرزدادوں کو لائے کہ یہ وقت گلشن اور نو بہار کا ہی یا گرمی میں آ کہ وہ وقت میوہ کا ہوتا تو مابین تیری محبت
کروں تو اپنے خیل اور قوم اور سچوں سب کو لا اور تین چار مہینے ہمارے گاؤں میں خوش باش ہو بہار کے
دنوں میں گاؤں کا خطہ خوش ہوتا ہو ہر طرف کھیتوں سے سنوڑا ہوتا ہو اور لاکہ و لکش وہ شہری نظر لانے
کے وعدے کرتا تھا یہاں تک کہ دوری وعدہ کو آٹھ برس گزر گئے و دستاوی بھی کتا رہتا کہ بارادہ کر گیا
موسم جا رہا آیا جاتا ہر شہری بہانہ کرتا تھا کہ مہال تو ہمارے یہاں غلام خطہ سے ایک مہمان آ گیا تھا
آئندہ سال میں اگر مجھ کو اپنے کاموں سے فرصت ملے تو آؤنگا کہا احوال انکی میرے اہل عیال تیرے
بال بچوں کے منتظر ہیں فرض ہر سال یہ دستاوی مثل لکلاک کے آتا تھا اور اسکے مکان میں ٹھہرتا تھا

لکھنؤ سے تشریف لے کر سب سے پہلے کوٹہ پورہ ایک ملک کے دوسرے ملک کو چلا گیا اور یہاں پہنچے
 اس ملک میں کلنگ اور کویل وغیرہ آجاتے ہیں یہ خواجہ ہر سال اپنے زرو مال سے دل کھول کے
 اسکا بیج کرتا تھا آخر وہ زمین تین مینٹاں پہلوان نے صبح شام اسکے سامنے خان لگایا اور یہ وہاں رہا
 پھر آئے شرمندہ ہو کے خواجہ سے کہا کہ تو اتنا زمین کو کتک و حد کر گیا اور کہاں تک مجھ کو حد دے گا
 تو کہہ گئے خواجہ مجھ و جانم وصل چوست، لیک ہر تھوئل اندر حکم ہوست، آدمی چون کشتی بہت و بادبان +
 کرا کر اور آں بادبان، بانسو گند آں ہواوش کاو کریم، دیکھ فرزند ان بیابانگ نعیم، دست او گرفت سہرت بعد
 کما شد از نو بیابانی جہد بعد وہ سالے ہر سالے چنیں، بلا ہوا و وعدہ با ملی شکرین، کھو و کان ہوا جب
 گفتند ای در پادشاہ واپر و سایہ ہم دار و سفر، حقار و بی تو ثابت کردہ، در بجا و کارا و پس بردہ، او بیخو اہل کردہ
 حق آں، واکرا و چون شوی تو میان دس و صیت کردہ، مارا و دشمنان، کہ کشیش سوی وہ لایہ کسان +
 گفت حق است این ملی او سپہویہ، اتق من شراعت الیہ، دوستی تخم دم آخر بود، ترسم از وشت کہ آں فائدہ
 شود، صحبتی باشد چو شیشہ قطوع، ہمو و در بوستان و در و روع، صحبتی باشد چو فصل نو بہار، ز و عمارتہا و خل مشا
 خرم آں باشد کہ ظن بدر بری، تا گزیری و شوی از بدر بری، خرم سو لطفن فرمود آں رسول، ہر قدم را دم سید
 او مقبول، در وی صحرا بہت ہوا و فراخ، ہر طرقت و بہیت کم و دو ستاخ، آں بز کو بی و دو کہ دام کو
 چون تبار و دوش از قدر گلو، آنکہ میگفتی کہ کو انیک بہین، وشت میدیدی نمیدی کیس، بدی کیس، دام صیا
 او عیار، و نہ کہ باشد میان کشت دار، آنکہ گستاخ آمدند از زمین، استخوان و کلاہ پاشان بہین، چون
 بگورستان، در وی او مر تھلا، استخوان شان از پیرس از امانضہ، تا بظاہر بہین از متان گور، چون فروختند در
 چاہ غور، چشم اگر داری تو کووانیسیاد، و رنداری چشم دست آور عصا، آں عصا می خرم و استلال را +
 چون نداری بد میگفتی چو باد، و ر عصا می خرم و استلال نیست بی عصا، سر برایت، گام انسان نہ کہ نابینا
 تا کہ پا از سنگ و از چہ وارہ، در زلزلہ زان و بہ ترس و احتیاط، آدمی نہ پاتا نیفتد و خطا ملو زود و سے جستہ در
 ناسے شدہ، فقیر جہت تو بے شادہ، احسن تھوئل ایکس برج سے دوسرے برج میں جانا آفتاب و ماہ اور
 اور سیاروں کا ہونا موقتی خدا یا تعالیٰ کا آو ستاخ بمعنی گستاخ خبا با بعظم دیوانگی فرماتے ہیں کہ پھر اس
 خواجہ نے کہا کہ میرا تو جسم و جان و دونوں چل کی جستجو میں ہیں لیکن ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا یہ تو اللہ ہی
 کے اختیار میں ہے آدمی ایسا ہو جیسے کشتی اور بادبان گمراہ چلائے والا جب ہوا چلائے تو کشتی چلے پھر
 روستائی نے بہت قسمیں وے کر کہا اس کو کریم فرزندوں کو ساتھ لے آوے اور نعمتیں وہاں کی دیکھ آوے نیز فرج
 ہاتھ اسکا پکڑ کے عہد لیا اور کہا کہ اللہ اللہ جلدی آوے اور کہنے میں کو شش کر بعد دس برس کے کہ یہ دس برس

اسی طرف سے لایا ہوا اور خواجہ طیفیون سے جو عذر دین شیرین میں گذرے گا جو لے لڑکوں نے کہا
 کہ اسی پر چاند اور بارود رسیا کو بھی سفر ہو تو نے اپنے حق پر خراب ثابت کیے ہیں اور اس کے کام میں بہت
 رنج اٹھائے ہیں وہ بھی چاہتا ہے کہ تجھ کو اپنا ممان کروں اور تیرے بعضے حق سے ادا ہوں اسی پر بھیجے
 وصیت پوشیدہ کر گیا ہو کہ تم خوشامد کر کے جیسے بنے ویسے میرے بیان اس کو بھیج لاؤ خواجہ نے کہا یہ تو حق
 لیکن اسو بیہودہ جو مراد ہو شیرو عاقل سے ہو یہ بھی تو ہو جو کہا ہو کہ ڈرو اس شخص سے جس کے ساتھ تھے حسان کیا
 سیبویہ اعتبار یک سوئی کا ہو کہ شہر اس کے مثل سیب کے تھے اور نام اس کا عمر بن عثمان دوستی ایسی ہونا چاہیے
 کہ تخم دم آخر کی ہو یعنی مرتے دم تک ہے میں ڈرتا ہوں کہ کوئی وحشت ہد گریہ ہو اور پیغم خراب ہو جائے
 بعض صحبت تو ایسی ہوتی ہے جیسے شمشیر زندہ بلکہ قطع کہ صیفہ بالعد کا ہو اسو بسیار قطع کنندہ جیسے دیکھ کا مین
 باغ و دماغ کے حق میں اور بعض صحبت ایسی ہوتی ہے جیسے فصل نو بہا جس سے آبادیاں ہوتی ہیں اور
 بیشمار آدمیاں کہ حزم اس کا نام ہو کہ گمان بد ہی کرے تو بچے اور بدی سے محفوظ رہے حزم کو سور لہن
 رسول مقبول نے فرمایا ہو چنانچہ حدیث ہو اخزم سور لہن ہو شیاری بد گمانی ہو جس ہر قدم کو دام ہی جائے
 رہے رونے صحرا اگرچہ بظاہر ہو اور و فراخ ہو لیکن تو ہر طرف گستاخ بے کشتہ مت جا اس لیے کہ ہر طرف نام
 تجھ کو نہیں سوچتے بڑکھو ہی کو دیکھ کیسا صحرا میں دوڑتا ہو کہ دام نہیں ہو اور جب دام گلے میں پڑے کہ بھینس
 جاتا ہو تو وہ دام ہی کتا ہو کہ تو چوکتا تھا دام کمان ہو دیکھ لے یہ ہو جگہ تو تو نے صاف دیکھ لیا اور کہیں کو نہ بچا
 بے کہیں اور دام صیاد کے اسو مرد کھڑے نہ بھینس میں کب ہوتا ہو اسے شکار کے لیے اس کو کھینس میں
 چھوڑتے ہیں بس وہ لوگ جو گستاخ جو کے زمین پر آئے ہیں ان کو لانعم ہو کہ استخوان اور کتبون کھڑے ہو کھو
 دیکھیں جب تو ای برگرزیدہ گوشتان میں جائے تو ان کی بی بیوں سے زمانہ گذشتہ کا حال پوچھ کر کیا گزرا
 تو انستان گور سے تو ظاہر دیکھے کہ کیسے چاہ غور میں ڈوبے ہیں ستان گور اس سبب سے کہ دنیا کا انجام
 گور ہو اور یہاں آ کے کیسے مرت ہو جاتے ہیں تجھ کو اگر خدا نے آگاہی تو اندھون کی طرح یہاں مت آ اور
 آنکھیں نہیں دین تو کوئی عصا ہاتھ میں لا اور حاصل کر اور وہ عصا حزم اور ہستد لال ہو اگر آنکھ نہیں ہو
 تو اس کو پیشو ابنا اور جو حزم و ہستد لال کا عصا بھی نہیں ہو تو بے کسی عصا کش کے کسی راہ میں مرت کھڑ ہو
 اور قدم ایسا سوچ سمجھ کے کہ جیسے اندھے رکھتے ہیں تو پاؤں سنگ و چاہ سے بچا رہے دیکھ تو کیسا
 لرز لرز کے اور ڈر کے احتیاط سے پاؤں رکھتا ہو تا کسی دیوانگی میں نہ پڑ جاؤں اسو مخاطب بہت
 ایسے ہیں کہ دھوئیں سے تو بھاگے اور آگ میں گرے لقمہ کی تلاش میں نکلے اور لقمہ مار کا نکلے مطابق
 اسی کے حکایت آیت رہے

قصہ اہل سبا کا اور کفران نعمت انکا اور رشومی کفران کی اور فضیلت شکر و وفا کی

قولہ تو بخواندی قصہ اہل سبا + پانچواں دی وندی جبر صدا + از صدا آن کوہ خود آگاہ نیت + سو ہی منی
ہوش کہ را را نیت + او ہی بانگے کذب گویا ہوش + چون خوش گروی تو او ہم شد خوش + و او حق اہل سبا
را پس فراغ + صد ہزار ان قصہ را یو امانا و باغ + شکر آن نگار و نہ آن ہر گان + و روفا کتر قناد از سنگ
مرنگے را القہ نامی زور و چون رسد برو ہی بند و کر + پاسان و عارض در شود + مگر چہ بروی جو رو سختی میرو
ہم بان در باشدش باش + و قرارہ کفر و اندک و غیرے اختیار + و رسکے آید غری روز و شب + آن گانش
میکنند آندم ادب + مگر ہوا آنجا کہ اول منزلت + حق آن نعمت گروکان دولت + میگنندش کہ برو ہر جاے
خوش + حق آن نعمت فرو گداز پیش از رد دل و اہل دل آب میات + چہ نہ نشی و و اشہ چہ شہات + و غذا
و جد و شکر بخوردی + از و اہل دلان بر جان دوی + باد این در را ہر گوی ز حرص + مگر ہر دوکان مگر
ز حرص ہر دوکان ہنجان چرب و یک + میدوی بہر شریدی مردہ رنگ + چربش آنجا دان کہ جان فرہ شود +
کار ہر نو مید آنجا بشود + معنی سبا نام شہر بختیں کہ حضرت سلیمان کی زوجہ بختیں تریہ و طعام کہ رونی تو
شور با میں تر کرین مردہ رنگ + نا پذیر و فرمایہ تو نے قصہ اہل سبا کا نہیں پڑھایا پڑھا تو اسکو صدمے کوہ کے
سوا نہیں جانا جس صدمہ اسے کوہ خود آگاہ نہیں ہوا و گوش کوہ کو معنی کی طرف راہ نہیں کوہ بھی بے گوش
ہوش کے ایسی ہی آواز کرتا ہو جیسی تو کرتا ہو نہ خنی سے تو واقف نہ کوہ اسی سببے جب تو خوش ہوتا ہو
وہ بھی خوش ہو جاتا ہو اب اہل سبا کا حال بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل سبا کو بہت بڑے فراغ
دیے تھے کہ لاکھوں محل در ایوان اور انکے باغ تھے لیکن ان ہر گون نے شکر ادا کیا اور وفا میں
گتوں سے بھی کم ٹھہرے کہ قال اللہ تعالیٰ لقد کان لبسا فی سکنتم ایتہ فبتان عن یمین و شمال کلوا من رزق
و کم و شکر و الہ بلذہ طیبہ و رب غفور فارضوا فارضنا علیہم سل العوم و بلنا ہم جہنم فبتین ذواقی اکل خطہ اہل
و شعی من سد قلیل و لک جزینا ہم با کفر و اہل بجازی الا انکفروا بیگ قوم سبا کہ تھی انکی بستی میں نشانی و سبا
واہنے اور بائیں کھا اور دہری اپنے رب کی اور اسکا شکر کہ و شہر ہوا پکیزہ اور رب بخشے والا پھر وہاں
میں نہ لائے تو چھوڑ دیا ہمنے اپنے نالہ زور کا اور دیے انکو دو فون باغوں کے بدلے اور باغ جنین کچھ
انکے میوہ کیلا اور جھاوا و کچھ جھیری سے تھے یہ بلا دیا ہمنے انکو ناشکری کا اور نہیں بدلا دیتے ہیں ہم
مگر ناشکرہ دن کو اور یہ کتوں سے کمتر اس وجہ سے کہ کتے کو قلم کسی دروازہ سے ملتا ہو تو اسی دروازہ پر کمر
باندھ کے بیٹھ رہتا ہو اس دروازہ کا پاسان و گنہان بنتا ہو چاہے کیسی ہی ظلم و سختی آپس میں اسی
دروازہ پر اسکا قیام و قرار ہوتا ہو اور غیر کہ اختیار کرنا کفر جانتا ہو اور جو کوئی گناہ یا دن رات میں آجائے

تو اس وقت میں وہ کئے اٹھکوا دہ سکھاتے ہیں کہ وہ ہیں جاہان تیرا پہلا ٹھکانا ہر حق اس ہی نعمت کا گرو ہو
کہ وہ تیرے دل کی ملک ہو اور اٹھکوا کاتے ہیں کہ اپنی جگہ جا وہاں کی نعمت کا حق اپنے سامنے سے مٹ چھوڑ
پیش نظر کو آپ فرماتے ہیں کہ تو نے بھی دروازہ دل اہل دل سے کٹنا ہی آسجیات پایا ہو اور اپنی زمین
کھدائی ہیں کیا تو نے غذا سنی اور شبہ بخودی کی آئینے نہیں پائی اور انکے دروازہ سے پکی اپنی جان میں
نہیں ڈالی تا جو جو اسکے پھر بھی تو نے حص سے انکے دروازہ کو چھوڑ دیا اور اسے حص کے ہر دوکان کے
گرد پھرتا ہو تو انکے دروازہ کو جہاں تک پہنچی دیکھیں پڑھی ہیں اور منعم لوگ ہیں شریک واسطے جو ایک کچھ
شری و ڈرتا ہو جب لقمے وہاں ڈھونڈو جہاں فریب ہو اور ہرنا امید کا کام جہاں سنبھل جائے

جمع ہونا اہل وقت کا اور صومعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حجت بستہ عامی و عابدنا بر شرفا

قولہ صومعہ عیسیٰ ست خوان اہل دل وہاں اسی بتلا ایرن و مہل جمع گشتہ سے زہر اطراف خلق
از صریریش لنگٹیل دل و ہرور آن صومعہ عیسیٰ صلیح تہا ہم ایشان رہا نہ از جناح و او چو فانی گشتی
از او را و خویش پاشا شکیر و ن شادی آن خوب کیش و جوق جوق آن بتلا دیدے خمار شستہ بر در باہر
و آتظارہ گفتے ای اصحاب وقت از خدا محابت و مقصود جملہ شد رواہ ہیں روان گردید بے رنج و بنا
سوی غفاری و اکرام خدا جگہاں چون آستان بستہ پای کہ کشتی زانو ایشان برای بخشش و ان
و شادمانہ سوی خان و از دعای وی شدندی پا و وان جملہ بے درد و الم ہیج و غم و متذرت شادمان
و محترم و سوی خان خویش گشتندی وان و از دم مہیون آن صاحبقران مازمودی تو بے آفات بخشش
یا فتنی صحت از ان باریان کیش چند آن لگی تو رہوار شد چند جانت بی غم و آزا شد و امی معقل رشتہ
بر پای بند تا ز خود ہم گم نگردی ای لونہ نہا پاسی و فراموشی تو یاد و نماورد آن غسل نوشی تو یاد و لا جرم آن
بر تو بستہ شد چون دل اہل دل از تو خستہ شد و زووشان در ریاست استغفار کن ہمچو ابرے گریہائی اگر کن
تا گلستان شان سو تو بگلند میوہ ہای سچتہ بر تو و اکفہ ہم زبان در گرد از سگ کم مباش با سگ کف
ارشدستی خواجہ تاش یعنی صومعہ بالفتح عبادتخانہ تریا بان و نصاری و مجازا عبادتخانہ اہل اسلام
جناح بضم گناہ جوق ہوا معروف فوج و گروہ مردم و جن و مرغان صاحبقران وہ شخص حکمی ولادت کے
دن ماہ و مشتری یا زہر یا زحل دو تارے ایک ہرچ یا درجہ میں جمع ہوں مراد نہایت عید ہوں سے
مقتل بضم میم و تشدید قاف وہ شتر جکارا نو و ساق اکٹھا بسی سے بانڈھا ہو کووند بختین و اہی کف و فیل
سے پھٹ جانا میوہ کا اپنے زو میں فرماتے ہیں خوان نہیں اہل دل کا صومعہ عیسیٰ کا ہر خبر دا زہر و زہر
بتلا مرض کے اس دروازہ کو مٹ چھوڑ جیسے ہر طرف سے مخلوق اندھے لہجے لنگٹیل فقیہ

صومر کے دروازہ پر کچھ جوتے تھے ان کے دم کی برکت سے اُس مرص سے ربائی پائین اور وہ جب اپنے
 در و دھات سے فارغ ہوتے تھے تو چاشت کے وقت نکلتے تھے دیکھتے کہ گروہ کے گروہ مبتلا و مزارنگے
 دروازہ پر ان کے امید و انتظار میں بیٹھے ہیں جس فرستہ لکھائی صبا بکث درگاہ الہی سے حاجت بقصود
 تم سب کا رجا ہوا آخر دارم ہیج و بے عنا ہو گئے اب خدا تعالیٰ کی غفاری و بزرگی کی طرف روان ہو
 جس سب بچوں شتران بستہ پکھونے تھے کہ ان کا زانو تو اپنی راس سے کھول دے اور وہ چل کلین خوش روان اور
 شادمان اپنے گھر کی طرف جاتے تھے اور ان کی دعا سے اپنے پاؤں سے دان ہوتے تھے سب بے درد و عالم
 اور بے ہیج و غم تندرست و شادمان اور محرم اپنے گھر کی طرف روان ہوتے ان صاحبقران کے دم
 مبارک کی برکت سے ایسے ہی تو نے بھی بہت آفتیں آدانی ہیں اور اپنے مذہب کے یاروں سے
 صحتیں پائی ہیں کتنے لنگی تیری رہوار ہو گئی اور کتنی جان تیری بے غم و آزار ہو گئی لیکن اے
 معقل یعنی پابستہ تو اور رسی اپنے پاؤں پر پابندہ مجھ کو اے لوندیہ اڑاڑ ہر کہ تو کہیں آپ ہی کو نہ گم کر دے
 تیری ناسپاسی و فراموشی نے اُس غسل کو جو کھایا ہو کبھی بھی یاد کیا ایسا سطلے وہ دروازہ چھوڑ ہو گیا
 کہ دل اہل دل کا تجھ سے ناخوش ہوا جلدی انکو ڈھونڈو اور معافی چاہ اور ہتھوڑا کر دیشل ابر کے زار دار
 رو تو گلستان انکا تیری طرف شگفتہ ہوا و میوے تجھ پر ایسے پختہ ہوں کہ نہایت پتلی سے پھٹ جائیں گے
 دروازہ پر گرو اور مقید ہو کے سگ سے کم مت ہو ایلے کہ اس وقت میں تو خواہد تاش سگ صبا بکث کا
 قول کہ چون سگان ہم مرگان رہا صبح اند کہ دل اند خانہ اول بہ بند از در اول کہ خوردی استخوان سخت
 گیر و حق گزار می گزاردش کرد و آتہ بنیار و وہ تمام اولین مفاع شود و میگزاردش کا و سگ طاعی بر
 باد و بی نعمت با غمی مشہد بر بہان در چھو ملکہ بستہ باش و پاسبان چاکٹ برجستہ باش و صورت نفقہ فاسی
 مباحش و بیوفائی را کمن پیوہ فاش و حق تعالیٰ نخر آور داز و فاد گفت من با وفی بعدی غیرا بیوفائی دان و نا
 بار و حق و بر حقوق حق ندارد کس سبق و نور را ہم نور خوبانارہ مہامی گل گل ہش جابی خار فاد حق ما و بعد از ان
 کان کریم و کردار و از جنین تو غریم و صورت کردت و درون جسم او و داد و در حلقش تر آ رام نو و ہم جو متصل وید
 او ترا متصل را کرد و میرش جدا و حق ہزاران صنعت و فن ساختت و تاکہ در بر تو مراد نہ نیست و پس
 حق حق سابق ازاد و بود ہر کہ آن حق را نداندر بود و آنکہ باور آفریدہ منزع و شہد با پر کردش قرین آن نوہ گیر
 ایچا و نداد و قدیم احسان تو آنکہ دانم و آنکہ نہ ہم آن تو و امضی او پر بھی کتوں کو کتوں کا نصیحت کرنا بیان
 فرمایا ہو موافق اُسی کے کہتے ہیں کہ جب کتے کتوں کے نام صبح ہیں کہ با اپنے پہلے ہی گھر سے دل لگائیں
 دروازہ پر کہ تو نے پہلے سے ڈھیان کھائی ہیں اُسی دروازہ کو مضبوط پکڑ اور اُنکی حق گزار می مت چھوڑ

اور کھاتے ہیں کہ ادب سے وہیں چلا جائے اور پہلے ہی ٹھکانے سے غلج پائے اور اسی لیے کھاتے ہیں کہ اس گندہ گشتہ اپنے ولی نعمت سے باغی نہ ہو اسی دروازہ پر حلقہ باندھے بیٹھا رہے اور اچھا چلا کر میر جتہ پاسبان اس درکار بن چارے سب وفائے نقد کی صورت میں اور بیوفائی اپنی بیوہ کا ہر ذکر و نیکہ تو وفا یسی ایک صفت برگزیدہ ہے چہ حضرت رب العزت نے بھی فخر کیا ہو اور فرمایا من اوفی بوعہ من اللہ کون بڑا وفادار لاہو اللہ سے مگر ایمان جو مرد و دحق نہ اس سے وفات کر اس کے حق میں بیوفائی عین وفا ہو اس واسطے کہ حق تعالیٰ کے حقوق سے کسی کا حق بڑھ کے نہیں ہو جس کو بھی نور کے ساتھ نور ہو تار کے ساتھ نار گل کے موقع پر گل خار کے موقع پر خار ب فرمایا کہ دنیا میں مان کا بڑا حق ہو لیکن بعد حق خدا تعالیٰ کے حق اور کا ہو کہ اس کریم پاک ذات نے تیرے جنین سے اسکو مریم کیا یعنی یہ ماوان اس پر کیا اور اسی کے جسم میں تیری صورت بنائی اور اسی کے حل میں تجھ کو خاتم کی وحی میں تو آرام سے رہا اور اسی اس مدت حل میں تجھ کو ایسا جانا جسے کوئی اپنا جزو متصل دوسرے جزو سے ملا ہو جس سے کچھ وقت نہیں ہوتی اور پھر یہی تدبیر نے ویسے متصل کو اس سے جدا کیا اور کسی کی کسی کا ریکر یاں اور نہر کیے تو مادر نے تجھ کو محبت سے لیا اور پالا اس حق کا حق ماہر سے سابق ہو اب جو کوئی حق حق کو نہ سمجھے محض گدھا ہو تو وہ دیکھتا کہ مان کو کسے پیدا کیا اور اس کے پستان اور پستان میں شیر کیے آیا اور باپ کا اسکو کسے قرین کیا یہ امور افندہ کر اور سچ جس فرمایا ایذا و ندا ورا و قدیم حسان تو وہ ہو کہ جو کچھ میں جانوں اور جو کچھ نہ جانوں سب تیری ہی ملک ہو اور تیرا ہی عطیہ قولہ تو بغیر مودی کہ حق را یاد کن مزا کہ حق من میگردد کن مزا و کن لطفہ کہ گردم آن صبح با شما از حفظ و کشتی فوج مدخل اجداد و شمار آن زمان و دادم از طوفان و از رجش مان آب اکش خور میں بگرفتہ بود موج و امواج گہرامی رہود و حفظ کردم من نکر دم و کوتان و در وجود جد جد متان چون شدی سرشت پائیت چون نرم و کار کاغذ خوش ضائع چون کم و چون فدای بیوفایان میشوی مازگان بد انسو میروی من ہو و بیوفایا بری و سبوی من آئی گمان بد بری ماین گمان بد بد بخا بر کہ تو بدیشی در پیش ہیچ خود و تو پس گرفتاری و ہر ایمان زلفت و گزرا گویم کہ گوئی کہ رفت میا زکیت رفت بر چرخ برین میا زفت ماند در قوز زمین تو بماندی و میانہ آنچنان بے مدو چون آتش در کار و ان و دامن او گیرایار دیر کہ منترہ باشد از بالا زیر زنی چو عیسی سوی گردون بر شود و زو چو قارون در زمین اندر رود و با تو باشد در مکان و لا مکان چون بمانی از سر دازد کان و ہر آرد از کرد و رہا صفا و در قبا لمی ترا گیر و وفا چون بجا آری فرستہ گوشمال تمار نقصان و اروی سوبی کمال و اعمی تو نے فرمایا ہو کہ میرے حق بھو لومت یاو کھواس واسطے کہ میرے حق چرانے نہیں ہوتے ہر دم تازہ بین یاو کہو تیرے اس انہیں صبح کو جو

میرے حفظ نے تمہارے ساتھ کسی طرح میں کیا جو کہ بعد طوفان کے دوبارہ دنیا پھر ہوئی ہو اس واسطے قید صبر کی لگائی ہو گویا صبح دوسری تھی کی تھی اور پہلی صبح وہ تھی جو حضرت آدم ہیان آئے تھے ایسا واسطے حضرت نوح کو آدم ثانی کہتے ہیں تمہاری اہل و عیال کے اس وقت میں کیسے طوفان اور ٹھکی موجوں سے امان دی کہ آپ نے آتش خود کو کے زمین کو گھیرا تھا۔ نہایت غضب سے اور نیا پانی جو آسمان سے برساتا تھا وہ گرم بھی تھا اور ایسی موجیں کہ اوج سپر کو لگی تھیں کہ ان کے اوج موج سے چھپی ہوئی تھی میں نے اس وقت میں تمہاری حفاظت کی اور رو کیا تھا۔ رے جد جہا کے وجود کو پہلے جہ سے مراد حضرت آدم دوسرے سے حضرت نوح تیسرے سے جہا صحت خیال کیا کہ جب تم کو ہم نے سر کیا تھے سردار کو جو دلائل کو پھر پشت پاؤ گے کیوں مایوس اور اپنے افس کا خانہ کو خلع کیوں کریں تھے کہ کیسے بیوفائوں پر خدا ہوتا ہو اور بدگمانی سے بکو چھوڑ کے اسطرح جاتا ہو تو احسان ہو بیوفائوں کا اٹھاتا ہو اور میری طرف جاتا ہو تو بدگمان ہوتا ہو سو بیوفائیاں بغیر فریبہ بالغہ کے کہا؟ مثل یہ عدل کے یہ گمان بپا تھا تو ہاں لیا جہاں آپ جیسے کے سامنے تقسیم سے دو ہر ہوتا ہو اور جھکاتا ہو۔ اہل دنیا ہیں بہت تو نے یار و ہمراہی اختیار کیے خوب زلفت و سطراب جو ہم جیسے ہو چھین کہ وہ یار و ہمراہی تیرے کہاں ہیں تو یہی کہیگا کہ سب چلے گئے تیرے نیک تھے چرخ برین پر پہونچے اور جو کہ یارفتی کے تھے قعر زمین میں رہ گئے اور توج میں ایسا رہ گیا ہے۔ وہ جیسے کاروان کی آگ کہ آپ سے سب اسکو چھوڑ کے چلے جاتے ہیں جس دہن اسکا پکڑا یا دلیہ کہ جو بالادیر دونوں سے پاک ہو نہ ایسا کہ عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ جائے نہ ایسا کہ قارون کے مثل زمین میں دھس جاتے بلکہ وہ تیرے ساتھ مکان و لامکان سب میں ہو جیسا کہ فرمایا ہو وہ علم انیا کہ تم وہ تمہارے ساتھ ہو جہاں کہیں تم ہو پھر کیسے اسکا خیال چھوڑ کے مکان کے خیال میں رہا جاتا ہو وہی ہو جو کہ دونوں سے صفایا ہر کرتا ہو اور کسی غایت ہو کہ تیری جفاؤں کو وفا سمجھے ہو ہے ہر اور جو کبھی تیری جفا پر جھک کر گوشال کرتا ہو تو وہ بھی غایت سے خالی نہیں اس میں یہ غرض ہو کہ تو نقصان کو چھوڑ کے کمال کی طرف رجوع کرے اور متنبہ ہوئے قولہ چون تو دروی ترک کردی دروش بہر تو قبضے آید از رخ و تپش بہ آن ادب کروں بود یعنی مکن هیچ تھو لیے ازان عند کس نہ پیش ازان کہیں قبض منجھے شود۔ انیکہ و لگیر ست پاگیرے شود۔ رخ معقولت شود و محسوس فاش نہ انگیری این اشارت را بلاش۔ در معاصی قبضہا و لگیر شد۔ قبضہا بنی ازا جل زنجیر شد۔ لفظ من اعرض ہنا عن ذکرنا۔ عیشتہ ضنکا و تحشر بالعمی۔ و در چون ال کنا می برد قبض و لنگی دلش ز غلہ۔ اے ہمیکو یہ عجبا میں قبض حسیست۔ قبض آن مظلوم کز شرت گریست۔ چون بن قبض لہ قاتی کم کند۔ باد اصرار تپش را دم کند۔ قبض و قبض عوان شلا جرم۔ گشت محسوس آن معافی زد علم۔ قبضہا زندان شد ست و چارینخ۔ قبض پنج ست بر آروشاخ و پنج پنج پنہان بود ہم شد آشکار۔

قبض و مبطا اندرون بینی شمار و چونکہ بتیش بر بود و نو و نو دش کمن متا نو و نو و نو دش خار سے و چون قبض و مبطا
آن قبض کن ہذا نگہ سر پہ ملے میر و نو و نو بن مبطا ویدی مبطا خود را آب وہ چون بر آید میوہ با اصحاب دہہ باز کو
قصہ اہل سبا ہذا کو تا بدگویم و سبا لہ معنی لاش ترکی میں تن مردہ عربی میں منفعہ لاش و معہ دم عون
بفتح سہنگ فرماتے ہیں جب تو نے اس کے معاملہ میں کہ جو چال ملین اسے فرمایا جو مینے دین اس میں کہ تیرے کیا
تو وہ تھپہ کچھ قبض و مبطا کی نام نہ لے کر ہوا اور بحقیقت وہ اس کی تہنید و ادیب ہوتی ہو کہ آیت ہ کو مت کر اور جو پڑا مینے
میں شریعت حق اس سے ہرگز نہ بدلتا اور تہنید اس سے قبل ہوتی ہو کہ ہوتی میں مرد و دلیہ ہی ہو کہ
باعث ملال نہ ایسے وقت کہ تہنید پا ہو جائے تھپہ کو بیخ معقول جو تہنید میں ظاہر و محسوس ہو جائے دیتا ہو چل جائے
و غیرہ کے تا تو اس کے اس اشارہ کو لاش و مردہ و مبطا سمجھے اس واسطے کہ زبان معصیت کا قبض و مبطا ہو اور
اہل کے یہی قبض و مبطا کی پیرا میں ہو جاتا ہو شعور و عباد کا اقتباس ہو اس کی تہنید سے و من اعرض عن ذکر
خان لہ معیت تہنید کا و مبطا کیوم القیامۃ اجمی جس کسی نے روگردانی کی میرے ذکر سے مینے قرآن سے بیشک
اس واسطے زندگی بہت تنگ ہو اور اٹھائے گئے کم ہو قیامت کے دن اندھا خیال کر و چور جو مال لوگوں کا
لیہ تھا ہو اس کے دل میں قبض و مبطا کی کھٹکتی رہتی ہو وہ کہتا ہو حیران ہوں قبض کس سبب سے ہو اور یہ نہیں جانتا
کہ قبض اس مظلوم کے سبب سے ہو جو تیرے شر سے رو رہا ہو اور جب وہ اس قبض پر التفات نہیں کرتا
اور تہنید نہیں ہوتا تو اصرار کی ہوا اس کی آگ کو چھونک کے فوب بھڑکا دیتی ہذا اب وہ جو قبض دل کا تھا قبض
سرنگون کا ہو گیا مینے سرکار کے سپاہیوں کے بچوں میں پھینا اور وہ معنی جو قبض دل تھا تہنید ظاہر و محسوس
ہو گیا وہی قبض زمان اور مایوس ہو گیا اور عذاب شدید اس لیے کہ قبض ایک بیخ تھا اور ایسا بیخ کہ تیری شاخ
بیخ سب نکال ڈالنے والا بیخ قبض کی جو چھپی ہوئی تھی ظاہر ہوئی پس تو اس قبض و مبطا باطنی دل کو ایک
بیخ سمجھ رہا کہ لہذا جو بیخ بد ہو جلدی اس کو نکال ڈال تو تیرے چمن میں غار زشت نہ جمے ہوتی قبض نکلیے اس
قبض کا علاج کر اس واسطے کہ جتنی شاخیں باہر ہیں سب کی یہ جڑ ہو اسی سے پیدا ہوتی ہیں اور اگر مبطا دیکھے مبطا
خوب پانی دے جو اس کی شاخیں نکالیں اور بار و ہون کو نکھاموہ تو بار و ہون کو دے مینے ان کو بھی تھپے نفع
پونچے آب شکر گزیرا کہ لوہا اور قصہ اہل سبا کا پھر مایاں کرتا میں تجھ کو مر جا کہوں مر جا یعنی خوش آمدی
اور اس شعر میں تفایہ وضعی ہو

باقی قصہ اہل سبا

قبولہ ان سبا اہل سبا بودند بخام و کاشان کفران نعمت کرام ہا شان کفران نعمت و رشال کہ کنی با
محسن خود و جہاں کہ کنی باید مرا این نیکیوں من بجزم دین چہ رنج مینوی لطف کن این نیکیوں را و کو کن

من بخوانم چشم دو دم کو کر کن بدین سبب گفتند با عبد بنیام سستینا نیر لٹا خد زینا ، ما بنیو ازیم این ایوان و باغ و فی رونا
 خوبی من و فراغ ، شہر و نزدیک ہر دیگر بہرست ، مان بیابانت خوش کا سجاد و دست ، ایطالہ انسان ہی آ
 اثنا ، نماز و اجاہ بشا انکر دافو لایفی جمال ، لا یطیق البعیش ، خدا قتل الانسان ما اکفر ، کلنا مالک
 انکر ، نفس بیابانت مان شد کشتی ، اتقلو انفسکم گفت آن سنی ، خارہ پہلوست ہر سہوش سنی ، و رطلان
 دقیر اتو کو کر ہی ، آتش ترک ہوا در خار زن ، دوست اندر یازیکو کار زن ، چون زندہ ہونہ اصحاب با کہ پیش
 ما و با ، اصحاب انشان و نصیحت کہندہ از موقوف و کفر نفع میشندہ ، قصد خون ناصحان میداشتند ،
 تخم فق و کاوی میکاشتند ، چون قضا آید رشو و تنگ بین جان ، از قضا ملو اسود رخ و جان ، گنت از اجاہ
 ضاق لفضا ، تعجب الابصار از اجاہ لفضا چشم بہ میتو وقت قضا تمانہ بنید چشم کمل چشم را ، مکر آن فارس چ
 انگیر کرد ، آن غبارت زان سوادت دور کرد ، سوی فارس رو مرو سوی خبار ، ورنہ بر تو گوید آن مکر سہر گشت
 حق آنرا کہ این گر گش بخور و دیدہ گر در گچ چون زاری نکرد ، اہنی صبا کہہ کی تین بالفتح ز شنی فرات ، ہین
 کہ وہ اہل سبائل صبا یعنی کدو کی سے تھائی بچے اور کچے جو مراد محسن نادانی او بنی شعوری سے ہوا اور کام کھا
 نہ ماننا نعمتون بزرگ کا آب فراتے ہین نہ ماننا نعمت کا کیا ہو شلا اپنے سخن سے جھگڑا کہ نہ جھگو یہ نیکی تیری
 درکار نہیں ہو میں اس سے بچ پاتا ہوں تو کیوں مفت بیخ اٹھا تا ہر چہ ہرانی کر اور نیکی مجھے دور کر مجھکو
 آنکھیں نہیں چاہیں جلدی اندھا کر دے بس اہل سبائے کمار بنا با عبد بین اسفار نا وظلمہ انہ فیہ لہم آشا
 و مرقا ہم کل مرق یعنی سبائے ، سما کی کہ ارب چارے دور ہی ڈال چارے سفرون میں بیٹے ملال انہر کے
 اور در میان منازل کے بیابان تو بدوان توشہ اور سواری کے نہ پہنچیں اور خلم کیا آنھوں نے اپنی ذاتوں
 کہ ذوال نعمت کا چاہا بس کیا بھنے اٹکھا فسانہ کہ ہر کوئی کہتے ہین کہ سبائے ایسی طاقت کی اور پر اگندہ کیا ہے
 انکو پوری پر اگندگی کے ساتھ دوسرے مصرع کے معنی زشتی جھکو بہتر ہو اپنی زیب و زینت سے ہم یہ ایوان و باغ
 نہیں چاہتے ہین نہ زمانہ خوب نہ امن و فراغ یہ شہر حائے جزو دیک نزدیک ہین جھکو بڑے معلوم ہوتے ہین
 او بروہ جھکل منہین دو درندہ سے ہون خوش آتے ہین آب مقورات مولانا رم کے ہین کہ انسان کا عجب
 حال ہو کہ گری ہوتی ہی تو جاٹا ڈھونڈھتا ہو اور جاڑے ہین جاڑے سے انکار کرتا ہی قس ، ایک حال پر
 ہر گز راضی نہیں ہوتا ہو نہ تنگی حیش پر نہ حیش کشادہ پر آسواطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو قتل الانسان ما اکفر
 مارا با نیہ انسان کیسا ناشکارا ہو کہ جب انکو ہدایت پہنچتی ہی تو اس سے انکار کرتا ہو بس نفس انسان کا اس
 قسم سے ہی اسی سبب سے فرمایا ہو کہ قتلوا انفسکم یعنی قتل کرو اپنے نفسوں کو اگرچہ موسیٰ عم کی قوم کو جو کمال پر
 ہو گئی تھی جیہ کہ قتل نبی ذاتون کا نازل ہوا تھا بجزم کو سالہ بہرستی کے کہ کئی ہزار بنی اسرائیل قتل ہوئے

لکھیاں مراد اس فکر کی ہے جو جلو اخضر نے جہاں اکبر فرمایا کہ سارے فساد سے آگے تین اور تین
 خا رسہ پہلو ہو کہ جس پہلو پر اسکو رکھ چیتا ہی رہتا ہو سہ پہلو اسلئے کہا کہ سونے کی یہ تین صورتیں ہیں اور حرا و حری
 کروٹیں اور چیت اور خا رسہ پہلو کو کھرو جسکے تین پہلو ہوتے ہیں غرض آدمی کسی پہلو پر اسکی غلطی سے سخت نہیں تو
 اپنی ترک ہوس کی آگ اس خا رسہ میں لگا اور باقی تھو یا نیکو کار کے دامن میں ڈال جب حد سے زیادہ اہل سبائے کہا
 کہ ہمارے نزدیک و نامانی و میر کی سے کہو کی اور نادانی بہتر ہو یعنی اچھی چیز پری اور بری چیز پری جو دہانچہ
 زیر کی وجہ سے فکر تو دل صحیح انکی نصیحت کو آئے اور ہر کاری و ناشکری سے مانع ہوئے یہ آئے مار ڈالنے کے
 در پر ہوئے اور تخم فشق و کافری کا بوتے تھے حقیقت یہ ہو کہ جب حکم آتی آتا ہو تو اس شخص پر یہ جہان باہر
 وسعت و وسعت تنگ ہو جاتا ہو کہیں اپنی کشت و نہیں پاتا ایسا گھبرا جاتا ہو اگر علو اسی شہزاد و لطیف سامنے
 آئے تو اس سے بھی منہ دکھتا ہو اور وہ رنج و زہن ہو جاتا ہو جیسا کہ کہا ہو جو وقت حکم آتی آتا ہو فنا سے جہاں
 تنگ ہو جاتا ہو اور آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں جب فنا آتی ہو شعر بعد اسی کی تفسیر ہو کہ جب فنا آتی ہو
 آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور فنا کے سبب سے آنکھوں کو اپنا سرمہ نہیں سوچتا کہ میرے فائدہ کی چیز کیا ہو جو جیت
 کر ڈاٹھائے تو یہ اسکا کمر ہو کہ وہ غبار بجھاؤ سوار سے دور کرتا ہو تو جانتا ہو کہ غبار ہو اور سواری سوار کی طرقت
 جا غبار کی طرقت جا ورنہ وہ کمر سوار کا بچھو ضرور چٹ کر گیا مطلب یہ کہ حکم آتی جب اپنا کام کرنا چاہتا ہو تو خیالات
 فساد مثل غبار سوار کے پیدا ہوتے ہیں بن بجز پیدا ہونے خیالات فساد کے سمجھ لے کہ کوئی امر شئی ہو لا جرم
 جلد ہی تدارک اسکا تو بہ و استغفار سے کرتی تعالیٰ نے اسکی نسبت کے جھکو اسکے بچھریٹے کھالیا فرمایا ہو اسنے بچھریٹے
 کی کر دیو بھی اور کیوں نہ کی کہ ہر کو رحمت آتی اور ہم سچا دیتے بچھریٹے کا فائدہ ہو اگر آدمی کو دیکھ کر دھول اڑاتا
 اور اس میں پسپکر چوٹ کرتا ہو قولہ اویند نہت گرد گرگ را با چنیں دانش چرا کرد او چرا گو سفندان بوی کرگ
 با گزند می بداند و ہر سو منجنید و منفر حیوانات بوی شیر را می بداند ترک میگو چرا بوی شیر ختم دید می باز کرد
 با مناجات و صذر انا باز کرد و انگشت آن گروہ ادر گرد گرگ و گرگ محنت بعد گرد آمد شرگ و برورید آن گو سفندان
 بختم و کر چوپان فرد و بستند چشم چند چوپان شان بخواند زمانہ خاک غم در چشم چوپان میزند کہ برود ما خود تو چوپان
 تریم چون تیج کریم ہر ایک سروریم بطور گریہ و آں یار نے دہیزم ناریم و آن مار نے جیتے بد جاہلیت و دماغ
 بانگ شہی در دہن شان کرد داغ و ہر مظلومان ہمیکند چاہ و در چہ انداد و میگفتند آہ و پستین چو خان و بخت
 انچہ میگردند یکیک یا فتنہ و کیت کن یوسف دل حق بوی تو چون اسیری بستہ اند کہی تو جبر علی را بستہ اند
 بستہ پر و بالش را لبہ جان خستہ و پیش او گوسالہ بریان آوری و کھ کشی اور ابکدان آوری کہ بخوریت
 مارا لوت پوت نیست اور اجز تھار ادا قوت و زین شکنہ و امتحان آن مبتلا و میکند از قوت شکایت کاشی خا

کامیاب و افغان ازین گرگ کس نہ گوید شش بک وقت آمد بکرک مواد تو را خواہم از ہر چہ و داد کہ در ہر جز خدا سے داد و کر
 او بیگوید کہ بہم شرفی و در فراق روی تو یار بنا با احمد و امامہ حدیث سیود و صاحب اقا و وہ عیس شود ہا سے
 سعادت بخش جان انبیا و یا بکبش یا باز خواہم یا بیا و با فراق کا فران رانا بنیت مابین فراق اندر ہر رہی ہا
 نیست بکا فران گوید در وقت مناب ہر کی یا لیتنی کنت تراب و حال و انیت کو خود زہنوست و چون بودی تو
 کے کان توست و حق پیگاہ کہ آئی اسی زہد ایک شہو صبر اور صبر و صبح نزدیکیست خامش و معزن و کا نہ یاد توست
 بیرون آمدن ہنسک بلشان میرسد تو کہ فرخش ہن میکوشم پی تو تو میکوش و کوشش من بہ کوشش شہامی تو و دارو
 کچم از علو اسی تو ہن تحمل کن ہر عفا موش شود کتر کعبان در بان و گوش شو جلیت و مکرو و غنا بازیش و ان
 ہر چہ از یارت جدا اندازد آن شد زہد مابین باز گردا می یار گرد و روستائی خواہ را ہین خانہ برو و قصہ بل سبا
 یک گوشہ زہد و ان بگو کہ خواہ چون آمد بدہ یعنی چہ اسمعی برای چہ و چرا گاہ و چرمین لوت پوت اقسام طعنا
 لذت تترہ بقتمین پاک نہیب گرد با نعم و کاف عربی طایغہ از صحران نشینان و بکاف غامی ولا و وہ پہلوان بنایہ
 صدر فرماتے ہن کہ جب وہ گرد گرگ کی نہیں جاتا اتنی و نش بھی نہیں کھتا تو ایسے حال ہن چرا گاہ کی
 چرا کو کیوں گیا وہ بکریوں سے بھی کتر تھا کہ یہ بگرگ باگزید کی پاتی ہن آپ کو اوہ اوہ کھٹش
 ہن اسکے سوا او حیوانات کا مغربو بشر کی ہا ہوا اور جب اسکو بوائی ہر نورا چہ اچھوڑ دیتا ہر تو کیا انسان ہر
 کہ بوشیر ختم شیر اسی کی پاتا ہوا و با زمین آسمان لوت اور بنا جات و غنوت کا شرمیک ہوا و حجبون نے گرد گرگ کی
 بیکہی اور لوتے نہیں پانہ گرد کے بڑا بھاری کرگ محنت کا آڑا اور اسنے انکی کا بیان چھاڑ دالین بڑے
 غصہ کے ساتھ کہ تھے چوپان خردست نکھتہ ہر بکر کی ہن ہر منہ چوپان نے سمجھا یا کہ چوپاس گرد دین گرد بکر
 پاس پنے آو لیکن اسکے پاس نہ گئے بلکہ اسکا آگھون ہن ناک نم کی ڈالتے رہت کہ با ہم تھے زیادہ چوپان
 ہن اور تیرے تابع کیوں ہوا کہ ہم خود ایک ایک سردار ہن ہم طعمہ گرد کا شینگہ مگر غلام یا ریشہ آب
 جیسے کے نہیں ہن ہم اپنے بھن و دوزخ کا ہونگے کیلین بندہ عمار کے نہیں کہ عمار تابع کی اٹھانین اسی حایت
 جاہلیت کی دماغ میں بھری تھی کہ انے یہ آواز کس زان کی سی انکے منھ میں ڈالی تھی مظلوموں کی راہ میں
 کنوین کھو دے تھے جب خرد چاہ ہن گرے تو آہ آہ کرتے تھے یہ سٹھون کا پتہ تین چھاڑ آذر ایل ایک
 نے جیسا کہ کیا ویسا پایا آب فرماتے ہن آپ سٹھان ہر تیرا دل تہ جو ہو جکو تو نے ایک اسیر کی طرح
 اپنے گلہ میں ہا ال رکھا ہر گلہ مراد جسم سے کہ یا جب بل کو تے چور کے مثل ستون بربانہا ہوا و ہر وبال
 اسکے بڑے شوق او سیکڑون جان سے بچ ڈالے آو گو سالہ بران اسکے سامنے لاتا ہو کہ اس لالچ
 سے کا ہا ہن لاکر مارا ہون کہ کیک ہمارے پاس نہ کھانے لذت ہن حالانکہ اسکا قوت سب سے

ویدار اُتھی کے نہیں پس اس کے لیے یہی گوسالہ بریان کا ہر ان ہو کہ تھکے اُتھی سے باز کھے اور یہی ہر
مار ڈالنا جس جب تو نے اُسکو ایسے عذاب دیا و امتحان میں ڈالا ہو تو وہ شکایت تیری خدا سے کرتا ہو کہ اے
خدا میری فریاد ہو اس گر گئی کس سے تو اللہ تعالیٰ اُس سے کہتا ہو خدا صبر کر اب وقت قریب آپہنچی دیکھ تو یہی
داد دیتی ان ہر ایک بچہ سے لیتا ہوں اور واقعی سوا خدا داد گر کے اور کون داد دے سکتا ہو وہ کہتا ہو اُتھی
صبر تو میرا تیرے شوق دیدار میں فنا ہو گیا میرا ایسا حال ہو جیسے احمدیہ دے کے ہاتھ میں اور صلح قید شدہ میں
بس اُس سعادت بخش انبیا کے یا مجھ کو مار ڈال یا نکالے یا تو خود آفاق تیرا عذاب و فزع سے زیادہ ہو چکی تہا
کافروں کو سنو گی پھر وہ فراق اصحاب کے لائق کب ہو جیسے ہر ایک کا فر عذاب اُتھی کے وقت کیسے کھاتی
لنت ترا با اے کاش ہو جاتے ہر مٹی جب حال کا فر کا یہ ہو کہ وہ دوسری طرف سے ہو اور تجھے منکر بھرا اسکا حال
آتش فراق سے کیسا ہو گا جیسا ملک و غلام ہو حق تعالیٰ اُس سے کہتا ہو کہ ہاں ایسی ہی مکر تو اے واک یہ ہے
میری بات سن اور صبر کہ صبر بہتر چیز نزدیک ہو جو مراد قیامت سے ہو خاموش رہ دم مت مار کا اب قریب
نکلنے کا آتا ہو جو مراد وقت مرگ یا معث سے ہو کہ وعدہ و وعید خدا یتالی کا اسی پر موقوف ہو اب بلا انہر آتی ہو تو
سُور مت کر میں خود تیرے لیے کوشش میں ہوں تو بہت کوشش مت کر بھلا تیری کوشش اچھی کہ میری کوشش
میری دولت جو صبر ہو تیرے ملو اسے جو عیبت ہو بہت بڑھ کے ہو قبر دار تحمل کر اور جا خاموش رہ زبان نہایت
کم بھلا اور بہت تن گوشش ہو جا جو ہم کہتے ہیں اُسی پر کان لگائے رہ اور جو چیز تجھ کو یار سے جدا کرے اُسکو
حیلہ اور کر دو غلام بازی جانے رہ اب اشعار گریز کے ہیں یعنی یہ باتیں تو وعدے بڑھ کہیں اب تو اے گریز
دلہ و پہلوان یہ بتا کہ وہ روستائی خواجہ کو اپنے گھر لگیا یا نہیں بس اس قصہ اہل با کو تو اے گوشہ میں کھڑے
اور یہ کہ کہ وہ خواجہ کاٹون میں کیسے گیا

بقیہ قصہ جاننا خواجہ کا دعوت روستائی میں روستا کو

قول کرده و تائیدی در تعلق شیوه کرد و تا که خرم خواهر اکالیوه کرده از پیام اندر پیام و خیره شد تا زلال خرم خواهر
تیره شد و هم از اینجا کوکانش و پسندید برقع و لعیب بشادی میزنند و همچو پوست کش از تهر عجب و برقع و لعیب
بردار و ظل بآن غمازی بلکه جانبار زیستن و میل و کم و وفا باز است آن هر چه از نیت جدا اندازد آن مشکوذا کان بیان
دار و زیان آن که بود آن سود و صد و صد گیر بهر زنگ و گل و گنج و راهی فقیر و این شنو که چند زیردان زجر کرده گفت اصحاب
نبی را گرم و سرد و زانکه بر باگ و دل در سال تنگ و جمعه را کردند باطل بید زنگ و تانابید و دیگران از زبان خرنه
زان جلب صرفه زما ایشان بر بند و مانده پیغمبر خلوت و در نماز و باد و سه درویش ثابت بر نیاز و گفت طبل لعل
باز گمانی و چون تان برید از بانی و قد نعم نعم فتح با تمام شمع خلیتم نبیا قاسم بهر گندم تخم طبل شکستید

واللہ رسول حق را بگذاشتید صحبت او غیر معلومت و مال بہین کر اگذاشتی چنانچہ بمال خود نشد مرض شمار این یقین ہر کہ منم رزاق خیر الرازقین ہا گندم باز خود و دہی و دیگر کو کلمات را مصلحت مندہ اپنی گندم و حبشی ادا کر فرستادست گندم را سان و بمعنی چھتر جوع طرف حکایت روستا کے کر کے فرماتے ہیں کہ روستائی نے اس حلق کیا کہ خواجہ کے حزم کو دیوانہ بنا دیا اسکے پیام در پیام سے وہ گھبرا گیا حتی کہ آب صاف اسکے حزم کا گدا ہو گیا اور اب یہیں سے اسکے لڑکے اسکے دیوہین اور کتے ہیں ریت و یلیب سلیب کے خوشی کریں اور کیلیب و اور یہ بات حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یعقوب کے سامنے ہنگام اجازت خواہی کے کسی تھی کہ کل اسکو بھی ہم اپنے ساتھ چراگاہ کو لیبا بین ما خوشی کرے اور کیلیب کا بار فی القرآن فارسلہ خدا ریت و یلیب اور ریت و یلیب تو لڑکے خواجہ کے کرتے تھے مگر ایسا حال تھا جیسے یوسف کو اس ریت و یلیب نے تقدیر عجب اگلی سے باپ کے سایہ سے جدا کیا دیکھو وہ باڑی نہیں بلکہ جان بازی اور کر و میلہ اور دغا بازی ہوا کیلے کہ جو چیز چھکو تیرے پار سے جدا کرے اسکو ہرگز نہ سن کہ اس میں زبان ہی زبان ہو اگر اس چیز میں سود و مدد و مدد ہو تو بھی مت اختیار کر اور ای فقیر اس زر کے لالچ میں گنجور سے الگ مت ہو یہ تو سن کہ خدا تعالیٰ نے کیسا زجر فرمایا اور کیسا گرم و سرد و صاحب رسول مقبول کو کہا اس سبب کہ قسط سال میں آواز دہل بہ انھوں نے اپنی نماز جمعہ کی بلال کر دی منقول ہو کہ اسخرفت ایک دن نماز جمعہ کی پڑھاتے تھے اس میں سود و غلہ فروش آیا اور حسب معمول دہل نہادی بجایا کہ جماعت میں آپکو کھڑا چھوڑ کے اس غلہ فروش کے پاس پہلے گئے تا ایسا نہ ہو کہ اور ستا خرید لین اور طلب یعنی بیع و سود میں ہمارا نفع یہ حاصل کریں جس نعمت نماز میں رہ گئے اور آپ کے ساتھ دو تین محتاج درویش جو اپنی نیاز پر ثابت تھے فرمایا اس نقارہ و اہیات ایک سوداگر سے کیسے تم خدا کے کام سے جدا ہو گئے یعنی غور عربی کے تحقیق متفرق ہو گئے تم کیوں کیوں اس مال میں کہ ہا تم تھے او شیفہ اور دیوانے بھڑکھڑو یا اپنے بی کو نماز میں کھڑا ہوا تھے کیوں کہ پوٹے تم باطل ہو یا اور رسول حق کو چھوڑ دیا اسکی صحبت تو لمو و مال و دونوں سے بہتر ہی ذرا انکھیں ملے عورت تو دیکھو کہ کسکو تم چھوڑ کے چلے گئے تھاری مرض کو یہ یقین نہیں ہوا کہ رزاق میں ہی ہوں اور خیر الرازقین چون چنانچہ یہ درجہ و توبخ اس آیت کریمہ سے تشریح ہو اذرا و تجارۃ اولم یؤمنوا فیہا و ترکوا لقاہل عنما لند فیمن اللہ و من التجارۃ و اند فی الرازقین جبوقت کہ وہ دیکھتے ہیں وہ تجارت یا کوئی لمو تو سفر ہو جاتے ہیں اسکی طرف نماز جمعہ چھوڑ کے اور کھجکون نماز میں کھڑا ہوا کہوا و حمدائے کہ جو کچھ اللہ کے نزدیک ہے وہ اس لمو و تجارت سے بہتر جو اور اللہ بہتر رزق دینے والوں سے ہو وہ کہ کیوں کہ روزی تیار لینے قوت و لذت انہیں نہیں پیدا کی ہو اگر تو اسے ترک کر گیا تو تیرے توکل کو وہ کس باطل کر گیا تم کیوں

کیا واسطے اس سے جدا ہوئے جسے گیسوں کھارے واسطے آسمان سے بھیجیں
بلانا باز کا بطون کو دریا سے طوفان صحرائے

قولہ باز گوید بطرا ادا آب خیر تاج بینی دشت تار اقدارینہ + بیا عاقل گویش کا باز و در آب مار حصن است
دوسرے + دیو چون باز آمدی بطن شتاب بہین بہ بیرون کم روید از حصن آب + بازرا گوئید ورو باز
گرد + انور ما دست دارای پامیر + ما بری از دعوت دعوت تراء مانوشیم ایندم تو کا فرا حصن مارا قند
قندستان تراء من خواہم بہ بات بتان تراء چونکہ جان باشد نیاید لوت کم + چونکہ لشکر بہت کم ناید علم
المعنی باز نے بڑے کما کہ پانی کو چھوڑا وروشت اختیار کر دیکھ تو کیسے قندیزو شیریں ہو بیا عاقل نے
اس سے کما کہ ای باز و در ہو میر سے لیے دریا امن و سرور کا قلعہ جو آب فرماتے ہیں کہ دیو مثل باز کے ہو
اور تم مثل بطون کے کہ تلو و دو کا دیا ہو اسکے دھوکے سے بھاگو اور اپنے دریا کے قلعہ سے باہر نہ کھو
باز سے کہہ دو کہ جا اور لوٹ چارے خیال ہیں تیرا در اپنی پادروی مت جہاں تیری دعوت سے نیرازین
اپنی دعوت اپنے ہی لیے رہنے دے ہم ای کو فراس فریب میں تیرے نہیں آتے جاتے لیے ہمارا
حصن قند جو اور ہوا اسکے جو قندستان ہو وہ تیرا تیرے ہی واسطے جو ہم تیرے باغ کا تحفہ نہیں چاہتے
تیرا باغ و تیرا تحفہ تجھی کو خاص ہو تیری اگر جان رہی مفت بھی کم ہونگی جیسا لشکر ہوتا ہو ویسے نشان
ہوتے ہیں اختلاف شجہ بحر العلوم میں بازرا گوئید لکھا ہی میری دانستہ میں گوئید صحیح ہوتا سخت مقولہ
صدر میں شامل ہو

رجوع بحکایت خواجہ ورثانی

قولہ خواجہ حازم ہی صدر آوریہ جس بہانہ کروا دیو مرید گفت ایندم کار با دارم اہم + گریہ ایم آن نکر و تو علم
شاہ کارناز کم فرمودہ است + از انتظار شاہ شب غنودہ است + من نیارم ترک امر شاہ کرو + من تانم شاہ
بریشہ روی زرو + ہر صبلح + ہر سارنگ خاص + میر سدا من بھیجید مناص + تو روا داری کا ایم سوی +
تاہر ابرو افگند سلطان گرہ + بعد از ان در خان شش چون گنم + زندہ خود را زین مگر بد فون کم + زین غلط او
حد بہانہ باز گفت جیلما با حکم حق نقاد و جفت + گرشو ذرات عالم جیلہ پیچ + با قضای آسمان بھیجنا بیچ + چون
گریزد این زمین از آسمان + چون کند او خویش را از وی نہان + ہر چہ آید از آسمان سوی زمین + فر
مفر و ارد نہ چارہ نوکین + آتش از خورشیدی بار و برود + او پیش آتش بہنا درود + و رہی طوفان کند
ماہر ان برو + شہر بارایکند ویران برو + اوشہ تسلیم و دابواب وار + کہ ایسم ہر چہ میخوای یار + ایک جزو
این زمینی بکیش + چونکہ مٹی حکم زیدان و رکش + چون خلقا کم شنیدی من تراب و خاک باشی چست زدی و دست

اللعنی تناس گر گز گاہ بچنے خواجہ تو بڑا حزم والا آدمی تھا پھر اسنے بہت عذر کیے اور اس شیطان کو دیکھ
 بہانے دیے ان میں لایا کہ اسوقت میں بڑے بڑے کام ہیں اگر تمہارے یہاں آؤ گا تو سب بگڑ
 جائیگے چنانچہ بادشاہ نے ایک کام نازک کا جھکوکم دیا ہو کہ اسکے سبب سے میرے اتنا بین رات بھر
 نہیں سویا ہو میں اسکے حکم کو ترک نہیں کر سکتا اور اسکے سامنے روز رو جانا نہیں چاہتا صبح شام
 سرنگ خاص اسکا میرے پاس آتا ہوا اور میری گز گاہ کی جستجو کرتا ہو کہ کہیں بھاگ تو نہیں گیا اقسوت
 میں تو رور کا کھتا ہو کہ میں کانوں میں آؤں اور بادشاہ مجھے ناخوش ہو کے تیوری چڑھائے پھر اسکے
 غصہ کا علاج میں کیا کرؤں گا ان گریہ کہ زندہ در گور ہو جاؤں قرصن سطح کے سیکڑوں بہانے اسنے
 کیے مگر حکم قضا کچھ اور تھا اور یہ چیلے اسکے اسکے جفت منوے وہ ان ملیوں سے طاق اور عدا ہی ہا
 یہاں سے مقولات مولانا رحم کے ہیں چنانچہ فرمایا اگر ذرہ ذرہ جہان کا جملہ چیلے اور سچ ہو جائیں قضا
 آسمان کے مقابل سبیل ہی ہیچ ہیں یہ زمین سپر حوادث آسمان سے نازل ہوتے ہیں کیسے آسان
 بھاگ سکتی ہو اور کیسے آپ کو اس سے چھپا سکا سکتی ہو جس کو کچھ آسان سے زمین پر آتا ہونا چار اسکو
 سہتی ہو اسواسطے کہ اسکو نہ کہیں بھاگنے کی جگہ ہو نہ کوئی تدبیر نہ کہیں کہیں اگر آفتاب سے آگ برتی ہو
 تب بھی یہ مٹھو سامنے کیسے رہتی ہو اور اس پیش کو جو سب کا منہ پھیرتی ہو مٹھو پر لیتی ہو اور جو آسمان طوفان
 اسیر رہتا ہو کہ اسکے شہر وں کو ویران کرے وہ اسکے تسلیم کے لیے ابوابی دروازے بنی ہوئی ہو کہ آؤ
 چلے آؤ میں اسکے میں ہوں جو چاہے مجھ لائے اب فرماتے ہیں کہ جب زمین اسی مجبور ہو کہ حکم
 قضا کو تسلیم کرتی ہو تو تو بھی جزو زمین کا ہو سرکشی مت کر اور جب حکم خدا کا دیکھے تو دروازہ مست پھیر کیا
 اس سے وہ حکم بد پہچانے گا تو نہیں جانتا کہ تجھ کو مٹی سے پیدا کیا ہو تو بھی جیستی کے ساتھ خاک بنی اور اس سے
 مٹہ نہت پھر جیسا کہ فرمایا و اللہ خلقکم من تراب اللہ نے پیدا کیا تم کو مٹی سے اور جیسے خان خلقنا کم من تراب
 الخلافت شرح سحر العلوم میں اہم کو تم لکھا ہو اور ایک کو بصوت ایک اور ابواب کو ایوب قولہ ہیں کہ اند
 خاک تھے کاشتم ہر گز خاک کی منش اور شتم جلد دیگر تو خاک کی پیشہ گیر تہا کتم ہر جلد میرا نت امیر اب انبالا پستی
 و رسوخ و زانکہ از پستی بالا برود و گندم از بالا بریز خاک شد بعد از ان او خوشہ چالاک شد و دائہ ہر سو
 آمد در زمین بعد از ان سر بار بار از زمین مصل نعمتہا ز گردون تا بنجا کہ زیر آمد شد غذا می جان پاک
 از تو صنع چون ز گردون شد زیر گذشت جزو آدمی می دلیر و پس صفات آدمی شد ان جاد و بزر و از عرش
 پر ان گشت شاد و مکر جہانی زندہ اول مدیم و باز از پستی سوا بالا شدیم و جلد اجزا در سحر و در سکون و مطلق
 اند کہ انالیہ را چون و ذکر و تسبیحات اجزای نہان و غلفے فگندہ اند آسمان و چون قضا آہنگ نہ خجالت کر

روستائی شہر کے رات کو رہا کر دو باہر ازان حرم خواجہ مات شدہ ازان سفر و معصر آفات شدہ و عظام و شہر
 ثبات خویش بود کہ ہم بنیم سلیش در بر بود و چون قضا بیرون کذا پر مخ سر عاقلان گرد نہ جلہ کو رو کر
 ماہیان افتد از در بار برون و دام گیر مرغ پرکان را زبون تپا بری و دیو و شیثہ بود بلکہ باروتے بابل و رو
 جز کسی کا نہ قضا اندر گر سخت و خون اورا ہیج تربی نہ سخت و غیر آنکہ در گریزی و قضا ہیج جیلہ نہ بہت اگر
 رہا و المعنی پہلا شعر گویا خلق کم من تراب کی تفسیر ہو کہ دیکھ تو پہنے خاک میں ایک تخم ہو یا جو ذات انسان کی
 کہ حقیقت گرد خاک ہو اور ہم نے اسکو افراشتہ کر کے ایک جلہ کیا اب جو تو نے جانکہ میری خلقت خاک سے ہو تو
 چاہیے کہ تو لوٹ کے خاک کی پیشہ جو عجز و قناعت کی ہو اختیار کر تو مجھ کو میں سب بیرون کامیر بناؤں میری دست
 میں جلہ تو میرے صرع میں صدر صرع ہو متعلق دوسرے صرع سے ہو جیسے پانی بالا سے پتی میں بتا ہا ہی بیخاک
 بتا ہا ہی اس واسطے کہ پتی سے بالا میں باؤں چنانچہ معمول ہو کہ پانی خاک میں جذب ہو جاتا ہو پھر تاش آفتاب سے
 بخارات ہو کے آسمان پر جاتا ہو اگر خاکی نہ بنے تو بخارات ہو کے کب اڑے آئے ہی کیوں بالا سے نیر خاک
 ہوتا ہو پھر دیکھ تو کسی خوشے خاطر خواہ اس سے ہوتے ہیں اور جو دانہ ہر سو یہ کا زمین میں دبائے اور دن کرتے
 ہیں پھر دیکھو کسی شاخیں سر نکالتی ادا کھاتی ہیں اور بالا کو رجوع کرتی ہیں عرض جلہ نعمتیں آسمان سے
 خاک تک جو کچھ ہیں سب نیچے آنے سے غذا جان پاک کی ہوتی ہیں پس نعمتیں بسبب تواضع ہی کے کہ کیا
 اختیار کی اور بالا سے نیچے آئیں آدمی جی و دلیر کی جز نہیں اور ہر چند یہ سب جادو و جہان تھیں آدمی کی
 صفات پاکے خوش خوش عرش کی طرف اڑتی ہیں اور اس جہان کی طرف کہ جہان سے ابتدا اہم زندہ
 ہو کے آئے تھے اسی عالم ارواح اور پھر اس پتی سے اسی عالم بالا کو چلے اب سارے اجزا اس جہان
 خواہ متحرک ہیں اور جاندہ خواہ ساکن یعنی جادو سب اس کلام سے ناطق ہیں کہ انا الیہ رجعون ہم طرف
 اُسکے لوٹنے والے ہیں اور جو اجزا اُسکے نہان ہیں مثل فرشتوں و جبرہ کے اُنکے ذکر و تسبیحوں نے
 شور و غلغلہ آسمان میں ڈال کھا ہو اب پھر مجملہ روستائی و شہری کا ذکر بطور مثال بیان حکم قضا میں
 فرماتے ہیں دیکھو قضا ایسی زبردست چیز ہو کہ جب اس نے اپنی نیزنگیاں ظاہر کیں ادنی روستائی نے
 ایسے شہری کو مات کیا کہ وہ خواہ لاکھوں حرم رکھتا تھا باوصف اُسکے اسکامات ہو اور اس سفر سے
 معصر آفات میں پڑا گو اسکو اپنے ثبات پر اعتماد تھا اور مثل پہاڑ کے مستقل گرد اساسیل اسکو
 بہا لیگیا حقیقت یہ ہو کہ جب قضا آسمان سے سر نکالتی ہو سارے عقلمند اندھے بہرے ہو جاتے ہیں
 چمچیلیان دریا سے باہر نکلتی ہیں پرندوں کو دام عاجز کر کے دبا لیتے ہیں یہاں تک کہ پری و دیو بھی کہ
 بڑے زبردست مخلوق ہیں شیشہ میں مقید ہوتے ہیں بلکہ باروت جیسا فرشتہ بابل کو خود قید ہونے

جائے اور ان کو کوئی قضا سے قضا ہی میں بھاگا اور اسکی پناہ اسی سے چاہی اسکا خون کسی تبریع نے نہ بھایا
 و اسحیح ہو کہ منجمن کے نزدیک سیارات کی نظریں بہنیں تلبیث تبریع تفسیر اور انہیں بعض دوستی کی بہنیں
 دشمنی کی یہ نظر تبریع دشمنی کی ہو مثلاً ایک شخص کا ستارہ ایک برج میں ہو اور دوسرے کا بغا صلتہ تین
 برجوں کے کہ چارم حصہ فلک کا ہو بارہ حصوں سے کہ ہر ایک حصہ کو ایک برج ٹھہرایا ہو اس شخص کو
 اس سے دشمنی ہوگی یہی نظر تبریح کی ہر جس سو اس کے کہ قضا سے قضا میں بھاگے اور کوئی جیلا اس سے
 بھگے کو چھڑا نہیں سکتا

قصہ صحابہ خروان کا اور حیلہ کرنا کا تو بہرہ نصرت باغ کے فقیر و نیکو قطاف کرین

قولہ قصہ صحابہ خروان خواندہ ہمیں چاراد حیلہ جوئی مانا نہ حیلہ میکرو نہ کر نہ نمیش چند کہ ہر ہزار روزی
 ورویش چند شب ہمہ شب می سگالید نہ میکرو روی در و کردہ چندین عمر و ویکبر می سگالید نہ سہرا این
 بدان بتا نیاید کہ خدا و یا بدان با گل نایندہ اسگالید گل و شکاری میکند پنهان زول و کیف لایم
 ہوا کہ من خلق بدان فی نحو اک صدق ام ملق و کیف فیصل عن طمعین رعدا من بیاین میں شواہ خدا و اینا
 قہر ہوا او صدق و قد قولہ و احمی عدوا و خفیہ میکرو و اسرار از خدا و آن سگان جاہل از جبل و علما و المعنی
 خروان نام وہے قطاف بکسر وقت میوہ چیدن و چیدن انگور فراتے ہیں تو نے قصہ صحابہ خروان
 پڑھا ہو پھر تو حیلہ جوئی میں کیوں پڑا ہو اور وہ یہ کہ چند کر نہ نمیش حیلہ کرتے تھے کہ چند رویشون کی جو روزی ہو
 اسین سے کچھ حاصل کریں رات کو رات بھر سی مکر سوچتے تھے اور چند عمر و ویکبر و در و ہو کے بیٹھتے تھے اور
 یہ برایا چھپکے مشورہ کرتے تھے کہ ایسا نہو خدا کو یہ معلوم ہو جائے اب مقولات مولانا رحم کے ہیں
 فرماتے ہیں ویکوہ جب حال ہو کہ مٹی گھار سے اپنا حال چھپاتی ہو اور باتہ دل سے چھپا کے کام کرنا چاہتا ہو
 معنی اشعار عربی کے کیسے نہیں جانیکا تیری خواہش کو وہ کہ جسے تجھ کو پیدا کیا کہ بیشک تیرے مشورے
 میں صدق ہو یا فریب اور کیسے غافل ہو گا مسافر سفرون فراخ کا اس معائنہ سے کہ اچھا آرا مگام کل
 کہان بلیگا وہ جگہ میں کہ جہان اترتا ہو اور جہان سے صعود کیا ہو بیشک وہ اسکا متولی ہو گیا ہو اور وہ شوی
 احصا و شمار میں ہیں پس یہ جاہل اندھے بھی اپنے اسرار خدا سے چھپاتے تھے الخلاف شرح بحر العلوم
 میں و شکاری کو ملا کے لکھا ہو مگر میری دانست میں جو معنی میں سمجھا ہوں اگر وہ ہیں تو الگ الگ
 ہونا چاہیے کہ شہد و شکاری بیای معرفت کا پیدا نہو نہ وہ جانیں اور ان کے معنی قولہ گوش کن کہ
 حدیث خواجہ اہ کو سودہ چون شد و دید او جزا گوش را اکون ز غفلت پاک کن + استماع ہر آن غماک
 کن تا چا دید از بلا و از غما و در وہ چون شد از شر و جدا آن کا قی دان کہ غما میں ادھی گوش اپون شہنشاہ

بستنی همای رنجوران دل دعا تو جان شریف از آب و گل و خانه چو دو دو کار و پرستی و مرد و کشت از صفت
 روزنی بگوش تو اورا چو راه دم شود و در قلع از خانه او کم شود و غمگساری کن تو با ما اسی روی و کہ ہومی رہ
 اعلیٰ بی روی مابین ترود و جس و دندان فی بود و کو نہ بگذارد کہ جان سوئی رو و در این بداند و ان بدین سوئی کشت و
 ہر کسی گوید منم راہ رشد بر این ترود عقبہ راہ حق است و اسی شکاب آنرا کہ پایش مطلق است و بی ترود و میرود
 بر راہ رست درہ نیدانی بکو گامش کہ است دگام آہو را بگیر و در معاف و تبارسی از گام آہو تا ہفت و زین
 روش ہر اوج انور میروی و اسی برادر گر بر آد میروی و فی دوریا ترس و فی از موج و کف و چون شنیدی تو خطاب
 لا تحف و لا تحف دان چو کہ خوفت در دحق زمان فرستد چون فرستاد طبق و خوف آنکہ اگر او خوفیت
 غصہ نکست و اکش اینی طوف نیت بلعنی چہنا با لکسر سننا روی سیراب و تازہ عقبہ او دشوار و کو ہماے
 سخت گذار مجازاً اعظم آبدال حملہ و ذوال مجہر و یعنی آتش طوف کسی چیز کے گرد چہنا فرماتے ہیں کہ اب کہ
 خواجہ کاشن کہ وہ کیسے کافون کی طرف گیا اور کیا بدلہ و جان جانے کا اُنہ پیا آب اپنے کافون کو
 غفلت سے پاک کر ڈال اور اُس غناک کے ہر کجا حال سن کہ اُنہ اپنے شہر سے جدا ہو کے کیسی بلائیں
 اور کیسے رنج راہ میں دیکھے اس سننے کو ایک زر کوہ و صدقہ جان جو غمگین کو دیتا ہو کہ جب اُسکی دستان
 کان لگا کے سنتا ہو جیسا کہ حدیث میں ہوا شاع کلام لخر و ان صدقہ سننا کلام غمگین کا صدقہ ہر کہ جس سے
 اُسکا غم غلط ہوتا ہو گویا اپنی بی بی سے اُسکو بھی حصہ دیتا ہو جس ضرور ہو کہ جو لوگ رنجور دل ہیں اور انکی جان
 شریف نے آب و گل کے سبب یہی جیسی فائدہ کشان کی ہیں کہ مراد تن پروری سے ہو اُنکے غم اچھی طرح شین
 فائدہ کشی جان کی باعتبار اسکے کہ قوت جان کا نور و ذکر اُتھی ہو جس تن پروری میں یہ کمان جو لوگ ہیں
 ہیں اُنکا فائدہ چو دو ہو تو اُسکے لیے اپنے ہفتا سے ایک روزن اُس میں کھول دے تا تیرے کان سے اُس
 دو دو کو راہ دم کی ملجائے اور وہ دو دو تلخ جو اُنکے گھڑ میں گھسا ہوا ہو کم ہو جائے یعنی غم اُسکا بہل جائے
 اب فرماتے ہیں او وہ شخص کہ تو تر و تازہ اور سیراب ہو اور طرف رب و علی کے جاتا ہو چارے ساتھ
 غمگساری کر کہ ہم تر و دین مچنے ہیں جو بحقیقت ایک جس و دندان جو نہیں چھوٹتا کہ جان ایک سو ہو جائے
 یہ یعنی جان تو اُدھر کو کہینچی اور یہ یعنی ترود اُدھر کہینچتا ہو اور ہر ایک کا قول یہ کہ رشد میں ہوں واقعی یہ
 ترود بڑے عذاب کی چیز راہ حق میں ہو جس کیسی خوشی و خوشی اُسکو ہو جکا پانوں بند ترود سے بے قید
 کہ بے ترود راہ رست پر چلاتا جاتا ہو اگر راہ نہیں جانتا ہو تو اس راہ کے چلنے والوں کے قدم حوث
 کہ وہ کمان ہیں کیسے کہ نافہ کا طالب آہو کے قدم کا کھوج کچھ لیتا ہو اور اُن میں کھوج قدم سے
 ناف تک پہنچ جاتا ہو تو بھی اُنکے قدم تلاش کر کہ اس روش سے دیکھ چرخ انور پر پہنچا جاتا ہو

اور اسی روش سے ایسا برادر اگر چاہیگا تو آگ پر بھی چلا جائیگا پھر نہ دریائے ڈرد موج سے نہ دریا کے جھاگوں سے
اس وقت میں تو خطاب لا تحف کا سن لیکھا اور لا تحف کیا ہو وہ خوف اپنا جو حق نے تجھ کو نبھا کر کمرے واسطے کہ
جب طباق تجھ کو دیا ہو تو روٹی بھی ضرور دیکھا خوف تو اس کو ہر کہ جس کو خوف حق کا نہیں ہو اور رنج اس کو چہ
یہاں طوف اسکا نہیں کیا انخلا و شرح بحر العلوم میں مان کو تباہی فون کے لکھا ہو

روان ہونا خواجہ کا گائون کو مہمانی میں

قولہ خواجہ درکار آمد و تہنیز ساخت + مرغ غریش سوی وہ اشتابا خت + اہل و فرزند ان سفر اساختند +
رخت رابگہ وغرم انداختند + شادمان وشتابان سوی وہ + کہ بری خوریم از وہ مرثہ وہ + مقصد ہمارا چہ گنا
خوش ست + پیارا انجہ کریم و دلکش ست + باہزاران آرزو خواندہ ست + بہر غریش کرم بنشانہ ست +
ماؤغیرہ وہ زمستان دراز + از ہوا سوی شہر کریم باز + بلکہ باغ ایشا راہ ماکند + در میان جان خودمان جان کنہ
عمہلو اصحاب کی ترسوا عقل میگفت از درون لا تفرحوا + من رباح اللہ کہ نوا اس کہین + ان بنی لایحب الاقرین
افروا ہونا با آگاہ کل آت مشغل لہا کو + شاد از وی شو مشوا از غیری + کہ بہار ست و دیگر بامہ وی +
ہر چہ غیر است ہستراج قت + مگر چہ چنت و ملک قت و تاج قت + شاد از غم شو کہ غم دام تقاست اند
رہ سوی تہی از تقاست + غم کی گنجست مرغ تو چو کان + لیک کہ در گیر دین در کو دکان + لکھنی غریش باغ
درخت لگانا اور درخت لگایا ہوا استراج فرق عادت کہ کافر سے ظاہر ہوا اور جو ولی سے ظاہر ہو کر
ہوا ورنہی سے ظاہر ہو معجزہ ہو تجنیز درستی سامان عروس و مردہ فراتے ہیں کہ خواجہ کام سفر میں مشغول ہوا
اور درستی بیاب کی کی اب مرغ اس کے غرم کا گائون کی طر تیزی سے کڑا اور جوا کے اہل و فرزند تھے
آنھوں نے بھی اسباب گاہ و ارادہ پر لا دا خوش خوش دوڑتے ہوئے گائون کی طر جاتے تھے کہ اپنے
مرثہ وہ سے جو وہی روستانی ہو پھیل لکھایا اور تمت ہوئے ہمارے مقصد کو اچھی چہرہ گاہ ملی ہو خوبے ل سے
چہ لگایا ایسے کہ وہاں ہمارا ایک یار کریم و دلکش ہو جسے ہکو ہزاروں آرزوون سے بلایا ہوا اور ہمارے
واسطے درخت کرم کا لگایا ہو ہم خوب نوغیرے اسنستان دراز کے گائون کے منعمہ اشیاء وہ کے
اس کے پاس سے شہر کو لائینگے بلکہ وہ باغ اپنا ہاری راہ میں ایشا رکھ لگایا کہ جو ہمارا جی چاہے سو کرے
اور اپنی جان میں ہاری جگہ بنا لگایا معافی اشعار عربی جلدی کروا ہی ہمارے ساتھ تھو تا نفع پاؤں
عقل اندر سے کہ رہی تھی لا تفرحوا یعنی خوش مت ہو اللہ کے نفع سے نفع یاب ہو بیگ میرا رب خوش
ہونے والوں کا دوست نہیں جو خوش ہو اس پر نگو آسان ملی جاتی ہو اور ہر چیز آنے والی جو
مشغل ہیں ڈالے وہ لمو بیو وہ ہر تھارے لیے تو اس کے دیے ہوئے سے شاد ہو وغیرہ سے امید کر کے

دقت و سرور
شاہد امت ہو کس واسطے کہ بہار وہی ہو اور سب خزان ہین جو کچھ سوا اسکے ہر سب تہذیب تیرے حق میں ہوا ہے
بے اعتبار جیسے کافر کا فرق عادت خوار و تخت خواہ ملک خواہ تاج تو تو غم سے خوش ہو کس واسطے کہ غم و ام تھا کا
یہ اتھا کو چھانتا ہوا سیلے کا سہ راہ ہین جو تہی ہو وہی بلندی ہو اور بلندی تہی غم تیرے واسطے گنج ہو اور گنج
مثیل کان کے لیکن یہ بات لڑکوں ہین کب اکثر کہتی ہو قولہ کو دوکان چین نام بازی بشنوند + جلد با فر کو
ہم رنگ میثوند + اسی خزان کو آفسودا حماست + درگمین ہین سوی خون آشاماست + تیرا تہان شد
لیکن کمان رگشت پنہان اورد چشم مردان + تیرا تہان کمان پنہان وغیب + ہر جانی میر سہ صد تیر شیب
کام و صحرا سی دل باید نہاد + زانکو در صحرائی کل بنود کشاد + امین آبادت دل امی مردان + حصن محکم
موضع ہین و اماں نگاشت خرم بجام دوشان چشمہا و گلستان در گلستان + حج الی اقلب و سرا ساریہ
فیہ اسار و عین جاریہ + وہ مردہ مرد را حق کند عقل ابی نور ویر و نق کند + خواجہ پنہار کوہ رفوری وہ
ہین بنیاد محکم رفوری وہ وہ قول پذیر شنوای محبتی کو عقل + وطن در و ستا + معنی فراتے ہین کیسے لڑکوں
کے دل میں اثر کرے اکھا تو حال یہ جو کہ حیوت کسی بازی کا نام ستے ہین تو جملہ ہم قدم گوہر کے ہو جائے
ہین ایسے ادھر کو ڈرتے ہین اب فراتے ہین کہ اسی خزان کو رجبہ حرتو جاتا اور ادھر بہت جال لگے ہوئے ہین
ورسکی گمین ہین بڑے بڑے خین آشام ہین تیر حکم کسی کے تو اڑ رہے ہین اور کمان لڑکوں کی آنکھوں کو
نہین سو جھتی تھہر کتے ہین تیرا رہے ہین اور کمان پوشیدہ اور غیب ہین ہر دیکھ لے تیری جوانی ہی پرکاش
نیز ٹرٹھاپے کے گتے ہین اور کیا حال ہوتا ہو جس ان سب جھگڑوں کو چھوڑا و رد قدم صحرائی دل میں کوہ اس
سب سے کہ صحرائی کل میں کشاد و فرحت دل کی نہ پانگھا اسی کو گوید دل تھا را بڑا امین آباد ہو اور بڑا
مضبوط قلعہ اور جامی ہین و اماں اور موافق مقصد و ستون کے لیک گشت تروتازہ جہین چشمے ہین اور
گلستان در گلستان تنویر شمع میل طرف دل کے اور سر کر امی سر کرنے والے کہ امین درخت ہین اور چشہ
باری گمانوں کو مت جاگائوں آدمی کو احق کر دیتا ہو اور عقل کو بے نور و بے رونق خواجہ جانتا ہو کہ رفوری
گمانوں دیتا ہو اور نہین جانتا کہ رفوری روزی دینے والا دیتا ہو اسی برگزیدہ حضرت نے بھی تو فرمایا ہو اکا
دل تو سن کہ جو کو عقل کا ہو اسکا وطن گمانوں ہو چنانچہ حدیث ہو من کن فی القری یوما یحق شہر او من کن
فی القری شہرا یحق وہا جو کوئی رہا گمانوں ہین یا کن الحق ہو جاتا ہو ایک مہینہ کو اور جو ایک مہینہ کا گمانوں
ہا الحق ہو جاتا ہو ایک ماہ کو اور وہ سری حدیث ہو علیکم بالمدن و او جارت و علیکم بالقری و لو دارت و علیکم
بلمکہ و لو جارت لازم ہو کہ توطن شہر کا اگر وہاں کے لوگ تیر ظلم کریں اور لازم ہو نہ کہ اختیار کرنا راہ کا اگر وہ
بھر پڑے اور لازم ہو کہ تو محل کہ ہے اگر تیر ظلم کرے قولہ ہر کہ رفوری باشد اندر دستا با با ہی عقل و انا یجب +

تا باب ہے احمق دروی بود و از شیش و ده جزایہ چار و دہ و الگ با ہے باشد اندر و ستار و در گار سے باشد شیخ جہل و عمار
 وہ چه باشیخ جہل نام شدہ و دست در تقلید و در حجت زدہ و پیش شہر عقل کلی این حواس و چون شران چشم بندہ و در شران
 این رہا کن صورت فسانہ گیر مزل تو در روانہ تو گندم دانہ گیر گردہ در فست ہین بر جی تان گریہ نہایت و روانہ منور
 علی ہر ش گیر از چہا ہر کثر بود و عاقبت ظاہر سوی باطن رود و اول ہر آدمی خود صورتت بعد از ان جان کو جہاں تیر
 اول ہر سیدہ جز صورت کی ست و بعد از ان لذت کہ معنی و سیت و اول گاہ فرگاہ سازند و خندہ تر کردہ از ان پس بہان
 آورند و صورت فرگاہ دان معنی ست ترک بہ عنیت طالع دان صورت چہ فلک بہ ہر حق این ارہا کن یک نفس و
 تا فرخو اجہ بنابر جس و معنی خراس کہ ہون کی چکی چیلے تین شعر ترجمہ پیل حدیث کے ہیں جسکے معنی مسطور ہر چکی
 اب فرماتے ہیں جب کانوں کی کیفیت حدیث سے ثابت ہو تو تقلید بھی تو مقابل تحقیق کے ایک کانوں کی طرح ہو
 جس لئے حال شیخ پر ہر فعل نہیں ہر اور تقلید و حجت کو کپڑے پہنے ہو کہ اسکے حواس سانسے شہر اشخاص کے عقل کلی
 ایسے ہیں جیسے خراس کا گدھا چشم بندہ اب فرماتے ہیں کہ یہ باتیں معنی کی چھوڑا درو جہاں تین جہاں ہیں افسانہ ہو گیا
 ہین انکو اختیار کر اور روانہ کو چھوڑو گئے گندم دانہ ہی لیلے اگر کھلکو در خالص پر راہ نہیں ہو گہیوں ہی
 لیے جا رہا بالعم گندم اور اگر اس طرف کو کوئی صورت نہیں ہر محیط ہانکے جاتو اسکے ظاہر ہی کو دیکھ
 اگر چہ ظاہر کثر ہے جو اسلئے کہ انجام کو ظاہر بھی باطن ہی طرف جاتا ہر غور کردہ ال دمی کا یعنی ابتداء بھی صورت
 تو ہر بعد اسکے ہاں ہر جو جہاں سیرت ہو اور سن اول ہر سیدہ کا سولے صورت کے کیا ہو پھر لذت صورت کی
 بعد ہر جو اسکی معنی ہو پیلے غیبہ بناتے فرید تے پھر پر مشق کو جہانی سین مباتے ہین تیری بھی صورت ایک فرگاہ ہو
 اور معنی ترک پھر کہتے ہین معنی طالع ہر اور صورت فلک کر شتی آئینہ شعر گریز کا ہو کہ واسطے حق کے اسے ایک دم کو
 چھوڑ تو گدھا خواجہ کا اپنا گھنٹہ بجائے یعنی وہ روانہ ہوئے انخلا و شرح بحر العلوم مین گردہ کو بذر لکھا ہو
 اور جانے ترک کیا سمجھے ہین

جانا خواجہ اور اسکی قوم کا گانوں کو

قولہ خواجہ و پیرگان ہزار سے ساختند بر ستوران جانب وہ تاختند و شادمانہ سو می صحرا را نند و سافوا کی
 گفتند و بر خواندند کہ سفر باندہ کیخمر و شود و بی سفر ماہ کی خوشرو شود و از سفر بنیق شود و فرین اد و فر سفر
 یہ سہفت صد مراد و روز و روز آفتابی سوختند و شب ز اختر را می آموختند و خوب گشتہ پیش ایشان اور شبت
 از نشاط و شدہ رہ چون بہشت تلخ از شیرین لبان خوش میشود و خار از گلزار و گلش میشود و جنطل از مغنی
 خراب میشود و خانہ از چنیادہ صوم میشود و اسی بسا از نازنینا کیش و برامید گلندار را و دوش و اسی بسا حال
 گشتہ پشت ریش و از بلای دلبرہ روی خویش کردہ آہنگہ جمال خود سیاہ و تا کہ شب آید بسود روی او

خواجہ تائب بر دکان چای میخ ہذا کہ سروی در دلش کردست میخ تا جری دریا و خلکی میدود و آن بہر خانہ سنی
 میرود ہر کر با مردہ سود کے بود ہر امید زندہ سیمائے بود آمد و گریہ می آوردہ کج بپد ہر امید خدمت تہو
 خوب ہر امید زندہ کن اجتمہا و کونکر و بعدد وزی و وجاہ و المعنی جہازیکہ سباب عروس و دست و سفر یعنی خواجہ
 اور اسکے بچوں نے اسباب سفر کا دست کیا اور بار بار یوں پر لادا اور گالوں کی طرف چلے خوش خوش صبح
 کی طرف چلے اور ساخو کی غنوا پڑھایہ وہ کلمے ہیں کہ سفر کے جانے کے وقت پڑھتے ہیں اور صبح و بھی یاد
 کرتے ہیں یعنی سفر کر دھت پاؤ اور غنیت کرو سفر کی برکتوں کو اس واسطے کہ سفر سے بندہ کثیر ہو جاتا ہو خواجہ
 عظیم الشان تھا کہ کو دیکھو بے سفر کے کب خوش رہتا ہو بطن نزل کے جال پاتا ہو چاہیہ و شطج کا بھی سفر کیا
 سے فرین ہوتا ہو یوسف کو خیال کرو انھوں نے بھی سیکڑوں مرادین سفر سے پائین پھر بیان خواجہ کا ہو کہ نہیں
 تو منہ قحاب سے جلتے تھے چلتے نہیں تھے رات کو تاروان کی پہچان پر راہ چلتے تھے مارے خوشی کے
 وہ راہ بلانہ نہایت خوب تھی گالوں کی خوشی سے مثل بہشت کے ہو رہی تھی جیسے چمن شیرین لبوں سے خوش
 ہو جاتی ہو اور خار گلزار کے سبب سے دلکش ہوتا ہو چمن مشوق کے ہاتھ سے خرا ہو جاتا ہو اور اگر صبح
 میں ہوا و تہمانہ موجود ہو تو صبح خانہ ہو جاتا ہو بہت ایسے نازنینوں سے ہونے کے وہ کسی گلخدا راہ و ش کی خاطر
 خاک کش ہوئے ہیں اور بہت جمال اپنے دلبر و کی برائیں پشت پیش ہوئے ہیں کہ مراد زوجہ سے ہو غور کرو
 آہنگر کو کیسا اپنے جال کو سیاہ کرتا ہو تائب ہوا و اپنے ماہ کاٹھ چومون کہ ماہ کی عورت ہو اور کسی خواجہ کا نڈا
 کو دیکھو کیسا مقید ہو کہ گویا چای میخ کر دیا دکان پر رات تک جتا ہو یہی سبب تہی کہ اسکے دل میں ایک سرو
 کہ زن ہو ڈر پکری ہوتا ہو جو خیال کرو تری و خلکی میں دوڑتا پھرتا ہو وہ بھی ایک خانہ نشین کی محبت ہو اب
 فرماتے ہیں جس کی کو کسی مردہ سے عشق و سودا ہوتا ہو وہ اسکو زندہ سیما جانے عشق کرتا ہو مردہ اس سبب کہ
 کہ ساری مخلوق فانی و مردہ ہو گو بظاہر زندہ سیما ہیں مگر ان سب کے بڑھئی ہو کہ لکڑی کی طرف منہ
 جھکائے ہوئے ہو وہ بھی ہر امید خدمت کسی مرد و خوب کے مشغول ہو ان اشار سے ایسا معلوم ہوتا ہو
 کہ خواجہ کی زن زیادہ اس سفر کی مصروفی ہو بہ حال فرماتے ہیں کہ تو ان مردوں کی امید پر کوشش
 محنت مت کر اس زندہ کی امید پر کہ وہ دوہی دن میں جا نہو جائے دائم و قائم ہے الخلاف
 شرح بحر العلوم میں سروے کو بصورت سروی لکھا ہو معنی اشبا کے کلمے نہیں تا معلوم ہو کہ کیسا سمجھے
 قولہ ہیں مکن بونس خیر از خسی عاریت باشد و آن بونسی دُفس تو با ما در و با با کجاست گزہ ہر حق
 مونسانت را و غاست ، افس تو با وایہ دلالہ پیشہ گزہ کسی شاید بغیر حق عصفہ افس تو با شیر و باستان نا
 نفرت تو از دیر ترا نا نڈا آن شاعری بود بر دیو ارشان و جانب نو شید و افست آن نشان ہر ہر اینچہ کیا افتد آن شاعر

تو بران ہم عاشق آئی اسی شمع جلتی تو برہمچہ آن موجود ہووے آن در وصف حق چو زرا اندو و بود و چون از کس
 باہل رفت و بس باندہ از زری خوشن من مفسس باندہ طبع سیر آمد طلاق اور بخواند پشت بروی کرد و دست آواز
 مشا میرد از زرا اندوہ صفاتش پاکیش۔ از جہالت قلب اکم گوی خوش، کان خوشی و قلبہا عاریتی سرست
 زیر زینت مایہ بی زینتی ست۔ در زری قلب در کان میرود و سوی آن کان رو تو ہم کان میرود و نور از دیو
 تا خور میرود و تو بدان غور و کہ در غور میرود و زین پس مبتان تو آبا نہ آسمان و چون بیدری تو و فاد و ناد و دان
 معدن و غیبہ باشد دام گرگ و کی شناسد معدن آن گرگ بترک و در گمان بر ذلت و در گمہ و می شستہ بیدر
 مغروران بدہ و همچنین خندان رفضان میشند و سوی آن دو لایب چرخ میزنند و چون بیدر غم می پڑ
 جانب دہ صبر جاہ میرد ہر نیسے کہ روی دہ می و زیدہ گویا روح در وان می پرویدہ بہ کہ می آید زودہ او
 سوی او و بہ میداد و نہ خوش بروی او و کہ تو روی یار مارا دیدہ و پس تو جان جان مارا دیدہ و بعضی بتایید
 سابق و ناتے ہین خبر در کسی یا خیر کو مونس مت بنا کہ بڑا ناچیز ہین ہر کس واسطے کہ وہ صفت ہمین جکے سب سے
 تو مونس بنا تا کہ عاریتی ہو نہ اسکی اپنی یہ سب ہو فامین سوائے حق کے پھر ہو فامین سانس کیا و درست جا
 خود اپنے باپ ہی کو خیال کر کہ طفلی مین تجھ کو اسنے کیا عشق و انس تھا اب وہ کمان پھر کتنے ہین دایہ
 والا کہ کیسے تجھ کو کہ و تعلق سے کھلاتی پالیتی تھی اسکو غور کر کہ اُس سے کیا انس تھا وہ کیا ہوا جواب سو کہ
 حق کے کوئی قوت بازو ہونے کے لائق ہوا اور بھی شیر و پتان سے کیا انس تھا وہ کیوں نہ بنا کہ تے
 جانے سے جو نفرت تھی وہ کیا ہوئی یہ سب کتنا حقیقی کی ایک شمع تھی جو دیوار پر پڑنے سے دیوار کی دیوار
 کیفیت ہو جاتی ہوا ان سب پر کھی پڑی تھی ضرور اب وہ نشان جس خورشید کے تھے اسکی طرف چلے گئے
 وہی دیوار کی دیوار رگبگی جس چیز پر وہ شمع پڑ جاتی ہو تو بھی حاصل اُسی کا عاشق ہو جاتا ہو اور زمین
 جانتا کہ یہ جو موجود ہے ہر جہر تجھ کو عشق ہو یہ وصف حق سے طبع کہ طرح زرا اندو ہو جب زرا اپنی اہل کی طرف
 اڑ گیا تا نہا تھے تا بنا رہ گئے اور زرا پنے سے مفسس ہو گئے اسوقت مین تیری طبیعت نے یہ ہو کے اسکو طلاق
 دی اور اسکی طرف پشت کر لی اور ترک کر دیا تجھ کو چاہیے کہ تو اُس زرا اندوہ صفات سے اسکے پاکینہ
 رہے اسکی طرف قدم نہ بڑھائے جہالت سے کھینٹے کو اچھا نہ سمجھے اسلیکے بکھونٹے مین و د اچھا پن
 عاریتی ہو اور اسکی زینت کے نیچے بے زینتی اس سبب سے کہ جب زرا اسکے روئے قلب سے کان کہ
 جہان اسکی اہل ہو جاتا ہو تو تو بھی اُسی کان کی طرف جہان وہ جاتا ہو کیوں نہ جاتا ہو دیوار سے
 آفتاب مین جاتا ہو پھر تو بھی اُسی آفتاب مین جاسمین یہ نور جاتا ہو تجھ کو لازم ہو کہ بعد اس سے آب
 آسمان سے لے جب جان لیا کہ پڑا لہ کے آب مین و فامین ہو اب فرماتے ہین تیرا حال گر لہ تر گ کا سا

کہ وہ دیکھ کے معدن کو جو چٹائی ہو نہیں پہچانتا کہ اس کے دام میں پھنستا ہو اور اس کا لالچ اُس کو بوجھن کوشت پخت کو سمجھتا ہو عمدہ شکر کو نہیں جانتا جیسے خواجہ اور اُس کے لوگ سب نے روستائی کی باتوں کو درگمان کر کے گڑھ میں باندھ لیا اور لو بھٹائے ہوئے اُس کے گائون کو دوڑے جاتے تھے کیسے خدا ان ناچنے چلے جاتے تھے جیسے دو لاپ پر چرخی ناچتی ہو جب دیکھتے تھے کہ کوئی مرغ گائون کی طرف اڑتا ہو تو اٹھا کھانے پر کپڑے پھاڑتا تھا اور جو سیم گائون کی طرف سے چلتی تھی گویا انکی روح و روان کو پالتی تھی جو کوئی اُس کے گائون کی طرف سے آتا تھا یہ خوش ہو کے اُس کے منہ کو چوستے تھے کہ تو نے ہمارے بار کے منہ کو دیکھا ہو پس تو نے ہماری جان کی جان کو دیکھا ہو

قصہ محبت کرنا مجنون کا اُس کتے سے جو لیلیٰ کے گھر رہتا تھا

قولہ مجنون کو سگے رامی نواخت + بولہ ش میا + ہمیشہ ش میکا + اخت + گردا + میگشت + خاضع در طواف + ہجو حاجی کرد + کعبہ لے گراف + ہم سروا پش ہی + بوسید و ناف + ہم جلاب + شکرش میا + دصاف + بولہ + فضلہ گفت کای مجنون خام + اینچہ شیدست + اینکے می آری + دام + پوز سگ + دام + پلیدی + سینور + دہ + نقد + خود + باب می + ہتر + د + عیبہ می + سگ ہی + اوجی + شرد + عیب + دان + باز + غیبہ + ان + بوئی + بزد + گفت مجنون تو ہمہ نقش و تن + اندر آ + بگرتہ + از چنان من + ہکان + طلسم + بستہ + موئی + ست + این + پاسبان + کوچہ + لیلی + است + این + ہتھش + بین + دول + جانا + ساخت + کوکبا + بگزید + مسکن + گاہ + ساخت + او + سگ + فرخ + رخ + کہت + منست + ہلکا + د + ہمدرد + ہم + لہف + منست + آن + سگے + گشت + در + کوش + مقیم + خاک + پایش + ہز + شیران + عظیم + آن + سگے + کہ + باشد + اندر + کوی + او + من + بشیران + کی + دہم + یک + موی + او + آنکے + شیران + مر + سگانش + را + غلام + گفتن + امکان + نیت + خامش + والسلام + ہر + صورت + ہگذر + یدامی + دوشان + جنت + ست + وگلستان + درگلستان + صورت + خود + چون + شکستی + سوختی + صورت + گل + ا + شکست + آموختی + بعد + از + ان + ہر + صورتی + رشکبانی + ہجو + حیدر + باب + خبر + برکنی + المعنی + فرماتے + ہیں + بس + خواجہ + کے + لوگوں + کا + ایسا + حال + تھا + جیسے + مجنون + کہ + وہ + کتے + کو + نواز + تا + تھا + اور + چومتا + تھا + اور + اُس کے + سامنے + ایسا + بوجھ + پیش + آتا + تھا + کہ + گویا + کلا + جانا + ہو + اور + گرد + اُس کے + مثل + لہوان + والوں + کے + پھرتا + تھا + بڑے + خضوع + سے + جیسے + حاجی + بے + گراف + گرد + کعبہ + کے + پھرتے + ہیں + اور + ناف + دسرو + پا + اُس کے + چومتا + تھا + اور + جلاب + و شکر + صاف + اُس کے + سامنے + رکھتا + تھا + جلاب + ایک + شربت + کہ + جلاب + کے + پھول + قند + میں + جوش + کر کے + شیشون + میں + بھر رکھتے + ہیں + اور + وقت + حاجت + کام + لینا + لاتے + ہیں + ایک + بولہ + فضول + نے + کہا + کہ + اسی + کچے + سری + یک + کیا + مگر + جو + قور + و + ظاہر + کرتا + ہے + کتے + کی + پوز + جو + اسکا + دہن + اور + گرد + دوا + دہن + ہجو + پلیدی + کھاتا + ہو + اور + اپنی + مقعد + کو + کب + سے + صاف + کرتا + ہو + ایسے + ہی + کتے + کے + بہت + سے + عیب + شمار + کیے + لیکن + یہ + ان + مجنون + غیب + دان + سے + اور + اسکی + چھپی + رنر + سے + بوند + لگیا + کہ + وہ + کیا + سمجھے + ہوئے + ہو

بس محبوب نے کہا کہ تو ایک نقش یعنی صورت انسانی اور جسم حیوانی ہو میری سی آنکھیں پدیا کر اور اسے
دیکھ تو تجھے سوچھے کہ یہ کتنا نہیں ہر ایک طلسم بنایا ہوا ایک مالک کا جو جبین گنج چھپا ہو کہ یہ پاسبان کو چہ
لیل کا ہو اسکی ہمت اور دل و جان و شناخت کو دیکھ کہ اسنے کہاں اپنا سکن اور ٹھکانا کیا ہو کسی عالی جگر ہو
یہ کتنا مبارک صورت اس جگہ کا ہو جو میرا کھٹ دجائے پناہ ہو بلکہ میرا جہد و دوہم غم ہو وہ کتنا کہ اسکی کلی کا تعلیم
میرے نزدیک خاک پا اسکی بڑے بڑے بیرون سے بہتر ہو اور وہ کتنا جو اسکی کلی کا ہو میں اسکے ایک بال کو
عوض بیرون کے ہرگز نہ دوں اور وہ شخص جسکے کتوں کا شیر غلام ہو اسکے بیان کا تو مقدمہ رہی نہیں ابتدا
اس بیان کو رخصت کر اب فرماتے ہیں اسوہ سنو اگر صورت سے گذر جاؤ تو جنت ہی جنت اور گلستان در
گلستان ہو جب تونے اپنی صورت توڑ دی اور بچونک وی تو جان لے کہ کل صورتوں کا توڑنا سیکھ لیا
بعد اسکے ہر صورت کو توڑ دیا اور مثل حیدر کے دروازہ فیبر کا اکٹھا لیا یعنی کسی ہی شکل ہو نہ ان کر لیا
تو کہ سب صورت شان خواجہ سلیم کو بدہمیشہ بگفتا رسیقم سوئی دام آن تملق شادمان ہر بچو مرغے سوئے
داندہ امتحان از کرم و نہت آن مرغ حریص داندہ را بادام لیکن شد محیص از کرم و نہت مرغ آن از را
نمایت حرص ست نمی جو دو عطا و مرعکان در طمع داندہ شادمان سوئی آن تزدیر پیران و دوان اگر دشاو
خواجہ آگا بہت کم ترسم اسی رہر کہ یگا بہت کم مختلف کرم چا کہ وہ پید غوہ و داندہ وہ دیگر گزیر تر
ماہے وہ بدہمی تا خندہ را کہ راہ وہ تلو شاختند ہر کہ گیر دیشیہ بی او شاد و شیتند سے شد بشتر و رستا ہر
در رہ بی قلا فیزی رود مرد و روزہ راہ صد سالہ شود ہر کہ تازد سوئی کعبہ بی دلیل ہر چو این سر گشتگان
گر دو دلیل ہر از انکہنا در باشد اندر خافقین آدمی سر بر زندگی والدین مال او یا بد کہے می کنند
تا دوان باشد کہ بر گنجے زندہ مصطفای تو کہ حبش جان بودہ تا کہ رحمن علم الف آن بود اہل تن را جملہ
علم بالقلم واسطہ افزہت در بذل و کرم ہر حریص بہت محروم اسی سپر چون حریصان تنگ مرد
اکہستہ تر اندرین رہ بر خوادیدند و تاب چون غذا بمنع خاکی اندر آب سیر گشتہ از دہ و از رستا
وز شکر نیز چنان نا اوستا بمعنی حسنہ بالفتح و رفیعہ حمیص بفتح رستگاری و خلاصی پانا او کسی چیز سے پھر نا
گر بند گزیدن سے اختیار کرنا چھانا خافقین مشرق و مغرب فرماتے ہیں ایسا رفیعہ صورت کا وہ خواجہ
سادہ دل ہوا کہ تعلیم با توین بین اسکے کانوں کہ گیا اور اس دام تملق کی طرف ایسا گیا جیسے کوئی مرغ امتحان
داندہ کی طرف جاتا ہو کہ گیا اور چونک کے ہٹ گیا پھر گیا پھر ہٹ گیا پس یہ مرغ جو امتحان جاتا ہوا دھادیوانہ
ہو کے نہیں کرتا اسپر خدا کا کرم ہو جسکے سبب سے کو حریص ہو لیکن جان گیا ہو کہ یہ داندہ مع دام کے ہر لاجرم چھپتا
نہیں خلاص یافتہ ہو اور اسی کرم کی بدولت اسنے اس داندہ کو سمجھ لیا ہو کہ یہ داندہ نہیں ہر غایت حرص کی ہو

نہ جو دو عطا بس گیا اور پھنسا اور جو مرغ چھوٹے اور زائچہ میں اس دانہ کی لالچ میں خوش خوش اس خرب
کی طرف اڑتے دوڑتے چلے جاتے ہیں تا بفرماتے ہیں کیا اگر خواجہ کی خوشی سے ہمیں کراؤ کو تھی جھکوا اور راہ
آگاہ کروں تو دور تا ہوں کتیری راہ کھونٹی ہو کے بیوقت ہو جائیگا کہ ناک میں گھاٹیلے خنجر کر کے
گستاخوں کہ جب حیران سرگردان پھرتے پھرتے ایک گاؤں معلوم ہوا تو خود وہ گاؤں اسکا نہ تھا ناچار
دوسرا گاؤں اختیار کیا غرض ایک مہینے کے قریب تو گاؤں گاؤں پھرتے رہے اس سبب سے
کہ اچھی طرح راہ اس گاؤں کی جانتے نہ تھے بنا بریں فرمایا کہ جو کوئی کوئی کام بے استاد کے ہتھار کرنا
وہ شہر درویشا میں مسخرہ ہنسا ہو یعنی شہری اور گنواہر اس پستہ خنجر کرتے ہیں اور جو کوئی کسی راہ کو بے
کے چلتا ہو اگر وہ دن کی ہو تو سو برس کی ہو جاتی ہو ویسا مارا مارا پھرتا ہو اگر کعبہ کی طرف بے دلیل
جاتا ہو تو وہ بھی ان سرگشتوں کے مثل دلیل ہی ہوتا ہو اس سبب سے کہ مشرق سے مغرب تک کبھی کبھیں
ایسا نہیں ہوا کہ بدملن مان باپ کے کوئی آدمی پیدا ہوا ہو اگر کوہ حضرت عیسیٰ تو انکی مان جب بھی
تھیں جیسے آدمی مال بے کسے نہیں پاتا اور اگر کہیں خزانہ کیسکو مل جائے تو یہ نادور ہو اور نادور پر حکم نہیں
بس ایسے ہی اگر تو امیدوار تعلیم خدا کا ہو تو کیسے ہو سکے تو مصطفیٰ تو نہیں ہو کہ جکا جسم بھی جان تھا انکو
خدا نے قرآن تعلیم کیا ہو تو تو اہل تن ہر تیرے لیے علم بالقلم فرمایا اور تیری تعلیم میں قلم کو واسطہ کیا ہوتا تو کسے
پڑھے جب اسکا بدل و کرم تجھ ہوئے مردان اشعار مثالیہ سے یہ کہ وہ خواجہ بے راہ جانے اور
ہوں راہبر کے چلے یا کہ خدا پہونچا دیگا آخر گشتہ ہوا فرماتے ہیں ای سپر ہر میں محروم ہوتا ہو موجب
الحرص محروم کے تو ہر بیوں کی طرح اوڑھ کے مت چل آہستہ چل غرض ان لوگوں نے اس اہ میں بڑے
سچ خواب کیجے جیسے مرغ خشکی کا رہنے والا پانی میں پڑ کے عذاب اٹھاتا ہو ایسے ہی یہ لوگ بھی گاؤں او
گاؤں لے اور ہر شکر ریزی یعنی شکر ریزی سے جو بے تہاد کے اٹھائے یوحنا کے اشکر ریزی کے معنی گریہ شادی کے معنی
ہیں اور و شیرینی جو عروس و داماد کے سر پہ وقت جلوہ و نکاح کے ڈالتے ہیں کہ یہ سب معنی بھی مناسب
محل کے ہیں قائل الخلاف شرح ہر العلوم میں مرد و روزہ کو ہر اور نادراں باشد کہ نادراں شکر لکھا ہو

اسپونچنا خواجہ اور اسکی قوم کا گاؤں ہوتا فی مین

تو کہ بعد ماہے چون رسیدند آن طرف دینیا ایشان سوزان بے علف ہر وستانی ہیں کہ از بختی
لیکن بعد اللہ والہی و روی پنہان لیکن در ایشان بروز ہوتا سوی باغش نہ کبشا پند پوزہ و پنہان ارو
کہ ہمہ رزق و شہرت و از مسلمان ہنمان اوئی ترست و دینیا باشد کہ دیوان چون اس و ہر شکر شہت
باشد چون جبرس و چون بختی روی او دور تو قند و یہ ہیں آن یا چو دیدی خوش مخند و در پنہان روی نہایت چاہیہ

گفت نزدان نسفا بالناصیه و چون پرسید بر خاش مایقند و بر خوشان سوی و بشتافتند و در فرو بستند
 اهل خانداش و خواجہ شد زین کجوری و دیوانداش و لیک ہنگام در شتی ہم نبود و چون در افتاد می پیتری سپید
 بر درش ماند ایشان پنج در شب بسر بار و خود نور شد سوز و فی غفلت بود و اندن فی فری و بلکہ بود از اضطراب
 بیزی و بالیان مبتہ نیکان ز اضطراب و شمر دارے خود و از جوع زار و ادہ میدیش ہم گفتش سلام کہ فلا نم مرا
 اینست نام کہ گفت باشد من چہ دانم تو کئی و یا پلیدی یا قرین پاکسی و والہم و در و شب ندانم جو ہو و ہیکو نہ تیر
 پروای توہ از خودی خود ندارم ہم خبر نیست از ہستی سر مویم اثر ہوش من از خیر قح انکا فیت و در دل و
 جانم بجز اشد نیست کہ گفت ایندم با قیامت شد شبیہ تا برادر شد لفر من انیہ و شرح میگرددش کہ من کہ نم کہ توہ لو ہتا
 خودی از خان من دو توہ فی فلان روزت خریدم آن شاع کل سر جا و را لا شنیع شاع و المعنی القصد بعد ایک
 مینے کے جب یہ اُس طرف پہنچے اس حال سے کہ یہ تو بھوکے اور ستورائے بے علف آب فرما تے ہیں کہ
 روستائی کو دیکھ کہ اُسے بدھتی سے بعد اُس خیال و چین کے اُنکے ساتھ کیا کیا انکو دیکھ کے دن پہنچے تھے
 چھپا لیا کہ ایسا منو کہ میرے باغ میں گھسے گھسے کھولیں اور سارا میوہ کھا جائیں اب مقدمہ مولانا رح کا
 اُسے جو تھو چھپا لیا خوب ہوا ایسا منو جو بالکل زرق و شر ہو مسلمانین سے چھپا ہی اچھا بہت تھو ایسے ہیں کہ
 آپر شیطان مثل جس و گس کے بیٹھے ہیں اور تعین ہیں جیسا کہ فرمایا میں بعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطان
 فہو لہ قرینا جو شخص کہ روگردانی کرتا ہو ذکر جن سے اُس پر ہم یقین کرتے ہیں ایک شیطان کہ وہ ہنسا قرین تار
 اور فتن و عصیان کرتا ہو جس جب تو ایسے لوگوں کا منو دیکھتا ہو تو وہ کھینا اُنکے منہ کی کھجکھجی گھیر لیتی
 ہیں لہذا لازم ہو کہ یا تو ایسے منو کو دیکھے ہی مت اور اگر دیکھ بھی لیا تو خوش مت ہو ایسے ہی منو غیبت
 عاصیہ کو حق نے فرمایا ہو کلا لکن لم یغیثہ نسفا بالناصیۃ تہ ناصیۃ کا فہ کا فہ طیۃ اگر ابو جہل باز نہیں آئیگا
 تو منور ہم اسکا منی پیشانی کے بل جو پیشانی کا فہ اور ناطیہ ہر کھدیر کے جہنم میں پہنچا بیٹھے تھو چہ
 طرف ذکر خواجہ کے ہو کہ جب گائون میں پہنچے اور روستا کا گھر مل گیا تو یہ سب لوگ اپنوں کے مثل
 اُسکے دروازے کی طرف بے شکاف و ڈرے اُسکے گھر وائون نے دروازہ بند کر لیا خواجہ یہ کجوری
 دیکھ کے حیران ہو گیا لیکن کیا کرے سختی کرنے کا وقت نہ تھا اسلیے جب آدمی کنوئین میں گر پڑا تو
 پتہ پیتری تندہ کیا چل سکتی ہو غرض پانچ روز اُسکے دروازے پر پڑے رہے اس حال سے کہ رات کا
 جاڑا اور دن میں سوزش پیش آفتاب کی اور یہ پڑا رہا غفلت اور حماقت سے نہ تھا بلکہ مضرت تھی
 اور بے زورہ مثل تھی نہ پای رفتن نہ راے ماندن حج ہو لیکن کونیک انداز میں گھیرتے ہیں جیسے شیر
 نہایت بھونکے ہیں و دار کھتا ہو خواجہ روستا کو دیکھتا تھا اور سلام کرتا تھا کہ میں فلان ہوں اور فلان

نام میرا ہو گا ہو گا میں نہیں جانتا تو کون ہو کوئی پلید پر یا پاک جو میں صنم الہی اور اس کے عشق میں دیوانہ
 ہو رہا ہوں مجھ کو ذرا بھی تیری پروا نہیں ہو تو کون ہو تجھ کو اپنی خودی سے خود خبر نہیں نہ مجھ میں میری ہستی کا
 کچھ اثر رہا ہو مجھ کو سوائے حق کے فکر کی آگاہی کا ہوش ہی نہیں میرے دل و جان میں سوائے اللہ کے
 اور کا گدہ ہی نہیں خواجہ نے کہا یہ وقت شاید قیامت کا مشاہد ہو گیا ہو بھائی بھائی سے بھاگنے لگا
 جیسا کہ فرمایا ہویم بغیر المرء من اخیہ قیامت وہ دن ہو کہ آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا خواجہ بیان
 کرتا تھا کہ میں وہی تو ہوں جسکی تو نے نعمتیں دہرا دہرا کے کھائی ہیں میں نے فلان روز تیری وہ
 شمع خریدی اب تو وہ بھید کہ اس کے دل میں چھپے تھے ظاہر ہونے لگے مولیٰ تو بودی سالہا مہمان
 سن + فی رسیدت بیکران احسان من + سر مرا شنید ستمند خلق + شرم دار درو چو نعمت خور و خلق
 امو بگفتش چہ گوئی تر بات + فی ترا دادم نہ نام تو سجات + ہمچنین شب بر و با بانی گرفت + کا سان از بار
 شد در شگفت + چون رسید آن کار داند از استخوان + حلقہ زد خواجہ کہ مقرر استخوان + چون بعد الحاح آری کو
 گفت آخر چیست ای جان پدر + گفت من آن حقاً بگذاشتم + ترک کر دم انچہ می پنداشتم + پنجا لہ رخ دیہ
 این پنجر وزہ جان سکینم دین سرا و سوز + یک جفا از خویش و از یار و تبار + و اگر کافی بہت چون سید ہزار
 نہ کہ دل نہاد بر جو رو جفا + جانش خوگر بود با مہر و دفاش + مہر چہ ہر دم بلا و شدت است + این یقین
 دان کہ خلاف عادت است + گفت اسی خورشید صرت در زوال + گر تو خوں رنجی کہ دم حلال + اشباران
 ہا وہ گوشہ + تابیابی و رقیامت تو شہد کہ معنی خواجہ کہتا تھا برسوں تو میرے بیان مہمان ہوا اور میرا
 احسان بیکران تجھ کو نہیں پہونچا تھاری محبت کے بھید کو مخلوق سستی ہو اور تو نہیں شرماتا حالانکہ
 جب خلق کسی کی نعمت کھاتا ہو تو صورت اسکی اُس سے شرماتی ہو تو ساقی اُس سے کہتا تھا کہ کیا بنیہ
 کہتا ہو میں نہ تجھ کو جانتا ہوں نہ تیرے نام کو نہ مقام کو الغرض ایسی ہی صورت رہی کہ ایک ات ایسے
 ابرو باران نے گھیرا کہ آسمان نے بھی اسکی بارش سے تعجب کیا اور حیران ہوا جب اُس بارش کی چھری
 استخوان تک پہونچی اور ہکو تاب نہ رہی تو حلقہ اُس کے در کا بجایا اور کہا مگر کو بلا پھر سکیہ ٹون الحاح کیے تو
 وہ دروازہ تک آیا اور پہونچا احوال پر آخربا تو کیا معاملہ ہو خواجہ نے کہا میں نے اپنے سب حق
 معاف کیے اور جو کچھ گمان کیے ہوئے تھا سب ترک کیے یہ پانچ روز مجھ پر ایسے گزرے گویا پانچ برس
 کہ میری جان سکین اس سرا و سوز میں ہر بار خویش و تبار کی طرف سے اگر ایک جفا ہوتی ہو تو وہ پاک
 جفا تین لاکھ سے بھی زیادہ گراں ہوتی ہو اس واسطے کہ دل اُس کے جو رو جفا پر نہیں لگایا بلکہ جان ہو کر اُن
 مہر و وفا کی ہو آدمی پر جو کچھ بلا و شدت سے واقع ہوتی ہو اسکو خوب یقین سے جان لے کہ خلاف عادت سے

ہوتی ہو چکی کہ اس شخص پر چہ تو وہ کہہ کر فوراً تیری مہ کار زوال میں ہو بالقرض اگر تو نے میرا خون بھی بہایا
تو میں نے تجھ کو حلال کیا مگر اس جینے کی رات میں تو ہو کو کوئی گوشہ کو نہ بتا دے کہ خدا تجھ کو قیامت میں توش
اور اجرو بچا قولہ گفت یک گوشہ رت آن باغبان بہت اینجا گرگ را او پاسبان + در کیش تیو کمان
از بہر گرگ بہ تازہ چون آید آن گرگ سترگ + اگر تو آن خدمت کنی جا آن قت + ورنہ جایی دیگرے
فرمایا جست + گفت صد خدمت کنم تو جایی وہ + وہاں کمان و تیر در کفہ بہہ + من ششم چارہ زریں
گر بر آرد گرگ ستریش زغم بہر حق گذارم ہشب ابد و دل + آب باران بر سر و وزیر گل + گوشہ خالی
شد و او با عیال بہ رفت اینجا جایی تنگ و بیحال + چون تلخ بر ہدگر گشتہ سوار + از نیش بیل اندر کینچ خاڑ
شب بہر شب جملہ گویان کاہ خدا + این سزای ما سزای ما سزای آنکہ شد با رخشان + یا کسے کرد
از برای ناکسان + این سزای آنکہ اندر طمع خام + ترک گوید خدمت خاص کرامہ خاک پاکان لہسی و دیو
شان + بہتر از عام و زر و گلزار شان + بندہ یک درہ شندل شوی + بہ کہ برفق سرشاہان روی + از بلو کہ خاک
جز نایک و دل + تو خواہی یافت اسی یک سبل + شہزبان خود بہر زمان نسبت بہ روح + و شانی کیت کینچ بہ فتوح +
این سزای آنکہ بی تہی عقل + بانگ غولی کہ بیش بگزید نقل + مٹنی روتشائی نے کہا کہ ایک گوشہ ہو کہ اس میں
ایک باغبان رہتا ہوا در وہ ایک گرگ کا جو میان آتا ہوا پاسبان ہو تیر و کمان اس کے ہاتھ میں رہتا ہو کہ اگر وہ
گرگ سترگ آئے تو اسکو مارے پس اگر تویہ خدمت کرے تو وہ جگہ تیرے واسطے ہو نہیں تو اور کوئی جگہ
کس میں ڈھونڈھ لے خواجہ نے کہا ایک یہ خدمت کیا میں سو خدمتیں کروں گا تو مجھے جگہ تو دے اور دیر
و کمان پرے جا کہ کہیں رات بھر نہ سوؤں گا تیرے زر کی رکھوالی کروں گا اور جو گرگ معلوم ہو گا اسکو تیرے
مار دوں گا خدا کے واسطے اسی منافق و دودل اس رات تو مجھے ایسے حال میں مت چھوڑ کہ سر کر پانی ہو اور
نیچے کیچہ فرض وہ گوشہ خالی ہوا اور خواجہ عینل سمیت اس تنگ جگہ پہنچل میں گیا اب یہ حال جیسے تیری
خار میں تلے اوپر چسبی ہوتی ہیں ایسے ہی یہ بھی اس گوشہ تنگ میں ایک دوسرے پر اسٹلے کے خوف سے
سوار تھے رات بھر سب کے سب یہی کہتے رہے کہ اے خدا ہا رہی یہی سزا ہوا و تکرار بلحاظ مبالغہ بایہ
سزا ہمارے ہا سے لائق ہو لائق ہو یہ سزا انھیں ہم جیسے لوگوں کی ہو جو یارنا چیزوں کے ہیں یا اہیت
نا اہلون سے کرتے ہیں یہ سزا انھیں کی ہو جو طمع خام میں ٹپکے خدمت خاص بزرگوں کی ترک کہیں
یہاں سے بھولات مولانا ج کے ہیں کہ اگر تو باکون کی خاک دیدار چاٹے تو عام کے زر و گلزار سے بہتر
اگر تو برہ ایک مرد روشا یا بکا ہوئے تو اس سے بہت بہتر ہو کہ بادشاہوں کے سر پر قدم رکھے
یہ بادشاہ جو خاک کے بہرے + یہ بادشاہ کی اوج کے سواے بانگ + تقارہ و دہل کے جو اندر خالی

اور ظاہر شور بڑا اور کچھ حاصل نہیں کر چکا تشر دالے تو خور و ج کے راہزن ہو رہے ہیں اور لڑائی لڑائی میں
 ڈوبے ہوئے پھر روستائی احمق کچھ بے فتنہ کیا چیز ہو یہ سزا کی ہو جو بے تدبیر عقل کے ہانگ غول کی
 سنتے ہی اسکی طرف چلے دیے تو کہ چون پشیا فی زدل شد تا شنان + زمین پس سودی دما و اعتراف + چون
 پشیا ن گشت از دل تا چہ کرد + بعد از ان سودی دما و آہ سرو + آن کمان و تیر اندر دست او + گرگ را
 جویان ہر شب سو سو + گرگ خود بروی مسلط چون شر + گرگ جویان و گرگ را چہ خبر + ہر شب ہر یک چہ
 گرگے شدہ + اندران ویرانہ شان رحمی دودہ + فرصت آن پشہ را ندن ہم نبود + از نیب حملہ گرگ عنود
 آتا بید گرگ آپسی زندہ روستائی ریش خواجہ بر کند + اینچنین دمان گزان تا نیمہ شب + جان شان اذیت
 می آمد لب + ناگمان تشال گرگ ہشتہ + سر آور و از فراز ہشتہ + تیرا بگشت + آن خواجہ دوست + زندہ
 بر آن جویان کہ تا انا و سیت + اندر انا و سیت + روستائی ہامی کہ در کہ فتنہ و سیت +
 نا جو اندر کہ خمر کہ ہنت + گفت فی این گرگ چون آہنت + اندر و اشکال گرگے ظاہر ہست + شکل او
 انگرگی خود و ہجرت + گفت فی باو یک جہت از فتنہ وی + می شناسم جہان کابی ز می + کشتہ و کردہم را درین
 کہ سادت بسط ہرگز انقباض لہجہ شہ + یکپیرہ اندرون دل معنی جب آواز غول پر چلا گیا آخر پشیا
 ہو گا + پشیا فی بھی اسی جہ پر دہ درون دل یک پہونچی اسوقت میں اقوار نا سمجھی کا کرنا کچھ فائدہ نہیں
 یا جب اپنے دل سے پشیا ہو اکہ ہاے تو نے کیا کیا اور آہن کہین تو وہ آہن کیا فائدہ دیگی چہرہ جو
 ہو جانب خواجہ کے یعنی خواجہ تو کمان و تیر ہاتھ میں لیے تمام ہات گرگ کی تلاش میں سو سو بچہ ترقا
 خود ہر گرگ مثل پکار یوں کے مسلط تھے اسکو اس گرگ کی تلاش میں اپنے گرگ سے کچھ خبر نہ تھی اور وہ یہ کہ
 ہر شب اور ہر یک مثل گرگ کے اس ویرانہ میں زخم لگاتا تھا خواجہ کہ ہیبت حملہ گرگ عنود سے فرصت
 ہانکنے کی بھی نہ تھی تا ایسا نہ کہ گرگ سے کوئی صدمہ ظہور کرے اور روستا میری وارھی اکیڑ ڈالے غرض
 کیا و پشہ کے ایسے دندان اپر تیز ہو رہے تھے جک سب سے آدھی رات تک اٹکا یہ حال ہاکہ
 جان انکی لٹ سے لب پرا آجاتی تھی جب آدھی رات گزری اسی گرگ چھوٹے ہوئے کی تشال نے کہ وہ گرگ
 چھوٹا ہوا پشہ اور کیا کہین ایک پشہ کی بندی سے سر نہکا لا تشال اسکو مبالغہ کہا ہو کہ ہل گرگ یہی
 کیا و پشہ تھے جو انکو اڈھیر رہے تھے اور وہ تشال ایک شبیا اسکی تھی نہ ہل دوسرے یہ کہ تحقیقہ
 وہ تشال گرگ تھی بھی نہیں جس خواجہ نے اس تشال کو دیکھ کر تیر کمان سے چھوڑا کہ وہ جویان تیر
 لگتے ہی پست ہو کر خاک پر گر پڑا اور اسی گرنے کے مال میں اس سے ہوا اسکی یعنی گوز روستائی
 نے اسکا گوز شکے ہاے کی اور اپنے ہاتھ کوٹنے لگا کہا اے نا جوا غریب تو میرا خمرہ تھا تو نے

جسکے تیر مار اکھا نہیں یہ کرگ آہرن تھا اسین سویرین کرگی کی ظاہرین اور اسکی وہ شکل ہی کرگی سے
 خبر دے رہی ہو کما نہیں وہ ہوا جو اسکی فرج سے نکلی ہو میں اسکو خوب پہچانتا ہوں جیسے پانی اور شراب
 اپنی اپنی بو سے پہچانے جاتے ہیں تو نے میرے کرہ فر کو باغ میں مار ڈالا خدا تجھکو کھیتی لگی سے کشادہ
 نہ ڈالے اختلاف شرح بحر العلوم میں اعتراف کو اعتراف لکھا اور عروت سے بمعنی رو سے ازینب
 آفتن اور کفایت میں بمعنی آب از کف خورون کے ہو نہ رو سے تافتن کے نہ عروت لغت میں ملا اور تافتن
 شریف میں بھی اعتراف آب از کف خورون کے معنی ہیں آیا ہو جیسا کہ فرمایا الاسن اعتراف غرقہ بیدہ کہ
 یہ بھی دلیل از کف آب خورون کی ہو نہ تو تافتن کی خواہ گفٹ نیکو تر تخص کن شبست ہر شخصہ و شب
 زمانہ محجب ست + شب غلط بناید و بدل بنے + ویر شب صائب ندارد و ہر کسے + ہم شب ہم ابرو ہم بار
 شرف + امین سے تاریکی غلط آرد و شگرت + گفٹ امین برین چور و زور و شست + می شناسم با ذکر کہ ہفت
 در میان بہت باو آن باد + می شناسم چون مسافر از در + خواہ بر جبت و بیاد با شگفت + درستانی
 گریبان ش گفٹ + کاسی بذکر ارشید آرد و ہنگ وافیون ہر دو با ہم خورد و ہر دستہ تاریکی شناسی با ذرہ
 چون ندانی مرا اسی غیر سر + آنکہ ما بنیم شب کو سالار + چون نداند ہمہ وہ سالار + نوشتن راعارت و
 واکہ کنی + خاک در چشم مروت میزنی + کہ مرا از غیبتش ہم آگاہیت + در دلم گنبا می جزا شد نیست + اسچہ دی خورد
 از انم یا ذیت + امین دل از غیر تجر شادیت + عاقل و مجنون رقم یاد آرد + چنین پنجوشیم معذور و دار + آنکہ
 مردارے خورد یعنی غیہ + شرع اور اسوی معذوران کشید دست + یگی راطلاق و بیع نیست + ہر چو بطلست
 مساف و معقی ست ہستی کا یزدوی شاہ فرو + صد خمی در سر و نغز آن کرد و پس بر و تکلیف چون باشد
 اسب ساقط گشت و شد بیست و پابا بر گیرند چون آمد حج + گفٹ حق لیس علی الاعوج حج + بار کہ شد
 در جهان خبر کہ را + درس کہ وہ پارسی ہومہ را + سوی خود اعی شدم از حق + بعید من مسافم از قلیل و از کثیر
 لاف درویشی زنی و بیخودی + ہامی و ہوی عاشقان ایزوی + کہ زمین را من ندانم و آسمان + امتحانت کرد
 غیرت امتحان + باد و کرہ چنین رسوات کرد + ہستی نفی ترا اثبات کرد + اینچنین رسوا کند حق شید را + اینچنین
 رسیدہ صید را + صد ہزاران امتحانت ای پر + ہر کہ گدین شدم سر ہوگ + در + گردانہ عمار + و از دست
 چنگکان را + جویندیش نشان + معنی خواہے کہارات ہو + و رات میں + ہام ایشاکے ہوتے کچھ ہیں اور
 نظر کچھ آتے ہیں دیکھنے والے کی نظر پر پردہ تاریکی کا ہوتا ہو تو غور کر کے دیکھ کہ کرگ ہو یا خر کہ رات اسی چیز
 کہ اسین اکثر ایشا غلط اور بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں رات میں نظر و دید ہر کسی کی صاف و دستار قابل
 اعتبار نہیں ہوتی آدھی رات ہو جتا رہی کے کمال کا وقت ہو اور پھر ابر غلیظا اور باران شدید تین

تاریکیاں ضرور غلط عجیب پیدا کرنے والی ہیں روستائی نے کہا کیسے تاریکیاں تیار کیوں سے کیا غرض ہیں
اُس ہوا کو پہچانتا ہوں جو اُس سے نکلی ہو میرے نزدیک یہ ایسا ہو جیسے سوز روشن خوب جانتا ہوں یہ ہوا پس بھی
خر کرہ کی ہو اگر بیسیون ہوا ایسی ہوں تو اُن میں بھی میں اُسکی ہوا کو ایسا پہچان لوں گا جیسے سافرائے زور راہ کو
پہچانتا ہو کہ میرے پاس آتا ہو یہ شکے خواجہ اچھل پٹا اور تعجب ہو کہ روستائی کے پاس آیا اور گریبان پر کے
کہا کہ آج حق چالاک کیسا کر تو نے پھیلایا ہو مجھ کو نہ وہ جد ہوا اور کوئی سکر تو نے ایفون و بنگ دونوں کھائی ہیں
ایسی تین تاریکیوں میں اپنے خر کرہ کی ہوا کو تو جانتا ہو اور اسی شہج بھیا مجھ کو پہچانتا ہی نہیں جو آدمی کر آدمی
رات میں گو ساک کو جان لیا وہ اپنے دہل برس کے ساتھی کو کیسے نہ پہچانے گا تو آجکوار عارف اور دیوانہ خدا
بنائے کیسے مروت کی آنکھ میں خاک جھونک رہا ہو تو تو کہتا ہو کہ میں بخود ہوں مجھ کو اپنی ہی قبر نہیں میرے
دل میں سوا اللہ کے کسی کی گنجائش ہی نہیں تین نہیں جانتا کل میں نے کیا کھایا تھا نہ مجھ کو یا د میرا دل
سواے تیر کے کسی سے خوش ہی نہیں ہوتا جو ادھر بہر ہو تو کہتا ہو کہ میں عاقل و مجنون حق کا ہوں اگر
میری عقل نہ تو ادھر ہی کو ہوا اور جو دیوانگی تو ادھر ہی کو تو مجھ کو ایسے حال میں کہ نہ آ پ میں نہیں ہوں مجھ کو
کہہ اور یاد کر کہ شرع نے اُس شخص کو جو مردار کھاتا ہو یعنی بنید معذورون میں داخل کیا ہوا درست و بھلی کی ہوا
دریغ صبح نہیں کھی ہو اور مثل طفل کے معاف و عفو کردہ شدہ فرمایا ہو واسطے کہ لایل میں انکے قول و قرار کا اعتبار
نہیں تھوڑی سی جو ہوشہ فو یعنی خدا تعالیٰ سے ہوا اور سیکرٹون خم مرنے اسکے سرو مغز میں اپنی ملکیت کی ہو
ایسا نقشہ میں ڈوبا ہوا ہو میسا کہ میرا حال ہو آپر تکلیف شرع کی کیسے روا ہوئی اُسکا گھوڑا تو سقط ہو گیا اور
بیرت و پارہ گیا جو مرد عقل سے ہو معمول ہو جب بار برداری کی شولنگڑی ہو جاتی ہو تو اُس سے بوجھ اٹھا
لیتے ہیں پھر نہیں لاوتے جیسا کہ حضرت حق نے فرمایا ہو کہ اے علی لا عرج حج نہیں ہو لنگڑے پر تکلیف دیکھ تو
خر کرہ کو کون لاوتا ہو جب تک جو ان نہ ہو تو مرد کنیت ابلیس کی ہو یعنی ابلیس کو درس پارسی کا کون پڑھا
ہو میں اپنی طرف سے اندھا اور نابینا ہوں اور حق کی طرف سے بصیر و بینا مجھ کو قلیل و کثیر یعنی صغیر و کبیر
سب معاف ہیں القصہ یہ سب باتیں خواجہ نے روستائی کی جو اپنے استغراق کی نسبت اُنے کی تھیں کو کہا
اور یاد دلا کے کہا کہ تولاں درویشی و بخوشی کی مارتا ہو اور ہاے ہوے ایسی جاتا ہو جیسے عاشقان خدا
کہتے ہیں کہ میں نہ زمین کو جانتا ہوں نہ آسمان کو اب خدا کی غیرت نے تیرا امتحان کیا اور مجھ کو خر کرہ
کے گونے سے سو لیا اور تیری نفی کی ہستی ثابت کی کہ خر کرہ کا گونہ ہر حق تعالیٰ ایسے ہی مکر کو فیضیت کرتا ہو
اور ایسے ہی صید ریدہ کو پکوتا ہو شعر صدر میں تکرار امتحان کی تاکید کو ہو لاکھوں قسم کے امتحان ہیں
یہ پر جو کوئی دعویٰ کرتا ہو کہ میں سر نہنگ اُس درکا ہوں اگر عام لوگ اُسکے امتحان کو ہمت نہ کر سکیں

تو کیا جو لوگ بچتے اس راہ کے ہیں وہ ایسے نشان ڈھونڈتے ہیں اور سمجھتے ہیں اختلاف شرح بحر العلوم
 میں مغز آن کر دو مغز آن نہ کر دکھا ہو اور اس شعر آکھروارے خود یعنی غیبیہ میں بہت مسائل شرعیہ کے
 رد و قبح لکھے ہیں اور معنی اشعار کے مسلسل بار بار کچھ نہیں لکھے میری دہشت میں تو یہ اقوال خواجہ نے
 روتانی کے کہے ہوئے اسکے سامنے لوٹے ہیں جو بگوشتر اس جاہل مکار کے ہیں پھر انہیں جواز غیور
 کی کیا بحث بلکہ غیور جواز یعنی ہمیں ہر کی نسبت مناسب ہیں مولانا پرانگی صرح کیا ہر صرح کہا ہو شعر مراد رس کہ بڑ
 اشارہ ہو مدعی صاحب کمال کے یہ چنانچے کا صاحب کلام اور کراؤ غلط عجم

قول چون کند دعویٰ خیاطی کے مانگند و پیش او شہ اطلس کہ بر این را بظاق فراخ ز امتحان پیدا
 شود اور ادو شاخ ہر گرجو دے امتحان ہر مدی ہر منخت دروغا رستم ہے بدو منخت رازہ پوش گویہ
 چون بہ بنیدہ خیم میگردد سپہ رست می بیدار کہ دواز دو بر دست حق ناید بجز داز نفع صور بادہ حق رست
 باشندی دروغ مدوغ خور می دوغ خور می دوغ و غوغ ساختی خود را جنید و بازیدہ رو کہ نشناسم تبرا
 از کلید بدرقی و منبلی و حرص و آرد چون کنی پنهان نشد اسی مکر سازد خویش منصور مدلاجے کنی آتش
 و ریشہ باران زنی کہ بشناسم عمر از بولاب و باد خمر کہ ہشتاسم نیم شب و این غری کس از تو خبرا و رکش
 خویش را بہر تو کور و کر کند و خویش از ہر دو ان کتر شمر و تو جریٹ و ہرنانی کہ مجور و باز پرانزید و سوسے عقل
 تازہ کی پردہ آسمان پر مجاز و نوشتین را عاشق حق ساختی عشق با دیو سیاہے باحتی و عاشق موشق
 را در رستخیز و بد و بد بند و پیش آرتیر و تو جو خود را گنج بیژد کردہ و خون زرد کو خون مارا خور و ہر رو کہ نشاسم
 ترا از من بچہ و عاشق بچہ و بیل و وہ و تو تو ہم مسکینی از قرب حق کہ طبق گرد و رنبو از طبق یعنی بظاق
 قبا و کلاہ بدرقی مخفف بدرائے منبل بالفتح صست و بداعتقا گچ بجان فارسی و یا و مہول و جیم عربی
 پریشان و پر اگر زہ مغری تطبیق نو کہ امتحان کے جو شعر صدرین ہو فراتے ہیں کہ جو شخص جس بات کا
 دعویٰ کرتا ہو اسکا امتحان ضرور ہوتا ہو مثلاً کوئی دعویٰ خیاطی کا کرے تو بادشاہ اسکے سامنے طلس
 جمال دیگا کہ اسکا بظاق فراخ قطع کر اگر واقعی خیاط ہو تو خیر اپنا کام کر گیا اور جو فقط مدعی تو دوشاخ اس کے
 ظاہر ہو گئے یعنی ہل معلوم ہو گا اسوا سطلے کہ اگر امتحان ہر مدی کا نہ ہو تو ہر منخت لڑائی میں رستم بجاے جکا
 یہ حال کہ تو اسکو زہ پوش تو پائے جو زخم سے بجاتی ہو لیکن وہ جہوت اور کا زخم دیکھ گا خود بخود زخم خور
 اسیر ہو جائیگا جس جو مست شراب ظاہری کے ہیں ذرا سی ہوا کے ستاٹون سے جاگ جاتے ہیں اور جو
 مست حق کے ہیں مصو صیبی آواز سے بھی آپ میں نہیں آتے اچھا مکار شراب حق کی چھی چیز ہو زور و غ
 جھک کو کمان نصیب ہوئی تو نے تو مٹھا کھایا ہو مٹھا تکرار و غ کی بنظر مزید با لغہ کے ہو تو نے آپکو جنید

یازید بنایا ہو اور گستاہو جائیں نہ کلید کو پہچانتا ہوں نہ تیر کو تو بدراے شہت منکر با عتقاد و ہمہ تن جہنم آئے ہو
 تو او کو مکر ساز کیسے آپ کو چھپا سکتا ہو آخر نہ چھپا سکا تو آپ کو منظور صلاحی بناتا ہو اور پتہ باران یعنی ابرین
 آگ لگاتا ہو یہ تو گستاہو کہ میں نہیں پہچانتا ہوں کہ عمر کون ہو اور بولسب کون مگر آدمی رات میں گونہ فرکر
 خوب پہچانتا ہو ایسی غری تیری تجھ فرسے کون یقین کر گیا اور دانستہ تیرے لیے کون اندھا بہرا بنے گا
 آخر کار آپ کو رہروان راہ خدا سے مت گئے تو تو حریف رہزنون کا ہو گھا سست کھا شاخ کمر پر جو
 بیٹھا ہو اس سے اڑ جا اور عقل کی طرف دوڑا سیلے کہ پر طاہری طائر کے اسی ہوا میں اڑنے کے ہیں
 نہ بالائے آسمان تو نے آپ کو عاشق حق کا بنایا ہو حالانکہ تو عاشق ایک دیو سپاہ کا ہو جو نفس شیطانی
 ہو قیامت کے دن ہر عاشق و معشوق و دونوں کو فرستے باندھ باندھ کے تیر تیز خدا کے سامنے لیجا بیٹھے
 تو نے تو آپ کو دیوانہ و بیخود بنا ہی رکھا ہو اور ہمارا خون کھا رہا ہو ہم کیسے کہیں کہ خون رز کا کھانا ہو ان
 فرشتوں سے بھی ایسے ہی کہ دنیا جاؤ ہو زمین تکو میں پچاننا میں عاشق بیخود ہوں اور بملول گانوں کا
 ہوں جبکہ لقب ویدانہ مشہور تھا جھکو تو ہم ہو کہ جھکو قرب حق حاصل ہو کہ واسطے کہ طبق کر طبق سے دو
 نہیں ہوتا یعنی صانع مصنوع سے جدا نہیں ہوتا قول آن نبی بینی کہ قرب اولیا بصدراست دار و
 کار و کیا آہن از داؤد و موسیٰ میشود موم در دست چو آہن می بود قرب حق و رزق بر جہلست عام
 قرب دمی عشق دارند این کوام قرب ہر افعاع باشد و پرہیز غور رشید بر کسار و نہ ایک قربے
 ہست باز رشید را کہ اذان بود خبر مرید را شاخ خشک تر قریب آفتاب آفتاب دہر دو کی دار و حجاب
 ایک کو ان قرب شاخ طری کہ شمار سچہ اندوی می بری شاخ خشک از قربت آن آفتاب غیر ذوق
 خشک گشتن گویاب اپنجان مستی مباحش می بخور کہ بھل آید شہابی خورد و بلکہ دانستان کہ چون
 بخورند عقل ہما سچہ حسرت می برند اسی گرفتہ بچو کہ پوش پرہیز گران می شیر گیری شیر گیری ہے
 بخورند از خیال خام بیچ و بچوستان حقائق برسیج یعنی این سو و آن سوست دار ہمای تو این نویست
 آن سو گذار کہ با شورہ یابی بعد اذان کہ بدانسو کہ بدین سو رخشان جہل زنیوئی بدانسو گپ
 مزین چون غاری موت ہرزہ جان کن آن خضر جان کز ابل نہرا سدا و شاید از مخلوق را نشا سدا
 کام از ذوق تو ہم میکنی و در دمی در نیک ترش میکنی بدیس یک سوزن ہتی گرو ز باد و آئینہ فرہ تن
 نافع مباد کو زہا سازی زہر اندر شاہ کی کند چون آب بنیاد و نالہ یعنی چہلا شعر او پر کے دوسرے
 شعر سے مربوط ہو کہ تو قرب حق کا اپنی نسبت تو تو ہم کرتا ہو مگر یہ نہیں دیکھتا جھکو قرب حق کا ہوتا ہو او
 جو اولیا ہیں اُن سے سیکرڈن کہ میں بھی تو ظاہر ہوتی ہیں اور وہ صاحب خدمت اور نہ کار جو مراد

بادشاہ سے ہوتے ہیں دیکھ تو اسن واؤد کے ہاتھ سے موم ہوتا تھا ایک تہی کہ تیرے ہاتھ میں موم آہن
ہوتا ہوا قرب حق کا اور رزق سب پر عام ہو مگر وہ جو قرب وحی عشق کا ہر وہ کرام ہی کو حاصل ہوا جو پر قرب کے
انواع ہیں ایک قرب تو آفتاب کو کسار سے ہو کہ نور اسکا پتھر پر چڑتا ہو اور پتھر ہی رہتا ہو اور ایک رستے ہو
کہ وہ درہوتا ہو لیکن یہ قرب جو آفتاب کو زور سے ہو اس قرب سے کیسی شعور و آگاہی نہیں کہ یہ قرب کس قسم کا
ہو اس شعور میں تشید بالکسر یعنی آفتاب کے ہو اور بتدبیر یعنی شعور و آگاہی کے خشک و تر شاخ دونوں قریب
آفتاب کے ہوتی ہیں اور آفتاب دونوں سے عجب لیکن وہ قرب جو شاخ طری اترا تازہ اور نو سے
ہو وہ خشک سے کمان کہ طری سے تو یکے کے پھل کھاتا ہو اور شاخ خشک اسی آفتاب کی قرب سے
سوانہ ایت جلدی خشک ہو جانے کے اور کچھ نہیں پاتی آتو بوقوت ایسا ست است بن کہ جب ہوش
میں آجائے تو پشیمان ہوئے بلکہ اُن مستون سے ہو کہ دب شراب و جد کی پتے ہیں تو پختہ پختہ عقل میں
انکی سستی کی حسرت کرتی ہیں تو کئے تو بلی کی طرح ایک بڑھا چوہا بوج لیا اگر اس شراب سے شکر
تو شیر کو شیر گیر غم مست و خیر بھی مست و خراب آتو مغرور تو نے اپنے خیال غام ت کوئی پہل نہ کھایا
توستان تھا تو کس طرح کس پورے پر اٹھتا اگر تباہی آتو مکار کیسا مست کی طرح کبھی اس طرف گرتا ہو
کبھی اُس طرف اسے تیرا تو اُس طرف گز رہی نہیں تو تو بالکل اکیلے ہو اگر اُس طرف کو کچھ راہ پالیتا
تو پتھر بھی تیرا وہی حال کہ کبھی اُدھر سر راتا ہو کبھی ادھر بس تو بالکل ادھر ہی کا ہو اُدھر کی گپت مار بھی تو
تیری موت منہج اکی ہی ہیو وہ جان کیوں نکالے ڈالتا ہو جان وہ شخص جو خضر جان ہو یعنی جسکی جان مثل
جان خضر کے کہ اجل سے نہیں ڈرتا اسکو لائق ہو کہ کہ میں مخلوق کو نہیں پہچانتا نہ کہ تو جو قبل از مرگ
و ادویلا چار ہا ہو خود فنا ہوا سنین اور مخلوق کو پہچانتا سنین بھگو اپنے تو ہم کا ایسا مزہ پیا ہو کہ اپنے نال کو
کھو دے ڈالتا ہو بیسے کچی سری ہر وقت پکتی رہتی ہیں یہ ایسا ہو کہ گویا اپنی مشک کو آپ ہو اچھونک چھونک
پھٹاتا ہو کہ حیوت ایک سوزن لگ گئی ساری ہوا اکل جانے سے خالی رہی بس ایسے فریق غافل کو فدا
رہنا میں نہ چھوڑے کو زورے ہر فک کے لوگ جاٹوں میں بنا لیتے ہیں مگر حیوت وہ پانی دیکھتا ہو تو
وفا نہیں کرتا کھیل جاتا ہو تو بھی کو زورے ہر فک کے بنا رہا ہو

لڑا گیدڑ کا رنگ کے غم میں اور رنگین ہو جانا اسکا اور دعویٰ کرنا اسکا گیدڑ نہیں کی پٹلی و سون
نور آن شفا لے رفت اندر زخم رنگ اندر ان خم کر دیک ساعت درنگ پس برآمد پویش رنگین شدہ +
لہ منم شاوہ علی بن شدہ + شہم رنگین و فلق خوش یافتہ + نازقبا گن رنگما برافاقتہ + + یزدودا سنج و سبز و بورد
بہر دفعہ شستن بہر شفا لان عرصہ کرو + جملہ گفتن اسی شفا لک مال چیت + کہ ترا در سر شفا طے ملتومی ست +

ادشا طائرانہ کرانہ کردہ + این تکبیر از کبی آوردہ + یک شغلے پیش اور شدہ گای فلان + شہد کردی تماشای از
خوشد فلان شہد کردی بامبہر و جہی + تازلات این خلق را حسرت دہی + پس بچہ شدی ندیدی گریہ + پس شہید
آوردہ بی شریہ + صدق و گرمی خود شعار اولیاست + بانی شیر می پناہ ہر ذغاست + کالفتات خلق سوئی خود
کشندہ کوشیم و از درون ہر نا خوشند + منی بود سپہ سرخ زنگ ہندی زنگ ایک گدیہ اتفاقا ایک نگ کے
خم مین جا پڑا اور ایک ساعت اُسکو اُس خم مین توقف ہوا پھر وہ بھلا تو پوست زنگا ہوا تھا اُس نے کہا آہ مین تو
علیین کا طائوس ہو گیا اس سبب سے کہ چشم نگین اچھی رونق پائے ہوئے تھی اور وہ زنگ شعاع آفتاب
چمکے ہوئے اُسے جو آپ کو سنج و سبز اور سرور و دیر پایا تو اور شفا ہون پر عمر مین کیا ہے گما کہ اور شفا لک یہ کہا جان
کہ تیرے سر مین ایک عجیب نشا طپٹی ہوئی ہو اور اسی نشا طچکے + بے تیرے ہمسے کنارہ کیا ہو نہ معلوم یہ تکبر تو
کہان سے لایا ہو ایک شفال اُسکے سامنے گیا اور کہا کہ اور فلان تو نے مکر کیا جب تو تو خوشیوں سے ہوا
اب مقولات مولانا رح کے ہین کہ اکثر ایسے ہین کہ مکر بنا کے منبر میرا کو دے تو اپنی لات سے مخلوق کو
حسرت دین آپس تو نے بھی دند جوش بہت مجایا اور گرمی عشق کی دیکھی نہیں پس اس شہد کی بدولت شیر می
حاصل کی صدق و گرمی بیشک شعار اولیا کا ہو اور شیر می پناہ ہر ذغائی ہو لسیلہ کہ مخلوق کے کالفتات کو
اپنی طوط کھینچن کہ ہم خوش اور بہت اچھے ہین اور درون کو دیکھو تو بہت ہی مجھے ہین
چکنا کرنا ایک شہنی خورے کا ہر صبح اپنی مچھون کو وجہ کے پوست سے اور حریفون مین اگر
کنا کہ مین نے ایسا کھانا کھایا ہو ویسا کھایا ہو

قولہ پوست دہ یافت مروستمان + ہر صباح او چرب کردے سبتان + در میان منعمان رفتے کہ سمن
لوت چربے خوردہ ام در انجن + دست بر سبت نہادی ورنہ دیدہ رفرنی سوی سبت نگیدہ + کاین گاہ
صدق گفتا نیست + این نشان چرب شیرین خوردنت + انگش گفتی جواب بی طنین + کہ اباد اللہ
کیما کافرن + لات تو مارا براتش برنما + کان سبال چرب تو بر کندہ باد + گر بنودے لات زشتت
گدا + یک کیری رحم اور دے باء ورنہ دی عید کم خوردی جفا + ہم بے دمانی یکیشا + راست گزشتی
و کچ کم باختی + یک طبعیہ داروی ماساتے + گفت حق کچ مجناب گویش و دم + نفعن الصا و قین صد قہم +
گفت اندر کچ مہلای محکم + انجوداری وانا و فاسقم + ورنہ گوئی عجب خود باری بخش + از نایش و زوغل
خود کش + بر سبال چرب خود تکیہ کن + زانکہ گرہ بر و ونہ بی سخن + گر تو نقدی باقی بکشا دبان + بہت درہ
سنگہای امتحان + سنگہای امتحان رانیز پیش + امتحانہا بہت در احوال خویش گفت یزدان از ولادت تا مہین +
نیقنون فی کل عام مرتین + امتحان برتھانت اولیہ ہین بہتر امتحان خود خورد + زانہا کات قضا میں رہاں +

ہاں در سوئی تیریں خواجہ تاش یعنی چھٹان باغیچہ و بیل و سبک در نظر مردم توید بزم فون و پاسے قبول خبر خوش
 حسین بافتح ہلاک و مرگ اس حکایت کا ربط اوپر کی حکایت سے یہ ہو کہ میسے وہ گیدڑ رنگ کے خرمین کر کے
 رنگین ہو گیا تھا ایسے ہی ایک شخص نے کہ خوار و سبک تھا پوست و شبہ کا پالیا تھا کہ ہر صبح اس سے اپنی مونچھیں
 چکینی کر کے دو آئینہ دن میں جاتا اور کہتا کہ بڑے چرب و تر کھانے کھا آیا ہوں لوگوں میں یوں کہتا اور
 مونچھوں پر ہاتھ رکھتا اس اشارہ سے کہ دیکھو مونچھیں میری کیسی چکینی ہو رہی ہیں جی گوا میرے صدق
 گفتاری کی ہیں اور نشان چرب شیرین خوری کے لیکن پٹ اسکا اسکو بے آواز کہتا تھا کہ خدا کا فون کے
 فریب کا کھوج کھوئے تیرے شیخی نے تو مجھ کو بھون ڈالا خدا کرے یہ چکینی مونچھیں تیری اکھڑ جائیں اگر یہی
 رشت ملوثی تو کوئی کریم مجھ پر رحم کرنا اور جو عیب مفلسی کا جتنا تو کوئی آشنا ہی مجھ کو اپنا صمان کر لیتا جو
 بھائی نہ اٹھتا اگر بیچ بوقت اور الٹی چال نہ چلتا تو کوئی مذکوئی طیب پیدا ہی ہو جاتا اور میرا علاج
 کرتا اب قولات ہمارے کے معلوم ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بھی فرمایا ہو کہ سید حاجل اور شیرھے کان
 دوم مت ہائے اسوائے کہ یہ ہم تلخ الصادقین صدق قیامت وہ دن ہو کہ صادقین کو اکھا صدق نفع
 و گناہ قرآن مجید میں نازل ہوا جو محکم خواب پریشان و پکھنے والے اس غار میں جو اندر سے کچھ ہو کہ عبارت
 و غا و فریب باطنی سے ہر کچھ مت ہوا اور غافل مت ہو جو کچھ اپنے باطن میں رکھتا ہو اسکو ظاہر کر اور حکم حکم
 قائم کما امرت پر قائم و مشکم ہو جا استقامت پکڑ اس امر پر جو مجھ کو کھا گیا ہو اور جو عیب ظاہر کرنا نہیں چاہتا
 تو جان مگرتا تو کہ کہ خاموش رہ نمایش ظاہری اور دغا و دغل سے آپ کو کیوں مارے ڈالتا ہوا ان
 چکینی چڑھی مونچھوں پر جو نودیاری ظاہری ہو بھر و سد مت کر اسوائے کہ وہ پوست و شبہ کا جسے مونچھیں
 پکھنا تھا اب لیگائی کچھ شک ہی نہیں اسلئے کہ نمایش دنیا کی دنیا ہی تک ہو اور درصورتیکہ کوئی نقد تو نے
 پالیا ہو تب بھی نہ نہ کہ اس راہ میں سنگ امتحان کے بہت ہیں انکی ٹھوکروں سے بچ جاے تو مطمئن ہو جا
 یہ جو ہنے سنگ امتحان کھا ہو وہ کیا نیچے ہوئے ہیں انکا امتحان انکو اپنے مال میں و پریش ہو جیسا کہ ہر چکا
 نے فرمایا کہ زمان و ولادت سے وقت مرگ تک ہر سال دو دفعہ آزمائش کی جاتی جو چنانچہ آیت کریمہ دوسرے
 مصرعہ کی معادق اسکی ہوا ہر سو پر امتحان پر امتحان لگے ہوئے ہیں تو خبردار ذرا سے کسی امتحان میں اپنا
 خرم یا رست بن اور آپ کو اچھا مت سمجھ اور قضا کے امتحانات سے سخت و پیغم مت ہو تا مارگ ڈتا ہی رہ
 اور سوئی سے خبردار ہو تو چاشنا غفلت و غیالی تو کرے ہوتا نہیں ٹھیک نہیں لگتا کیلئے کہ پرتے ہیں وہ کی نصیحت ہوتا

سخت ہونا بلغم باعور کا اور امتحان کرنا حضرت عزت کا کہ جس سے سیاہ رو نکلا

قولہ بلغم باعور و شیطان لعین امتحان آفرین گشتہ کہیں ہزار کہ جو مذہب ان کو خدا کا متناہفت اندر ہضام

عاقبت رسوائی آمد حال شان ہم شیندہ باشی از احوال شان بکا سنجہ پنهان میکنید پیدایش کن + سوخت مارا
 ایند اسواش کن + داد بد عوی میل دولت میکنید معده اش نفرین سبت میکنید جملہ اجزای تنش خصم ویند کریم
 لا فدا ایشان درویند لا فدا داد او کریم میکنید شاخ ز رحمت رازین بر میکنید این شکم خصم سال و شدہ دست
 پنهان در دعا اندر زودہ + کای خدا رسوا کن این لا فدا لیا م + تاجبند سوسی مارحم کرام + استجا بک در دعای
 آن شکم سوزش حاجت بزیر و ن علم + گفت حق گرفتاری و اہل صنم + چون مرا خدانی اجا جہا کنم درستی پس آ
 یا خاموش کن + و انگہاں رحمت بہین و نوش کن + تو دعا را سخت گیر و من شغول دعا قبت بر ہاندت از دست
 غول + یعنی شغول شغول شکل ہر شمع اول صغیر و بانگ و فریاد او را خن و متعار سے گوشت نو چنا جانور کا
 فراتے ہیں ویکو تو لعم بن با عوراد شیطان لعین پچھلے امتحان میں کیسے ذلیل و رسوا ہوے اس سبب سے
 کہ مکر خدا سے بچت ہو گئے تھے کہ ہمارے امتحان زمانہ گزشتہ میں ہو چکے ہیں اگر کو رسوائی احکامال دنیا
 لانکے احوال تو نے سنے ہی ہونگے اب پھر رجوع فرمایا اس شیخی خود سے کہ تو کر کیٹو کہ یہ تو منجھن جیکنی
 کر کے شیخی مارتا تھا مگر شکم اسکا شکایت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایذا جو کچھ یہ چھپا رہا ہو تو اسکو ظاہر کر دے اپنے
 تہ کو جلا مارا ایذا تو اسکو رسوا کر دہ + عوی سے میل دولت کا کرتا ہو کہ میں اپنی دولت سے فستین چرب
 و شیرین کھاتا ہوں اور معده اسکا اسکی منجھن کو بد دعا و لعنت کرتا ہو سارے اجزا بدن کے اس کے
 دشمن ہیں اسواسطے کہ غذا ہی سے غذا اعضا پاتے ہیں اور حالت جمع میں سب باجموع پکارتے ہیں یہ تو ہمار
 کی شیخی مارتا ہو اور وہ سب خزان میں مبتلا ہیں وہ تو شیخی دادا و کردین کی مارتا ہو کہ میں کرم کرتا ہوں لوگوں
 کو دیتا ہوں اور شاخ رحمت کی جڑ سے اٹھتا ہو اگر مجھ زاری کرے تو کیوں نہ تیری رحمت ہو پس یہ پیٹ
 اسکی منجھن کا دشمن ہو گیا اور پوشیدہ دعا کرنے لگا کہ اسے خدا تو اس لا فدا لیا م کو رسوا کر کہ جسم
 بزرگوں کا ہماری طرف جنبش کرے لفظ لیا م بنظر مبالغہ ہو کہ وہ لہجہ میں لکھایا تھا لا جرم دعا شکم کی مقبول ہوئی
 اور شکم کو جو اپنی حاجت کے سبب سے سوزش تھی اسنے اس کے مقابلہ کو جھنڈا اٹھا لا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تو بدکار ہو یا
 بت پرستوں سے تو ہو لیکن مجھے جب عا کر گیا میں قبول ہی کر دینگا تو بھی بڑا ہیہ پت پت چچ چچ جی جی اختیار کرنا یا مشن
 پھر سری رحمت کو دیکھ اور پیٹ بھر کے نوش کر پھر دعا کو سوخت ہو سکے پکڑا اورین شغول کو جو خن و متعار سے
 گوشت نو چنا ہو کر چھکا اس غول کے قبضہ نہتیا سے چڑا ہی نیلے انڈا و شمع بھلو میں بن شغول کی منی شغول لکھا ہو

ایسا نابلی کا پوست ونبہ ور رسوا ہو پہلو ان کا

قولہ چون شکم خود را حضرت در سپرد گرہ آمد پوست ونبہ ایردہ ان پس گرہ و وید نہاد و کر سخت + کو دک از
 ترس غماش رنگ ریخت ہا مانہ سخن آن مفضل غروب آبروی مرد لانی را ایردہ گفت آن دنبہ کہ

ہر صبح بران پر چرب میکر دے لہان و بستان پر گریہ آمد ناگہانش در بود پس دویدم و نگہ آن چہ سودہ
پہلو ان ولان گرم و ذوقناک چون شنید این قصہ گشت از غم ملاک منفعل شد در میان آنجن "سرفرو بود
و خمش شد از سخن با خندہ آمد حاضران را از سنگفت بر حماشان باز جنبیدن گرفت و دعوتش کرد و پیش
داشتند بہ تخم حمت در پیش کشند و او چو ذوق رستی دید و کہ ام بی تکبر رستی را شد نلام بر رستی را پیش
کن مدام بہ تاشوی در ہر دو عالم کنیا معنی القصہ جب شکم نے آپ کو حضرت عزت کے سپرد کر دیا تو اتفاقاً
بلی آئی اور اس پوست کو لگی ہر چند بلی کے پیچھے دوڑے وہ بھاگ گئی اسکا ایک لڑکا تھا وہ اسکے غصہ
کے خوف سے درو ہو گیا اور جس جلسہ میں یہ تھا اس طفل خرد نے وہاں آکے بر ملا کہا اور اس شیخی نور سے
کی ساری رونق و آب کھو دی گئی وہ نہ جس سے تو ہر صبح اپنے لب و دہن چہین چکنا یا کرتا تھا یکا یک بلی
آپری اور اسکو لگی ہر چند جمنے دوڑو ہو پ کی کچھ فائدہ نہوا پہلوان اسوقت شیخی میں گرا کر می کر رہا تھا او
شیخی کے فرے اڑا رہا تھا جب یہ قصہ سنا مارے غم کے گویا مر گیا اور اس جلسہ میں ایسا پیشیان ہوا کہ سر
جھکا لیا اور پیپ گر گیا اہل جلسہ تعجب سے ٹھٹھا مارے تو منے لیکن انکے رحم بھی اسکی طرف بے دعوت اسکی
کی اور سر کھتہ تھے اور تخم حمت کا اسکی زمین میں پوتے تھے اب اسنے بھی جو فرہ رستی کا پایا جسکی بدولت
انواع اقسام کی مہین ملنے لگیں تو رستی کا غلام ہو گیا کہ اسکی برابر کوئی چیز دنیا میں نہیں شعرا بعد بقول مولانا کا

ہو کہ تو بھی رستی پیشہ بن تا دونوں جہان میں نیکنام ہوئے

دعوی طائوسی کرنا اس شغالی کا جو رنگہز کے خم میں گرا تھا

قولہ آن شغال رنگ رنگ اند نہفت بر بنگا گوش ملا متگر گفت بنگرا آخر در سن و در رنگ سن یک
سنم چون سن مدار و غوشتن چون گلستان گشتہ ام سدر رنگ خوش مر مر اسجدہ کن از سن سرکش
کہ و نو کہ آب و تاب رنگ میں فخر دنیا خوان مراور کن دین منظر لطف خدائی گشتہ ام بوج شرح کبریا
گشتہ ام اسی شغالان ہین بخوانیدم شغال کی شتالے را بود چندین جمال و آن شغالان آمدند آنجا کج
ہچو پروانہ بگرد اگر شمع پس چہ طوائیت بگوا ی جوہری گفت آن طاؤس بزچون مشہری پس بگفتند ش کہ
طاؤسان جہان جلوہ دار ندانند گلستان تو چنان جلوہ کنی گفتا کنی مایہ مارفتہ چون گویم
بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا پس نہ طاؤس خواہ بود العلاء خلعت طائی آید ز آسمان کی رسد از
رنگ و عویا بران اور تو دعوی میکنی مایہ کو مجبور نہ ز پس را گردن ہنخی جو العلاء کینست بنق کہ قتا
میں ضرب المثل تھا اب پھر شغال کی طرف جکا نوکرا دپر لکھ کے چھوٹا ہر جمع کی اور ہتینا فایا کہ اس شغال
نے جو رنگ برنگ ہو گیا تھا پوشیدہ اس ملا متگر کے کان پہنے کہا تھا کہ یہ تکبر تو کان سے لایا ہے

کہا کہ ذرا تو مجھ کو اور میرے رنگ کو دیکھ جہاں میں جتنے بت پرست ہیں کیسے پاس مجھ میا کوئی بت رنگین دیکھ
 نہوگا کیسے میرے رنگ خوش ہیں جسے گلستان ہو گیا ہوں اور سیکڑوں رنگ رکھتا ہوں تو مجھ کو سجدہ کر
 اور سرکش مت ہو میرا کرو فرما میرے رنگ کی آب و تاب دیکھ اور مجھ کو فخر دنیا کا اور رکن دین کا کہ
 اور کیسا منظر لطف خدا کا ہو گیا ہوں میں نے ساری خدائی کا مجھے لطف ظاہر ہو اور شرح کبریائی کی جو سجدہ و بیان
 ہو اسکی لوح میں ہوں لوح وہ جو دیباچہ کتاب پر ہوتی ہو مطلقاً و نقوش اسو شفا و خبر دار مجھ کو شفا
 مت کو بھلا شفا میں اتنے جمال کب ہوتے ہیں وہ سب شفا و رہاں ایسے جمع ہو گئے جیسے شمع کے آس
 پاس پروانے ہوتے ہیں اور سب نے کہا کہ او جو ہری اب تجھ کو ہم شفا نہ کہیں تو کیا کہا کریں کہ
 طاؤس نرچون شتری چہر آس سے کہا کہ طاؤس جہاں کے تو با عون میں جلوے دکھاتے ہیں اور چاہتے
 تھرتے ہیں تو ایسا جلوہ کر سکتا ہو کہا نہیں بھلا جسے ابھی باویہ تو طو کیا ہی نہیں منا منا کیسے کہوں نے
 امانہ منا کا اور چہر کہا کہ تو طاؤسون کی بولی بولی سکتا ہو کہا نہیں تو سب نے کہا کہ او ہنوتو طاؤس
 نہیں ہو دیکھ تو طاؤس کو خلعت آسمان سے آتا ہو خلعت آسمانی کو یہ دعویٰ رنگ کے کب پہنچ
 سکے ہیں اگر دعویٰ کرتا ہو تو معنی دکھا میں صفات طاؤس کے ورنہ گھاس مت کھا گردن ہارے سامنے لا
 کہ تو گردن زدنی ہو الخلاف شرح بحر العلوم میں طاؤسان جہاں کو بان لکھا ہوا و شعر اخیر کو لکھا ہو کہ بعض
 نسخ میں یہ شعر نہیں ہے البتہ قافیہ میں تو اس کے فقیر ہو

دعویٰ الوہیت کرنا فرعون کا اور شبیہ کرنا اسکا اس شفا سے دعویٰ طاؤسی کیا تھا
 قولہ ہم فرعون صاع کردہ ریش و برتاؤ سی پریدہ از خورشید و امہم از نسل شفا لادہ زادہ در خم مالی و جا
 افتادہ ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد و سجدہ افسوسیان او و جزو بدگشتہ مشک آن گدای ذنہ و خلق
 از سجدہ و آذختر ہای خلق مال مارا کہ درویشی ہر ہاست و دان قبول و سجدہ خلق از وہاست ہمارے
 اسی فرعون ناموسی مکن + تو شفا لی بیچ طاؤسی مکن + سوئی طاؤسان اگر پیا شوی + عاجزی از جلوہ
 و رسوا شوی + موسی و ہارون چو طاؤسان بندہ و پر جلوہ بر سر و رویت زدنہ و زشتیت پیدا شد و رسوا ہو
 سنگون اقتادی از بالائیت + چون حک دیدی سیہ گشتی چو قلب و نقش شیر رفت پیدا گشت کلب +
 اسی سگ گر لکین زشت از حرص و جوش + پستین شیرا بر جو و میبش + غرہ شیرت بخوار ہمتان نقش شیر
 انگہ اخلاق سگان + اسی شفا لی حال بے ہنر و بیچ بر جو و وطن طاؤسی ہر + زانکہ طاؤسان کسندت امتحان
 خوار و بی رونق بانی در جہاں + گفت یزدان مرغی را و رشاق + یک نشانی سہلتر اہل نفاق + گر منافق
 زنت باشد مغر و ہول + و اثناسی مرد را در جن و قول + چون خالین گزہ ہار میخیز + امتحانے میکنی اسی شتری

میرنی ہوتے بران کو زہر آتشا سی اڑتین شکستہ راہ باہک شکستہ دگر گون می جو در باہک چاوشست پیش
سیر و در باہک می آید کہ تعریفش کند و چو مصدر فعل تعریفش کند چون حدیث امتحانی رو نموده یا دم آمد قصہ
ہاروت زور و اعنی فرماتے ہیں صیہ وہ شغال طاؤس ہا تھا ایسے ہی فرعون کہ دیش مصع کیا کرتا تھا
اور بال بال میں موتی پر دئے رہتا تھا اپنے گدھے میں کے باعث حضرت عیسیٰ سے بھی زیادہ اڑا وہ تو ہم
ہدایت خالی فلک چارم تک گئے اُس نے خدائی کا دعویٰ کیا وہ بھی ایک گوازیہ کی نسل سے پیدا ہوا تھا اور بال
وجاہ کے خم میں گر کے رنگین ہو گیا تھا کہ جسے وہ مال و جاہ اسکا دیکھا سجدہ کیا اور بحقیقت وہ سجدہ
کرنے والے سبب موسیٰ تھے یہ اُنکے سجدہ کی خریداری کرتا تھا یعنی نہایت خوش ہوتا اور فکر کرتا تھا
کیسا یہ گدا پچھی گڈری والا مست تھا کہ مخلوق کے سجدہ کرنے سے جو بڑے ناز و تخر سے کرتے تھے نہیں
جانتا تھا کہ مال مار جو اور دشمن زہر بھرے ہیں اور یہ قبول و سجدہ مخلوق کا اڑا ہوا فرماتے ہیں خبر دا
او فرعون ناموسی مست کو یعنی بہت سا مخلوق سے متوقع عزت کا مست ہو تو شغال بھی طائوس تب بن
اگر طائوس میں پڑ گیا اور جلوہ سے عاجز ہوا تو رسوا ہو گا تو طائوس نہیں ہو موسیٰ اور ہارون طائوس
تھے جنھوں نے ایک پر جلوہ کا تیرے سر و پر سار کے چراغ گل کر دیا اور تیری رشتی و رسوائی ظاہر ہوئی
اور کیا اُن بلبہ یوں سے اپنی سرنگون نیچے گرا اور جب تو نے کسوٹی دیکھی تو تلب کی طرح سیدہ رو ہو گیا
وہ نقش شیر کی جاتے رہے کہ کا کہہ رہ گیا آؤ سگ گر گین خاشا زشت حص و جوش سے پوسنیں شیا کا
ست اوڑھ تو جو غو شیر کا کر گیا تو یہ امتحان بھی پاس ہے گا پھر کیا ہو گا کہ نقش تو شیر کے سے ہیں اور حالت
کوتون کی سی آتش شغال ہی حال ہے ہر ذرا اپنے اوپر گمان طائوسی کامت کر اس سبب سے جب طائوس
نیز امتحان کریں گے تو غور و بیرونق جہان میں رہ جائیگا خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو سختیوں اور مشق کو
باتون سے ایک بڑا نشان سہل منافقوں کا بتایا ہو کہ منافق بظاہر کیسا ہی فربہ اور خوب فقر و ہولناک
ہو تو اسکو اٹکی لمن قول سے پہچان لے یعنی اٹکی باتون کی آواز سے بونفاق کی اُس سے ظاہر ہوگی
جیسا کہ فرمایا لنعرفتم عن القول ہر ایتہ پہچان لے تو اُنکو لجا اٹکی باتون سے خیال تو کرا ہی مشی جب
تو کو زہ سفالین مول لیتا ہو تو اُسپر ہمتوارتا اور امتحان کرتا ہو جی غرض تو ہوتی ہو کہ اٹکی آواز سے
ٹوٹے پھوٹے کو معلوم کرے اسیلے کہ کو زہر شکستہ کی آواز اور طرح کی ہوتی ہو اور وہ آواز اس کو زہ
کی ایک چاؤش و نقیب ہی ہو جو آگے آگے نقیب کے شل چلتی ہو اور کو زہ کے حال سے خبر دیتی ہو جیسے
نقیب بادشاہ کی آمد سے وہ آواز اس کو زہ کی تعریف کو زہ کی کرتی ہو کہ میری اور کو زہ کی ایک
کیفیت ہو جیسے مصدر اور وہ افعال جو اس سے نکالے جاتے ہیں مادہ اور معنی میں متحد ہوتے ہیں

ایسے ہی وہ آواز اور کوزہ شکستہ ایک بین اب فرماتے ہیں جو ذکر امتحان کا سامنے آیا اس سبب سے
مجھ کو فوراً قصہ ہاروت کا یاد کیا اختلاف شرح میں بخور دکھا ہو میں کہ بخور و عریں سے اور کجی قول
بعطف لکھا ہو مگر آیت میں سے غلط ہو اور کوزہ ہار بخوری اور شامی کو شامی

قصہ ہاروت و ماروت اور دلیری انکی امتحان حق تعالیٰ پر

قولہ پیش ازین زمان گفتہ بودم اندکی خود چہ کہیم از ہزار انش کیے خواہم گفتن دران تحقیقا تا کنون لاندہ
از تحقیقا نگوش دل را ایک نفس این سو ہمارہ تا بگویم با تو از اسرار بارہ جلدیگر زیار ش قلیل گفتہ آید شرح
یک جزوی زینل نگوش کن ہاروت و ماروت را اسی غلام و چاکران ماروت را نیست بودند از تماشائی
وز عجبائہای استدراج شاہ و پھنچین مستیت ز ہندراج حق تا چہ ستیہا و ہر علاج حق روانہ وہ پیش چنین مستی نمود
خوان انعامش جہاد اندر کشود دست بودند و رہیدہ از کند ہای و ہوی عاشقانہ میزدند و یککین ہتھان
در راہ بود و صرصرش چون کاہ کہ را میر بود و امتحان میگردشان زیر و زبرہ کی بود و سرت را دینا خسم
خندق و میدان پیش او یکیت و چاہ و خندق پیش او خوش سلکیت لہم معنی توفیق دیر و انہا اور بار خن
استدراج خرق عادت جو کافر سے ظاہر ہو فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ہم نے امتحان کے باب میں کچھ تھوڑا
کہا تھا اور تھوڑا سا کیا کہوں ہزاروں سے ایک چھہ میں نے چاہا تھا کہ انکی تحقیقات میں کچھ بیان کروں
لیکن توفیق نہیں پید ا ہو گئیں جنکے سبب سے اب تک میں نے تامل کیا اب تو گوش دل کو دم بھر میری
طرف لگا تو میں مجھے اسرار بار کے کہوں اور ایک جملہ اور اسی بسیار سے تھوڑا سا کہا جاے ایسا جیسے کہ نل
کے ایک جزوی کی شرح اور اسی مخاطب تو وہ ہو کہ ہم غلام و چاکر تیری صورت کے ہیں اب تو حال ہاروت
مارت ہمسے سن کہ یہ وہ قون تماشای خدا تعالیٰ میں مست تھے اور اسکے عجائبات استدراج کے دیکھتے تھے
پہلے مستی جو استدراج حق سے ہوتی ہو اس مستی سے معراج حق کب چل ہوتی ہو فرماتے ہیں غور کر جب
ایک دانہ نے اسکے دام کی ایسی مستی دکھائی تو خوان انعام کا اسکے کیسی نعمتیں کھول جانتا ہو جس سے
تو مست لیکن اسکے کند کی پھانسی ہوئے تھے بلکہ چھوٹے ہوئے البتہ ہاے ہوے عاشقانہ بہت کرتے
تھے مگر ایک گھات امتحان کی انکی راہ میں تھی اور وہ ایسی گھات جسکی صرصر کوہ کو کاہ کی طرح آڑا دے
اتھا امتحان لوٹ پوٹ کے کرتے تھے لیکن یہ مست تھے مست کو ان باتوں کی کیا خبر کہ کیا بھید بھرا
کہ مست کے سامنے خندق و میدان دو فون کیساں ہیں وہ چاہ و خندق کو ایک ہی مسلک جانتا ہو

مستی بزرگی بزماوہ کے دیکھنے سے اور کو دنا اسکا طرٹ کوہ مقابل کے

قولہ آن بزرگوں بران کوہ بلند بہرہ و دہرہ بخور دی بگزیند تا مٹھ چینیہ بیزنگان بازی دیگر زلمہ آسان

سرکے و گریباغ از د نظر مادیہ بریند بران کوه و گریہ چشم اقبال یک گرد و در زمان + بجد سرست زمین کہ تا بان
 آشنان نزد یک بناید و را کہ دویدن کرد بالوع سر آں هزاران گرد و گریہ بنایدش و تا رستی میل جستن آیدش
 چونکہ بجد رفتہ اند زمان + در میان ہر دو کوه بی امان + اوز صیادان بکہ بگریختہ + خود پناہش خون اور است
 شستہ صیادان میان آں دو کوه + انتظار آں قضای باشکوه مبادشا غلب صید این بہا بخین + ورنہ
 پانہ است و چست و خصم ہین + رستم ارچہ با سر و سبت بود و دام پاکیزش یقین شہوت بود و چھو من ار شستہ
 و شہوت ہر مستی و شہوت ہین اندر شتر بانان مستی و شہوت و جہان + پیش مستی ملک شد نہان بہت
 آں مستی این رہنگد و شہوت التفاتی کہ کند + آب شیرین تا بخوردی آب شور + خوش بود خوش چون
 درون دیدہ نور + قطرہ از باد ہای آسمان + چر کند جان راز می و رز قیان متا چستہا بود املاک را +
 و جلالست روح ہای پاک را کہ میوی دل دران می بستہ اند و خم بادہ این جہان بشکستہ اند و بزرگم آنہا کہ
 نویدند دور بہر کھاری نفعندہ و رقبور نا امید از ہر دو عالم گشتہ اند + خار ہای بی نہایت کشتہ اند معنی
 بالوع وہ گر شا جو گھر ہین یانی مستعل جمع ہونے کو کعود لیتے ہین اس حکایت کے الفاظ اس طرز پر
 بیان فرمائے ہین کہ جب کوئی حکم آسانی نازل ہوتا چاہتا ہو تو اسکے سامان ویسے ہی ہو جاتے ہین
 جیسے بزرگ ہی کوه بلند پر بھاگ جاتا ہو اپنی خورش بی گزند کی خواہش میں تا وہاں صیادون سے سخت
 ہو سکے چرے اور ناگمان دیکھے کہ دوسری بازی آسان کی کیا ہو اس واسطے کہ ایک بازی تو یہ ہوئی کہ
 پہاڑ پر لایا اور پھر جب دوسرے پہاڑ نظر ڈالتا ہو تو اُس پر مادہ نر دیکھتا ہو اسکی آنکھیں مستی کے مارے
 بند ہو جاتی ہین اور مست ہو کے اس پہاڑ سے اس طرف کو تار ہو اسکو وہ دوری پہاڑون کی ایسی نزدیک
 معلوم ہوتی ہو جیسے گھر کے بالوع کے گرد پھرنا و ٹرنا حالانکہ وہ دوری ہزارون گز کی ہو مگر اسکو وہ گرد معلوم
 ہوتی ہو سو اسطے کہ مستی کے مارے رغبت کو دینے کی ہوئی اور جب کو تار ہو فوراً دونوں پہاڑون پہاڑ
 میں گر پڑتا ہو اب خیال کرنے کی بات ہو کہ یہ تو صیادون سے بھاگ کے پہاڑ میں پناہ جو ہوا اور خود اسکا
 خون پناہ نے بہایا کہ وہاں صیاد و شیعہ ہوتے ہین اس انتظار میں کہ کب تضا باشکوه اسکو گرا دے بس اکثر
 شکار اس بزرگ ایسے ہی ہوتا ہو ورنہ یہ بھی بڑا چست و چالاک اور خصم ہین جو اب مقولات مولانا رح کے ہین
 کہ یہ مستی و شہوت ایسی بھی چیز ہو کہ رستم جیسا شخص با سر و سبت ہوئے بڑا صاحب شان و شجاع تو یہی اسکو
 بھی دام میں پھانسی ہو اور اسکی رستی اسکے ساتھ نہین جیتی تو میری طرح مستی و شہوت سے قطع و جدا ہوا و
 مستی و شہوت اونٹ میں دیکھ کہ یہ اونٹ کیہ اسطے ہو کہ اسکو مستی بہت ہو لیکن پھر بھی یہ مستی و شہوت جو
 جہان میں ہو اس مستی کے سامنے جو خدا کی طرف سے ہو محض ناچیز اور خوار و ذلیل ہو اس مستی نے اس جان کی

مستی کو توڑ بیٹھ کرے پانچ کر دیا کہ کچھ شہوت کی طرف انکسار ہی نہیں رہتا جیسے جس سیکو آب شیرین پینے کو نہیں ملا ہو تو اسکی آنکھ کا ذرا آب شور ہی ہوتا ہو کیسی بڑا لطیف ہو اور وہ قطرہ جو ہواؤں آسمان میں طعن آگئی سے اسکی محبت کا آتما ہو وہ جان کو شراب اور ساقیوں سے بھرتا ہو چہرہ دیکھ کیسی کیسی تیان اس قطرہ کی ملکیت معلوم ہوتی ہیں او کیسی کیسی بزرگی و جلالت روح پاک کو حاصل ہوتی ہو اور اسی کی پور اس کے طالب لگتا ہوئے ہیں اور اس جان کی شراب کے خم کے خم توڑتے ہیں اتنا انکے جو اس سے نوید و دور ہیں جیسے کفار جو قبروں میں دبے چھپے ہوئے ہیں جیسا کہ فرمایا ایہا الذین آمنوا لاتوبوا تو ما غضب اللہ علیہم قدیسوہن الا آخرۃ کما فی الکفار من احباب القبول یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے مت و بہت پکڑو اس قوم کو جنہیں اللہ کا غضب ہو ورنہ حالیکہ نا امید ہوئے ہیں آخرت سے جیسے نا امید ہوئے کفار سابق احباب قبور سے سینے وہ کفار جو قبروں میں ہیں کہ یہ لوگ و دفن جان سے نا امید ہوئے ہیں اور غار بنے نہایت اپنی راہ میں آنکھوں نے بوئے ہیں اختلاف شرح بحر العلوم میں بڑ کو برکھ سب

تمنا کردن باروت ماروت آمدن بر زمین

قولہ پس رستہ بگفتند ای دیغ بر زمین باران بدایمی چو میغ گستریدی دران بیداد با عدل و انصاف و عبادات و وفا این بگفتند و قضا میگفت بایت پیش بایت دام ناپید است بہین مرگستخ در دشت بستان بہین مرگورانہ اندر کر بلا کہ زمو و استخوان ہا ککان نمی نیا بد راہ پایی سا ککان و جگرہ استخوان و و مو و پے بسکیغ قمر لاشی کردشی و گفت حق کہ بندگان یار عون و بر زمین آہستہ میرانند ہوں و پابرہن چون رود و در خارزار و جو عقل و حکمت پرہیزگار و این قضا میگفت لیکن گوش شان بہتہ بود اندر حجاب جو ش شان و چشمہا و گوشہا را بہتہ اند و بزرگ آہنکہ از خود رستہ اند و بر عنایت کہ کشا چشم را و بر محبت کہ نشاند خشم را چہرہ بے توفیق جان کندن بود و زار زنی کم گر چہ صد خرمن بود و جد بی توفیق کس را خود بہاد و در جان و ہند اعلیٰ بالرشاد و جہد فرعون بی توفیق بود و ہر چہ او مید و خشت آن توفیق بود و معنی سخن بفتح یاری معلیٰ جائے خود آمدن و جائے کشاد و مطلق جائے تحقیق پارہ کردن و کشاد ہون بفتح زمین زراعت پر کلخ و زراعی و یکی و خواری و بیغری و کلمہ تاکید و استکراہ و ماتے ہیں کہ ایسے ہی باروت ماروت نے بھی بقضا سے مستیوں کے کہا ایو فسوس ہم زمین پر مواتے تو ایسا اسکو تازہ و سرسبز کرتے جیسے ابر سے ہو جاتی ہو اور اب کیسی جائے ظلم بیداد ہو رہی ہو ہم اس میں ہلک عدل و انصاف اور عبادات و وفا پھیلا دیتے کہ کوئی کسی سے سرکشی و بیوفائی نہ کر سکتا یہ تو یہ کہتے تھے اور حکم الہی کہتا تھا ذرا ٹھہرے ہو کچھ دیر باتوں کے سامنے ہی بہت سے جال لگے ہوئے ہیں کوئی دم میں پھنستے ہو قبر و اگر گسٹخ و بنے و دھن ہو کے چٹکل

بلا میں مت جاؤ اور اندھون کی طرح کرنا کی طرف مت دوڑو کہ بلا سے مراد محل سختی و مصیبت و غم و غم سے کہ آسین اتنے ہلاک ہوئے ہیں جنکی کثرت مود استخوان سے چلنے والے چل نہیں سکتے اور انکھور اچھین چلی رہا راہ خود استخوان ہو اور رگ پر ہو رہی ہو اس قدر ترغ قہر الہی سے ہر شکر لا شکر اور معدوم ہوئی ہو تھے یہ نہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ جو بندے میرے عہد و مدد کے یار ہیں یعنی جنھوں نے مجھے مدد پائی ہو وہ زمین پر بہت ہی آہستہ اور نہایت سنبھل کے نرمی کے ساتھ قدم کھتے ہیں و بناؤ وغر و کما قال عزوجل وعباد الرحمن الذین یحییون علی الارض ہونما ویربہم رحمن کے وہ ہیں کہ آہستہ زمین پر چلتے ہیں نہ بھڑکے وغر و جسکے پاؤں پہنہ ہیں وہ خارزار پر کیسے چل سکتا ہو مگر ہاں وہ کہ جسکی عقل و فکر پہنہ گار ہو وہ سنبھل سنبھل کے قدم رکھتا ہو جیسا کہ خارزار میں سوچ سمجھ کے قدم رکھتے ہیں بس حکم الہی تو اے یہ کہتا تھا لیکن یہ کب سنتے تھے انکے کانوں پر تو اس جوش مستی نے پردہ ڈال دیا تھا اور انپر کیا موقوف قضا و قدر نے سب کچھ پوش بند کر دیے ہیں سوائے انکے جو خودی سے چھوٹے ہوئے ہیں یا چھپر اسکی عنایت ہو اور انکی تکمیل اسکی عنایت نے کھول دی ہیں اور چھپر اسکی محبت ہو کہ وہ محبت ہی اسکے شرم و غضب کو دباتی بھجاتی ہے جو شخص کوشش کرتا ہو اور توفیق اسکی رفیق نہیں وہ مفت اپنی جان کنی کرتا ہو ہرگز بمعید نہوگی اور اپنی بھی نہیں جیسے دو سو خرمن کے مقابل ایک دانہ چینیے اور باجرے کا آب فرماتے ہیں خدا تعالیٰ جہاں میں کسی کو کوشش بے توفیق دے اور وہی خوب جانتا ہو رشاد کو کہ کون راہد است پہا و کون کج پر خور کر و فرعون نے حضرت موسیٰ کے معاملہ میں کیسی کوششیں کیں جو سب بے توفیق تھیں کچھ نہوا یہ جو سیتا تھا وہ پارہ پارہ ہوتا تھا اختلاف شرح بحر العلوم میں بے قبل کو بیکل لکھا ہو

خواب دیکھنا فرعون کا آتے ہوئے موسیٰ کو اور تدارک اسکا

قولہ انہم بود و یکش ہزار و فرعون بود ساحر و شیار، مقدم موسیٰ نمودش بخواب، کہ کند فرعون یکش آخر، بامع گرفت و باہل نجوم، چون بود دفع خیال خوب و شوم، جملہ گفتندش کہ تیری کنیم، راہ زاد و راہ ریزن، بر زمین و تارسیان شب کہ مبد بود آن، راہی این و بدین، آن فرعونیان، کہ ہوں آمد آرزو از چاک، سوی میدان ہم و تخت بابشاہ پس بفرمودند، رشہ افکار، کہ منادیا کہند از ہر کنار، الصلا اسی جبکہ اسرا ئیلیان، شاہ میخیزد شمار از ان مکان، تماشارار و نایاب، نقاب، ہر شما احسان کند، بہر ثواب، کان اسیران را بجزوری نبود، دیدن فرعون دستوری نبود، گر قہاندی برہ و پیش او، بہر آن یک، بخفتندی برو، یا سہ آن بد کہ نہ بیند بیج اسیر، و در کہ بیکہ تھای آن امیر، باگ چاہد شان چو درہ بشنود، نامہ بیند و بدیواری کند، و رہ بیند ہی آن مجرم شود، و پنچہ ہتر بہر او آن رود، و بود شان حرص تھای شہ

کہ جس میں ست آدمی فیاسخ و المعنی یا ست آرزو و حکم و قانون سیاست و قاعدہ قرار تھے کہ ہزار پنجویں تو فرعون کے زیر حکم تھے اور بغیر و اسے اور عباد و گراہک کچھ شاہنشین بشار تھے اتفاقاً قضا و قدر نے اسکو خواب میں حضرت موسیٰ کا آواز دکھایا کہ وہ آئیے اسکو اور اس کے ملک کو فراب کرینگے اسنے معبر اور نجومیوں سے کہا کہ اسکا رخ نیک و بکس صورت سے ہو جائے گا کہ ہم تیرے کرینگے اور ہر فنون کی طرح پیدا ہونے کی راہ دینگے یا نہ کہ اب وہ رات آئی حسین انکے پیدا ہونے کا وقت تھا تو سب فرعونین کی راے اسے متفق ہوئی کہ اسن صبح سے بادشاہ کا تخت میدان میں رکھیں اور بادشاہ اور بزم شاہی و مہین جمع ہوں جس حکم دیا کہ شہر میں ہر طرف بر ملا منادی کر دیں کہ اے اسرائیلیو تمکو صلہ ہو یعنی آؤ اور انعام و عطا کی کہ بادشاہ اس مکان میں بلاتا ہو کہ تمکو اپنی صورت بنے نقاب دکھائے اور یہ احسان تیرے واسطے ثواب عید لیکر رکھے اور یہ منادی اسرائیلیوں کو اس واسطے ہوئی کہ یہ سچا ہے اسیر تھے حکم تھا کہ بادشاہ کے نزدیک آئیں و و رہی رہیں بادشاہ کو نہ دیکھنے پائیں اور جو کہیں راہ میں کوئی سامنے بادشاہ کے آئے تو منہ کے بل او نہ دھا ہو کے اس کے آگے گر جائے منہ چھپائے اور پاس سے قاعدہ یہ تھا کہ کوئی اسرا کو نہ دیکھ سکے نہ وقت نہ بے وقت جبہ وقت آواز نقیبوں کی سننے اور وہ اگر راہ میں ہو تو منہ دیوار کی طرف کرے تا بادشاہ کا منہ نہ دیکھے اور اگر دیکھ لے تو مجرم ہو اور ایسا مجرم کہ سزا وادہ دترے بزم سزا کا ان لوگوں کو اس کے دیدار منتع ویکھنے کی ہر حق تھی اور انسان کی کیفیت ہی یہ ہو کہ ممنوع چیز کی اسکو بہت حرص ہوتی ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہو الا انسان حرص فیما منع الخلاف شرح بحر العلوم میں مجرم کو حرم اور تھا کو بقا لکھا ہو اگرچہ نقطہ کی غلطی کچھ بات نہیں ہو مگر بعض نقطہ بڑے چکڑن ہیں و التا ہو اس واسطے میں نے بتایا

میدان میں بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کو واسطے حیلہ منع و لاوت حضرت موسیٰ کے قولہ شہ منادی و حملتہ ارکان ہانک میزد کو کہ شاہی گنان ہکای ہیران سوی میدانگر روید کہ گزہ شمشہ ویدن وجودست امید چون شنید آن فردہ اسرائیلیان دشمنگان بودند و بس مشتاق آن زمین خبر شنیدہ حیلہ شادمان راہ میدان پر گزشتند آن زنان و حیلہ را خوردند و آن سوتاختہ و غیبتن را ہر جلوہ ساختند و تارود آسجا بید روی او تاج خاصیت دہویدار و داند غرض غافل یہ نہ دیکھنے و در طبع رفتند بیرون سر مبارک و المعنی فرماتے ہیں کہ مباحث حکم کے منادی مملکت میں گیا اور خوش خوش ہانکادی کی کہ تا تھا کہ او اسیر و میدانگاہ کی طرف چلو کہ دو قمار سے پاؤ گے دیدار بادشاہ کا اور اسکا جود و عطا بھی وہ فون کے امیدوار ہو اکثر جب اسرائیلیوں نے یہ مژدہ سنا یہ تو انکی دید کے از قبل شنیدہ و مشتاق تھے ہی اس خبر سے خوش ہو گئے اور نو راہ میدان کی لی سب نے داؤ دکھایا اور اس طرف کو دوڑے اور آپ کو اس جلوے کے

شوق میں آراستہ کیا تا وہاں جانے اور اسکی صورت دیکھے تو کیا خاصیت اسکے دیدیا سے پیدا ہوئی اس
سرخ کا جو یہ شعرا خیر ہو اسکی نسبت شرح میں لکھا ہے کہ اکثر کتب میں نہیں ہو سیرے نزدیک تو قابل چھڑنے کے
نہیں تھا لہذا میں نے تو لکھ دیا اگرچہ اسرائیلی خوش تھے لیکن اس سے بیخبر کہ غرض اس سے کیا ہو سب کے

سب لایچ میں آئے جلدیے

حکایت در تیشیل

تو کہ پہنچیں کابین جابغول جیلہ دان، گفت میجویم کسی از مصریان، مصریان راجع آرید این طرف، تا در آید ایک
میجویم بکف، ہر کجا بد مصریے جمع آمدند، در بر آن میر کیا یکیشندند ہر کرمی آمد بکفتا نیست این، بہین در خواہ
وران گوشہ نشین، تا بدین شیوہ ہم جمع آمدند، مگر دن ایشان بدان جیلہ زدند و شومی آنکہ سومی بانگ نسان
داعی اوئند و اندی نیاز و دعوت مکارشان اندر کشید، المخذرا از کر شیطان اسی رشید بانگ درویشان
منا جان نیوش تا نگیرد بانگ مخالفت گوش، مگر گدایان طامع اند و زشت خود و دشمن خواران تو صاحب دل بجز
در تگ دریا گہر طنگاست، و فخر اندر میان تنگاست، پس بچویشند اسرائیلیان، از یکہ تا جانب میدان دان
چون حیلست شان بیدان بر او او ردی خود بخودشان پس تازہ روید کرد و لداری و بخشش باد و ہم عطا ہم عدا
کہ در آن قباد بعد از ان گفت از برای جان تان، جلد و میدان بچسپید شہان، پاشش دادہ کہ خدمت کنیم
گر تو خواہی یک ملینجا ساکنیم، یعنی جابغول حرا مزادہ و شر قباد نام بادشاہ و پدر فوشیر وان و ہر بادشاہ
عظیم الشان تھے ایسے ہی جیسے اس حرا مزادہ شر جیلہ دان نے اسرائیلیوں کو بلایا کہ مصریوں سے بھی مجھکو
ایک شخص کی جتنی جو مصر والوں کو بھی ایک طرف جمع کر دو تو جھکو میں ڈھوڑتھا ہوں پالوں جس جہان کہیں
کوئی مصری بھی تھا سب جمع ہوئے اور اس بادشاہ کے پاس دوڑے ایک ایک اسکے سامنے جاتا تھا
اور وہ کہتا تھا یہ نہیں ہو جاویر کا دروازہ دیکھ وہاں گوشہ میں بیٹھ جیہا تنگ کہ اسی طور سے سب جمع ہوئے
اور اس جیلہ سے گردین انکی مارین اور یہ خواست انہر اس بات کی پڑی کہ جب بانگ نماز ہوتی تھی اور داعی
خدا کا انکو بلاتا تھا کہ نماز کیا واسطے آؤ تو یہ نہیں جاتے تھے اور اس مکار کی دعوت پر کیسے دوڑے گئے
بس فرماتے ہیں کہ اور رشید کہ شیطان سے خدا بچائے تو بانگ محتاجون اور درویشوں کی سن تو کسی جیلہ کی
آواز تیری گوش گیری نہ کرے اور اگر تیری سمجھ میں درویش طامع اور زشت خوہن تو شک خوارون اور دنیا داران
میں کسی صاحب دل کو ڈھوڑو اس واسطے کہ ہوتی تنگ دیا میں ہن پتھر ہن یعنی چھپے ہوئے کہ نہ کوئی انکو
جاتا ہو انکی قدما و بہت ناموس و تنگ مانے ایسے میں کہ سراسر مخزئی و خرمین تو دنیا دار دیکھے غالی مت سمجھ
بھرجوہ اسرائیلیوں کی طرف کیا کہ اسرائیلیوں میں ایک نمند تھا صبح سے میدان کی طرف دوڑے چلے

جاتے تھے جب اس جیل سے انکو میدان میں لیکیا بس انکو اپنی صورت بڑی تازہ روئی سے دکھائی اور
خوب دلہاری کی اور بشتین دین اور عطائیں اور وعدے اس بادشاہ نے کیے بعد اُس کے کہا کہ تم وہاں
نگہداشت اپنی جان کے سب کے سب اس رات اس میدان میں سوؤ ورنہ تم کو مار ڈالو گا سب نے جواب دیا
کہ ہم اطاعت حکم کی کریں گے اگر تو چاہیگا تو ایک مہینا یہیں رہیں گے

لوٹ جانا فرعون کا میدان سے شادمان اس بات سے کہ شب حمل میں نے بنی اسرائیل
اور انکی عورتوں میں تفرقہ ڈال دیا

قولہ شہ شہانگہ باز آمد شادمان بہ کامشان حمل ست و دور انداز زمان بخاوش عمران ہم اندر خد متش
ہم بشہر آمد قرین متش بہ گفت ای عمران برین و حیت تو بہ ہین مرو سوی زن و صحبت مجو بہ گفت نسیم
بہرین درگاہ تو بہیج مندریشم بجزو بخوہ تو بہ بود عمران ہم نام اسرائیلیان و ایک مرفعون رادل بود و جان و فی
گمان بروی کہ وی عیبان کند بلکہ خوف جان فرعون آن کند یامن از عمران مبدو افعال و ایک
آن خود بد جزای حال او لہغنی یعنی جب رات ہوئی تو فرعون خوش و خرم شہستان کو لوٹ آیا کہ کچھ
کی رات آخر اجل کی تھی سو میں نے مردوں سے عورتوں کو دور ڈال دیا اور عمران حضرت موسیٰ کے
باپ اُسے نوکرتھے یہ بھی اُسکی خدمت میں ساتھ ہی ساتھ چلے آئے اُسے کہا خبر داری عمران تو بھی
یہ سن دروازے پر سوہر گز گھر کو مت جا نہ عورت کی صحبت کا خواہان ہو کہا اچھا میں بھی یہیں تیرے
دروازہ پر سوؤں گا اور جو بات تیری دکھاؤں گی اُسے سو اچھے خیال نکروں گا اگرچہ عمران بھی اسرائیلیوں سے
تھے لیکن فرعون کو ایسے عزیز تھے کہ گویا اُس کے دل وہاں تھے اپنا اُسکو گمان اس بات کا ہرگز نہ تھا
کہ وہ نافرمانی کریں گے بلکہ وہ خود وہاں فرعون کا کریں گے یہ یقین اُسکو تھا پس عمران اور اُنکے افعال سے
بالکل نچت تھا حالانکہ یہی جزا اُسکے حال کی تھی تقدیر اسی یوں تھی

جمع ہونا عمران کا مادر موسیٰ سے اور حاملہ ہونا اُنکا

قولہ خود کجا در خاطر فرعون بود و اینچنین تقدیر چون عا دو نشود بہ شہ برفت وادبران درگاہ خفت بہیم
آمد پیش خفتہ جفت و زن بروا قدا دو بید آن لبش بہر جہانیدش زخوابا اندر سرش بہ گشت بیدار او
وزن را دید خوش و بوسہ باران کرد و لب لبش بہ گفت عمران این زمان چون آمدی بہ گفت از شوق
قضای اینودی بہ در کشیدش در کنار از مہر و بہرینا مد با خود اندم در بندہ جفت شد با و امانت رک بہرہ
پس بہ گفت ای زن نہ این کاریست خود بہرینی پرنگ روز از آتش بہ آتش از شاہ و ملکش کین کشے
من چو اہرم تو ز من موسیٰ نبات بہ حق شہ شہ ملایم مات بہ مات برد از شاہ میدان اسی عوس و این دہ

اور نامکن برافسوس۔ انچہ این فرعون می ترسید از بہت شد ایندم کہ گشتم جفت تو بہ المعنی قرأتے ہیں کہ فرعون کی خاطر میں یہ بات کہان تھی کہ میری تقدیر ایسی ہو جیسی عاد و ثمود کی کہ عذاب الہی سے آخر ہلاک و تباہ ہوئے القصد بادشاہ تو عمران سے کھکے چلا گیا اور یہ باہر درگاہ کے سوئے آدھی رات کہ ان خفتہ کے پاس انکی بی بی آئین اور اپگر کے بوسے لبون کے لینے لگیں اور سوتے سے چوٹ کھایا عمران بیدار ہوئے اور عورت کو خوش دیکھا انکے لب پر اپنے لبون سے بوسون کا میٹھ برسا دیا کسا اسوقت تم کیون آئی ہو کما شوق اور حکم ایندی سے بس عمران نے انکو محبت سے بڑھائیں دین دیا اسوقت لڑائی میں یہ اپنے ساتھ جیت لے سکے بے اختیار ہو گئے غرض جفت ہو کے وہ امانت فوطیہ حضرت موسیٰ کی تولید کا تھا انکے سپرد کر دیا اور کہا کہ اسوزن یہ معاملہ بہت بڑا ہو خرد و حقیر نہیں ہوتا سمجھ لو کہ آہن پتھر لگا اور پتھر سے لگ چکی اور وہ آگ کہ بادشاہ اور اسکے ملک والوں سے کہیں کشتی کرے میں تو مثل ابر کے ہوں تو زمین اور موسیٰ نبات اور حق قانی ایسا جیسا شاہ شلخ میں ہم سب اُسکے باجی مات ہیں یعنی عاجز و بے بس ہیں عروس اس جبر و مات کو تو اسی سے جانے رہ اور اس بات کو کہ ہمے جان نہ ہوا فوس و اتہرا کر یہ وہی بات ہو جس سے فرعون ڈرتا تھا سو وہ بات اسوقت موجود ہو گئی کہ میں تیرا جفت ہو گیا

وصیت کرنا عمران کا زوچہ بعد جماعت کے

قولہ باز گرد وہیچ ازینہا دم فرن + تانیا ید بر من + تو صد حزن + حاجت پیدا شود آثار این + چون علا رسد ای نازنین + المعنی عمران نے بی بی سے کہا کہ تم لوٹ جاؤ اور خاموش رہنا ان باتوں سے مطلق دم مت مایو تا ایسا منو کہ تم دونوں پر سیکڑوں حزن و ملال نازل ہوں اور یہ وہ معاملہ نہیں ہو کہ چھپا رہے اسکا تو انجام کار ہی خود بخود ظاہر ہو جائے آثار و علامات خود ظاہر ہونگے چھپنے کے نہیں ہیں

ڈرنا فرعون کا بائگ و غریو و غوغا سے

قولہ در زمان از سوی میدان میر سید از خلق ویشد بر ہوا + شاہ از میبت بدون جبت آن زمان پا برہنہ کہیں چٹکٹکھا ست بان + از سوی میدان چہ بائگ ست و غریو + کہ نہیش می رہ جتی و دیوہ گفت عمران شاہ مارا غم مباوہ قوم اسرائیلیا نذاز تو شاہ + از عطای شاہ شادی میکنند + قصصے آرد و کھنڈ میزند گفت باش کہیں بودا و لیک + وہم وادیشہ برابر کرو نیک + این صدا جان مرا تغیر کرڈ از غم و اندوہ تنغم سپر کرد زہرہ فی عمران سکین را کہ مہربان گوید اھلا جفت را پیش می آمد پس میرفت شد جبکہ شب بھو حاصل وقت نہ + نجران میگفت ای عمران مرا سخت زجا بردہ ہست این لغز باہر چون عمران نجات

ماکہ شد اشارہ موسیٰ پدید پریم چون در آید در ہم و بچم او پرچم کرد و بچم بر فلک پیدا شد این اشارہ اش +
 کو ہی فرعون و کرد چارہ اش نہ کہ معنی جس اس وقت میدان سے فرے کہند ہوئے کہ مخلوق سے آتے تھے
 اور ہو پر چون فلک ہو پہنچتے تھے بادشاہ ان فرعون کی ہیبت سے باہر نہ بھل آیا اور پوچھا کہ
 خبر دار ہو یہ کیسے شور بہن اور یہ کیسی بانگ و غریب ہو جو میدان سے آتی ہو جبکی ہیبت سے جن اور دیو
 بھاگے جاتے ہیں عمران نے دعا کر کے کہا کہ بادشاہ کی عمر مری ہو قوم اسرائیل جو تجھے نہایت خوش
 ہیں وہ تیری عطا کی خوشی کر رہے ہیں ناچتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں کہا اگر ایسا ہو تو ہو کچھ نعم نہیں
 لیکن مجھ کو میرے ہم و اندیشہ نے خیاب بھر دیا ہو اس صدائے میری جان کو تغیر کر دیا اور غم و اندوہ سے
 تلخ و پیرنا دیا عمران کہتے تھے اور ان غریب کو ایسی جرأت و طاقت کہاں تا اپنی بی بی سے اپنا غم نہا
 ظاہر کر سکیں عرض اسطرح رات بھر بادشاہ کا حال رہا کہ باہر آتا تھا اور اندر جاتا تھا چہن نہ تھا صیغے عالمہ کو
 در و زہ کے وقت کسی پہلو چہن نہیں پڑتا ہر وقت کہتا تھا ای عمران ان فرعون نے مجھ کو نہایت ہی
 خود سے باہر کر دیا ہو یہ کیسے ہوا جو عمران کی عورت عمران کے پاس جا کھسی کہ ستارہ موسیٰ کا پیدا ہوا
 کس واسطے کہ جب کوئی ہمیر رحم میں قرار پڑتا ہو تو معبود ہو کہ ستارہ اسکا فلک پر روشن ہوتا ہو یا غارتے
 ہیں کہ ستارہ تو انکا ایسی بلند سی پرانے نور و فروغ کے ساتھ روشن ہوا اور دیکھو فرعون کی کوری اور کچے
 مکروند پیرن کہ کوئی پیش گئی اختلاف شرح بحر العلوم میں اس جگہ مجھ کو بڑا خلط ملط معلوم ہوتا ہوا پر جو
 سرخی لکھی ہو وصیت کرنا عمران کا ان کے مناسب و شعر معلوم ہوتے ہیں جو میں نے اس سرخی کے
 تحت میں قائم کیے اگرچہ یہ بھی اوپر ہی کی حکایت میں داخل ہوتے تو بہتر تھا مگر فرید ہو گیا اور
 چودہ سرخی لکھی ہو ڈرنا فرعون ان اسکو مصد ر کیا ہو اس شعر سے از سوی میدان ان کہ محض بے ربط اور
 انگریز اور یہ دو شعر در زمان از خلق انج اور شاہ ازان ہیبت ان قابل تصدیق ہو دوسری سرخی کے چھٹے انکو
 اسی وصیت کی سرخی میں لکھا ہو میں نے دوسری سرخی کو انھیں دیوں سے مصد کیا ہو تا فہم تا فہم بظاہر انکا

سید اپنا اشارہ حضرت موسیٰ کا آسمان پر اور شور بخون کا مہید اٹھیں

قولہ روز شد گفتش کہ ای عمران برو واقف آن غفل آن بانگ شوبہ راند عمران جانب میدان گفت
 این چہ غافل بود شاہنشہ شہت + ہرچہ سر بہنہ جامہ پاک + ہرچہ اصحاب عزرا پوشیدہ خاک + ہرچہ اصحاب عزرا
 آواز شان + بدگرفتہ در فغان و ساز شان + دریش و موبر کسند + موبر دیدر کان + خاک پر سر کردہ چرخون
 دیدر کان گفت خیرست اینچہ شوبہ بظلال + بنشان فی مید ہرچہ سال + عذر آوردند و گفتند ای میر + کردار
 دست تقدیرش اسیر اینکہ کہیم و دولت تیرہ شد + دشمن شہ ہست گشت + پیرہ شد و شہتارہ آن میر آمد بیان

کورسی با چوبین آسمان و زود تارم آن پیر بر سادات تارہ یار گشتیم از بجا بادل خوش شاد و عمران و نفاق +
 دست بر سیم بنو کای از بلاق + معنی الی صل جب دن ہوا بادشاہ نے عمران سے کہا جا اور دریافت کر
 کہ وہ شور و غل کس بات کا تھا بس عمران میدان کی طرف گئے اور پوچھا رات کیسا شور و غل تھا جسکو شنید
 نے سنا ہو اور ہرچم کو اس حال سے پایا نگے سر جامہ چاک ماتم داران کی طرح آکودہ بناک آواز بھی انکی مانیوں کی
 مثل چلاتے چلاتے بند ہو گئی تھی اور سب سادہ سامان بھی بند تھے داری کی کمال کھسوٹے ہوئے اور ایسے
 غم میں جیسے محسوس نہ کسی نے دیکھا ہوسر پر خاک لے اور فرط غریب سے آنکھوں میں نمون بھرا ہوا عمران نے چال
 دیکھ کے پوچھا خیر ہو کیسی پریشانی اور حال بد ہو چکوا تو کوئی مصیبت کی بات معلوم ہوتی ہو اس واسطے کہ
 سال محسوس کے نشان بڑ معلوم ہو جاتے ہیں سب نے عذر کیا اور کہا کہ اس امر ہم سب قضاء الہی کے
 ہاتھ میں ہیر ہو گئے یہ سب تدبیریں تو کین لیکن کیا کریں نصیب بڑ گیا دشمن شاہ کا پیدا ہوا اور چہرہ و غلب
 رات اس لڑکے کا تارہ نمود ہوا اور وہ تارہ کیا ہمارا اندھا پن تھا جو پیشانی آسمان پر چمکا کہ تقدیر الہی
 سے آنکھیں میچے ہوئے تھے اسکا تو تارہ آسمان پر چمکا اور ہم گریہ سے تارہ بار ہو گئے تارہ مراد اُن کوں کہ
 یہ شکر عمران دل میں تو شاد و خوش ہوئے کہ مجھے پیغمبر پیدا ہوگا اور بظاہر نفاق سے سرٹھنے لگے کہ باسے
 نیستی و ہلاکی الخلاف شرح بحر العلوم میں از بلاق کی جگہ گاہ الفراق لکھا ہو جسکے معنی راست نہیں آتے
 قول کہ کہ عمران خویش بر خشم و ترش رفت چون دیوانگان بی عقل و جش + خوشیست را عجی کر و در بر اند + گفتاے
 بس خشن و جوج خواند خوشیست را ترش و غمگین ساخت او و زوہای بازگو نہ باخت او و گفت شان شاہ مرا بفرقتید +
 از خیانت و ز طبع نشکیتید + سوی میدان شاہ را انگشتید + آبروی شاہ مرا رنجیتید + دست بر سینہ زدید اندر زمان +
 شاہ مارا غارغ آبرم از غمان + عاقبت ز رہا لغت شد کار غام + شد بفرعون و بر خواندش تمام + چون شنید از غصہ
 رویش شد سیاہ و خواند ایشان را ز خشم آن دین تباہ + گفت ایشان را کہ میں ای خاندان + من بر آویرم شمارا
 بی ایمان + خویش را و مضحکہ انداختم + الہا با دشمنان در با ختم متا کہ مشب جلد اسر سلیان + و در ماند از ملاقات
 زمان ہمال رفت و آبر و کار غام + این بود بازی و افعال کرام + معنی فرماتے ہیں کہ عمران نے مجھ کوں
 باتیں منگے اور ہی چال چلی کہ آپکو پر خشم و ترش بنایا اور بقتل و بیہوشوں کی طرح انکی طرف چلے اور آپکو عجیب بنایا
 جس سے نہایت غصہ سمجھا جائے + عجیب وہ جو کلام بفصاحت نہ کر سکے اور کمال غصہ میں ایسا ہوتا ہو اور انکی
 طرف جا کے جمع میں سخت سخت باتیں کہیں اور خوب آپکو ترش و غمگین بنایا اور الٹی چالیں چلیں اور کہا کہ
 تم نے ہمارے بادشاہ کو فریفتہ کیا اور خیانت و لاپے سے تنکو صبر نہوا تم اسکو برا لگتے کہ کے میدان میں لائے
 اور اسکی آبر و بگھاری تم نے سب چھاتی ٹھونکی تھی کہ ہمارا شاہ کو ان غمون سے نجات کر دیگے آخر کار زکا ز

برباد ہوا اور کام ویسا کا ویسا ہی کچا رہا پس فرعون کے پاس جا کے یہ سب حال بیان کیا سنتے ہی غصہ کے مارے فرعون کاٹھنیا ہو گیا اور ان سب کو بڑے خشم و غضب سے اس تباہ دین نے اپنے پاس بلا کے کہا کہ تم دربار ہو جاؤ اور خانہ زمین تم سب کو لٹکاؤ لٹکاؤ اور مطلقا ان نذر نگاہین نے تمہارے گھنے سے آپ کو مضحکہ میں ڈالا اور تمہارے گھنے سے مال کھو یا جی اسرائیل کو جو میرے دشمن ہیں دیا یہاں تک کہ اس ات وہ سب اپنی عورتوں سے بھی الگ ہے جس مال بھی گیا آبرو بھی گئی ایکویا بری و بد بگاری کہتے ہیں اور ایسے فعل اچھے لوگوں کے ہوتے ہیں الحکامات شیعہ العلوم میں بخش کی غائبین لکھی ہو فقط ان لکھا ہوا اور بفرغیتہ تشکیفیتہ بصنع مناسب محل کہ موقع خطاب ہی کا ہوا اور برکتیہ اور رنجیتہ اور زور بصنع غائب جو محل غیبت نہیں ہو لکھے ہیں تاکہ جگہ لاغیاں کو غایان لکھا ہو قولہ سالما دارا و خلعت میسریدہ ملکستا را سلم میزیدہ از برای آنکہ در روزے چنین دفعہ گردایدر باشند معین و راسی تا ان یں بود و فرنگ و نجوم و طبل و خوار اندو مکارید و شوم و من شمارا بر درم آتش زخم و مینی و گوش و لبان ان بر کرم من شمارا ہیزم آتش کرم و عیش و فتنہ بر شمارا خوش کرم و سجدہ گردن و گاہ مذکور کہ کت و دایرہ و یو سالما دفع بلا ہا گردا ویم و ہم حیران ماندہ ما با کردہ ایم فوت شدانا و جلش شد بدیدہ نسلہ فرجستہ ہم خستہ بڑ لیک استغفار این روز و لادہ مانگدا یریم سی شاہ قبادہ روز میلادش ر صا بندیم ما تا مارہ نورہ شاہ اوردہ قضاہ گردا یریم این نگہ مارا کیش اسی غلام مای تو اٹکا و ریش تا با بنہ مدی شمر و اور روزہ تا پیر ویر حکم خصم ووزہ بر قضاہ کو ششچون آوردہ سرگون آید سرخو را خور و چون مکان برلا مکان علمہ و خون خود ویر و بلا ہا را خور و چون زمین با آسان جھمی کند شورہ گرد و سوزگی برزندہ نقش با نقاش سچہ میزندہ سلطان و ریش بر خود میسندہ انہی رتہ وہ چترہ جوسات سو گز او نچا بلندی پہا پر بناتے ہیں ستاروں کی گردش دیکھنے کو پہلا شعر اور اسکے بعد کے بعض تحت قول فرعون میں ہیں کہ ہوں تم وظیفے کھاتے رہے ہو اور خلعت و انعام پایا کیے ہو بلکہ پوری پوری میری ملکیتیں کھا گئے ہو اسی واسطے کہ کسی ایسے دن اپنی عقل و فہم کھکائے کر کے میرے معین و مددگار ہو گے جس ہی راے تمہاری تھی اور زامانی و نجوم تمہارے بڑے پٹ ہیں اور بڑے کھانے والے ہو اور مکارا و درخس میں تم کو چیر بھاڑ کے پھونک دو گنا ناک کان ہو ٹھہر سب کمال ڈالو گناہین تم کو اگل کا ایندھن بناؤ گنا اور پچھلے دنوں میں جو تم نے فرے اڑائے ہیں سب بے مزہ کر دو گنا یہ شے کے نے سجدہ کیا اور کما اسی حد یو کیا ہوا جو ایک دفعہ شیطان ہمیر غالب پڑیا ہننے تو ہوں بلائیں مالی ہیں اور جو جو کام ہننے کیے ہیں وہم بھی حیران ہو ہو کے رہ گیا ہو اگر عیادت ہمسے فوت ہو گئی کہ محل اسکا قائم ہو گیا اور لفظ رحم میں جا گھا تو اسکا استغفار و عفو آج نہیں ہو رہا شاہ اسکے روز و رات پر

موقوف رکھتے ہیں اس وقت کرینگے اور خوب نگہداشت اس وعدہ کی رکھینگے دیکھیے گا اب میلاد کے دن ہم کیسے رصد بناتے ہیں تا مراد فوت نہوا اور قضا رالسی نہ پلنے پائے بس اگر ہم اس اقرار کی نگہبانی نہ کریں تو ہیکو مارڈا لہو ذرا سمجھ بھی تولے تو خود وہ شخص ہر جگہ اسے کے افکار اور ہوش جملہ غلام ہیں یہ جسکے فرعون ساکت ہوا اور ایک ایک دن مدت وضع حل کا گنا کیا تا تیر حکم قنا کا جو دشمن دوز تھا نہ پلنے پاسنے آب مقولے مولانا مہ کے ہیں جو کوئی چاہتا ہو کہ میں قضا پر چھاپا ماروں اور سبقت کروں وہ اوندھا ہی گرتا ہوا روپا ہی سرکھاتا ہو جیسے مکان چاہے کہ میں لامکان پر جاؤں اور ہوں تو وہ اپنا ہی خون بہاتا ہوا اور بلائیں خریتا ہوا جیسے ہی زمین اگر آسمان سے دشمنی کرے تو شوریدہ ہوئے اور سرگ عظیم سے نکالے کہ کبھی زندہ ہی نہ رہے اور زندہ ہو ناز زمین کا زراعت و نباتات پھر تعجب سے فرماتے ہیں کہ عجب حال ہو کہ نقش نقاش کے ساتھ چب کر تیا ہوا روپ اپنی ہی داڑھی مونچھ کو فوج کھوٹتا ہو

بلکہ ان فرعون کا بیٹی اسرائیل کی عورتوں کو جو نوزاد بچپن میں ان میں ازراہ مکر کے چھو لے کر زندہ نہ رہے ہوں اور تھنکے سوئی میدان و بیرون انگلہ زرخشت + باروگیر شدہ سادی سوی شہر کا ی زنا کر دہری پامید ہرادی زمان با طفلگان میدان و دید تازہ بخششہای شہدادان شویہ اپنجا کو با مردان اسید خلعت و کپڑا زایشن زرخشد ہین زمان مردوز اقبال شہاست بتا یا بد ہر کسی چیز کی خواست + مردان را خلعت و وصلت + ہر کو کوکان را ہم کلاہ زر مند ہر کہ او این ماہ زاییدرت ہین + گنجما گیرند از شاہ لیکن + آن زمان با طفلگان بیرون شدہ مرد شادمان تا خیمہ شاہ آمدند ہر زنی نوزاد بیرون شدہ شہر سوئی میدان غافل از دستان قہر چون زمان جملہ بر گدما مذہ ہرچہ بود از زردا در بستند + سر رسیدوش کہ اینست ہستیاد + تا دیدیم : نظر از خطاط + لکھی وصلت بالفتح مگر کسی چیز کا خطاط باغیر دیوانگی فرماتے ہیں کہ بعد نو مہینے کے پھر بادشاہ نے تخت اپنا باہر نکالا اور میدان کی طرف کوچ کیا پھر دوسری دفعہ سادی شہر میں ہوئی کہ اسی عورت کو چلو تا زمانہ سے بہرہ پاؤا اسی عورت کو بچوں سمیت میدان کی طرف چلو تا بادشاہ کی بخششوں سے شاہ ہو جیسا کہ بار سال مردوں کو ملا تھا اور خلعت و زٹھولائے تھے قبر دار ہوا اسی عورت کو کج مختار سے اقبال کا دن چرمخہ مانگی مرا تو کو ملیکی عورتوں کو بادشاہ خلعت و کپڑے دیگا اور لوگوں کے سر پر کلاہ زر رکھیگا جو کوئی کہ اس مہینے کی جنی ہوئی ہو قبر دار ہو جائے کہ وہ بادشاہ ذی رتبہ سے عزائے پانگی سب عورتیں بچوں سمیت باہر نکلیں اور خوش خوش درخیمہ شادمان آئیں گروہی جو نوزاد بچپن میں ان کی طرف گئیں غافل اس بات سے کہ یہ جیلہ قہر کا ہو جب سب عورتیں اُسکے پاس جمع ہو گئیں کہا جئے پاس نہ ہیں دیوانگی ما دون سے چھین لیں اور احتیاطاً انکے سر کاٹ ڈالیں تو بہت سا خط و دیوانگی نہ بڑھنے پائے نہ دشمن پیدا ہونے پائے

وجود میں آنا موسیٰ علیہ السلام کا اور آنا سرنگون سلطان کا عمران کے گھر اور وحی آنا
مادر موسیٰ کو کہ آگ کے تنور میں ڈال دے کہ ہم اسکی نگہبانی کر لیں گے

قولہ چون زن عمران کہ موسیٰ زادہ بود و من اندر چہ زبان آشوب زد و بعد آن دشان کہ آن گمانان
کرد دیگرین چہ آہر و آن زمانہ آن زمان قابلہ در خانہ بہر جاسوس فرستاد آن دغا و غتر کردش کہ اینجا کودکی
نامداد میدان کہ دویم و شکست اندرین کہ چہ یکی زیبا زنی ست کہ کودکی وارہ و لکین پرنی ست چون خوانان
آمد خطاطا اب در تنور انداخت اذامرضا وحی آمد موسیٰ زن از او گرد کہ ز نسل آن خلیل ست این سپرد تنور انداخت
موسیٰ را تو زود تا نگہداریش از ہزار و دو عصمت یانار کوئی بار و آہ لا نکون الی آخر آشوب کا بدن بوجی انداخت
اور اور شر بر برتن موسیٰ نکر و آتش اثر پس خوانان خانہ رحمتند زد و چہ طفلہ اندام خانہ نبود پس خوانان بی مراد
آن سو شدند باز غمانان کران واقف بندہ با خوانان با جابر و شہنشاہ پیش فرعون از برای و انگ چہ رکابی خوانان
با و گردید آن طرف نیک نیکو بگردید اندر غرغ و باد گشتند آن خوانان جلکان تا بوجینان سپر آن زمان
المعنی عنہ بالفتح غازی خوانان خوان نفتح زن صاحب شوہر و میانہ سال و سرنگ و بیہ کنندہ عرف البہم اول مفتح
ثانی جمع عرفہ فرماتے ہیں کہ جب اُس آشوب و دین میں زن عمران نے جسے موسیٰ پیدا ہوئے تھے جلدی سے کنار
لیا اور وہ گریہ کرتا تھا کہ اُس سگ پلیہ نے عورتوں سے وا کیا تھا کا انکو انعام کے میلہ سے بلا کے لڑکے آگے بڑھا
اسیوقت میں یہ بھی کیا تھا کہ دایان جاسوس گھرون میں گساوین تھیں انھیں میں سے ایک نے غازی کی کہ
یہاں ایک لڑکا ہو کہ وہ میدان میں نہیں کیا ہو گا اس بات کا جادہم و شک ہو اس کو چہ میں ایک عورت زیب
رہتی ہو اور بڑی پرنی ہوا کے پاس لڑکا ہو جیوقت کہ خوانان نے اسے اس لڑکے کو خدا کے حکم سے تنور میں
ڈال دیا اسکو خدا سے وا کر کیطرت سے وحی آئی کہ یہ اُس نسل سے ہے جسے بندہ و دے آگ میں ڈالا تھا یعنی
خلیل تو اسکو بھی جلدی تنور میں ڈال دے ہم اسکی ہر آتش و دین نگہبانی کرینگے معنی شعر عربی کے اسے آگ
ہو طو تو مرد اور بار و اور بنوئے تو گرم و سوزندہ یعنی اسی قول کی عصمت نے خلیل کو اس آگ سے بچا یا تھا اسی کی
عصمت پر تو اسکو تنور میں ڈال دے پس اسی وحی سے اسے اس لڑکے کو آگ میں ڈال دیا اور لڑکے کے بدن پر
آگ نے کچھ اثر نہیں کیا پھر خوانان نے نور گھ کو ڈھونڈھا کہ فی لک نہین و بان تھا جب یہ ہیرا و لوٹ کے
اُس طرف گئے پھر غاروں نے جو واقف تھے یہی ماجرا پایا کیا و چند را گئے لڑکے سے فرعون کے سامنے بیان کیا
انے کہا کہ اے خوانو لوٹو اور خوبیا چھی طرح غرون میں دیکھو پھر دلوں گئے، اسیوقت اس لڑکے کی جستجو کرین

پھر وحی آنا مادر موسیٰ کو کہ اسکو دریا میں ڈال دے

قولہ باز وحی آمد کہ در آبش فلکں بروی در امید دار و موکن و فلکں و فلکں کی نصیحتیں ترا با او رسا غرغ و غفیدہ

مادرش انداخت اور روئیل، کار را بگذاشت بانم الوکیل + این سخن پامان ندارد کہ باش + جلد می سپید
 اندر دست و پا ش + سید زاران طفل میکشت از برون موسی اندر صدر خانه و درون + از جنون میکشت بر با
 بر بنین + از جیل آن کو چشم دور بین مادر و با بد کرد فرعون عذوبه کرش با بان جهان را خورده بود و لیک از ان
 فرعون ترا دیدید ہم در اہم کرد اورا در کشید + از دبا بود و عصا شد از دبا + این بخور دآثرات توفیق خدا دست
 شد بالای دست این کجا + تا بیزدان کہ الیہ المنتہا کان کی دریاست بی غور و کران + جلد دریا با چوبی پیش آن
 المعنی جب عوان دوباره لوٹ کے آئے پھر وحی آئی کہ اسکو ریامین ڈال دے اور ہم سے امید رکھ مال دست
 گھسٹ لکھا جانی القرآن و اوصیتا الی ام موسی ان ارضیہ فاذا خفت علیہ فالقی فی الیم و لا تخرن
 انما اودہ الیک و با علوہ من المرسلین وحی کی تھنے مادر موسی کو کہ اسکو دو دو ملا دے اور جب تجھ کو اسکا
 ہوتو روئیل این ڈال دے اور ہر گز نہ ڈرنہ غم کر ہم اسکو تیری ہی طرف لٹائیگے اور مرسلون سے کریگے
 تو اسکو شیل میں ڈال دے اور مجھے بھروسہ کریں تجھ کو و سفید اسکے پاس پہنچا دیکھا جس انکی مان نے اپنے
 تمام کو خدا انم الوکیل پر چھوڑ کے انکو روئیل میں ڈال دیا چنانچہ فرمایا ان اقتضیہ فی التابوت فاقتضیہ فی الیم یعنی
 اسکو صندوق میں ڈال کر نہ دیکھو کہ وہاں ڈال دے + شہر ہو جہ میں ہو فوراً میں کہ یہ سخن تو بے
 ہر اس نے کہ + درویشیہ کرتا تھا ایسے ہاتھ پانہاں کو پہنتے تھے + اس وقت کا کہ + میں نے تو باہر
 مارتا + اور موسی خاص صدر خانہ کے اندر موجود یہ مٹروں کی طرح جان کہیں جنین کی خبر نہ اس کے پیچھے دہ
 + یہاں یوں میں آکو وہ تھا کہ چشم دور بین اندھی ہو گئی تھیں کچھ سوچتا تھا فرماتے ہیں فرعون کا کہ ایک
 از دہا تھا جسے جلد بادشاہوں کے کر محل لیے تھے لیکن اس فرعون سے بڑھ کے دوسرا فرعون آیا کہ اسکو
 اسکے سارے کردن و دوزن کو مغل گیا یہ از دہا تھا ایسے از دہا ہی آیا کہ وہ عصا تھا جسے خدا کی توفیق سے
 اسکو کھایا توفیق کے معنی دست دادن کسی را در کار سے جھلا توفیق کے ہاتھ سے کھا ہا تھا بالای چکی زدن
 پاکہ تک نہایت ہو جو ہر شو کا منتہی ہو اس واسطے کہ یہ توفیق ایک دریا بے تھا و اور بے کنار ہو جسکے سامنے
 سارے دریا ایک سیل ہیں جن میں سیل سا جاتا ہو قولہ علیہ با و چارہ گریا از دہا دست پیش اللہ کرنا جلد لا
 چون رسید اینجا بانم سر نہاد و محوشد و اللہ اعلم بالرشاد + انچہ در فرعون بڑا اندر تو بہت + لیک از دہا
 محبوب چہت + مای دریغ آن جلد احوال تو بہت + تو بران فرعون بہ خواہش بہت + انچہ گفتہ جملگی احوال
 خود گفتہ صد کی زانہا درست + گز تو گویند وحشت زایدت + و زید گز آن فساد ایدت + چہ فرابت می کند
 نفس لعین + دوری اندازت سخت این قرن + این جہا تھا ہمارا نفسیت + لیک غلو بی زجہل ای سخت
 آتش + اہیزم فرعون نیت + لیک چون فرعون و راعونیت + مگر تفسیر اخلاص کی نیت + ورنہ چون فرعون و راعونیت

المعنیٰ جیسے سارے جیسے اور تمامی جیسے کرنے والے اڑدے ہیں لیکن الا اللہ کے سامنے سب لاپرواہ
 انوشیت و مدد و آب فرماتے ہیں کہ جب میان میرا اس جگہ پہنچا یعنی نفی اثبات کو تو سرٹیک دیا اور مجھ کو گیا
 اب اللہ ہدایت و رشا کو خوب جانتا ہے مجھ کو کچھ خبر نہیں آئندہ پھر مقولات انکے ہیں فرماتے ہیں جو اڑدہ ہا کہ
 فرعون میں اتحادی تھے میں ہر لیکن تیرا اڑدہ ہا کنس میں مقید ہو کہ وہ کہنوں بے استقامتی و عدم قدرتی کا ہو
 اگر قدرت پائے تو کیا کی کرے ہاے افسوس بو فرعون کا حال تھا وہ سب تیرا حال ہو تو بھی افس فرعون کی
 نہایت خواہش میں قید ہو جب عز کر میں نے جو کچھ کیا جلد تیرے حال کے موافق ہو بلکہ میں نے تو سوسے ایک بھی
 ٹھیک ٹھیک نہیں کہہ پایا اگر ٹھیک ٹھیک خاص تجھے کہوں تو مجھ کو مجھے دشت پیدا ہوئے اور اگر دوسرے پر
 ٹال کے کہوں تو یہی سمجھتا کہ ایک فسانہ ہو بے اعتبار افسوس نفیس لعین کیسا کھجوا خراب کر رہا ہو اور یہ
 مصاحب بد کیسا خدا سے دور ڈال رہا یہ سارے زخم تیرے ہی نفس سے ہیں لیکن اپنی نادانی
 سے جو سخت سست ہو اسکا مظلوم ہو رہا ہو آگ تو تیرے میں فرعون کی ہی جی ہو کہ مجھ کو آس لگ کا ایندھن میر
 نہیں جو جو برا فروخت کرے جیسا اسکو میر تھا کہ اسکو ہر قسم کی عون تھی تیرا نفس کیا بھارے کم ہو لیکن کیا کرے
 کوڑا جو نکلنے کو نہیں ملتا اور فرعون کے مثل یہ بھی شعلہ دن ہو

حکایت ایک مارگیر کی جو ایک اڑدہ کو ٹھٹھا امر وہ جان کے رستوں میں باندھ لپیٹ کے
 بغداد میں لایا تھا

قول کہ ایک حکایت مشہور تاریخ گو تا بری زمین از سر پوشیدہ بود مارگیری رفت سوی کوہ سارہ تا بگر وادہ پہلہ شہ
 مارہ مارگیران و گر شا بندہ بود و آنکہ جو بندہ ہست یا بندہ بود و در طلب ان دانا تو ہر دوست کو طلب در راہ
 نیکو بہرست و لنگ و لوک و خفتہ شکل و بی ادب و سوی او می خیر و اورامی طلب و کہ گفت و کہ نہ خاموشی کہ
 بوی کردن گیر سو بوی شد و گفت آن معقوب با اولاد خویش و جستن پوست کشید از حدیش و ہر جس خود را
 درین جستن بجد و ہر طرف را اندیک شکل مستند و گفت از روح خدا لاتیا سوہ چو کہم کردہ سپہ اسو سوہ و از روست
 نہان چو یان شوید و روی جانان و بجان جو یان شوید و پرس پرسان و رنگانی جان و ہید و گوش را
 بر چار راہ و نمید و ہر کجا بوی خوش آید بو برید و سوی آن سرکاشی آن سرید و ہر کجا لطفے بینی آید
 سوی اہل لطف رد یا بی بے و این ہمہ چو مادر در کثیت و روف و جزوہ ابجد و ہر کل دار طرف و ہر شہ
 خلق بہر خوبیت و برگ بی برگ نشان طوبیت و شہامی خلق بہر خفاست و از جنای خلق اسید و بی شہ
 المعنی فرماتے ہیں کہ ایک نقل سن کہ یہ تاریخ گو یعنی مورخ سے منقول ہوتا اسکے سبب سے مجھ کو سر پوشیدہ کی
 بولجی سے کہ ایک مارگیر سپاہ دن کی طرف گیا تو اپنے منوں سے کوئی مار پکڑے آئندہ مقولات مولانا

کے بہن بھائی ہیں کہ اہل حصول ہر مطلب میں طلب ہو بس اگر گران ہو نیسے سست و کاہل یا شائبہ اجرت
 و چالاکی جب طلب ہو تو جو عینہ یا بندہ ہونے میں کب تامل ہو لا جرم ہر ملک و لازم ہو کہ ہمیشہ حصول مطلب میں
 درون ہاتھ تارہ اور دونوں ہاتھ سے ہکو ٹٹول کہ یہ طلب ہی راہ خدا کی نہایت اچھی راہ بتانے والی ہو
 اگر لنگڑا ہو یا پاچ کہ ہاتھوں کے بل لڑکوں کی طرح چلتا ہو یا فقہہ شکل سست مجبول یا بے اوپا جو بے شرع
 جو کچھ ہو حال میں اسی کی طرف غیر کرتارہ اور ہکو ٹٹو ٹھٹھا کر غیر مایہ مجبول ٹیڈے کے ہاتھوں اور سینہ کے
 زور سے چلتا بھی تھاں سے کبھی خاموشی اور کبھی ہوسو گھنے سے اسی بادشاہ کی ہر طرح بولیتا پھر غور تو کر ظہر
 یعقوب نے اپنی اولاد سے بھی تو یہی کہا ہو کہ یونہی کو حد سے زیادہ ڈبڈبھو صبا کہ قرآن مجید میں ہر بار
 اور ہنڈھوسا من یوسف داغیہ اس فرزند و میر سے جاؤ اور خوب ڈھونڈو یوسف اور اس کے بھائی کو جس کو
 اپنی اس تجوین بکوشش تمام ہر طرف کو مشکل مستعد نہانک دوا رہا جو اس کو اس تلاش میں تھیں کہ وہ اور کہا
 کہ روح خدا سے نا امیدت ہو جیسے کوئی گم کردہ پسر ہر طرف اسکی بولیتا تو بیساکہ کلام شریف سے ظاہر کیا
 من روح اللہ اللہ ایس من روح اللہ
 روح اللہ سے قوم کافرون کی نا امیدت ہم جس پوشیدہ کی راہ سے دور دھپے و صورت اس جان جانان کی
 جان و دل سے جو جان ہو پرس پرسان جگہ جگہ جاؤ اور ہو کہ فی شردہ اسکا سنانے شردگان میں جان اس کے نزدیک
 اور جہان چہ راہ اسکی راہ کا دیکھو وہاں کان لگاؤ کہ ہر طرف کا آدمی وہاں کہتا ہو جہان سے خوش
 آئے اسی بو کو لیتے چلے جاؤ اس سردار کی طرف جس سردار کے تم آشنا ہو جہان کہیں کوئی لطف کسی سے
 پایگا تو اسی لطف سے اہل لطف کی راہ ضرور ایلیگا چھنی نہرین بہن سب ایک دریا عمیق سے نکلی بہن اور اسکی
 جزو بہن تو ان اجزا کو چھوڑ اور کل پرانکھ رکھ مخلوق کی نرائیوں سے خوبی حاصل ہوتی ہو گوہ برا جاتین اور
 برگ بے برگ یعنی سا ان بیسانی نشان طوبی کا ہو جیسے ہی بے برگ طوبی ہو جلتے بہن مخلوق کے نشم
 غضب اسکی مروت بیت کیواسطے بہن کہ وہ عاجز خاکسار سمجھ کے مروت محبت کہے اور مخلوق کی جفا سے
 اپنے معشوق سے امید وفا کی ہوتی ہو انخلا و شرح ہر لہو میں ہو کو کوئی گردن بکاف عجب لکھا ہو اور جہان کو
 جس وہاں تو قول خدا ہی خلق بہر آشتی ست و دام راحت و آسائی رہتی ست بہر زدن بہر نوازش راہ
 ہر گاہ از شکر کہ میکند بوی برا جزو تا گل ای کریم بوی برا ز صند تا صندرا و حکیم چہن عصا و دست موسیٰ
 گشت بار و جلہ عالم را بدینسان می شمارہ جنگل می آشتی آرد دست مبارک را ز ہر یاری حاجت بہر یاری بار
 جوید آدمی غم خور بہر حریف بخی و او بھی جتے کی مار شکر و برگ کہ ہستان و دریا م برف و آرد ہای مردہ و
 انجی عظیم و دلش از شکل او شد خیزیم و مار گیر اندر وستان شد پید ماری جت آرد ہای مردہ وید مار گیر از بہر حریفی خلق

ہوستان معرفت شیخ شہزی بولوی

اگر دانت نادانی خلق آدمی کو مست چون مفتون شود و کوہ اندر مار حیران چون شود و ہوشیار گشت
 مسکین آدمی و از فرونی آمد و شد و کمی بخویشش را آدمی از زبان فروخت و بود طلسم خویش ابرق و
 صد ہزاران مار کہ حیران اوست و او چہ حیران شد دست و پا دہ دست و پا دہ گراں آرد و بار بار گرفت و سوسے
 بغداد آمد از ہر گشت و آرد و ہائی چون ستون خانہ و یک شیش از ہنر و اہکام و اعنی بتایید صدر فراتے ہن
 کہ لڑائیوں کے ساتھ یعنی جب نفس سے لڑائیوں لڑ گیا اپنے مطلوب سے ہشتی دیکھ گیا خوب جان لے کہ
 پھیش کی راحت بے رستی میں ہو اور یا صفت و عبادت میں کیسے ہی ہر زون کے ساتھ نوازش ہوں چون وہ آگیا
 نوازش با آگیا اور جو کلا کر گیا کی وقت میں ایسا بھی ہو جائیگا کہ فکر گزار بھی ہو جس تواریکم جز سے کل تک سب کی
 بوئے اور او حکیم صند سے صند کی بو حاصل کر گیا کہ او پر امدا و بیان کیسے ہن گیا عصا موسی کے
 ہاتھ میں مار ہو گیا جس سے موسی نے ساحرون کی لڑائی میں ساحرون سے ہشتی دیکھی کہ موسی کے سامنے
 سجدہ میں گرے اور ایمان لائے جیسا کہ کلام ربانی سے ثابت ہو والقی اسحق ساجدین قالد آتہا ربنا
 رب موسی و ہارون بس ایسے ہی حال تمام جہان کا جائے رہ کہ جملہ لڑائیوں اور سختیاں آشتیاں دست
 پیدا کرتی ہن دیکھ تو مار گیرے اپنی روزی کی مدد کے لیے مار ڈھونڈھا سوچو تو مار گیا جانی دشمن آدمی کا
 ہو اور آدمی اپنی یاری کی واسطے مار کو ڈھونڈھا ہو و دیاری حصول رزق میں ہو اور حریف غمی کی واسطے
 ایسا غم کھانا اور محنت اٹھاتا ہو کہ حریف غمی کا ہو جان میں نہایت غم اس واسطے وہ مار گیر ایک مار عجیب و
 غریب کی تلاش میں تھا اور اس نام برف میں پہاڑوں کے گرد پھرتا تھا ناگاہ ایک اڑو ہا عظیم مردہ دیکھ
 جسکی شکل سے دل اسکا چہرہ ہو گیا ہر چہ سیکر زان مار دیکھے تھے کیسا اس سخت زمستان میں تلاش مار کی
 کرتا تھا اسی حال میں یہ اڑو ہا مردہ دیکھا اب عقولات مولانا رام کے ہن فرماتے ہن افسوس مار گیر واسطے
 حیرانی خلق کے مار پکڑے نہ لے تو کہ کسی نادانی ناسق کی جو آدمی تو ایک کوہ عظیم انسان بڑی عظمت و شوکت
 والا ہو یہ مار کو دیکھ کے کیسے حیران و مفتون ہوا ہو کیسے کوہ بھی کسی مار کو دیکھ کے حیران ہوا ہو ہاے آدمی
 غریب نے آپ کو نہ پہچانے کیسے کون ہوں یہاں فراتے آئے اور کیا کسی کے ساتھ جائے اسکا اس طرح لکھو
 کلا کے آیا اور بہتر بہائم بنے گیا اور علی ہذا جو مناسب فرونی کی کے ہو قیاس کر لیں کیا آدمی نے
 جیل قہار نام لای جو ہر غنا ستعالے نے بھرے ہن حتی کہ اپنی معرفت و شناخت انچوسہا ہوا اور اپنی طلسم
 دنیا کی گدڑی پر لٹکا ہوا ایسی ناچیز کا پیوند بنا جو جس سے لاکھوں کوہ مار کے حیران ہن مار گیا چیرہ چیرہ کیسے
 مار سے حیران ہوا اور مار کا دوست بنا افسوس اس مار گیر نے اڑو ہا کو اٹھا لیا اور بغداد کی طرف لایا
 نا لوگ دیکھے متعجب ہوں فرماتے ہن کہ وہ اڑو ہا نہ تھا گھر کا ایک ستون تھا کہ ٹکڑا واسطے دا بھانڈ کے

کرچھیرے لانا تھا واکھا نہ تشع و سمان خوردن قولہ کا زرد ہا ہی مرده آورده ام و در شکارش من جگر با
 خوردہ ام + او ہی مرده گمان بردش و لیک + زنده بود و او ندیدش نیک نیک + او ز سر پا و بیرون افسردہ بود
 زنده بود اما بشکل مرده بود عالم افسردست و نام او جادہ جادہ افسردہ بود و اوی و ستاحہ + باش تا فرشتہ شکر پیوین
 لا یعنی جنبش جسم جہان + چون عصای موسی ایجا شد عقل از ساکنان اجبا شد + بارہ خاک ترا چون مرده
 ساخت + خاک را جملگی باید شناخت + مرده زین سوید زان سو زنده اند + خامش اینجا و ان طرف گویندہ اند
 چون از انوشان فرستہ سوی ما د آن عصا گرد و سوی ما اژدہا کو ہما ہم کن داؤدی شود و جوہر آہن بکشت
 عمومی شود + باد و حال سلیمان شود + بحر و موسی سخندانہ بود + ماہ با احد اشارت بین شود + مارا براہیم را نسرین
 شود + خاک قارون را چواری در کشد + استن خانہ آید در رشہ سنگ احد را سلامی میکند + کوہ کیچی را پانچا
 میکند + جملہ ذرات عالم در زمان + باتو میگویند روزان و شبان + یعنی جس اس مار گیرنے اسکو بنوا میں لا کر
 کہا کہ ایک اژدہا مرده لایا ہون اور بڑے خون جگر کھا کے اسکو شکار کیا ہو وہ اسکو مرده جانتا تھا اور در حال
 تھا زنده خوب چھی طرح اُسے اسکو نہیں دیکھا تھا مارے بارے اور برف کے ٹھٹھرا ہوا تھا اسی سبب
 باوصف زنده ہونے کے مرده شکل ہو رہا تھا آب پھر مقولات مولانا م کے ہیں ایسے ہی یہ عالم افسردہ ہو
 جسکا نام جادہ ہوا یعنی جان لگاری آسا و بیجان ست جان ذرا ٹھہراہ آفتاب حشر کا ظاہر ہونے سے پھر اس
 جہان کے جسم کی جنبش دیکھیو عصا موسی کا بھی تو جادہ تھا کیسا یہاں مار ہو گیا کہ عقل کو اسے جملہ ساکنین
 یہاں کے جو حرکت نہیں کرتے اخبار ہو گیا کہ ایسے ہی سب حرکت کر سکتے ہیں پہلے تو اپنے ہی بارہ خاک
 جو جسم ہو دیکھ کہ جو مرده ہو اس واسطے کہ خاک آخر جادہ ہو اسنے کیسا بنایا اور درست کیا ہو کہ حسن و نطق رکھتا
 پس اسی سے جملہ خاکوں کو پہچان لینا چاہیے کہ جس و نطق رکھتے ہیں صرف آنا ہی تو فرق ہو کہ وہ
 اس طرف سے مرده ہیں اس طرف سے زنده اس طرف سے خاموش اس طرف سے گویندہ اور تو بکس
 انکے لیکن جب وہ ان مردوں اور خاموشوں کو اس طرف سے جاری طرف بھیجتا ہو تو کیسے اعمال افعال
 اسے ظاہر ہوتے ہیں جیسے عصا جاری طرف آ کے اژدہا ہو گیا اور سو اس کے پہاڑ ہم کن داؤد ہو جاتے ہیں
 جیسے کہ طوز زول تجلی اتلی سے تہج ہو اور ناچنے لگا اور جو ہر آہن کے ہاتھوں میں موم ہو جاتے ہیں جیسے
 داؤد کے ہاتھوں میں آہن موم ہوا ہوا سلیمان کی سواری بنی دریا موسی کا سخندانہ ہوا کہ کپٹ کے بارہ راہن
 پیرا کر دین ماہ حضرت احمد کا اشارہ ہیں ہوا کہ فو ماشق ہو گیا آگ ابراہیم پر پگل و نسرین ہو گئی خاک نے
 قارون کو مار کی طرح سالیاستون خانہ نے رشہ پایا پتھرون نے احمد کو سلام کہا کہ وہ نے بھی کو پیام کیا
 کہ میری طرف آؤ عرض جملہ ذرات جہان کے رات دن تجھے پوشیدہ کتے ہیں اور وہ مقولات آئندہ

الحاصل یہ سب جمادات ہیں اور کسی کی کیفیتیں اسے ظہور میں آتی ہیں قول ہائیمیم و بصیریم و خوشیم و باشتانا و حرمنا
 ما غاشیم، چون شماسوی جادوی میرید و محرم جان جادوی کی شوید و از جادوی عالم جان در وید و غفلت از جادوی
 عالم بشنوید و فاش تسبیح جمادات آیدت و دوسو ستا و ملیا بر بادیت و چون خدا در جان تو قند ملیا بہر بنیش
 کرد و ملیا و دعوی دیدن خیال عار بود و بلکہ مرہنیدہ را دیدار بود کہ غرض تسبیح ظاہر کی شود و دعوی
 دیدن خیال و دعوی بود و بلکہ مرہنیدہ را دیدار آن و وقت عبرت میکند تسبیح خوان و پس چارہ تسبیح یادت میں ہے
 اکن ولالت ہجو کفنتن میشود و این بود تا ویل اہل اعتزال و دوائی نکست کہ ندارد نور حال و چون زحس بیرون
 نیامد آدمی و باشد از تصویر غیبی اعجمی و این سخن پایان ندارد کہ میر کشید آن مار را با صد جیر تہا بغداد آمد آن ہنگامہ جو
 تانہ ہنگامہ ابر چار سو و برب شطرد ہنگامہ نہاد و غفلتہ در شہر بغداد افتاد و معنی آوردہ مقولہ یہ ہیں کہ جب
 کہتے ہیں کہ ہم سمیع بصیر شننے والے دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں تم نامحرموں سے ہم خاموش ہیں تم تو
 جادوی کی طرف جاتے ہو اور جان جادوی کو نہیں جانتی پھر کیسے جادوی کی جان سے محرم ہو گے جادوی کو
 چھوڑو اور عالم جان کی طرف چلو تب اس عالم کے اجزا کا شور و غلغلہ سنو پھر دیکھو کسی تسبیح ظاہر انکی مختار سے
 سننے میں آتی ہو اور سارے دوسو ستا و ملیوں کے کھوکھے دیتی ہو اب وجہ یہ ہو کہ جان تو تیری نورانی سے
 خالی ہو پھر بنیش کو جان جادوی کی کیسے سوچھے اسکی تسلی کے لیے تو تا و ملیوں کرتا ہو اور باتیں بناتا ہو جسے
 دعوی جادوی کی جان دیکھنے کا کیا وہ تیرے خیال کا عار و ننگ ہوا جیسے کہ اکثر منکر انبیا اولیا کے ہیں
 بلکہ خاص بنیدہ کے دیدار سے بھگو ننگ و عار ہوئی اور تیری غرض یہ کہ تسبیح ظاہر بھی نہیں ہو سکتی جو
 کوئی دعوی اسکے دیکھنے کا کرے اسکا خیال و گمراہی ہو بلکہ جو یہ کہ جو دیکھنے والا اسکو دیکھتا ہو اور عبرت
 پاکے تسبیح خوان ہوتا ہو اس ہی تسبیح کا بھگو یا دلا نا گویا ولالت اس جادوی کے کئے پر کرتا ہو نہ خود جادوی
 تسبیح خوانی کرے الحال جو اہل اعتزال ہیں یعنی غافل عالم باطن سے اور قائل محسوسات کے وہ دیون
 تاویل کرتے ہیں جو اوپر تا و ملیا کیا گیا ہو فرماتے ہیں افسوس اس شخص پر کہ نہ حال سے بے بہرہ ہو اور
 واقعی جو آدمی محسوسات کا گرفتار ہو اسے نہیں مکمل پایا و ذہنی بات کی تصویر بنانے سے کیسے نہ گنگا
 اور غیر فصیح ہوا قصہ اس بات کی کچھ مد نہیں مار گیا کہ حال کہ وہ اس مار کو بھی محنت و مشقت سے
 کھینچے لاتا تھا یہاں تک کہ وہ ہنگامہ جو بغداد میں لایا تھا اس ہنگامہ کو چوراہہ میں لگائے ہنگامہ چوک
 سبب سے کہ ایسے لوگ ہنگامہ ڈھونڈتے ہیں اور مار کو ہنگامہ اس سبب سے کہ اسکا کہ سبب ہنگامہ کا ہو
 آخر دریا کنارے آئے یہ ہنگامہ لگایا اور شہر بغداد میں ایک غفلتہ بڑ گیا قولہ مار گیرے اڑو ہا اور وہ آٹا
 بو العجب بڑکساری کر دہتا جمع آمد صد ہزار افہام بنیش صید او گشتہ چو اوارا بلہیش منتظر ایشان واد ہرسم منتظر

در ہر شکست شہر خالی گشت اثر و بار بار اندر سوی کہ کرد از بیابان بر نشاندہ المعنی عرض آفتاب گم نے اس کے شیرینے اہل اورہ کو گم کر دیا اور اعضا سے اخلاط سردی کے جاتے رہے یا تو وہ مردہ تھا یا ایک زندہ ہو گیا عجیب طور سے ایٹھنے اور بل کھانے لگا مخلوق کا یہ حال کہ اس مردہ ماہ کی جنبش سے وہ تھیر جو اس کے دیکھنے سے تھا اگر ایک حصہ تھا سو ہزار حصہ ہو گیا تب نے نہایت حیرت سے غرے اٹھائے اور سب کے سب اس کی جنبش سے بھاگے اور وہ انکے شہ سے اپنی رسیاں توڑتا تھا جنکی آواز ہر طرف جاتی تھی جس سبب نہادہ رسیاں توڑ کے اس حلاس کے نیچے سے نکلا تو اثر و ہا بری صورت والا تھا عترت اہل شہر کے اب مخلوق میں بھگیڑ پگنی ایسی کہ لوگ گر گئے اتنے مر گئے کہ سیکڑوں پتے ہو گئے ناگیر کی یہ کیفیت کہ ڈر کے مارے جہاں تھا وہیں سو کو کے رہ گیا کہ کیسی بلا ہاڑ و جنگل سے میں لایا اب مقولہ مولانا مرح کا ہو کہ ایک اندھے میں نے بیٹھ رہے کو ٹھکر کے جگا دیا آخر یہ نادان اپنے عزرائیل کو پہونچے چنانچہ اس جمع کو بھی اسنے ایک لقمہ کر لیا کہ اس کے نزدیک دینی بات تھی جیسے حجاج خوشنوا سی کو سہل جانتا تھا اور یہ حجاج بڑا عالم خوشنوار تھیں حج اما کہ تھا اور اس طور پر لقمہ کیا کہ اسکی آستین پر ایک پٹینا اور اسکی بڑائی ہڈیوں کو بالکل توڑ ڈالا اقصیٰ شہر خالی ہوا اور سب لوگ جمع ہوئے تو اسکو محال پایا اور بیابان کی گرد کو پہاڑ پر ڈال دیا یعنی ایک گندھی تھی کہ پہاڑ کی سرشت مال دی الخلاف شرح بحر العلوم میں مار گیا کہ مار گیا ہو قولہ گفت اثر و بار بار است او کی مردہ است ہاڑ غم بی الی ہنر وہ است ہاڑ بیدار آلت فرعون او مکہ ہاڑ او حیرت ابھوہ آنکہ او بینا و فرعون کی کند ہاڑ صد سو سی صد ہارون زندہ گم گشت ایرٹ دیا از دست تھریٹہ گردوز جاہ و مال صقر اثر و ہاراد در برت فراق ہین لکش اور بخورشید عراق ہاڑ فاسدہ می بود آن اثر و ہاڑ لقمہ اونی چو او یا بد سجات ہاڑ مات کن و او ہین شوز ہاڑ رحم گم گشت او اہل صلات ہاڑ کان نق خورشید شہوت بر زندہ وان خفاش مردہ رگیت پرزد ہیکش اوراد جہا ہور قتال ہاڑ مردوار اندھ بھیکہا لوصال ہاڑ چونکہ آن مرد اثر و ہاڑ آویدہ و ہوا ی گرم فوفش شد آن مرد ہاڑ لا جرم آن فتنہ ہاڑ وای غریب بلکہ صد چندان کہ ما گفتم نیز ہاڑ طبع داری کہ اور ابی جفا ہاڑ بستہ داری و دو قار و دو ہاڑ ہر کسی را این تنہا کی رسد ہاڑ سو یہ بامیکہ اثر و ہاڑ کشد ہاڑ صد ہزاران خلق اثر و ہاڑ می او ہاڑ ہر ہست کشتہ شد اہی اہاڑ و طبع ہم خوش ابراہا و ہاڑ گفتہ شد و اندر اعلم ہاڑ ہاڑ المعنی صقر ہاڑ الفتح ہر ع کہ جانور ہاڑ شکاری ہاڑ صلاکات ہاڑ عطا یا و افادات یہ سب مقولہ مولانا مرح کے ہین فرماتے ہین کہ اسی اثر و ہاڑ ہے کے مثل تیرے نفس کا حال ہو کہ یکب مزاج بے آلتی کے غم ٹھکرا ہوا ہو اگر یہ آلات فرعون نے پائے کہ جسکے حکم سے رودیل ہتا بند ہوتا تھا منقول ہو کہ ہاڑ جبریل حکم خدا تعالیٰ رودیل کو اس کے اختیار میں کر گئے تھے تو اسوقت دیکھو کیسی بنیاد فرعون قائم کر تا ہو کہ کیوں موسیٰ اور سیکڑوں ہارون کی راہ ہاڑ سے فقر کے ہاتھ سے تو یہ ایک ذرا سا کثیر اور مچھرا و مال و جاہ ہاڑ

ہا کہ جمع آئند خلق شتہ ہر موم ہنگامہ فروزن تر شود کہ یہ تدریج نیکوتر و در جمیع آمد صد ہزار ان لفظ
حلقہ کردہ پشت پابرشت پاد حلقہ کردہ و او چو زگر و عریش + ہنپا کہ بت پرستان بر کنش + مرزا از دن خبر نہ ادا
رفتہ در ہم چون قیامت خاص عام چون ہی حراقہ منبا نیاد + یکشا وند اہل ہنگامہ گلو + از دہا کہ زمرہ
افسردہ بود + لیر صد گونہ پلاس و پرودہ بود + بستہ بودش بابرشہامی غلیظ + احتیاطی کر مہ بودش آن حفیظ +
در رنگ و اتفاق و انتظار + در بہا و ہونسان شمار + در خلق و ملک و مطراق زمانت بر آن مارور شدہ عالی
المعنی تمام مریش احسن توزیع بخش کردن عریش انگور کی شئی پختہ بغدادین یہ غلطہ اگر ایک مار گیر اژدہا ہر
از ہا ہر اور شکار میباید کیا ہو یہ شکے لاکھون حق اپنی ہماقت سے اس شکار کے شکار ہوئے یعنی مشتاق + یہ
اب تماشا کی تو منتظر اسکے تماشا کے اور مار گیر منتظر اسکا کہ بہت سی مخلوق ادھر ادھر کی پھیلی پھوٹی جمع ہو جا
اسلئے کہ جب بہت لوگ جمع ہو جائینگے تو میری بھیک و آمدنی خوب ہوگی جس لاکھون پیوہ لوگ جمع ہو
اسقدر کہ ایک کی پشت پر دوسرے کی پشت پاتھی ایسا اسکو گھیرے ہوئے تھے جیسے انگور کا درخت
اسکی شئی پر چھایا ہوتا ہو اور جیسے بت پرست بتانہ پر گھرے ہوئے ہیں مارے از دحام کے عورت مرد
کچھ لکھا و خبر نہ تھی سب گڈ بڑ جیسے قیامت کے دن ایک دوسرا ایک دوسرے میں پھیر ڈال کر طرح گھسیکا
سارے خاص عام کا یہ حال تھا اور اژدہا چھڑوں وغیرہ میں لپٹا تھا جب ہی مار گیر کوئی چھڑا اڑ گیا
ہلاتا تھا ہنگامہ والوں کے گلے پھسل جاتے تھے مینے چلاتے تھے کہ اب کھولتا ہو اور وہ سردی کی سردی
کے مارے چھڑا ہوا سیکڑوں طرح کی پلاس متون میں دبا لپٹا ہوا تھا اور موٹی موٹی رسیوں سے بندھا
اُس مجاڑی نے مار گیر نے خوب احتیاط اسکی کی تھی اب اسی دیر میں کہ اتفاق و انتظار کے سبب ہوئی تھی
یہ منتظر تھا کہ سب جمع ہو جائیں اور تمام میں ہا ہوا + رشو بشیا پڑا ہوا تھا اور مخلوق نہایت مبالغہ کھیلنے کا
کر رہی تھی اور یہ دیر اور ناز و نمرے کر رہا تھا ایسا وقت ہو گیا کہ آفتاب عراق کا اتر دہا پر چکا اور گرمی
و دھوپ کی اسکو پہنچی اختلاف شرح بحر العلوم میں چوا کو آواز دکھا ہو قولہ آفتاب گرم شیریں گرم کرد
رفت از اعفای او اظلاط سرہ مردہ بود و زہ گشت او از شکفت + اژدہا بر خویش پچید گرفت فلک
از جنبش آن مردہ مارہ گشت شان آن یکہ تیر صد ہزار + با تیر نو اٹکینختہ + جملگان از جنبشش مگر جھنڈہ
می شکست آن بندزان بانگ بلند ہر طرف سیرت چا قاچاق بند + بندہا شکست و بیرون شد ز نیر +
اژدہا ہی درشت غران بچو شیر + در نہر میت بس خلأق کشتہ شد + از قنادہ کشگان صد پستہ شد + مار گیر از
ترس بر جا خشک گشت + کہ چہ آورد من از کسار و شست + گر گر را بیدار کرد آن کویش + رفت دان اس
غیر اہل خویش + اژدہا یک لقمہ کر داک کیچ را + سہل باشد خوشی + حیح را + خوشی را + بہترین سچید و بست + ستخوان خوردہ

درہم شکست شہر خالی گشت اثر بار بار نہ رسوی کہ کرد از بیابان بر نشاندہ المعنی غرض آفتاب گرم سے اسکے
 شیرینے اصل بارہ کو گرم کر دیا اور عضا سے اخلاط سردی کے جاتے رہے یا تو وہ مردہ تھا یکایک زندہ ہو گیا
 عجب طور سے ایٹھنے اور بل کھانے کا مخلوق کا یہ حال کہ اس مردہ مار کی جنبش سے وہ سچے چوڑے دیکھنے سے
 تھا اگر ایک حصہ تھا سو ہزار حصہ ہو گیا تب نے نہایت حیرت سے فرے اٹھائے اور سب اس کی
 جنبش سے بھاگے اور وہ انکے شور سے اپنی رسیان توڑتا تھا جنکی آواز ہر طرف جاتی تھی بس سب بندہ
 رسیان توڑ کے اس پلاس کے نیچے سے نکلا تو اثر بار ہر ہی صورت والا تھا غرض تا ہوا مثل شیر کے اب مخلوق میں
 بھگتے پڑ گئی ایسی کہ لوگ گر گر کے اتنے مر گئے کہ سیکڑوں پتے ہو گئے مار گیر کی یہ کیفیت کہ ڈر کے مارے جہاں
 تھا وہیں سو کو کے رہ گیا کہ کیسی بلا ہار و بنگل سے میں لایا اب مقولہ مولانا رکاب کہ ایک اندھے میں نے
 بھڑیے کو ٹھکرا کے بگا دیا آخر یہ نادان اپنے غزائیل کو سپونچے چٹاچٹا اس جمع کو بھی اسنے ایک لقمہ کر لیا کہ
 اسکے نزدیک دینی بات تھی جیسے حجاج خوشخواری کو سہل جانتا تھا اور یہ حجاج بڑا عالم خوشخوار تھا حج امالہ کھا
 اور اس طور پر لقمہ کیا کہ اسکی آستین پر آپکلیٹھا اور اسکی پرائی بڑیوں کو بالکل توڑ ڈالا لاف سے شہر خالی ہوا اور
 سب لوگ جمع ہوئے تو اسکو کھال پایا اور بیابان کی گرد کو پہاڑ پر ڈال دیا یعنی ایک ندی تھی کہ پہاڑ کی سی
 مال دی اختلاف شہر بجا العلوم میں مار گیر کو مار گیر لکھا ہو تو لکھت اثر دراست اسکی مردہ است ہمار غم
 بنی آلتی فسرہ است ہر گز باید آلت فرعون اور مکہ ہمار اور حیرت آجودا آنکہ او بنیا و فرعون کی کندہ راہ صد موسیٰ
 صد ہارون زندہ گرم گشت ایرٹ دیا از دست فقر پیشہ کرد ز جاہ و مال عقرب اثر دہارا در و برن فراق ہین
 کاش اور بخورشید عراق بتا فسرہ می بود آن اثر دہات لقمہ اوئی چو اواید سجات مات کن اور اوہیں شوہر تا
 رحم گرم گشت اور اہل صلات کان نقت خورشید شہوت بر زندہ وان خفاش مردہ رگیت پر زندہ میکش اور اوجہا
 و در قتال مردوار اندہ بخونیکہ لوصال چونکہ آن مرد اثر دہارا اور یہ در ہوا ہی گرم خوش شد آن مرید لاجرم آن
 فتنہ ہا کر وای عزیز بلکہ صد چند ان کہ ما گفتم نیز تو طبع داری کہ اور ابی جفا بستہ داری در و قار و در و فاف
 ہر کسی را این تناسکی رسد موسیٰ باید کہ اثر دہا کشد بصد ہزاران خلق اثر دہا ہی اوہ در ہر گشت کشتہ شد ای ای اوہ
 و طبع ہم خوش ابرا و اوہ گفتہ شد و اندہ علم با سدا و المعنی صقر بالفتح چرخ کہ جانور و شکاری ہر صکلات کہ
 عطایا و افادات یہ سب مقولے مولانا رک کے ہیں اولے ہیں کہ اسی اثر دہا ہے کہ مثل تیرے نفس کا حال ہو کہ یک
 ملاوے آلتی کے غم سے ٹھکرا ہوا ہو اگر یہ آلات فرعون پائے کہ جسکے حکم سے رودیل بہتا بندہ ہوتا تھا منقول ہے کہ حضرت
 جبریل حکم خدا بتغالی رودیل کو اسکے اختیار میں کر گئے تھے تو اسوقت دیکھو کیسی بنیا و فرعون قائم کرتا ہو کہ سیکڑوں
 موسیٰ اور سیکڑوں ہارون کی راہ مارے فقر کے ہاتھ سے تو یہ ایک ذرا سا کثیر اور مچھرا و مال و جاہ پائے

تو صفر چھوڑ دیکھو اسکے شمار و کھل تو اس طرح ہے کو مال و جاہ کے برف فراق ہی میں پٹاپنے دے اور خوشی
عراق کی طرف جو عبارت عیش و عشرت سے ہرمت کھینچے یہ آثر دہا تیرا جب تک کہ فساد ہے تب ہی تک خیر و دردا
سجائے پائے تو تو اس کا لقمہ ہر یہ تجھ کو مات کرنا چاہتا ہو لاجرم تو پہلے سے شکوات کر کے نینت ہموں اور طلق جو
ست کر کہ یہ اہل صلات یعنی مستحقان عطا و انعام سے نہیں ہو اس لیے کہ یہ گرمی خورشید شہوت کی ظاہر کر گیا اور
یہ باخیز فحاش تیرے ہی پر بار گیا اور تجھ کو اندھا بنا گیا تو اس سے ہمیشہ جہاد و قتال کہو اور مد کی طرح اسی جہاد و قتال
میں چھو مار کہ اللہ تعالیٰ اس جزا میں تجھ کو اپنا وصال عطا کرے اس اثر دہا کو تو دیکھ جو وہ مار گیر لایا کہ جہوت اس
مردود نے ہوا اگر مہ پائی کیسا خوش ہو گیا پھر آؤ عزیز جو فتنے اُس نے کیے تو نے سنے بلکہ اس سے بھی سب گئے ہیں جو
ہم نے بیان کیے تھے تو کیسے امید کرتا ہو کہ بے جور و جفا کے شکوہ و تار و دو نایں مقید کر سکیں گے تمنا ہر کیسے کب نہ رہا ہو
یہ تو کوئی موسیٰ ہو اس کو لائق ہو کہ موسیٰ نے اثر دہے اسے ہیں اس کے تو اثر دہا سے لاکھوں مخلوق نے اسی ہر
کھائی کہ سب مارے گئے کہ بغیر انہوں نے تار و دو نایں خود اس نے بھی طمع سے اپنی جان کھوئی مگر یہ کہ موخ نے بیان کیا ہو
اگر راستی و رستی کا اُس کے اندر خوب جاننے والا ہو کچھ صحیح ہو یا غلط اختلاف شرح بحر العلوم میں لنگہ لنگہ کر کے
گرگ بہر دوکان فارسی جاہ و تقویٰ و عطف کہ بے عطف ہونا چاہیے لکھا ہو

بیان سوال جواب اور تہذیب و ن فرعون کا موسیٰ علیہ السلام

قولہ گفت فرعونش چرا تو ای کلیم خلق کشتی و انگیزی بہ ہم در ہریت از تو افتاد و نطق در ہریت کشتہ شد مردم
لاجرم مردم ترا دشمن گرفت، کین تو در سیدہ مرد و زن گرفت، خلق میخواندی و عکس شد، از خلافت مرد و زن را
نیت بد میں ہم از شر ت اگر پس میں خرم، در مکانات تو دیگی می نرم، دل ازین بر کن کہ بفری مرا، یا بحر نے
میں دی کردم ترا، تو، بان غرہ مشکش ساختی، در دل خلقان ہلزلہ نداشتی، صد چہین آری و ہم سوا شوی
خواگردی مضحکہ کھو غاشوی، ہجو تو سالوس بسیاران بدیدہ عاقبت در شہر مار سوا شد، یعنی ذوق لغز میں ہجو ہم چارہ
ذرا گریز غولانا، انہو مردم و غیرہ فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ ای کلیم تو نے مخلوق کو مار ڈالا اور تیرے
سب، دھڑکون میں پڑ گئے تیرے سب سے ہریت میں پڑے جمیں گر کر کے کشتہ ہوئے لاجرم لوگوں نے
تجھ کو اپنا دشمن جانا اور تیرا کینہ اُن کے سینوں میں جم گیا میں بھی اگرچہ تیرے شر سے بچتا ہوں مگر دیگ بیک
پکارا ہوں اور اسی تیرے میں ہوں تو اس بات سے دل اٹھا کہ تجھ کو فریب دے یا کسی بات سے تیرا پس و
اور تاج ہو جاؤں تو نے جو کچھ اب تک کر لیا اگرچہ ہرمت کر کہ مخلوق کے دل میں خون ڈال دیا تو ایسے
اگر سیکڑوں فریب لائیگا کچھ نہ ہو گا خود ہی رسوا و ذلیل و مضحکہ انہو مخلوق کا بیگناہ چھو بیسے اس شہر میں سالوس کا
بہت ہوئے انجام کار رسوا و فضیلت ہی ہوئے سالوس مثل زید عدل کے ہو

جواب حضرت موسیٰ کا فرعون سے اسکی رہتدین جو اسنے کی تھی

قولہ گفت با امرم اشراکیت مگر بڑو خولم امرش باک نیت ہر انیم من شا کم منای حریف و ایلون رسوا پیش حق شریف پیش خلاق خوار و زار و شیند و پیش حق مطلق محبوب و پسند و از سخن میگویی این ورنہ خدا از سیہ و بیان کند فردا ترا عزت آن اوست و آن ہد گانش و آدم و ابلیس بہ بخوان نشانش و شرح حق پامان ندارد و محقق و ان و مان بر بند و برگردان ورق و انہی حضرت موسیٰ نے جواب فرعون کے کہا کہ میں امر حق کا شریک نہیں ہوں کہ اپنی رائے بھی انہیں لگاؤں اگر وہ میرا خون بہا دے تو مجھ کو کچھ ڈر نہیں میں سپر ہنی ہوں بلکہ امر حریف اسکا شکر گزار اور اگرچہ بقول تیرے اس طرف رسوا ہوں مگر حق نشان کے نزدیک شریف ہوں اور گو مخلوق کے آگے خوار و ذلیل و مسخر ہوں لیکن حق تعالیٰ کے سامنے مطلوب محبوب و پسند ہوں اور یہ بھی ایک ثابت ہو جو تجھے کہتا ہوں ورنہ تجھے بہترین کتبہ کل قیامت کو خدا تعالیٰ سیہ رویوں سے کر گیا ساری عزت اسکی ملک ہو اور اسکی عطائے اسکے بندوں کی ملکہ اگر تجھ کو یقین نہیں تو خیال کر لے آدم و ابلیس سے اسکا نشان ظاہر ہوا و نیز فرمایا و لشد العزہ و لرسولہ و لکمین و لکن المنا فقین و لایملون اور عزت مخصوص جو واسطے اللہ اور اسکے رسول اور مومنون کے لیکن منافق املو نہیں جانتے جس شرح حق کی مثل حق کے انتہا نہیں ہو خبر دار ہو خبر دار تو اپنی خود بینی کی کتابت بد کرد اور ورق لوٹ دے

جواب فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو اور چالیس دن کی مہلت مانگنا موسیٰ علیہ السلام قولہ گفت فرعونش ورق در دست ماست و فقر و دیوان و حکم ایندم مر است و مر مرا بخیر و اند اہل جہان و کز اہم عاقل تری تو ای فلان و سویا خود را خبریدی ہین برو و خوشی کن کم ہین و خود غرہ شود و جمع آرم ساحران و جلا ناکہ جبل تو نہایم شہر را این بخوار شد بر در سے یا و روز مہلت دہ تا چل و روز تہ روز یعنی تہ روز ہندی میں تقریباً ماہ ساون اور سخت گرمی فرعون نے شکے جواب دیا کہ تو جو ورق لوٹائے کو کہتا ہو ورق اور فقر و دیوان اور حکم اسوقت سب میرے ہی واسطے ہین مجھ کو تمامی اہل جہان نے چھانٹا اور اختیار کیا ہو کہ ای فلان تجھے زیادہ کوئی عاقل نہیں اور تو نے ای موسیٰ فقط آپ کو آپ ہی خریدا ہو جیسے ہندی شل جو اپنے منہ آپ بیان شہو بنا ہو بس جا اور آپ کو کتر سمجھے رہ اور اپنی سمجھ پر غرہ مت جو میں تمام خاند کے ساحرون کو جمع کر دینگا تا تیری جہات سارے شہر کو معلوم ہو جائے اور یہ بات ایک دو دن میں نہیں ہو سکتی ایام تو زبھر جو گرمی کی شدت کے دن ہین چالیس دن کی مجھ کو مہلت دے تا تیری جہل ظاہر ہو جائے و لکل و لشد و لرسولہ و لکمین یا و روز کو تا و روز لکھا

جواب حضرت موسیٰ کا فرعون کو

قولہ گفت موسیٰ مر مرا دستوریت ہندہ ام مال تو مانوریت مگر تو چری و مرا خود یا زیت و بندہ فرما ہم بدنام کار نیست

میں نے با تو سید تازہ ام + من چکارہ نصرت من بندہ ام + میں نے نام اور رسد حکم خدا + اور کندہ ہر قسم از من سے جدا + اے منی
حضرت موسیٰ نے کہا جھکوا عازت مدین ہون تو بندہ ہوں تیری مملکت دینے پر یا مورخین ہوں تو اگر غالب
اور یہاں کوئی یار و مددگار نہیں میں بندہ فرمان کا ہوں جھکوا اس سے کہو کام نہیں کہ کوئی یار و مددگار ہو نہیں
میں جب تک زندہ ہوں بچے لڑتا رہوں گا میں چکارہ نصرت کا ہوں میں نے خدا کی کا اور بندہ ہوں آب میں
ور وادہ خدا کا جانا ہوں تو حکم خدا کا پہونچے کس واسطے کہ وہی ہر دشمن کو ہر دشمن سے جدا کرنا جانتا ہے

جواب فرعون کا موسیٰ کو اور وحی آنا موسیٰ علیہ السلام کو

تو کہ گفت فی فی معلّم باہر بنادہ عشوہ ہا کہم تو کہ چاہی باد حق تعالیٰ وحی کر دوش در میان ہر ملتش ہر متع ہر اس
ازان + این چل درش بدہ ملت بطوع یا سکا کہ گریا ا و نوح نوع + ا کہ بوشدا و کہ فی من خفتہ ام + تیز و کویش
بگرفتہ ام + چیلدا شان را ہمہ بہم زخم دو + اپنے افزائید من بہر کہ زخم + آب را آزند من آتش کم + دوش خوش
گیرد من ناخوش کم + مہر پیوند من + یہاں کہم + اپنے اندر + ہم ناپا + کہم + تو ترس و ملتش + وہاں + دراز ہو گیا
گردار و صحت بساز + اے منی فرعون نے کہا نہیں نہیں مملکت میرے واسطے مقرر کرنا چاہیے بہت عشوہ
فریب مت دے اور بہت سی باد پیا کی مت کر حق تعالیٰ نے اسی وقت وحی بھیجی کہ اے موسیٰ اسکو مملکت
وسیع دے اور ڈرے مت یہ چالیس دن کی مملکت اسکو بخشی دے تو اپنے قسم تم کے مکر خوب تجویز کر لے
اور خوب کوشش کرے کہ واسطے کو میں خفتہ اور غافل اُس سے نہیں ہوں اور کہدے کہ میرے
سامنے سے نہایت تیز جاگ اب میں نے تو کہہ کیا اکسان تک بھاگے گا سارے جیلے انکے لوٹ پوٹ کر دوں گا
جو کہ یہ بڑھاتے جائینگے میں سب گھٹا دینگا + اگر اب لائینگے میں اب کو آگ کر دوں گا اگر خوش حاصل
کرینگے میں اُس خوش کو ناخوش کر دوں گا اگر محبت سے پیوند کرینگے اور متفق ہونگے میں ویران کر دوں گا غرض جو
بات کسی کے وہم میں نہ آئے وہ میں کر دوں گا تو ہرگز مت ڈرا اور اچھی لنبی مملکت اسکو دے اور کہدے کہ چاہیے
میں سیاہ جمع کر اور چاہیے جتنے جیلے بنا کوئی بات اٹھاست رکھ

مملکت و نیا حضرت موسیٰ کا فرعون کو تو ساحرون کو جمع کرے

تو کہ گفت ام آبد برو مملکت تراز من بجای خود شدم رستی ہلا + اور ہیشدا اثر دہا اندر عقب + چون سگ صیا
وانا + محب + چون سگ صیا و جنباں کردہ ہم + سگ را میکرد رگیا + وزیر شیم + سگ آہن ابدم + ریکشدا
خرد میںا + نیدہن را پدید + و رہوا + میکرد سزا لای + برج + کہ نہریت میشدا زوی + روم + و کرج + و کفک می اندشت
چون شیران نہ کام + و قور + بہر + کہ میںد + شدہ + ام + شرع + دلدان + اول + می شکست + جان شیران + میںد + شد
چون بقوم خود رسید آن مجتبیٰ + شد + او + گرفت + باز + شد + عصا + تکیہ + بروی + کرد + و کیفیت + ای + عجب + پیش + خورشید + پیش + خصم + شد +

ایک عجیب چوٹی دیویدیاں سپاہ عالمی برافقاب چاشنگاہ چشم باز دیکھو گویا زوایں دیکھا خیر و بد و عظیم ہندی خدا
 من زایشان پیر و ایشان ہم رسد از بہاری خادیشان من من بمعنی کج کج بضم نام ولایت کہ اسکو گرجستان
 بھی کہتے ہیں شہدق بالکسر کج دین یعنی بی بی خدا کی طرف سے آگئی تو حضرت موسیٰ نے کہا جا چکو مہلت
 دی اب میں بھی اپنے مکان کو جاتا ہوں تو اتنے دنوں خبر دار ہو مجھے چھوٹا بس حضرت موسیٰ آگے تھے اور
 یہ انڈیا شکاری کا ساکتا ہوشیار جست والا پیچھے پیچھے جاتا تھا اور شکاریوں کے گتے کی طرح روم ہاتا ہوا اور
 پتھروں کو اپنے سم کے نیچے ریت کرتا سنگ و این کو ٹکاتا جاتا ریزے کرتا کبھی چونہ خاکا کپا ہوتا رہتا
 کرتا تھا کہ برج آسمان پر پہنچتا تھا انکو دیکھ کے روم و گرج میں بھگیز مڑتی تھی تیروں کے شش تھہرے تھام
 نکالتا تھا اور چہرہ کی بوند گرہنی تھی اسکو بدنام ہوتا تھا جو وقت دانت چباتا تھا انکی آواز سے دل دنگوں
 کے فوٹتے تھے اور شیر سپاہ جان چھوڑے دیتے تھے انقصہ جب یہی دیر گزیدہ یعنی حضرت موسیٰ اپنی قوم میں
 آئے اسکا منہ پکا یہ لوٹ کے پھر عمار ہو گیا حضرت موسیٰ نے اس سے تکیہ لگایا اور کہتے تھے اے عیسا
 عجیب چیز ہو کہ ہمارے لیے آفتاب ہو دشمن کے لیے شب ہو چراغ عجب ہو کہ یہ سپاہ فرعون تھکے نہیں دیکھتی
 حالانکہ تو ایک جان ہو آفتاب چاشنگاہ سے جو عین اسکی ترقی کا وقت ہو بھرا ہوا ایسی قدرت چشم ہندی خدا
 کی ہو کہ انکے کان انکے کھلے ہوئے ہیں اور انہم دیکھا بھی رکھتے ہیں تاہم نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں
 انکو دیکھ کے حیران ہوں یہ مجھے حیران ہیں ہمارا ایک ہی ہو مگر طریقہ کہ یہ سب غار ہیں بن من ہوں الخلاف
 شرح بحر العلوم میں ہمارے پاکو باضافت لکھا جو باضافت کا کچھ ٹھکانا نہیں قولہ پیش شان ہر دم بے
 جام حق سنگ شد آتش پیش آن فریق دست گل بستم و ہر دم پیش ہر گلی چون خاک گشت و لوٹش ٹیل
 آن نصیب جان پہنچیشان بود چونکہ باخوشند پیدا کی شود و خفتہ بیدار بیدار پیش ما تا بہ بیداری ہمیز خوبا
 دشمن این خواب خوش شد فکر خلق زمانہ سپہ فکرت بہتہ ست معلق بیدار کہ رو بہ فکر خورد و میرت فکر او
 نوکر را ہر کہ کا ہلتر بود او رہنم او بصورت پس منی پیشتر و رجوع ایمان بود کہ کلاہ اگر وہ
 خانہ رود و چونکہ کلاہ باز کرد و او زور و و پس فتدان بزم پیش کہنگ بود پیش افتاد آن بزم لنگ سپین مٹکا اگرچی
 وجہ العالیین انکار فہ کی شد عین قوم لنگ و خرا واد و جہرہ زندنگ با شکستہ سیر و زندیشان کج و از
 حرج را بہیت نہان تاج و دل و شاہشاہستہ اندین فریق و زانکامین دانش عماران طریق و دانش
 باید کہ صلیح انست و ناکہ ہر فرعی ہاشم بہرست بہر پے بر عین دیا کی پروتا لکین علم لدنی فی ہر
 پس چہ اعلیٰ یا موزی ہر و کش بایہ نہ را لان پاک کرد پس مجویشی ازین سر لنگ باش و وقت ہر کشق
 تو پیش کہنگ باش و آٹرون اساقون باش اسی حریف و بر شجر سابق بود مویہ لطیف ہر کہ پیوہ آفر آید و جو و

اولت اور انکا مقصود بود چون ملائک گوی لا علم لنا بتاکیہ و دست تو ملکتنا + المعنی حضرت موسیٰ فرماتے
تھے کہ میں انکے سامنے شراب صاف لب جام یعنی لب آب بھرے ہوئے لیکھا ہر چند وہ آب تھے نرم و
لطیف اس فریق کے سامنے سنگ سے سخت تر ہو گئے پھر کہتے ہیں کہ میں نے ایک دستہ گل کا بنایا اور انکے
سامنے کیا اسکا ہر گل انکو شل غار کے ہو گیا اور جو نوش پیش کیا انھوں نے نیش جانا اور کیوں نوش
نیش ہوا سو اسلئے کہ یہ نوش انکا حصہ ہی جو بنی نیش و خود ہیں اور یہ تو ظاہر خودی سے بھرے ہیں انکا حصہ
کب ہر اسکے لیے تو وہ ہو جو اس عالم سے نفقہ اور اس عالم سے بیدار ہو ایسا ہلکے تو اس بیداری میں
خوابیں دیکھے لیکن کیا کریں فکر مخلوق کی تو دشمن اس خواب نوش کی ہو رہی ہو وہ نہیں آنے دیتی جب تک
فکری نہیں ہوتی ہی سرا علی بندہ کچھ کہ نہیں سکتا اور اس ذکر کے صاف کرنے کو حیرت محمودہ درکار ہو کہ یہ
حیرت فکر و ذکر و دونوں کو کھاجاتی ہو ظاہر ہو کہ جب حیرت ہی تو فکر کہاں اور جو بھی حیرت اصل معرفت ہو تو پھر
ذکر کیسا جیسا کہ حدیث شریف ہو اللہم ذنی حیۃ محمودۃ امی یا خدا یا بڑھا تو مجھ کو حیرت محمودہ جس جو شخص خدا اور
ہمزنیوں میں کامل تر ہو اور فکر دینی میں کامل کہ انکار دینویہ سیٹ کے حیرت محمودہ حاصل کی ہو وہ اہل صورت
کے نزدیک پترائے کثر اور اہل معنی کے سامنے پیشتر اور سب سے بہتر ہو ائمہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں
بہت جگہ راجعون فرمایا ہو اور رجعت مخلوق کی انکی طرف بخوبی ثابت مگر یہ جو ہر طور پر ہی جیسے گلہ چر کے گھر کو
لوٹتا ہو یعنی جب گلہ اپنے ورود سے کہ جہاں چرے کو گیا تھا لوٹتا ہو تو وہ بزور سب سے آگے ہوتا ہو پیچھے
پڑ جاتا ہو اور وہ بزرنگ کہ مراد کرو سے ہو پیچھے دلا آگے پڑ جاتا ہو تو یہ وہ بات ہو جیسا کہ مصرعہ عربیہ کہ میرا
لوٹنا ٹھٹھا ہو تر تر تر یوں کاٹنے جو نہیں ہنتے ہیں وہ بھی مننے لگیں مطلب یہ کہ اہل صورت جنگو پس جانتے ہیں
وہ پیش ہیں اور جو ایک پیش جانتے ہیں یہ ہیں پس مصداق مصرعہ عربیہ کے ہیں یہ قوم جنگو اہل دنیا نے
سمجھا ہو گئے لڑاؤ سے لنگ کب ہوئے بلکہ یہ تو قصداً فقر کو عوض لنگ کے دے دیتے ہیں اور لنگ خریدتے ہیں
یہ تو ناشکستہ ہوں تب بھی حج کو جائیں ہر چند لیس علی الاعوج حج نازل ہو یعنی لنگڑے پر حج نہیں ہو
جانتے ہیں اسی حج میں راہ فرج کی چھپی ہو اس فریق نے دانش دنیا سے دل دھو ڈالا ہو یہ خوب جانتے ہیں
کہ دانش دنیا کی اس راہ کو نہیں جانتی وہ دانش چاہیے جسکی اصل اس طرف سے ہو سو اسلئے کہ ہر فرج
اپنی اصل کی راہ بتاتی ہو ہر کسی کے ایسے پر کہاں جو سمندر کے پھانٹ پر اڑ کے تو لدن علم لدنی کا کھج پچ
یعنی یہ علم جو اپنے ذہن و کرب سے حاصل کرتے ہیں اس علم کو پہنچ جائے جو خدا داد اور انکی عطا سے حاصل
ہوتا ہو پھر کیوں ایسا علم آدمی کو سکھائے کہ جس سے اسکو اپنا سینہ پاک کرنا پڑے پس تو ایسی پیشست
ڈھونڈ جو اس طرف سے لنگڑا ہی رہے اور وقت لوٹنے کے سب سے آگے ہو پیش آہنگ بن تو آخر

السا بقون میں ہوا میرے حریف دیکھ تو جو سیوہ درخت پر سابق ہوتا ہو کیسا لطیف و بارہ ہوتا ہو جیسا کہ حدیث
شریف میں وارد ہو گئی الا فزون السا بقون ہم آفرین لیکن سب سے سابق ہیں اب فراتے ہیں اگرچہ سیوہ
اپنے وجود میں آفرین لیکن ہوا دل اس واسطے کہ اصل مقصود درخت سے سیوہ ہی ہو تو لایک کی طرح کمال عجز سے
الاعلم ناکے جا تو ان کی طرح جھکودہ اپنے علم سے تعلیم کرے جیسا کہ قرآن مجید میں ہو لا علم لنا الا ما علمتنا ہر کوئی علم نہیں
نہ کہ جو کچھ تو نے ہر کوئی سکھایا ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں لکھا ہوا زور و دے کے معنی میں فردا آمدن آب و رنظ آب کا
اس شعر میں ہوا سابق میں نہ لاحق میں اور سیکڑوں نسخے اس قدر میں بھرے ہیں یہاں سخن کی پوری پہچان
محققوں کے قول کہ گردین مکتب ندانی تو جی بہ بخو احمد پری تو از موعجی اگر نباشی نامدار اندر بلا و نہ کم نہ و اللہ اعلم
بالعباد اندرون ویرانہ کان معرون نیست، از برای حفظ گنجینہ نہ نیست، موضع معرون کی ہند گنج، نہیں قبل
آمد فرج و زریں رنج، خاطر آرد پس شکال اینجا و لیک، بگسدا اشکال، استور نیک، و دست عشق آتش اشکال سوز
ہر خیالی را برو بدو زور ہم از ان سو جو جوابی مرتضی، کاین سوال از ان سو مزاد گوشہ بی تو شہ دل
شہریت، تاب لا شرتی و لا غریبا رہیست، تو ازین سو و از ان سو چون گدا، ای کہ معنی چہ بیو بی صدا ہم انہی
کہ وقت درو تو میشوی در ذکر باری و تو وہ وقت مرگ و در دانشوی نمی، چونکہ در وقت رفت چونی عجبی، وقت
محنت گشتہ اند گویا، چونکہ محنت رفت گویا راہ کو، در زمان درو غم پادش کنی، چون شدی نوش باز غفلت
تبی ماین از ان آمد کہ حق را بی گمان، ہر کہ بشناسد بود دائم بران، آنکہ در عقل و گمان تہش حبیب نگاہ چو تہ
و گہ بدیدہ حبیب عقل جزوی گاہ غیر کہ نگون، عقل کلی امین از ریب المون، عقل بفروش و ہر حیرت بخند
رو بخواری فی بخارا او سپرد تا بخارا آو گریابی درون، مساکن در محفلش لا یفقون، ما جو خود را درین غنیمت
کہ حکایت ما حکایت گشتہ ایم، من عدم افسانہ کہ دم از جنین و تا غلب یا ہم اندر ساجدین، المعنی اگر کس
مکتب خاوند نیامین تو حضرت احمد کی طرح آئی ہو تو جیسے وہ نوشت خوانہ ظاہری سے معارف تو بھی حروف تہجی
کے بجائے تاک نہیں جانتا تو کسی علاج سے جو سوا انبیاء کے حصہ اولیا کا ہو ضرور اڑیگا تہجی مین امانہ ہر اگر تو دنیا
میں ایسا نہیں کہ مثل اردون کے عالم غافل ہو کے نامدار ہو تو کیا کم اور کسی سے ہیشا ہو اسلئے کہ اللہ اپنے
بندوں کا حال خوب جانتا ہی اُس پرانہ میں جو شہو نہیں بخلفا ظلت غنیمتہ، کا کہتے ہیں اور روض معرون میں کہ خزانہ
کہتے ہیں یہی سبب ہو چرخ دیکھ کشاں و کشور زریں رنج، ہر اندیشہ بیان بہت شکلیں پیدا کرتا لیکن جو سوز نیک ہو وہ ان
سبب شکون کو توڑ دیتا ہو دستور و نیز دست معنی وزیر جس وزیر اس کے عشق کا ایک آتش ہو اشکال سوز اور
سلطان عشق کا تو کچھ کسنا ہی نہیں یہ وزیر و چیز ہو کہ دن کی طرح جہ خیال جھاڑ کے صاف کر دیتا ہو جیسے
شب کے تمامی خیال و اشکال دن سے مٹ جاتے ہیں واضح ہو کہ نجمین نے اپنے خیالات سے

اگر تالیس ملکین آسمان پر مقرر کی ہیں مجملہ انھیں کے بارہ برج ہیں کہ یہ سب دن میں نابود ہو جاتے ہیں اور شب میں نمود ہوتے ہیں تو اس وقت ہی اور اس پر گزیدہ جس طرف سے تجھ کو کوئی سوالی پیش آئے اسی طرف سے اس کا جواب بھی دے دے اور اگر کوئی شے بے توشہ دل کا ایک عجب شاہراہ ہو جس میں روشنی آسماں کی ہو کہ جو نہ شرقی ہو نہ غربی جیسا کہ حق سبحانہ نے اپنے نور پاک کی صفت میں فرمایا ہو لا شرقیۃ ولا غربیۃ تو جو شے گدرا کے متعلق ہو یہ سب ہو کہ تو ادھر کا چور ہو یا اور نہ تو کوہ منی کا ہو محتاج صدا کا کب ہو تیری صدا کے سب محتاج ہیں تو ہر بات کو اسی طرف سے ڈھونڈ کر خیال تو کر کہ تجھ کو کوئی درد لاحق ہو یا تو کیسا یا ربی یا ربی کے ذکر میں ڈھرا ہو ہو جاتا ہو جس در و درمگ کے وقت میں تو ادھر کو ایسا جھکتا ہو پھر جب درو جاتا رہتا ہو تو گو گھما کیوں بجاتا ہو محنت کے وقت تو خوب افسہ و اندہ کرتا ہو جب محنت جاتی رہی تو کہتا ہو کوئی افسہ کی ہو جیسا کہ فرمایا واذ اس الانسان صر عاربا ربنا الیہ ثم اذا خولعہ نعمۃ منہ منی ما کان یدعو الیہ جس وقت مصرت ہو پختی ہو انسان کو پکارتا ہو اپنے رب کو خوب رجوع ہو ہو کے اس کی طرف پھر جب ہو پختا ہو محنت اور دفع کرتا ہو اس سے بچ تو بھول جاتا ہو اس کو جیسا کہ پکارتا تھا اس کو جب زمانہ درد و غم کا ہوتا ہو تو کیسا اٹھکوا پکارتا ہو جب خوش ہو گیا تو وہی غفلت میں آپ کو مٹھتا ہو اور اس کا سبب یہ ہو کہ تو حق کو بگمان جانتا ہو نہ یقین جو یقین جانتا ہو ہمیشہ ایک حال پر قائم رہتا ہو اور جسکی عقل بگمان میں حجاب واقع ہو اس کا یہ حال کہ کبھی پوشیدہ ہو اور کبھی جیب دریدہ اور کیسے ہوا کی عقل جزوی ہو کہ کبھی تاریک یا کبھی گھون اور جو عقل کلی ہو وہ یہاں ہمنون اس حوادث و زکات سے بچت ہو تو عقل و ہر کو بچ اور حیرت کو خرید تو خواری کی طرف جاننا رکھتا جو معدن علم و فضل ظاہری ہو تا بحصول علم عزت و شان حاصل کرے جتنا اگر جائیگا اور اندر اس کے داخل ہو گا جتنے اہل عقل ہوں گے سب کو اذیتوں ہی پائیگا کہ اس علم سے کچھ نہیں جانتے شہر آئیدہ دفع ہو اس داخل کا کہ کوئی کہے اور دن کو علم ظاہر سے منع کرتے ہو اور خود شہر و سخن میں لٹ پٹ ہوتی کہ حکایتیں لکھ لکھ کے خود حکایت ہو گئے یہ اس سبب سے ہو کہ عدم کا افسانہ تو میں نے اس وقت سے کیا کہ جب میں جنین تھا یعنی آغاز وجود سے کہ کو معدوم سمجھے ہوے ہوں مگر اب بنیال نفی ساجدوں کے ساجدوں میں نقاب ہوتا ہوں تا درجہ بدرجہ وقتاً فوقتاً اس تحریر سے میری بہرہ یاب ہوں اور اعمال ظاہر سے اعمال حقیقیہ کو فائز ہو کے کیل عمل کی کریں اور فائدہ اسکا عائد میرے حال کو بھی ہو ان شاء تعالیٰ و توکل علی العزیز الرحیم الذی یرنگ حین تقوم و تعلیک فی الساجدین اور توکل کر اس غالب مردان پر کہ تجھ کو دیکھتا ہو جب تو ناز کو کھڑا ہوتا ہو اور متقلب ہوتا ہے ساجدوں میں یعنی ساجدوں کو سجدہ حقیقی کی طرف پہنچانا الخلاف شرح بحر العلوم میں پہلے شو کے دوسرے مصرعہ میں پری از نور حق

لکھا ہو معنی میں مخرج کا لفظ اندکیا ہو مگر کتابت میں متن کی مخرج کا لفظ سنیں جو میں نے انھیں معنی کی سند سے معنی بنا دیا آخر وہ دن صیغہ اسم آلہ کے ہیں اور ہم معنی اور بہند کو بہند اور دستور کو دستور راہ کو کوراہ کو بگاف عجمی دریدہ حبیب کو زیدہ حبیب لکھا ہو قولہ این حکایت نسبت پیش مردکار + وصف حالت و حضور یار غار + آن اساطیر اولین کہ گفت عاق + حرف قرآن را بدنام نفاق + لارکانے کہ درو نوخذ است + اصنی مستقبل و حالش کجاست + معنی و تنقیض نسبت بتوست + ہر دو یک چیز پذیرداری کہ دوست + یکتا اور اپد ر مارا پس بام زیر زید و بر عمران زبر نسبت زیر و زبر شد زمین و دوس + سقف سوی خویش یک چیز است و بس + نسبت مثل آن مثال است این سخن + قاصر از معنی نو حرف کمن + چون لب جو نسبت کشا لب بہ بند + لبی لب و سائل بہست این بحر قنڈ + این سخن پایاں قرار دبا زگر و سوی فرعون مدقغ تا چہ کرد + معنی عاق سرکش بابا در و پدر فرماتے ہیں جو مردکار کے ہیں ای صاحب عمل کامل آنکے نزدیک یہ حکایت نہیں ہو بلکہ بیان حال اور حضور می یار غار کا ہو اور وہ جو عاق کو گون نے اساطیر اولین لکھا ہو اٹھا حرف نفاق تھا قرآن کے ساتھ غرض یہ کہ میرے کلام کو بھی شعرو حکایت کہنا ایسا ہو جیسے قرآن مجید کو ان ذوالالاساطیر الاولین لکھا ہو نہیں ہو قرآن مگر حکایتیں پہلے کو گون کی وہ لامکان جبین فر خدا کا ہو و بان ماضی و مستقبل و حال کہاں ہو پھر اسکے کلام میں زمانے کیسے ہو گئے جو اساطیر الاولین منافقین نے لکھا ماضی مستقبل تیری نسبت سے ہو تو انکو دو جان رہا ہو اور حقیقت ایک چیز ہیں مثلاً ایک شخص ہو کہ اسکا کوئی باپ ہو اور ہم کہ ہمارا کوئی لڑکا ہو تو کیا ہوا آخر ہیں تو سب ایک تن یا بام کہ زمین اس کے زید ہو اور زبر پر عمران ہیں نسبت زید و زبر کی زید و عمران سے ہوئی ورنہ سقف تو اپنی جانب ہیں بس ایک ہی چیز ہو اب فرماتے ہیں جو چوچہ ہنسنے کا یہ سخن پہلا مثل نہیں ہو جو اسکے جمیع صفات میں شریک ہو بلکہ مثال ہو سمجھنے سمجھانے کے واسطے ورنہ ہماری کیفیت یہ ہو کہ اگر کوئی معنی نو اسکے صفات میں یا کوئی حرف کمن ہر طرح قاصر ہی ہو بس ہر گاہ کہ اس دریا کا کنارہ نہیں ہو تو لب مت کھول بند کر لے اس بحر قنڈ کا نہ کہنا لہو نہ سائل چہ جب یہ سخن بے پایاں ہو تو لوٹ فرعون مدغ کا حال بیان کر کہ اُسے کیا کیا الحکاف شرح بحر العلوم میں لکھا کہ لکھا ہو

بھیجنا فرعون کا مداین کو تلاش ساحر زمین

قولہ جو کہ موسیٰ باز گشت و او با ندہ اہل امی و شورت + پیش خواندہ مجمع گشتند و بفر دندہ پای + ہر کسی کو دہد عرض فکرو دای + عاقبت + ان میامان + دون + رای پیش آور دو کر دوش بہنوں + کاے شہ صاحب ظفر چون غم فرو + ساحران جمع با یکہ زویدہ در مالک ساحران و ادیم + ہر کجی در سحر فرو و پیشوا مصلحت نیست کہ اطراف مصر جمع آرد شان شہ و صراف مصر + ایسی مردم فرستاد آن زمان + در خواجی بہر جمع جا و دان

ہر طرف کہ ساحری بظاہر کر دیا۔ پھر ان سوی او وہ مرد کار + دو جوان بودند سا مشہور و سحر ایشان مولد مشہور
 شیر و شیدہ زود فاش کشکارید و در سفر باز فتنہ میری سوار شکل کر پاسی نموده آفتاب + او بہ پیوودہ فرو شدہ شتاب
 سیم بردہ مشہور آگہ شدہ دست از حسرت برضا برزودہ + صد ہزاران بچہ بن در جادوئی + بودہ تہادہ و جودہ چون
 دوی + المعنی فراتے ہین کہ جب حضرت موسیٰ کوٹ گئے اور وہ رہ گیا تو اہل راسے اور شیرون کو پاس
 بلایا حسب جمع ہوئے اور اس کارروائی میں قدم جایا اور ہر کسی نے اپنی اپنی راسے پیش کی جیسا کہ قرآن
 شریف میں ہو قال للہامن حولہ ان بذ الساعہ علیہم یریا ان یوکل من راسکلم ہسمہ نماذا ماردن کما فرعون نے
 اس گروہ سے جو اسکے آس پاس تھے بیشک سچے شخص مینے موسیٰ بڑا جادو جانتے والا ہی جانتا ہو کہ لگو تھارے
 ملک سے نکال دے اپنے جادو کے زور سے پھر اس میں کیا مشورہ دیتے ہو آخرا ہا مان سیا مان نا پنہ
 یہ راسے پیش لایا اور اس طور پر رہنمون ہوا کہ اری بادشاہ صاحب طفر جب اس غم نے زیادتی پکڑی تو
 تو جلد ہی جادو گرد کو جمع کرنا چاہیے کما جافی القرآن ار جہ و افادہ و باعث نمی المدا من حاشرین یا توکل
 سحا علیہم قید کہ موسیٰ اور انکے بھائی ہارون کو او بھجج اپنے ملک کے شہرون میں جمع کرنے والے تیرے
 پاس ہر ساحر وانا کو الیمن ہارون کتا ہو تھارے ملکوں میں بھی تو بڑے سامرین کہ جادو میں فردا اور
 جادو گردوں کے پیشا ہین کہنا صحت یہ ہو کہ بادشاہ جو پرکھنے والا اور صراف اہل مصر کا ہوا طراف مصر
 انگو بگائے فرعون نے یہ سنے فوراً بہت سے آدمی نواح مصر میں بھیجے تا جادو گردوں کو جمع کر لائیں اور جہاں
 کہیں کوئی جادو گرد برانا موزنا مار تھا اسکے پاس بس آدمی کا ہوا ان بھیجے تہملہ ماردن کے دو جوان
 ایسے سحر میں مشہور و مشہور تھے جیسا سحر ماہ کے دل میں بھی جا ہوا تھا قیدیہ کی مناسبت بندہ کے ہو کہ یہ ظاہر
 واکھا کار ماہ سے دو دھڑ دہا کرتا تھا اور ہم پر سوار ہو کے سفر کو جاتا تھا اور دھوپ کو گرمی وغیرہ موٹا کپڑا
 دکھا کے خریدار کو ناپ دیتا اور بیچڈالتا تھا یہ تو نقدی روپیہ وغیرہ نہیں لیکے لےتا ہوتا وہ جب واقف ہوتا
 تو دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتا رہتا تھا ایسے ہی لاکھوں جادو گردی میں استا و گجنا تھا ایسا دیکھا دیکھا
 نہ تھا قولہ چون برایشان آمد این پیام شاہ + کہ شاہشاہرت اکون پارہ خواہ + از پی انگہ و در ویش
 آمد نہ بر شہ و بر قشرہ موکب زودہ و رفت بادیشان بغیر کاپ عصا + کہ ہمیکہ دوبا مرش اثر دوبا + شاہ و
 لشکر جملہ بیچارہ شدند + زین دو کس جملہ بافغان آمدند + چارہ جو بیان بندہ را پیش شتا + شاہ ازان ارسل
 فرمودست + چارہ سازید اندر دفع شان + گنجما بخشہ عوض شہ بکران + آں دو ساحر اچو این پیام
 رتن مہری در دل ہر دو قتا و ہر قی مضیت چو جنبیدن گرفت + سر را فور ہندا دنداز شگفت + چون
 دبیرتان ہونی زانوست + حل مشکل او و زانو جادو دست + المعنی انفرض جیلان و ونوں کے پاس پیام شاہ کا آیا

لکھا کہ ہمیشہ سب لوگ تو بادشاہ سے چارہ جو ہوئے ہیں اسوقت میں بادشاہ تھے چارہ خواہ ہر اس سب سے کہ
 دو خیر اسکے بیان آئے ہیں کہ انھوں نے بادشاہ اور اسکے قصر کو گھیرا ہوا ہے ایک عرصہ کے انکے پاس
 کچھ نہیں بڑکودہ انکے حکم سے اُردو ہوا جاتا ہوا اس سبب سے بادشاہ کو کچھ بن پڑتا ہوا نہ لشکر کو صرف دو
 آدمیوں سے فرماؤ و فغان میں ہیں اب بادشاہ نے بندہ کو تھارے پاس اس غرض سے بھیجا کہ کوئی
 تبریر انکے دفع کی کر جسکے عوم میں گنج بکراں پاؤ گے جب ان دونوں ساحروں کو یہ پیغام سنایا تو دونوں کے
 دل میں امید بیدار ہوئی اور گنجشیت کی ہٹنے لگی اور حیرانی سے سر زانو ہو کے سوچنے لگے اب شعر آیت
 مقولہ لکھا ہر جیسے صوفی کا مشورت خانہ زانو ہو جب اسکو شکل پیش کی تو زانو ہو کر کھتا ہوا تو گو یا محل شکلات
 میں جاؤ ہو انخلاوت شرح بحر العلوم میں جنشیت کو جنشیت لکھا ہوا کچھ کچھ تپا نہیں ملتا کہ جنشیت کی کوئی
 جانا ان دونوں جادو گروں کا اپنے باپ کی قبر پر اور اسکی وادج حال حضرت موسیٰ کا چھینا
 قولہ بعد از ان گفتند ای مادر یا مگر بابا کو تو مارا رہنا ہر و شان بر گوارا و بنو دراہ و پس سہ و درہ و ہشتاد از ہر شاہ
 بعد از ان گفتند ای بابا بابا شاہ پیغامی فرستاد زو جا کہ و و مر و اور اپہنگ کا و درہ اندہ آبر و ویش پیش لشکر
 ہر وہ اندہ نیست با ایشان سلاح و لشکری و جز عصا و در عصا شور و شرے + تو جان رہستان در رفتہ مگر چہ
 در صورت بخا کی خفتہ + آن اگر سحرست مارا و خبر و در خدائی باشد ای جان پدر + ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم +
 خوش + ابر کیمیا ی از نیم ناما امید نیم امید ی رسد + در شب و یچو خورشیدی رسد + از ضلالت کیم دور راہ رشد +
 را نگا نیم و کرم مارا کشد + المعنی و جالفتح و او تیرس و اندوہ بقتال کے مان کو بلا کر کہا کہ ما و را آ اور ہکو
 ہمارے باپ کی قبر تیا وہ انکو قبر لپیٹی اور رہنما ہوئی انھوں نے تین روز سے نذر بادشاہ کے رکھے
 چھ کہ کہا کہ امیر بادشاہ نے نہایت خائف و ہراسان ہو کے پیغام بھیجا کہ کو و آدمیوں نے ہکو از بس
 تنگ کیا ہوا اور اسکی آبرو لشکر کے سامنے کھودی ہو نہ انکے پاس ہتھیار ہیں نہ انکے ساتھ لشکر صرف ایک عصا
 اور عصا کیسا جبین شور و شر بھرے ہیں تو عالم راستان میں داخل ہوا ہوا اگرچہ بطاہر خاکین ستوا ہو اگر وہ
 جادو ہی جب اور اگر وہ خدا کی طرف سے جب تو اسکی جان ہمارے باپ کی ہکو خبر دار کر دے تا ہم اسکو سجدہ
 کریں اور اس کیمیا پر اپنے مس کو لگا کے ناقص سے کامل کریں ہم ناما امید ہو رہے ہیں ہکو امید ہو چکے
 اور اس اندھیری شب ترو میں خورشید ملے ہم گمراہی کو چھوڑیں راہ ہدایت کی پائیں ہم را نہ و مردود
 ہو رہے ہیں شاید کرم اسکا ہکو پہنچے

جواب کہنا ساحر مردہ کا اپنے فرزند سے

قولہ گفتن شان خوابگی اولاد من نیست ممکن ظاہر این را دم زدن و فاش مطلق گفتن و ستور نیست +

ایک راز پر پیش چشم و ریت + ایک بنایم شمار آیتے اما شویہ اگر نہ سر کینتے + ایک نشانی و انما یم باشما +
 تا شود پیدایشا لاین فضا + نور چشما نم چو آنجا میر وید + از مقام خواب شان اگر شویہ + آتزان کہ خفتہ باشکان یکم
 آن عصا گیرید بگرداریدیم + گرد وید آن عصا شان سا حست + چاکہ سادہ شمارا حاضرت + ورنہ بواقید
 بان آن بایزدیت + اور رسول ذوالجلال اعزہ تہیت + اگر جان فرعون گیر و شرق و غرب + سنگون آید حق
 در گاہ حرب + این نشان رہست + وادم جان باب + بر نویسند علم باصواب + جان بابا چون بخشد
 ساحرے + بحر و کرش را نباشد بہری + چونکہ چوپان خفت گریا میں شود + چونکہ خفت او جہان ساکن شود
 ایک جوانی کہ چوپان نش خدست + لکڑی را آنجا امید و رو کجاست + جادوئی کہ حق کند حق ست + رہست + جادو
 خواندن مران حق را خطاست + جان بابا این نشان قاطع ست + گیر و غیر حقش را فست + یعنی جب
 ان وجہون نے اُسکی قبر پر جا کر کے اُسکی روح سے استداد کی تو خواب میں اُسنے اُسے کہا کہ امرا و اولاد میری
 اس بھی کٹا ہر باں کرنا ممکن نہیں مجھکو یہ اجازت نہیں کہ فاش مطلق بتا سکوں لیکن یہ بھی سیدی
 آنکھوں کے سامنے دو نہیں مگر میں تمکو ایک نشانی بتاتا ہوں تو تم اس کنیت کے بھید سے آگاہ ہو جاؤ
 اکثر عرب میں لوگوں سے نام مشترک ہوتے ہیں اور اس اشتراک کا شک کنیت سے رفع ہوتا ہے اور کنیت کی
 لفظ اب اور ابن اور اخ مرد کو واسطے اور ام اور بنت اور اخت عورت کے لیے جیسے ابو تراب اور ابن سینا
 و اخ العداوت اور ام البنات و بنت الکرم و اخت ہارون میں تمکو ایک نشانی بتاتا ہوں تا تیرہ راز شویہ
 ظاہر ہو جائے پس میرے نور چشم جو تم وہاں جاتے ہو تو اول انکی خواہ گاہ سے آگاہ ہونا جو وقت اُس حکیم کو
 سوتا پاؤ اسوقت اُسکا عصا بید ہڑک اٹھا لو ہرگز نہ ڈرو اگر تھے وہ عصا اٹھا چو را لیا تو وہ بیشک ساحر ہو
 پس تمھارے پاس علاج ساحر کا موجود اور اگر نہ چرسکو تو خبردار ہو جاؤ وہ ایزدی ہو یعنی اللہ والا اور
 رسول حضرت ذوالجلال کا اور ہدایت یافتہ اس صورت میں فرعون اگر شرق سے غرب تک ملک جان کا
 لیے حبوت لڑ گیا اسکے حق سے کہ وہ حق پر ہوا دندھا ہی گر گیا اسی جان باب کی یہ ٹھیک نشانی
 تمکو بتائے ہیں انکو لکھ لو کہ اللہ صواب کو خوب جانتا ہے چہرہ ٹھیک کہتا ہے کہ اسی جان بابا جب حیر سو جاتا ہے
 تو اسکے سو و مگر کا بھی کوئی رہبر نہیں ہوتا کہ غلام نے پر جا جسے چوپان کے سوجانے سے گر گئی سخت ہو جاتا ہے
 اور جو یہ سو جاتا ہے تو اسکی جد و کوشش ساکن ہو جاتی ہے بیٹے گر گئی سونے سے چوپان کے لیکن جس جوان کا
 چوپان خدا ہی وہاں گر گوا مید ہی کب ہی اور راہ ہی کہان ہی جو جادو کہ حق کئے ہی حق دہست ہی بھاد گر
 حق پر چھوٹنا خطا ہو اسی جان بابا یہ نشان قطعی ہی جو میں نے تمکو بتایا ایس شخص سوتا کسا اگر مریجی جائے
 تب بھی پست نہیں ہوتا خدا اُسکو بلند ہی رکھتا ہے

تقسیم کرنا قرآن مجید کا حصہ موسیٰ سے اور وفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب
موسیٰ علیہ السلام سے اور قاصدان فقیر قرآن کو اُن دونوں جادوگر بچوں کے جنہوں
نے حضرت موسیٰ کو خفتہ پا کر قصد عصا چرانے کا کیا تھا

تو کہ مصطفیٰ را وعدہ کرد الطاف حق، مگر میری تو نیر و این سبق، من کتاب و معجزت را ارفع، پیش و کم کرنا
قرآن مانع کس تا ندیش و کم کردن در و توبہ از من حافطہ دیگر مجب و رفعت را روز افزون میکنم نام تو
بر روز بر فقرہ نرم، منبر و محراب سازم بہر توبہ و ز محبت قہر من شد قہر توبہ نام تو از ترس پنهان میکنم و چون نہاد آزد
پنهان میشود، خفیہ میگویی نہ نامت را کون خفیہ ہم با بگ نما ای ذوق غول، از ہر اس و ترس کفار لعین
دینت پنهان میشود، زیر زمین، من سار میکنم آفاق را، کور گردانم و چشم عاق را، چاکران شہر با گیسو
جاہ، دین تو کور و زباہی تا باہ و تا قیامت با قیشت و ایم، تو ترس از من کون ام مصطفیٰ، اسی رسول ما تو
جادوشتی، صداقتی ہم غرق، موسیقی بہرست قرآن مر ترا بچوں عصا کفر را در کشد چون اثر دہا تو اگر دوزیر
خاک کے خفتہ، چون عصایش دان تو انچہ گفتہ، گرچہ باشی خفتہ تو دوزیر خاک، چون عصا آلہ بود آن گفتہ پاک
قاصدان را بر عصایت دست فی، تو بچہ پاشی شہ مبارک خفتن، تن خفتہ نور جان بر آسان، بہر بکار توبہ کرد
کمان فلسفی و انچہ پوزش میکنم، قوس بہرست تیر دوزش میکنم، دامنچان کرد و ازان افزون کہ گفتہ، او خفتہ و
بخت و اقبالش خفت، معنی حضرت مصطفیٰ سے الطاف حق نے وعدہ کیا کہ اگر تو مر جائیگا تو یہ سبق جو تیرے
مخلوق کو چڑھایا ہو، نہیں مر جائیں تیری کتاب، تیرے معجزوں کا رافع و بلند کنندہ ہوں اور جو فقیر تیرے
کرنے والے ہیں انکا قرآن سے بازدارندہ کوئی نہیں کم و بیش نہیں کر سکیگا توبہ تر مجب سے کوئی حافظ اسکا
امت ڈھونڈ دیتی رہی، رونق روز بروز بڑھاؤنگا اور تیرے نام کا سکہ نہونقرہ پر لگاؤنگا تیرے واسطے
منبر و محراب بناؤنگا تو میرا محبوب ہو جبیر تو قہر کر گیا میں قہر کر دنگا میرا تیرا قہر ایک ہی ہو بالفعل کفار کے
خون سے نام تیرا تیرے محب چھپ چھپکے لیتے ہیں اور چھپ چھپکے نہاد کرتے ہیں خفیہ ہی تیرا نام لیتے ہیں
اور خفیہ ہی با بگ نہاد کہتے ہیں دین تیرا ہر اس و خوف کفار لعین سے زیر زمین چھپتا ہو بالائے زمین
ٹھکانا نہیں پاتا میں اسکو ایسا بالا کر دنگا کہ تمام آفاق اسکا منارہ بناؤنگا اور ان محروم و عاق کردہ کو
کور و بنا کر دنگا شہروں میں جو لوگ چاکرین کرتے ہیں واسطے حصول جاہ کے کرتے ہیں تیرے
دین کا رتبہ ماہی سے ماہ تک کر دنگا میں قیامت تک اسکو باقی رکھوں گا تو ام مصطفیٰ اسکے منوچ
ہونے کا اندیشہ مت کر تو تو بہار رسول ہو اگر ٹھکاو جاہ و گر کہتے ہیں کہنے دے تو جاہ و گر نہیں ہو تو
صداق ہو اور ہم خرقہ پہنے ہم لباس موسیٰ کا ہو اسکو بھی تو جاہ و گر کہتے تھے موسیٰ کے پاس عصا تھا

تیرا عصا قرآن ہو کر سامنے کف قدم بہرین مغل جاے جیسے وہ اڑوے مغل گیا تھا تو اگر زبر خاک سو جائیگا تو
قرآن کو مثل عصا کے جانو جیسے موسیٰ سو گئے تھے اور ساحر بچے عصا مچرانے آئے تھے کہ یہ ذکر قریب آتا ہے
اگرچہ تو زبر خاک سو جائیگا مگر تیرا جوہ کلام مایک ہو عصا کی طرح آگ حفاظت کا بنے گا جو کوگ قصد تیرے
عصا کا کرینگے کہ چوری کریں ہرگز قیاب نہ پائینگے تو اس شاہ بڑی مبارک و فرخی سے سو جائیگا کہ سونا چاہیے
گو تن تیرا خفتہ ہو لیکن نور جان کا آسان بین کمان چڑھائے طیار ہو فلسفی اور جو کچھ پوچھنے وہیں کسا کر آئے
اور مخالف قرآن کے ہو تیرے نور کی کمان اٹھو اسکو تیرا ذکر کر رہی ہو کہ اس کے نور سے خود مغلوب ہوتا ہو
اور وہ غالب چنانچہ الطاف حق نے ویسا ہی کیا جیسا کہ کہا بلکہ اس سے بڑھ کے کہ آنحضرت تو سورہے
مگر حجت و اقبال ایسے ہی بیدار ہے اختلاف شیخ بحر العلوم میں اگرچہ بود لکھا ہے میری دانست میں آگاہ
ایسے ہی آنجان کر دو کہ آنجان کر دو

بقیہ قصہ موسیٰ علیہ السلام

قوله جان بابا چو نکہ ساحر خواب شد کارا بدیر و نق و بی آب شد ہر دو از گورش روان گشتند گفت تا بہر
از بہر آن پیکار ز رفت، چون بصر از بہر آن کار آمدند، طالب موسیٰ و جاسی او شدند، اتفاق افتاد کان
روز و روز موسیٰ اندر زیر تختی خفتہ بود و پس نشان دادند نشان مردم میان، کش بنیستان بچو بیا بین زنا
آمدن آن ہر دو تا فرمایان، خفتہ بود او و لیک بیدار جان، بہر نازش بستہ بود او چشم سر و عرش و شمش
جملہ پیش نظر، اسی بہا بیدار چشم و خفتہ دل، خود چو بینہ چشم اہل آب و گل، و انکہ دل بیدار دار و چشم
گر بخشد بر کشاید صد بصر، گر تو اہل دل نہ بیدار باش، طالب دل باش و در پی کا باش، و دولت بیدار
شدی شب خوش بنیت، غائب نامت از بہت و شمش، گفت پیغمبر کہ چشم من، لیک کی خستہ دل اندر
و سن، و شاہ بیدارست و عارض خفتہ گیر، جان فدای خفتگان دل بصیر، و صفت بیداری دل می خنوی
و نگین در زہر ان شبنوی، چون بیدار شد کہ خفتہ رستا و دراز، بہر زدی عصا کردند ساز، و ساحران قصد
کردند و دگر بپیش بایشدن، انکہ بود و اندکی چون پیشتر کردند ساز، و اندر آمدن عصا و از چہراز، آنچنان
برخورد و بزدلان عصا، کان دوبر جا خشک گشتند از وجہ بعد از ان شد اثر و دوا و حاکم کرد، و ہر دو آن بگرختند و دی
زرد و در را قنوں گزشتند از نسیب، غلط غلطان منہم اندر نشیب، پس حقیرین شان شد کہ بہت از آسان،
زانکہ میدیدند ساحران، معنی حسن بر وزن چمن خواب و غنودگی و جالفتج و او ترس چہر جوع فرمایا حکایت
روہ کی طعن یعنی اسنے کہ اکا احو جان بابا نوب جان لو کہ جب ساحر سو جاتا ہو اسکا سحر و کام ہر وقت و بی آ
ہو جاتا ہو جسکے دونوں اہل گور سے نہ کر طوف اس لڑائی سبک کیو اسطے کر ہو وہے جب مصر میں اس کام

۹۶
 کہ لے کر حضرت موسیٰ اور اکیلی جگہ کی جستجو کرنے کے اتفاق سے یہ جسدِ نورانی شمعِ شہنشاہِ مہدی
 موسیٰ ایک نخل کے نیچے سوتے تھے تو گون نے انکو بر ملا بتا دیا کہ اس وقت انکو نکلتا ہے میں ٹوٹا ہوا ہونہار و دونوں
 ان خرمانیوں کے پاس گئے تو دیکھا کہ یہ سوتے تھے اور سوتے کیلئے تھے جہاں سے بیمار و اسطے خوابا کے
 چشم سر تو بند کر لی تھیں لیکن عرشِ فرخ سب پیش نظر تھے اس بقولات مولانا ۷ کے ہیں اسو محاط بہت
 چشم بیدار غفٹہ دل ہیں پھر ان کب و گل و لالوں کی چشم کو کیا سوچھے اور جبکا دل بیدار ہو اگر اسکی چشم سر سوچا
 تب بھی بیکرون دید و بینا نیان اسے کھل جاتی ہیں جس تو اگر اہل دل نہیں ہو تو بیدار رہ اور طالبِ دل کا ہو
 اسی کام میں لگا رہ اور جو تیرا دل بیدار ہو گیا تو فراغت سے سو یا کہ چوترا ناظر ہو کچھ سے غائب نہیں ہو غفٹہ
 سے دشمنی سے ہر طرف سے موجود و حاضر وقت ہفت آسمان شش شش جہت آنحضرت نے فرمایا کہ لیت
 نواب و غنوغی میں میری آنکھیں ہو جاتی ہیں دل میرا کب سوتا ہو جیسے کہ حدیث شریفہ میں نامِ عیسائی
 ولایامِ قلمی یہ ایسا ہی جیسے بادشاہِ جودل ہو وہ بیدار ہو اور چوکیدار جو آنکھیں ہیں سوتا ہو ایسے غفٹہ لوگوں کو
 جبکا دل بصیر ہو جانِ قرآن کرنے کی ہر آب فرماتے ہیں اسو معذی وصف بیداری دل کا کیا کرتا ہو
 آیا اس شہنشاہی میں سما جائیگا سو ایسا نہیں ایسے ہزاروں شہنشاہوں میں بھی تو نہیں سما جائیگا چہرہ عروسی
 بیان حال ساحرِ بچوں کی طرف جب غصوں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا کہ پانوں پھیلا کے سوتے ہیں ہو غصہ
 پھرانے کی تدبیر کی اور فوراً یہ قصد کیا کہ اسکے پیچھے سے جائیں اور محبت پٹ عصا اٹھا لیں کہ جب
 خدا کے بڑھنے کا سامان کیا عصا ہوا کی طرح جنبش میں آیا اور کانپنے لگا یہ دونوں دیکھا غصہ سے
 وہیں خشک ہو کے رہ گئے پھر ایک اڑوا بکے اپنی حلا کیا دونوں کے منہ زرد ہو گئے اور بھاگے آ رہے
 کہ ہیبت کے مارے گرتے تھے اور اٹھتے تھے اور بھاگتے پوٹ پوٹے ایک گڑھے میں جا پڑے
 سر انکو بھیت ہو گیا کہ یہ سانی ہو خدا کی طرف سے نہ جا دو اسو اسطے کہ جا دو گون کی تو دیکھ ہی
 رہے تھے جو انکے باپ نے بتائی تھی کہ سوتے جا دو گر کا جا دو نہیں چلتا اختلافِ شرحِ سراجِ اعلام میں
 درہی کار بصورت پیکار لکھا ہو کہ شبہ ہو تا ہی قولہ کا امتحان کر دیم مارا کی رسد امتحان تو اگر نبو جسد
 مجرم شاہیم مارا عذر خواہ ہا ہی تو خاص خاص درگاہ اکہ عفو کرد و دوزمان نیکو شدند پیش موسیٰ
 بر زمین سرسبز و درگزار ازما کہ ما کر دیم بدہ اسی ترا لطاف و فضل بیودہ گفت موسیٰ عفو کردم اسی کر
 گشت بردوزخ تن و جان تان حرام دمن شمارا فو دیم اسی دویارہ اجمی ساید خود از عتذارہ ہچنان
 بیگانہ شکل و آشناء در بند آمد پیش بادشاہ اپنے باشد مرشار ازمنون جمع آرید ازہر و نواز و درون
 بس زمین را بوسند و اندو شدند انتظار وقت فرصت می بدند بس ازین رو علم سحر آمون حقت

نیت منوع و حرام ستن بعد از ان اطلاق و تپ شان شد پریدہ کار شان تا نزع و جان گذن رسید پس فرستاد
 مروی در زمان موسی از برای عذر آن و المعنی بعد معاینہ اس کیفیت کے دونوں ساحتوں کو ہرے کہ
 چھنے جو تھارا امتحان کیا یہ ہمارے لائق کب تھا مگر مذہب سے یہ بات کرائی کہ ہم بھی عباد میں مشورہ ہیں اور
 نیکو بھی عباد و گرتا تھا ہم خدا کے مجرم ہیں تم ای خاص انی ص دگاہ خدا کے ہاری عذر خواہی کہ حضرت موسیٰ نے
 عفو کیا و لیکو دم بھر میں وہ نیک ہو گئے پس حضرت موسیٰ کے سامنے سجدے کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہاری
 برائی سے درگزر کرو کہ مجھے بہت ہر اکیا تکو خدا تعالیٰ نے فضل و الطاف بشار عطا کیا جو موسیٰ نے کہ میں نے
 معاف کیا اور تمھارا جان و تن آتش و فرخ پر حرام ہو گیا احو و دیار و آب میں تمھارا خود ندیم ہوں تم انبی ہا
 عذر خواہی سے گوگھا کر کو پیسنہ حرف عذر زبان پر ت لاؤ کیسے ہی بیگانے اور آشنا بنے ہوے بادشاہ
 کے روبرو میری ڈرائی میں آؤ وہ تو جانے بیگانے ہیں میں جانوں آشنا ہیں اور جو فنون تکو آتے
 ہیں ظاہری و باطنی وہ بھی جمع کر کے لاؤ جس آنھوں نے زمین خدمت چومی اور گئے اور انتظار وقت
 فرصت کے رہتے تھے اب مقولہ لکھا ہو پس ایسا علم سچ کہنا کہ آخر کو ذریعہ نجات و وسیلہ خلاص کا ہو جائے
 و حرام و حذر از نہیں ہو بعد اس کے انکو دست اور تپ شدید عارض ہوئی حتی کہ کام لکھا نزع اور جان گذن کو
 پہونچا پس حضرت موسیٰ کے پاس فرما ایک آدمی اسی کے عذر میں بصیبا الخلاف شرح بحر العلوم میں
 ندیم کو ندیم لکھا ہوا اس شعر پس اذین رو علم سحر ان کے معنی میں مسئلہ مباح و غیر مباح و رد و قبح شایع
 لکھے ہیں میں تو آشنا ہی جانتا ہوں کہ یہ شنی مولانا روم کی ہو جو عارف کامل و عالم فاضل تھے نسیہ ہی
 نقد و ہی نکتہ پسلی اتھا مطلب تو ایہ عیبات کے اظہار سے ہو کہ یہ اچھا عباد کہ عباد کرنے کو آئے جو حرام و
 اس میں ایسی بات پیدا ہو گئی کہ وہ عباد و وسیلہ نجات و ذریعہ خلاص کا ہو گیا مسئلہ سے کچھ غرض نہیں کہ
 جمع ہونا سحر و ن کا مایں سے فرعون کے پاس او خلعت پانا اور چھائی ٹھوٹا
 اس نے غالب ہونے پر دشمن سے کہ اس کام کو جائے دومہ لکھ

قولہ تاہم فرعون آمد اندر آن سحران و داد شان تشریف مای بیکران و بعد ایشان کرد و ہم پیشین ہوا
 بر صیگان ہپان و نقد و جس و زاد بعد از ان شان گفت ہاں امی شاتھان مگر قرون آئید انہر امتحان
 یز قشائم بر شاہدین عطا کہ برادر و پودہ جو دو سخا پس گفتمند ش باقبال تو شاہ و غالب آیم و شود کارش تاہ
 ما دین فہن صفیریم و پہلو ان کس غار و پای ما اندر جہان و ذکر موسیٰ بند خاطر باشدست و کاین حکایت است کہ
 پیشین بہت و ذکر موسیٰ بہر و پیشیت یکم و نور موسیٰ نقدت امی یار نیک موسیٰ و فرعون درستی است
 بایمان و نصیر اور نویش بہت و قیامت بہت از موسیٰ تلج و نور دیگر نصیرت و دیگر شہد براج و این سفال این نصیر دیگر است

ایک نوٹش نیست دیگر زان ہرست و اگر نظر و شیشہ داری کہ شوی و اگر و شیشہ ست اعداد و عددی و اور نظر و
واری و ابری و اعداد و جمعی ہستی ماز نظر گاہ ست ای فرو جو و اختلاف مؤن و دیگر و و و و و
ای اصل وہ ساحر کہ بانی تھے سب فرعون تک پہنچے اسنے انکو غفلت بیکراں دیہ و قدرے بھی کیے اور
پیشگی بھی دیا دھڑے دھڑے کھڑے اور نقد و جس اور زار و دے کر کہا کہ خبر دار ہو جاؤ اور شائقان ہر
اگر تم امتحان بین غالب پڑے تو اتنی عطا تیر ہو گا کہ اب تک پردہ جو دوسری کا ڈھکا ہوا ہو کہ جو دوسری کتنی چیز
ہو بھر رہا اسکا پھٹ جا ایسا سب جان لینے کہ جو دوسری کی مدد سے جو سب نے کہا کہ اس شاہ تیرے قبیل
سے ہم غالب ہی جو گئے اور اسکا کام خراب و تباہ ہو گا تم اس فن کے صغیر اور پہلوان ہین جہان بھر میں جارا
ہم پاپہ نہیں ہر آب مقولات مولانا ہم کے ہین کہ موسی کے نوکر میں سب کی خاطر میں مقید ہو رہی ہین تماشے کی
بات ہو کہ یہ حکایتیں بھی اس قسم کی ہین جیسے اور حکایتیں اگلے نامہ میں ہوئی ہین مگر اصل یہ ہو کہ نوکر موسی تو
واسطے روپوشی کے ہو تو ایوانیک یہ نہیں جانتا کہ نور موسی کا خود تیری ذات ہو تیرے وجود ہستی ہستی
و فرعون دونوں موجود ہین تو اپنے آپ میں ان دونوں دشمنوں کو ڈھونڈ کر کہ وہ روح و نفس ہین اسلیکے
موسی کے نور سے قیامت تک چھوٹتے چھل ہو گئے بس اور کوئی نور نہیں ہو تو ایسا جیسے چراغ دم بھر کا
ا بالائی چراغ اور بتی دوسری شوی لیکن نور اسکا ضرور اسی سر سے جس سے نور موسی کا ہو یہ بھی دوسرا
نہیں ہو کہ تو شیشے میں جو چراغ رکھا ہو اس کے نور کو دیکھو شیشہ کو مت دیکھو اگر شیشہ کو دیکھو گا بھک جائیگا
وئی اور اعداد و جمعی میں پڑیگا اور جو نظر پر رکھیگا تو ہستی و دنی و اعداد و جمعی سب سے خلاص با جائیگا اسکا
اختلاف مؤن و دیگر و جو دے کے اور مفروضہ وجود کے نظر گاہ سے ہین کہ نظر چھکانے پر نہیں پڑتی اور
اصل کو نہیں دیکھتی اختلاف شرح سراج العلوم میں بر دکان دوکان میں و او نہیں لکھی اور دکان کے بعد
و اعطف فنون لکھی ہو کر کو کر و نظر کو و نظر

اختلاف کرنا چھوٹکی شکل قبل کا شیشہ زمین

تو کہ پہلے اندر خانہ تاریک بود و عرصہ آ آ و رہا بود ندیش ہنودہ از برای دیدنش مردم لے و اندران طلعت ہمیشہ
کبری و دیدنش با چشم چون نمک نہ بودہ اندران تاریکیش کہ حق بودہ آن کی راکھ بخرطوم افشا و گفت
ہچو ناودانستش نہادہ آن کی رادست برگوشن رسیدہ آن برو چون بادیزن شدیدہ آن سیکہ را
کہ چو برایش بسودہ گفت شکل قبل دیدم چون نمودہ آن کی بر پشت او نہاد دست و گفت خود این
پہل چون تھے بدست چمنین ہر یک بخرومی چون رسیدہ فہم آن سیکہ وہر جامی شینہ داز نظر از غیب شان نمایان
ان کی دوش لقب او ان لقب مد کہ ہر اگر شے ہے و اختلاف از گفت شان یرون شہنشاہی چشم چمن کی کہ شیشہ

نہیں کہ ایک ہر ہر آن دسترس جسم دریا دیگست و کف و گز کف پہل و درویدہ درویرا نگہ لمعی کیا از چہ
 گھر میں ایک ہاتھی تھا کہ اسکو ہنود بطور پیش کش کے لائے تھے اس کے دیکھنے کو بہت لوگ جمع ہوئے اور کوئی
 اس اندھیری میں گھر کے اندر جاتا تھا لیکن آنکھ سے دیکھنا اسکا ممکن نہ تھا اس لیے اس اندھیر میں ہاتھ سے
 اسکو ٹوٹے تھے چنانچہ ایک کا ہاتھ اٹکی سوئیڈر گیا اس نے تو یہ جانا کہ اسکی ذات و نہا و نسل پر نالہ کے ہر کیا
 ہاتھ کا نیک پہنچا اس کے خیال میں آیا کہ مثل شکے کے ہر ایک کا ہاتھ جو اس کے پائون پر چھو گیا اس نے کہا
 کہ ہاتھی شکل ستون کے ہر ایک نے اٹکی پیٹ پر ہاتھ رکھا اس نے کہا کہ مثل تخت کے ہر ایسے ہی ہر ایک
 جس جزو کو اس کے پہنچا وہ جہاں کہیں ہاتھی کا ذکر سنتا تھا ہی پر قیاس کرتا تھا اور سمجھتا تھا وجہ یہ تھی کہ
 نظر کے موافق تو بات اٹکی تھی نہیں مختلف تھی اس واسطے اٹکی ایک ذات نے اٹکو ہزار لقب بتائے اگر ہر کسی کے
 ہاتھ میں ایک شمع ہوتی تو اختلاف اسکی گفتگو سے محل جاتا پس ایسے ہی تیری چشم حس ظاہر کی ہو جسکو مثل
 کف دست آن لوگوں کے کل ہر دسترس نہیں ہر اس بات کو سمجھ کہ جسم دریا کا اور ہر اور جہاں کہ دریا کی
 اور جہاں تو جہاں کھوں کو چھوڑا اور دریا کی دیکھ قولہ جنبش کھنا دریا زور شب و کف ہمیں مینی و دریائی مجب و
 ماچو کشتی ہا ہم ہر ہر نیم و تیر چہ نیم و در آب رویش نیم و اسی تو در کشتی تن رفت بخواب و آب را دیدی نگہ در آب کب
 آب آ آہستہ کو میر اندیش و روح ہر ارومیت کو میوز اندیش و موسی و میسی کہا بد کا قباب کشت موجودات را
 میداد آب و آدم و خاکی بود آفرینان مکہ خدا افغانہ این نہ در کان و گر گویم زبان باندو پای تو و در گویم
 ہیچ از ان ایوای تو و در گویم و مثال صورتی و برہان صورت بخشی امی فقی و بستہ پائی چون گیاہ اندر زمین
 سر بھنبانی بیاد ہی بی یقین ہلک پات نسبت ماضی کنی و یا گریا ازین گل بر کنی و چون کنی پارا حیات
 زین گل سست و این جنابت را روش لبش نکست و چون حیات از حق گیری ایروی و بس غنی کردی ز گل و در
 ول روی و شیر خوارہ چون زوایہ بگسلد و لوت خوار و شد مر لورامی پلورہ بستہ شیر زمینی چون خوب و جو نظام ہوئی
 از قوت انقلاب و المعنی یہ جو ہننے کہا کہ دریا کو دیکھ کف دریا کو مت دیکھ خام ہو کو تو دیکھتا ہر رات دن
 کہ جنبش کف کی دریا سے ہر با وصف اس معاینہ شبانہ روزی کے کف کو دیکھتا ہی دریا کو نہیں دیکھتا
 بڑا تعجب ہی ہم صہ وقت ان کشتیوں کو کہ عبارت اجسام سے ہر جیسی کف سے تھی تو لوٹ پوٹ کر دیتے ہیں معلوم
 ہوتا ہو کہ ہم تو آب و شن میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم خود ہی تیر و پیم ہیں جو آب کو نہیں دیکھتے کشتی کو دیکھتے
 ہیں اور یہ جو کہا کشتیوں کو جب لوٹ پوٹ کرتے ہیں یہ بھی ایک مال فقرا کا ہو کہ ہر وقت نہیں تیر
 اس واسطے صہ وقت کہا ہو جو ترجمہ چون توقیت کا ہر آدمی مخاطب تو بھی اس کشتی تن میں ہو مگر بخواب نہ
 او غافل تو نے بھی پانی کو دیکھ لیا ہو نہیں اس پانی کے پانی کو دیکھ اس لیے کہ اس پانی کے واسطے و در پانی

جس سے یہ پانی جاسی ہو اور اس طرح کیواسطے اور روح ہو جسکو وہ بلا لیتا ہو یعنی نور خاص کو تو اسی موجودات کو موجود جانتا ہے یہ تو خیال کر کہ موسیٰ اور عیسیٰ اسوقت میں کہاں تھے جوقوت میں آفتاب موجودات کو پانی دیتا تھا یا آدم و حوا اسوقت میں کب تھے جب خدا نے یہ کہاں پڑھا کی ہو آفتاب بھی مراد ذات الہی سے ہو قید موسیٰ و عیسیٰ کی برحایت آفتاب کے ہو کہ موسیٰ کا معجزہ پر ہوا مثل آفتاب کے تھا اور عیسیٰ زندہ کا آفتاب کے پاس پہنچے اور آدم و حوا کی اس لحاظ سے کہ یہ انسان کے والدین ہیں اب اگر ہم ان کی کیفیتوں کو بیان کروں تو ڈرتا ہوں تیرا پائون نہ ٹوگ جائے اور اگر نہیں کہتا ہوں تو تیرے بدل پر فیس کی بات ہے کہ تو ویسا ہی رہا جاتا ہو اور اگر مثال میں کوئی صورت بیان کروں تو خوف ہو ای جو ان کہ تو اسی صورت پر سچک جائے تو گویا کہ طرح زمین میں پابستہ ہو ذرا ہوا سے تیرا سر ہٹا ہو اور اسکی طرف تھجک جاتا ہو اور یقین نہیں جو کسی کا کہنا ہے لیکن تو ذرا ہوا سے ہٹا ہو گرا پائون نہیں جو سیرالی اندر کی طرف نقل کرے یا پائون کو اس گل سے نکالے کہ گل مراد جسم خاکی سے ہو اور کیسے پائون نکالے تو قویات اپنی اسی رگڑ سے جانتا ہو اسی سبب سے تن پردی میں مشغوف ہو جس ایسی حیات کی رفتار و روش اُدھر بہت مشکل ہو مان اگر ای روی حق سے حاصل کرے خلاف اپنے سمجھے ہو سے کہ تب تو اس سے غنی ہو جائے اور دل کی طرح تیرا گڑھ کہ ایک لطیفہ غیبی ہو اور یہ کچھ مشکل نہیں دیکھ تو بچہ شیر خواجہ جب دایہ سے چھوٹا ہو اور طعام لذیذ کھاتا ہو کیسا شیر چھوڑ دیتا ہو تو بچہ سے بھی کم ہو کہ مقید شیر زمین کا ہو مثل حوب کے تھکوا لازم ہو کہ قوت قلوب سے اس قوت کا فطام ٹوٹو نہ ہو پھر دیکھ اس قوت سے کیسی نعمتیں لذیذ پاتا ہو قوت قوت حکمت خور کہ شد نور شیر ہادی تو نور بی جب رانا پذیر و تاپذیرا کردی ایجان نور امداد تا بہ منی بی حجب ستوراء چون ستارہ سیر کردون کنی بلکہ بی کردون سفیر چون کنی آفتابان کر فہست درہت آدمی بہین گو چون آدمی ست آدمی را ہمای آمدن یادت نماز یک ریزی با تو میخوایم خواندہ ہوش را بگذار آنگہ ہوش دار و گوش را بر بند آنگہ گوش دار و می گویم آنگہ تو خامی ہنوز و در بہاری و مدیدستی تو زو این جہان ہنوز درخت ست ای کرام و ماہر و چون میوہ ہامی نیم خام و سخت گیر و خامہا مشاخر آہ آنگہ و خامی نشاید کلاغ را چون بہ پخت و گشت شیریں لب گزان بہست گیر و شاخوارا بعد از ان چون از ان اقبال شیریں شد و پخت سر و شد بر آدمی ملک جہان و سخت گیری و مقصب غایت متا بہ منی کار خون آشامیت و چیز دیگر بماند آہا گفتنش و با تو روح القدس گوید فی منش و فی تو گوئی ہم گوش خوشیتن و بی من و بی غیر من ای ہم تو من و ہنوز آن وقتیکہ خواب اندر روی و تو ز پیش خود بہ پیش خود نشوی و بشنوی از خویش و پنداری غلام و باتو اندر خواب گفتن آن نشان و تو کی تو نیستی آہوش فیتن و بلکہ گردونی و دریا می عین و آن توئی فرستگان نہصد تو

فلزم است و غرقہ گاہ صد توست + خود چہ جای حدیداری و خواب + دم مزن و اسکا اعلم بالصلوب + دم مزن
تا بشنوی زبان ہر تھا + اصلا ای پاکبازان اسلاء + دم مزن تا بشنوی ہر لہ حال + از زبان بیرون کہ قرعہ
دم مزن تا بشنوی زبان دم مزن + اپنی ناید در بیان و در زبان + دم مزن تا بشنوی زبان آفتاب + از چہ ناید
در کتاب و در خطاب + دم مزن تا دم زنبہر تو روح + آشنا بگزار و کشتی نوح + ہر کج کفنان کا شامیکر و او
کہ خواہم کشی نوح عدو + لہ غنی تو قوت حکمت کا کھا کہ نور ستیر کا ہوا + پوچہ شمر کا و کھانے والا اسواسطے کہ
اب بھی تو نور اسکے سحاب و عیان میں اور تو انکو نہیں مانتا جیسا کہ فرمایا ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا
جو شخص کہ حکمت اسکو دیگی ہر اسکو خیر کثیر دی گئی ہر جس جب تو قوت حکمت کا کھا کہ کھا تو او جان میں اس نور کا
ماننے والا ہو جائیگا اور جو جیسے ستور ہیں وہ سحاب نظر آئینگے پھر تو ستارہ کی طرح آسمان پر سیر کر گچا بلکہ بے
گردون کے سفر بیچون کر گیا یعنی وہ سفر نہیں چون و چگون نہیں ہو جیسا کہ تو نیست سے بہت میں اے
عدم سے وجود میں آیا ہر خبر دار ہوتا تو کیسا است کیا ہوتا شک کہ وہ راہ میں بھی جھنے آیا تھا جھکوا میں
لیکن ایک رفراسکی تیرے سامنے میں بیان کرنا چاہتا ہوں مگر جبکہ تو جوش ظاہری کو چھوڑ دے اور باطنی
کو پیش کرے ایسے ہی ظاہری کے کان بند کرے باطن کے کان لگائے پھر کہتے ہیں نہیں جانے دون
نہ کہوں ایسے کہ تو ابھی کتا ہوا اور جا رہی میں ہر گرمی نہیں دیکھی ہر جیسے میوہ گرمی ندیدہ کچا ہوتا ہر گرمی
سے مراد شدت و شدائد عشق کی اور بہار عیش و لذائذ دنیا کے مابعد کے اشعار شالی ہیں یعنی یہ جہان
ایسا ہر جیسے اکر ام ایک درخت اور ہم اس درخت پر گدڑ میوے کے مثل ہیں کہ جب تک کچا ہوتا ہر شاخ کو
سخت ہو کے پکڑتا ہوا جانتا ہر غامی میں کالج کے لائق نہیں ہوں کہ کوئی گھر لیائے اور جب پک گیا اور
شیرین ہوا ایسا کہ پٹھ کاٹنے لگا کہ یہ بالائے شیرینی کا ہر بعد اسکے شاخ کو نست پکڑتا ہوا ایسی ہی حال دنیا
ہو کہ جب تک ادھر کے اقبال شیرین بان میں ہوتا تب تک اس جہان کو نست لپٹتا ہوا جہان شیرین ہوتا
ہوا بس یہ ملک جہان اس پر سرد و ناگوار ہو جاتا ہوں اسکی سخت گیری اور اسکی خوشیا و غمی بھی غامی ہر تو اگر
ایسا کر تا ہوا تو زمین ہر اونچین کا کام خون آشامی اب اسکے سوا اگر اور کوئی چیز تجھے کہنے کی نہ گئی ہر تو
وہ تجھے روح القدس کی گائیڈ کو نہیں کہہ سکتا یہ ایک طرز ہر چہ کہتے ہیں تو بھی تو اپنے کان میں آپ کہہ لیتا ہوا
بے میرے اور بے میرے غیر کے ایسے کہ اے فلان جو تو ہر وہی میں ہوں میرا تیرا ایک حال ہر جیسے
اسوقت میں کہ تو سوتا ہوا اور اپنے ہی آپ سے نکل کے اپنے ہی سامنے ہوتا ہوا اور اپنے ہی آپ سے
منتا ہوا جو کچھ منتا ہوا اور گمان کرتا ہوا فلان نے مجھے خواب میں پوچھا کہ کسا ہوا حالانکہ وہ تو ہی ہوا
نہ دوسرا کوئی ایسے کہ انسان میں جمیع حقیقتیں شاملہ کوئیہ اسماعیہ درویش جمع ہیں پس جب شاہد کسی

چونکہ عالم رہا میں کرنا ہو وہ صورت اسی خواب دیکھنے والے کی ہوتی ہو جو دکھائی دیتی ہو اور بعد ازاں وہ خواب دیکھنے والے کے فیض بخش بھی ہوتی ہو تو اور فریق خوش اپنی کی سمجھتا ہو کہ میں ایک ہوں تو ایک نہیں ہوں بلکہ تو ایک گردوں ہو چکر و رولن ستارے ہیں اور دریاے عمیق جسکی تھاہ نہیں زلفت محکم و سطر کو کہتے ہیں فرماتے ہیں تو وہ سطر و ستارہ جو کہ تیرے فوسو تھیں ہیں فوسو سے مبالغہ تعداد متوں کا ہو نہ عدد عین اور تو وہ علامہ جو کہ غر حاکم سیکر دن تو کا ہو کہ تیری ذات میں بھری ہیں پیسے کا دہر جامع جمع حقائق کو نہ غر و کما گیا اور اسکے ساتھ میں کچھ مد خواب و بیداری کی نہیں ہو کہ خواب ہی میں ایسا ہو جیسا کہ ذکر خواب کا شروع کیا تھا اب آگے دم مت مارا مندری اسکے صواب کو غروب جانتے والا ہو تو خاموش ہو تو خود اس سے لقا سے الصلائے کہ آواز پاکباز و تلمو صلا افام و احسان کی ہو اور خاموش ہو تو اسرار حال کے سنے اور زبان پذیران تجھے تم تعالٰیٰ کے بنے اٹھو اور ناچہر کہتے ہیں خاموش ہو تو وہاں کے جو دم زن ہیں افسے وہ باتیں سنے جو بیان و زبان میں نہ سائیں چہ فرماتے ہیں خاموش ہو تو اس آفتاب سے وہ باتیں سنے جو کتاب و خطاب و دونوں سے جدا ہیں خاموش ہو تو تیرے حق میں روح گویا ہوئے کہ شامی جھوڑے اور کشتی نوح میں آدوسرے مصرعہ میں آام علمدہ صیدہ ہر شنا علمدہ اور یہ شنا اسوقت میں کہ گمان کرتا تھا اور کتا تھا کہ میں فرج دشمن کی کشتی نہیں چاہتا ہوں الخلاف شرح بحر العلوم میں ایک ارم کو الکرام لکھا ہو

اسرکشی کرنا گمان پس فوج علیہ السلام کا نصیحت سے

قولہ میں بیا کشتی بابائشیں دنا گردی غرق طوفان ای مہین گفت فی فی آشا آمو ختم من بحر شمع تو شمع افرو ختم میں کن کنین موج طوفان بلاست دست و پائی آشا امر و بلاست دباہ قہرست و بلا و شمع کش دجر کہ شمع حق یعنی بابائشیں گفت فی زخم بران کوہ بلند جماعت آنکھ مر از ہر گزندہ میں کن کہ کوہ کاہ ستاین زمان دگر حبیب خویش امدہ امان گفت من کی چند تو بشنودہ ام کہ طمع کردی کہ من دین و دودہ ام خوش نیاد گفت تو ہرگز مرا من بر تہم از تو در ہر دسرا میں کن بابا کہ روز ناز نیست دمرضا را خوشی و ناز نیست دنا کنوں کردی و ایندم ناز نیست داندین در گاہ گیر ناز نیست دلم لیدلم بوکت او از قدم فی پوروار دین فرزند و نعم ناز فرزند ان کجا خواہ کشید ناز بابا یان کجا خواہ کشید نیست مولود پیرا کہ بتاز نیست مالد جو نامک ناز نیست شوہر نیم من شوقی ناز را بگذار اینجا ای ستی دگر خضوع و بندگی و مضطراذ اندرین حضرت نادر و اعتبار پہنچی فرماتے ہیں حضرت نوح نے اپنے بیٹے سے کہا کہ خبر دار ہو آبا کی کشتی میں بیٹھ جا تو امی و ذلیل و خوار طوفان میں ڈوبنے سے بچ جائے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے یا بنی ارا کہب معنا ولا کن مع الکافرین اسویر سے بیٹھ سوار ہو کشتی میں میرے ساتھ اور متے ہو کہ فردن سے رہا تھا

دلمہ اہم اول طعن اسی نیکو صفات۔ تو لگتی دیکھ کر نگر تھے۔ فی مبعولتی قرین نمائے پیش ازین طوفان بیداران
 مرا تو مخاطب بودہ در اجراء با توئی گفتہ با ایشان سخن، اسی سخن بخش تو نو دان کن، اگہنی چہر کفان نے
 کہا اسی با تو نے برسوں یہ باتیں کہیں اور لوٹ کے پھر انھیں کو کہتا ہو چکو جہل نے دیوانہ کر دیا کتنی ہی فہم
 کو کون سے تو نے یہ باتیں کہیں اور جواب سر دنا گوارائے ایسے ہی میرے کان میں بھی تیرے دم سر
 کچھ بگہ نہ پکڑی اب خاص اس وقت میں کہ میں دانا و جوان ہوں کیسے جگہ پا چکا گیا بابا اس میں تیرا کیا بگاڑ ہی
 جو تو ایک دفعہ میری نصیحت مان لے غرض اسی ہی وہ لطیف باتیں نصیحت کی کہتے تھے اور وہ ستیزہ
 سخت و درشت انگور فغ کرتا تھا تیرا باپ کا نصیحت کفان سے دل بھرتا تھا کسی دم نے انکے آتش نیت
 کے کان میں اثر کیا وہ تو ان اسی گفتگو میں تھے کہ ایک عوج تیرا ٹھنی اور کفان کے سر پر گری جس سے وہ
 چور چور ہو گیا جیسا کہ قرآن شریف میں ہو و حال پہلے العوج مکان من المرفقین اور حائل ہوئی ان دونوں میں
 عوج بس ڈوبے جو دن میں داخل ہوا اسی حال میں حضرت فوج نے ندا کی کہ اسی بادشاہ حلیم میرا وہ حال ہو اگر گدھا
 مر گیا اور باب میرا تیرا بلا ہا لگیا یہ میرا بیٹا اور میرے اہل سے تھا جیسا آیت کریمہ سے واضح و ناوشی فوج
 رہے فقال ب ان ابني من اہلی وان وعدک الحق وانت اکمل الحاکمین اور پکارا فوج نے اپنے۔ کہ کو پھر کہا
 اسی رب میرے میرا بیٹا بیشک میرے اہل سے ہو اور وعدہ تیرا سچا ہو اور جب کون کا بڑا حاکم تو ہی ہو تو نے
 مجھ سے بارہا وعدہ کیا کہ تیرے اہل کو طوفان سے بچا دوں گا مجھ کو تو اسی حلیم تیرے اس وعدہ پر امید تھی پھر
 سیل مجھے میرا کلیم کیسے چھین لیکھا حکم ہوا ہمارا وعدہ تیرے اہل و خویش کی نسبت تھا تو نے تو خود اس
 سیاہ دل سے خدا سفیدی مہر و محبت کی نہ دیکھی پھر وہ کیسے تیرا اہل تھا جیسا کہ فرمایا فوج اہل یس من
 الہاک انہ عمل غیر صالح اسی فوج وہ پستیر سے اہل سے نہیں ہو سکے عمل بہین شکار آدمی کے ٹھہر میں و نہت
 کیسے کام کی چیز میں جب انہیں کیڑے پڑ جائیں تو اٹھا اکتیر ناہی بہتر ہو وہ و انت نہیں ہیں تو باقی
 اور جسم اُس سے ایذا نہ پائے گو وہ بھی تیری ہی ملک سے ہیں مگر تو ان سے بیزار ہو حضرت فوج نے کہا بارہا
 بیشک وہ غیر تھا میں اس سے اور جو تیری ذات سے غیر ہو سب سے بیزار ہوا اور جو تیرا مات و مطیع ہو
 وہی میرا اہل و فرماں بردار ہو وہ غیر نہیں ہو تو فوج جانتا ہو کہ میں تیرے ساتھ کیا ہوں ایسا ہوں جیسے چمن باران
 کے ساتھ کو ساری شگفتگی و شا وادی چمن کی باران سے ہو ایسے ہی میں بھی تجھی سے زندہ ہوں و تجھی
 سے سرسبز و خندان اور ایک فقیر محتاج تجھی سے غذا پانے والا بنے واسطہ اور بے کسی حائل کے
 اور یہ پرورش تیری یہ متصل ہو نہ منفصل کمال ہو اس لیے کہ اتصال و انفصال صفت ناقص کی ہو نہ کمال
 کی بلکہ چون و بچگون کسی کے چون و بچگون کو سین و ظل نہیں اور اعتدال کمی بیشی سے جدا کمال

واعتدال مثل بی عدل کے ہوا تو کیا صفات ہم سب تیرے ہی دریا کی پھیلائی ہیں تیرے ہی طلعے سے
زندہ ہیں تو دو گونج نہیں ہو کہ کسی کی فکر تھکاوٹ میں دیالے نہ تو کسی معلول کا ہمیشہ ہونہ علت کا دونوں سے
پاک ہو قبل اس طوفان سے بھی میرا خطاب و سوال تجھی سے تھا اور بعد اسکے بھی تجھی سے ہر جہاں میرا بھی سے
ہو تو بھی میرا مخاطب ہو میں اپنی بات تجھی سے اس سخن بخش کہتا رہا نہ ان سے چنانچہ جو سخن کہن ہو گیا وہ بھی اور جو نیا
وہ بھی دونوں تیری ہی ملک و عطا ہیں قول فی کہ عاشق رو درو شب گو بہ سخن ۔ گا دبا اطلال و گاہی مایہیں ۔
روسی و اطلال کرد و دلتما ۔ او کرا میگوید این مدت کراہ شکریہ طوفان را کون بگماشتی ۔ واسطہ اطلال ابرو دشتی
و انکہ اطلال نسیم بدہم ۔ فی غدا فی فی صدائی ہمز و نہ من چنان اطلال خواہم در خطاب ۔ کہ نہ صد ایچون کہہ گو
جو اب دناشنی ہفتون من نام توہ عاشق پر نام جان آرام توہ ہر شبی زان دوست دارد کوہ را رہا دناشنی بشنود
نام ترا ۔ آن کہ بہت شال سنگلاخ ۔ موش را شاید نہ مارا در شاخ و من نگویم او گرو و یار من ۔ بی صدا ماندم
گفتار من ۔ باز میں آن کہ ہوا رش کنی نہیت بدہم یا قدم بایش کنی ۔ گفت ای فوج ارتو فوای جدا ۔ ہنر گرد
بر آرم انہری ۔ بہر کفالی دل تو لشکر ۔ لیکل ز احوال ۔ اگر کہ نہ گفت فی فی رضیم کہ تو مرا بہم کنی غرقہ اگر بایہ ترا
ہر نہ نام غرقہ میکن من ہوشم ۔ حکم تو ہا نہت چون جان یکیشم ہنگم کس او گر ہم ہنگم ۔ او بہانہ باشد تو نہ نظر
عاشق نہت توام در شکر و صبر ۔ عاشق مصروع کی باشم جو گہر ۔ عاشق صنع خدا با فوہ و عاشق مصروع او کا فوہ
و بیان این دو فوہی بس نفیست ۔ خود شناسد آنکہ در رویت صغیست ۔ بہمنی اطلال بافتح نشا نہای سرا می کنند
و دیران منشاخ بفتح جامی خواب و آسایش قینی میں تو ہمیشہ تجھی سے سخن کرتا رہا اور تیرا ہی نام لیا کیا نہ وہ کہ
عاشق اطلال و ماؤں کا ہوں اطلال مراد ہوں سے کہ قوم فوج کے کسی بہت تھے قیوق بصورت ہب
قیوق بصورت شیر بصورت گرگس دو بصورت مرد و حوا بصورت دن کہ یہ انکی پرستش کرتے تھے اور
رات دن اپنے مقصود کی تسلا و را کی طرح و ثنا کرتے تھے میں نے تو ان اطلال سے کبھی سخن نہیں کیا
نہ ان ماؤں سے کہ اپنے سوا اور کو نہیں سمجھتے تھے میں حیران تھا کہ یہ اطلال کی طرف متوجہ ہو کہ پیشہ کی طرح
و ثنا کرتے ہیں اور مخاطب انکا کس سے ہو شکر ہو کہ تو نے طوفان اپنی تعین کیا اور واسطہ اطلال کا کھو دیا
اسوا سطل کہ وہ اطلال نہایت بہتے کہ نہ مذا کرتے تھے نہ صدا نہایہ کہ کسی کو آپ بجا بہن صدا یہ کہ کسی
نرا کا جواب دین اور میں ایسے اطلال سے خطاب کرنا چاہتا ہوں کہ عندا خطاب کوہ کی طرح صدا سے
جھکے جواب دے تو تیرے نام کا شنی اس سے سنوں میں جیسے میں نے کہا ویسے ہی وہ کہے کہ میں ہر
نام جان آرام کا عاشق ہوں بار بار سننا چاہتا ہوں ہر شبی نے کوہ کو دوست و غریب جو رکھا ہو سچ و جھوٹ
کہ دناشنی تیرے نام کا سننے اور جو کہ بہت مثل سنگلاخ کے ہو وہ موش کے لائق ہو کہ انکے کسی سوراخ میں

گھس ہے نہ چاری خواجگاہ کے قابل میں ایسے کوہ سے جو کلام کرتا ہوں کہ وہ میسر ایا نہیں ہوتا ہے
جواب نہیں دیتا میری گفتار کے وقت بے صدا ہوتا جس ایسے کو خاک برابر ہی کر دینا بہتر ہو ایسے
کہ یہ ہدم نہیں ہو کہ ہمارا اسکا ایک دم ہوا ایسے کا پامال ہی ہونا اچھا ہو انشاء تعالیٰ نے فرمایا اے لون
اگر تو چاہے تو ہم سب کو ابھی محسوس کرتے ہیں اور ابھی تحت الشری سے نکالتے ہیں ہم دنی کی کشتی
کے واسطے تیری دلگشائی نہیں کرتے بلکہ اُسکے حال سے تجھے آگاہ کرتے ہیں حضرت نوح نے کہا
نہیں نہیں میں تیری رضا پر رہی ہوں اگر تیری مرضی ہو تو مجھ کو بھی غرق کر دے بلکہ وقت مجھ کو غرق
کر میں خوش ہوں حکم تیرا میری جان پر میں اسکو مثل جان کے سمیٹو لگا اول تو میں کسیکو دیکھو نکاحی
نہیں اگر دیکھو نکاحی تو وہ ایک بہانہ ہو مگر اصل منظر میرا تو ہی ہو گا میں صبر و شکر اور ہر حال میں شہادت
تیری صنع کا ہوں میں گبر کی طرح عاشق مصنوع کا کب ہوں اس واسطے کہ جو عاشق صنع خدا کا ہو وہ
نہایت فرخ و با فرو اور جو عاشق مصنوع کا ہو کا فر ہو بدینو کہ عاشق صنع کا در حقیقت عاشق صنع
کا ہو مقید مصنوع کا نہیں اور عاشق مصنوع کا ایسا مقید جو نہ صنع کا فرماتے ہیں کہ ان دونوں
یعنی صنع اور مصنوع کے عشق میں نہایت ہی فرق پوشیدہ اور مخفی ہو اور اسکو وہی بات چہ چہ ہے
نزدیک برگزیدہ اور مخفی ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں شری کو تری لکھا ہے

توفیق در میان ان دونوں حدیثوں کے الرضا بالکفر کفر رہی ہونا کفر یہ کفر ہو میں نہ ہر شخص
بقضائی غلبہ طلب رہا سو انی جو کوئی رہی نہ میری قضایا تو چاہیے کہ دھوٹے سے کوئی رے ہو
قولہ دی سوالی مرد مراد زانکہ عاشق بود اور باجرا گنت نکتہ الرضا بالکفر کفر و این پر گرفت گفت
اوست بھرباز فرمود او کہ اندر ہر قضا و مسلمان را رضا باید رضا و بی قضای حق بود کفر و نفاق + اگر بین مانی
شوم باشد شقاق + ورنہ رہی بود آن ہم زبان + پس چہ چارہ باشد اندر میان + گفت مثل این کفر مقصود
فی قضا است + بہت آثار قضا این کفر است + پس قضا را خواجہ مقلے ہاں + تا شکالت مل شود اندر
ہماں + ورنہ ہم کفر از ان رو کہ قضا است + فی اذان ہو کہ نزاع کفر است + کفر از ردی قضا ہو کہ کفر است
حق را کا و مخوان اینما ماست + کفر جہلت و قضای کفر علم + ہر وہ یک کی باشد از علم و علم ہر شتی خطہ شتی
نقاش نیست + بلکہ از وی زشت را بنو و نیست + قوت نقاش باشد آنگہ او ہم تواند زشت کردن ہم کو
گر کشیم بحث این رہن ہما زہ تا سوال و تا جواب آید و رازہ و ذوق نکتہ عشق از من میرود و نقش
نقش و گیریشود + المعنی شقاق ایک طرف اختیار کرنا اور مخالفی کرنا مقضی ادا کیا ہوا اور
تمام کیا ہوا فرماتے ہیں کل مجھے ایک سائل نے سوال کیا اس سبب سے کہ وہ اس لہجہ پر عاشق تھا

کہا کہ یہ حکمت جو کہ اور شاہ کفر آنحضرت نے فرمایا ہے اور انکا فرمودہ مہر و نیے سب کا نام ہوا اور سداور
 یوں بھی فرمایا ہے کہ ہر قضا میں مسلمان کو رہنی برضا ہونا چاہیے اب بتاؤ کفر و نفاق کیا قضاے حق نہیں
 کہ اس پر اپنی ہون تو نماز اذیت اور دشمنی ٹھہرے اور اگر راضی نہ ہوں تب بھی نقصان کی بات ہو اس واسطے کہ
 خدا کا تہا ہو جو میری قضا پر راضی نہ ہو تو میرے سوا اور کوئی رب اپنا ڈھونڈ لے پھر کیا کریں ان دونوں
 مستفاد میں کچھ بن نہیں آتا بڑی حیرانی ہر تہیج اس سے کہ اگر یہ کفر مقصے یعنی قضا والیکہ ہونہ قضا کا
 اور آثار قضا کے گویا عات اسکی ہیں جو خالی حکمت سے نہیں کہ تو نہیں جانتا اسی سبب تو اسے
 راضی نہیں ہوتا اپنی مرضی پر اپنی ہوتا ہے یہی کفر ہو جس کو خواجہ قضا کو مقصی سے جان تو ساری کلین
 تیری جان میں آسان ہوں کوئی اشکال باقی نہ ہے ہم اس کفر پر بھی راضی ہیں جو قضا سے ہو دونوں
 اور جابرے کفر کے اسلئے کہ کفر از روئے قضا کے ہو وہ کفر ہی کہ ہر اگر حق تعالیٰ منوہ یا نہ کافر ہو تو
 وہ کفر قضا بھی کفر نہیں تو ایسے موقع پر مت اڑے اسلئے کہ جہل کفر ہو اور قضا کفر علم پھر جان عالم دونوں
 ایک کب ہیں جسے علم و ظلم ایک نہیں یعنی محل و ختم کہ ایک نقطہ میں کیا سے کیا ہو جاتا ہو مثلاً اگر کسی
 خط میں تو زشتی دیکھتے تو یہ مت جان کہ نقاش کی زشتی ہو بلکہ وہ زشت قصداً اسکی مائش ہو اس بات
 کی کہ مجھ کو قوت زشت و خوب دونوں ملے منوہ کی ہو اب فرماتے ہیں کہ اگر اس بحث کو ہم کھولیں اور بار بار
 حوسمان بیان کریں تا مل طویل سوال و جواب پیدا ہوں تو ہو سکتا ہو لیکن مزہ نکتہ عشق کا جس سے ہم
 لذت پارہے ہیں یہ جاتا ہو اور جس خدمت پر ہم مامور ہیں اس کے نقشہ کا نقشہ بدلا ہوتا ہے

اس بیان میں کہ حیرت مانع بحث و فکر ت کی ہے

تو آں کی مردود و آمد شتاب پیش آیا آئینہ وار مستطاب گفت از بیم سفیدی کون جدا کہ عروس نوگرم
 اوقتی ریش او برید و کل پیشہ شہاد کہ تو گزین چون مرا کاری قضا و این سوال و این جوابت ای کوین
 کہ اس میں ہمارد مردین، این کیا، وسیلے مرید را، حلقہ کردا و ہم برای کید را، گفت سیلی زن سوالی می کنم +
 پس جوابم کو و آنکہ میں نے ہم پر قضا تو دوم آمد طراق یک سوالی دارم اینجا در رفاق + این سوال از تو می پریم
 آنکہ محل کن اشکال مرا اسی نیکو، این طراق از دست من بدست یا از تفاقا گاہ تو ای فخر کیا، گفت از رو دین
 فراغت نیست، کہ دین فکر و مال استم + تو کہ بیدوی ہی اندیش این دنیست صاحب درو این فکر چن دروین
 را باشد فکر غیر خود در مسجد و خوابی بیدر غفلت و بیدر بیت فکر آورد و در خیالات کا یہ کجا آورد، جز غم دین
 نیست صاحب در درام مرشد، دم و را و کردا حکم حق را بر سر درومی مند، حفظ فکر و پیش یک سو می نند +
 یعنی مستطاب خوش آمد و پاکیزہ ایک شخص دوم یعنی کچھری دارچی والا ایک جام خوش مزاج کے پاس ہے

آیا اور کہا کہ میں نے ایک نو عروس کی جو تو میری دائرہ سے سفید بال ہیں ڈال آئے گل و آرزو، مونہ کے
 آگے سامنے رکھ دی کہ لے تو اب ہمیں سے ہیں مجھ کو اور کام ہی میں اپنا کام کروں جس میں حال سوال
 جواب کا ہو جو اوپر پہننے کہا ہوا شخص گزیدہ کہ جو مردین کا ہو وہ سوال و جواب کا عاشق نہیں نہ اٹھا کہ
 خیال پر وہ اب دوسری مثال ہو کہ ایک شخص نے زید کے سبیل ماری زید نے بھی اسکی بداندیشی سے اس پر حملہ
 کیا اسکی ماری مارنے والے نے زید سے کہا کہ میں ایک بات تجھے پوچھتا ہوں اسکا جواب مجھ کو دے لے پھر
 مارنا نیز تم میں جی رائد ہو اور زن امیر صغیر منصف اور وہ سوال یہ ہو کہ میں نے جو تیری گردن پر مارا
 اور ایک آواز طراق کی مٹکی اس آواز سے اس موقع پر مجھ کو ایک سوال اپنے رفیقوں میں تھا وہی سوال
 اسکی جو تجھے کرتا ہوا تو میری شکل کو حل کرینے یہ آواز طراق کی میرے ہاتھ سے ہوئی اس کی خبر کیا ہے
 قضا کا سنے کے کہ اگر وہ کے مارے مجھ کو ہی فراغت کہاں کہ میں اس طراق کی فکر وامل میں پڑا
 اور سوچوں جس اب مقولات مولانا کے ہیں ایسے ہی تو بید رہی تو بھی ان سوال و جواب کو سوچتا رہا اور خبر
 ہو جا کہ صاحب درد کو یہ فکر نہیں ہو گیا ہر دور و مندوں کو سوا سے اپنے درد کے فکر غیر کی نہیں ہوتی
 چاہے کوئی مسجد کو جائے چاہے کوئی تہخانہ کو ساری فکر میں تیری تیری غفالت و بیدردی پیدا کرتی ہو
 اور تیرے خیال میں نئے نئے نکلتے جاتی ہو اور جو صاحب درد ہو اسکو سوا سے غم دین کے اور کچھ نہیں ہے
 وہ مرد و کرد کو خوب پہچانتا ہو حکم حق کو وہ سرد و پر رکھتا ہو اور اپنی فکر کی حفظ ایک کنارے الگ
 رکھتا ہو انجلاؤں شرح بحر العلوم میں کل کو کل لکھا ہے

اس کا بیان کہ درمیان صحابہ کے کوئی حافظ نہ تھا

قولہ در صحابہ کہ ہر بی حافظ کسی ہر پہ شوقی ہو وہاں شان ابی ذالک چون معرض در گذرید بہ کچھ تنہا
 شد میں قیق و وا کفیدہ مغر علم افروز و کم شد پوستش + ذالک عاشق را بسوز و دستش + فشر جو رفتش و
 با و ام ہم + مغر چون آگند شان شد پوست کم + وصف رطلو بی چو صد طالعی است + وحی برق نور سوزان بجی
 چون تخیل کرد او صاف قدیم پس بسوز و وصف حادث را گیم + راج قرآن ہر کرا محفوظ بود + جل فینا از صبا
 می شود و جمع صورت با نہیں یعنی ثرون + ہیست ممکن جز سلطان شگرت + در نہیں مستی مراعات ادب
 خود نباشد + ہر بود با شر عجب + اندر ہنفا مراعات نیاز + جمع صند نیست چون گرد و دراز + جمع صندین از
 نیاز افتاد و نماند + باز در وقت سیر امتیاز + چون عصا معشوق عیان میشود + کور خود و رونق قرآن میشود +
 گفت کوران خود صنادیق اندر پرد از مروت + صحت و ذکر تیز + باز صند و ق پراز قرآن بہت + ذالک صند
 بود عالی بہت + باز صند و قی کہ عالی شد بار + بہ صند و قیکہ پرموش + شامہ حامل اندر جل چون تھا در

گشت دلائل پیش مرد سرود چون بطلوبت رسیدی ای طبع و شاد طلبگاری علم اکنون قبیح چون تندی بر با مائی لیس
 سر و باشت جستجوی فردان جز برای یاری تو تعلیم غیر سر و باشت راه غیر از بعد غیر آینه روشن که شد صاف و بلی بزل
 باشد بر نهادن عقلی پیش سلطان شش شسته در قبول چیل باشد جستن نامہ رسول و المعنی قشر مندی بکل و پرست
 جسق معرب پستہ تجی اما لہ بی لہم کا تنہا بین بہت کم ہوتا تھا جو کوئی حافظ ہو اور یہ نہیں کہ انکی جان کو قرآن
 شوق منو شوق از مد گروہ یہ بھی کہ انھوں نے اس کے منہ کو خوب کوہید تھا اور نہایت پیونچے تھے اس سبب
 پرست آنکے سامنے باریک ہو کے پھٹ گیا تھا جب مقرر علم کا بڑھتا ہو تو پرست کم ہو جاتا ہو جیسے عاشق کو عشق
 جلا جلا کے گشتا دیتا ہو دیکھ چکلا جزا و پستہ اور بادام کا جب منہ فرامین بجز تاختہا ہی پرست کم ہو جاتا اور
 طاہر ہو کہ وصف مطلوب کا بعد وصف طالب کا ہو وہ بدرجہ اعلیٰ بدرجہ اولیٰ اس سبب سے وہ وحی و
 برقی نور کی ہر جلانے والی قرآن کی ہر وردہ تقادین استحا و کیسے ہو پھر حاجت قرآن کی نہیں رہتی شعر بعد
 اسکی تفسیر ہو کہ جب اوصاف قدیم تجلی کرتے ہیں تو حادث کے وصف کی کملی بل جاتی ہو اسین بھی صفت
 قدیم کی ہو جاتی ہو جس کسی کو صحابہ سے چوتھائی قرآن بھی یاد تھا انکو صحابہ جیل فیما بینے بزرگ ہیں ہم میں کتے
 تھے گسوا سٹے حکوایے منی شرف و عیش حاصل ہو اور وہ صورت کے ساتھ بھی جمع رہے یہ کہ کئی کام نہیں
 سلطان شکوف و نادر یعنی عارف کامل کے کیسے ہو سکتا ہو کہ ایسی سستی و وجدین مراعات اوب یعنی شرع
 کی مرعی رکھے نہیں ہو سکتا بس اگر ہو تو قیوب ہو جیسے کوئی استغناء و الامراتب نیاز کے سبب لائے یہ جماع مذہب
 کب ممکن ہو اور کیسے ہو سکے تاہو نیاز و دونوں باہم ضد ہیں اول تو یہ جمع ہو نہیں سکتے اور انکے ساتھ شعر پھر
 کیسے امتیاز ہو کہ نازکیا ہو اور نیاز کیا ہو دیکھو جب عصا معشوق اندھون کا ہو جاتا ہو یعنی انکو نور نہیں ہوتا
 تو اندھا مسندوق قرآن کا بنتا ہو فرض یہ کہ جو معانی و اسرار قرآن سے اندھا ہو وہ الفاظ و نظم قرآن کا
 حافظ ہوتا ہو بس یہ صاحب اسرار معانی قرآنی اس حافظ الفاظ دانی سے بہت بہتر ہو جیسا کہ کہا ہو
 اندھے صندوق میں حروف و الفاظ قرآن اور نوکر نذر سے بھرے ہوئے نذر ترس و بیم اب فرماتے ہیں
 کہ نہیں پھر بھی وہ صندوق میں قرآن بھرا ہو آفراس صندوق سے جو غالی کیلئے ہاتھ نہیں ہو بہت رور
 اور پھر بھی یہ بات ہو کہ ایک صندوق تو غالی اذباہ ہو یعنی بارے تو غالی ہو لیکن موش و مار اسین بھرے
 ہیں تو ایسے صندوق سے وہ غالی ہی اچھا ہو اب فرماتے ہیں کہ حامل ان سب کا یہ ہو کہ آدمی اپنے
 معشوق کے وصل کی خاطر کشتیان اور دلاک لگا تا ہو اور خاطر فوشا مانگی کرتا ہو اور جب وصل ہو جاتا ہو تو
 وہ کشتیان آنکے سامنے سر و ناگوار ہو جاتی ہیں و لاد عجات و طاعت و عبادت سے ایسے ہی ای طبع جب تو
 اپنے مطلوب کو پہونچ گیا اور خاطر بقصد ہو پھر طلب و تلاش علم موصول مطلوب کی مذموم و مہج

ہو جاتی ہو مثلاً جب آسان کے باہر پہنچ گیا تو پھر سیڑھی اٹھان پر چڑھنے کو کیوں مانگا یا ان اناضرو کو
 کو غیر کی مدد دیکھ کر کیا سطرے جو کچھ کہنے لگے لیکن خود سہرہ راہ غیر کہ جس سے غیر کو پہونچنا ہو بعد حصول غیر کے
 سر ہو جاتی ہو جیسے ایک آئینہ روشن و صاف و جلی ہو پھر اسکو کسی صیقل پر رکھنا محض جل و نمانی ہو
 ایسے ہی بادشاہ کے سامنے تو خوش و خرم درجہ قبول میں بیٹھا ہو اور مہذ انامہ اور قاصد کا خواست نگاہ ہو
 کیسی جہالت ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں موش و مار کو ہوش لکھا ہو

بیان اسکا کہ طلب الہی لیل عند حضور المذلول قبیح والا شتغال بالعلم بعد الوصول
 الی المعلوم مذموم و ٹوٹو ٹھنڈا دلیل کا بعد سامنے ہونے مذلول کے قبیح ہو اور مشغول ہونا
 علم میں بعد وصول معلوم کے مذموم ہو

قولہ آن کی را یا پریش خود نشانہ نامہ بیرون کرد و پیش یا رخاوند بیٹھا و نامہ و درج و نشانہ واری ہو سکنی
 بس لایہاء گریہ و افتخار و درو و خزن خویش و خواری و بیزاری باہل و خویش و دوری و رنجورانی و جہان پرست
 و کر پیغام و رسول از مغرب و پست و بچیان میخانہ با معشوق خود تہا کہ بیرون شد و از عدد و گفت معشوق این اگر
 بہر علت گاہ چل این عمر ضائع کرد و دست و من پریشان حاضر و توانہ خوان بہت اس میں بڑی نشان عاشقان
 گفت ایجان ماضی اما ولیک و من نمی یایم نصیب خویش نیک انچہ میدیدم تو تو بارینہ سال نہیت اینم
 اگرچہ می بینم وصال و من ازین چیز نالای خورده ام و دیدہ و دل زاب تازہ کردہ ام چشمہ می بینم ولیکن آب نی +
 راہ آبم را اگر در درونی گفت پس من خیم معشوق تو بہ من سیلنا و و مراد و قوت و عاشقی تو بہ من و بر حلتہ +
 حالت اندر دست نبود ای فتی پس نیم گاتی مطلوب تو بہ من و جزو مقصودم ترا اندر من + خانہ معشوقم و معشوق
 فی و عشق بر نقد است و بر صندوق فی و معنی بقا و قوت و ہر دو نام شہر ایک عاشق کو معشوق نے اپنے سانسے
 بیٹھا یا اسنے ایک نامہ کھالا اور بار کے سامنے پڑھنا شروع کیا کہ حسین سکی روح و ثنائی اور اپنی زاری و
 سکنی اور بڑی خوشامدین اور گریہ اور افتخار اور خزن و در و اور خواری اور بیزاری خویش و اقربا سے
 اور دوری و رنجوری ہجرت سے اور کہ پیغام و قاصد کا غرض ہر طرح کا مغرب و پست ایسے ہی
 معشوق کے سامنے پڑھتا تھا یہاں تک کہ مد و شمار سے گذر آئے سکے معشوق نے کہا کہ اگر یہ بیان تیرا
 میرے واسطے ہو تو اب وصل کا وقت ہو حسین ایسی باتیں کرنا عمر ضائع کرنا ہو میں تیرے
 سامنے موجود اور تو میرے آگے نامہ پڑھتا ہو بھلا عاشقوں کے یہی نشان ہیں کہ ایجان تو تو بیشک
 موجود ہو مگر میں تو اپنا اچھا حصہ نہیں پاتا پار سال جو کیفیت تھے دیکھتا تھا وہ سو وقت تجھ میں نہیں پاتا
 اگرچہ وصال چل ہو میں نے تو اس چشمہ سے آب دلال پایا اور دیدہ اور دل کو اس آب سے تازہ کیا ہو

آب میں چہرہ تو دیکھتا ہوں وہ آب نہیں دیکھتا پانی کی راہ میری کسی راہزن نے مار دی کہا بس میں تیرا
 معشوق نہیں ہوں میں بنجار میں اور تیری مراد قوت میں پھر کہاں میں کہاں تیری مراد تو عاشق میرا نہیں
 میری حالت کا ہو اور حالت کسی کے قبضہ میں نہیں ہوتی بس میں تیرا مطلوب کلی نہیں ہوں میں تیرا زمانہ
 میں جزو مقصود ہوں تین خانہ تیرے معشوق کا ہوں معشوق نہیں ہوں تیرا عشق فقہ پر ہو صند عرق پر
 نہیں ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں ایسا کہ کو ایسا لکھا جو قول بہت معشوق کہ کہ او کی تو جو بدبتا و نہتہا
 او بود چون بیا پیش نداشتی منتظر ہم ہویدا او بود ہم نیز سر میرا حواست فی موتوف حال + بندہ این ماہ باشد
 ماہ و سال + چون بگوید حال را فرماں کند چون بخواہد چہ شہاراجان کند بہنتا بنود کہ موتوفست او منتظر نہشتہ شہ
 حال جو کیسی حال باشد دست او دست چہا نہشتہ دست او + گہ بخواہد مرگ ہم شہرین شود + خار و شتر
 نرگس و شہرین شود + او بود سلطان حال اندر روش + فی چو تو محروم از حال کوشش + آنکہ او موتوف حالت
 آدمیت + کہ کسی افزون و گاہی ہر کمیت + لیک صافی فارغیت از وقت و حال + صوفی ابن الوقت
 باشد در حال + حالنا موتوف فکر دای او بد زندہ الفیج میخ آسای او عاشق حالی نہ عاشق برنی بدربار باد حال
 برن سے تھی + آنکہ کہ ناقص گی کامل بود نہتہ معبود خلیل اقل بود + آنکہ آفل باشد و گہ آن و این نہتہ لبر
 لا احب الا فکلین + آنکہ او گاہی خوش و گہ ناخوش ست + یک مانی آب و یکدم آتش ست + برج مہ باشد
 ولیکن ماہ فی نقش بت باشد ولی آگاہ فی + معنی آب مقولات مولانا کہ کہ ہین کہتے ہین عاشق
 نے اپنے معشوق کو دوسرے حال پر پایا ایسا معشوق کس کام کا معشوق وہی ہو جو ایک حال پر ہو کہ تیرا
 بدبتا و نہتہا ہو اور تیرے عشق میں فتور نہ آئے اور ایسا کہ جب تو اسکو پاسے تو معرض ہتھار میں نہ پڑے کہ
 منتظر دیا کہ بیٹھے ہین کب برآمد ہو بلکہ ظاہر اور پوشیدہ دونوں حال میں پیش نظر وہ بادشاہ احوال کا ہو
 جسے کیفیتیں تغیر ہوتی ہین اسکا حال کسی حال پر موتوف نہیں بلکہ جملہ حال اس پر موتوف چنانچہ ماہ و سال نہیں
 تغیرات ہوتے ہین اس ماہ کے غلام ہین جہوت حال سے کہدے فوراً سجا آوری فرماں کی کرے اور جب
 چاہے جہون کہ کہ گنیف ہین جانوں لطیف سے بدل دے وہ منتہی نہیں ہر اس واسطے کہ موتوف ہو یعنی
 ہمیشہ یکساں نہتہ جس وجہیون کہ کہ منتہی ہو نہ منتظر کسی حال کا کہ اس کے انتظار میں ہو اسکا تو ہوا تو خود کیسیا ہو
 حال کا کہ ذرا ہلاتے ہی اس کا مست ہو جاتا ہو اور نہ لیتا ہو اگر دو چاہے تو مرگ مہی تلخ چہرہ شہرین ہو جا
 اور خار و شتر ب نرگس و شہرین بنجائین وہ ہر روش و طور میں سلطان حال کا ہو نہ تیری طرح کہ حال کشش و فلول
 سے محروم نہتہ انکی کشش تیرے حق میں نہتہ میں حال اس کے شوق کا بس جو موتوف حال و تغیر کا ہو آدمی ہو
 کہ کہی پڑھ جاتا ہو کہی گھٹ جاتا ہو لیکن جو صوفی صافی ہو یعنی اب الوقت وہ وقت و حال دونوں سے

نہت ہو کلاں صوفی ابن الوقت کے کہ بقیہ وقت و حال کا ہو اور جملہ حال اسکی فکر و اسے پر موقوف و موقوف
 ہوے اور اسکی نفع سے جو شل دم سب کے ہو زندہ و کشف ہو کہ صوفی ابوالوقت کے حال و وقت و نون و نون
 ہوتے ہیں کہ جو وقت ہو گئے وقت اسکی فوراً قیل کرتا ہو چنانچہ انبیا اور بعض اولیا اور ابن الوقت تاج
 وقت و حال کا ہو کہ مناسبت کے منہ سے نکلتا ہو اور حال بھی اسپر غلبہ کرتا ہو کہ یہ حال اکثر اولیا کا ہو
 یہ کوگ عاشق حال کے ہیں نہ کسی من کے اور اگر من پر پور تے ہیں یعنی عاشق ہوتے ہیں تو وہ عشق بھی
 اٹکا بامید حال ہی ہوتا ہو اور جو کبھی ناقص کبھی کامل ہو وہ معبود خلیل کا نہیں ہو اس سبب سے کہ ڈوبنے والا
 نیک شہرین من مرا و معشوق ظاہری سے کہ جو من و خودی سے بھرے ہوتے ہیں اور خلیل و دوست فیصل اور
 جو آغل ہو اور تنہا الاحوال وہ دلبر نہیں ہو لہذا سب لافلیں سے ہو جیسے طیل نے کہا تھا اور جو کبھی خوش ہو
 کبھی ناخوش ہو مثلاً آفتاب در ایسے ہی کبھی آب کبھی آتش اسکے عاشق نہیں ہو ہی من یعنی معشوق ظاہری ہو
 تو برج ماہ کا لیکن خود ماہ نہیں ہو اور ہر وقت نقش بت مگر آپ سے آگاہ نہیں کہ میں کون تو کہ بہت صوفی صفا
 چون ابن وقت و وقت را چون پر گزرفتن سخت ملک صافی غرق عشق ذوالجلال و ابن کس بے فارغ از اوقات
 و حال و غرق موری کہ اولم یولدت + لم یلد لم یولد ان ایزدست + در چنین عشق گرین گردنہ + ورنہ وقت مختلف
 بدہ + مگر اندر نقش زشت و خوب خویش + بگراند عشق و بر مطلوب خویش + مگر این را کہ حقیر می یا ضعیف + مگر اندر
 بہت خود ای شریف + تو بہر حال کہ باشی می طلب + آب می جو دانا ای خشکاب + کان لب خشک گواہی میدہم
 کو در آفر بر منبع رود و خشکی لب بہت پیغامی ز آب + کہ بات آرد یقین این منظر آب + کاین طلبکاری مبارک نیست
 این طلب در راہ حق مانع کشیست + این طلب منزع مطلوبات است + این سپاہ نصرت و رایات است + این طلب
 + چون خروسی در صباح + میزند نعرہ کہ می آید صبح + گرچہ آلت نیست تو می طلب + نیست آلت حاجت اندر راہ
 رب + ہر کراہی طلبکارا میسر + یار او شویش و انداز سر + کہ جو را طلبان طالب شوی + و زطلال غالبان لب
 شوی + اگر کی موری سلیمان نبیست + مگر اندر جنت او سست سست + ہر چہ داری تو زمال و پیشہ + فی طلب بود اول
 و اندیشہ + اگر کی گنجی پایا بداورست + و رہاستہ از طلب ہم قاصرت + ہر کہ فی جنت بیشک یافت او + چون سہ
 اندر طلب بیشک یافت او + چون نہادی و طلب پایا پس یافتی + و شد میری خطہ + بہن مباش از خواجہ یکدم فی طلب +
 + بیابی ہر چہ خواہی اسی عجب + عاقبت جویندہ یا بندہ بود + چونکہ در خدمت شتابندہ بود + و طلب چالاک شود ان
 فتیاب + ہی طلب اندر عالم باصواب + بمعنی فراتے ہیں جو صوفی صفا والا ابن وقت ہو لہذا وقت کو ایست
 پکڑے ہوے ہو جیسے میا پ کو کہ مقتضیات اسکے ہرگز نہیں چھوڑتا مگر جو صافی ہو وہ حضرت ذوالجلال کے
 عشق میں غرق ہو تو اسکا ابن نہیں نہ اوقات کا نہ حال کا سب سے نہت و فارغ اور سب کو ٹک گیا ہوا

وہ اس نور میں غرق ہو جو لم پور ہو کسی سے نہ جا گیا اور لم پور کی مصلحت خاص اس کی ہلک کہ وہ نور پر دانی ہو
 کہ کسی کو اپنے مہمان کسی سے جا گیا پس اگر تو زندوں میں اوم مارنا ہو تو جا ایسے عشق کو اختیار کر جو حیات جاودانی
 حاصل ہو نہیں تو وقت مختلف کا بندہ ہو جو کبھی کبھی کبھی ہو تو اپنے نقل و حرکت کو چاہے رشت ہو چاہے
 خوب اصلا خیال مت کر عشق اور اپنے مطلوب کی طرف و حیاں رکھ داس بات کہ یکہ کہ میں حقیر و ضعیف ہوں یہ
 مناسبہ کا عشق کہ ہو تو بے شرف و اشراف المخلوقات سے ہر اپنی ہمت کو غور کر ہمت ہمت ہو تو جس مال میں ہو
 اگر اسکو ڈھونڈھے جاوے تہ لب ہو کے ہیشہ پانی کی جستجو کہ جس جب تو تشنہ لب بیگیا تو ہی تشنہ لبی تیرے لیے
 گواہ بیگی کہ آفر ضرور تو سر چمپے ہو پوچھ گیا او سیراب ہو گا جان لے کہ یہ خشک لبی تیری ہی پیغام ہو خود آب کی طرف
 تھکے کہ بے یقین یہ منظر اب تیرا کھنکھو جاوے پاس لا گیا کسو اسطے کہ یہ طلبگار سی ہی فری مبارک ایک منیش ہو جو
 دل کو مطلوب کی طرف ہلانے جاتی ہو قرار پر نہیں جو طریقی اور راہ حق کے جو مانع ہیں انکی کشیدہ ہی طلب کنی جلا
 مطلوبات کی ہر اسی سے سارے مطلوب حاصل ہوتے ہیں اور سپاہ و ریایات نصرت کے یہ طلبہ ہو جو شل
 مرغ صبح کے نعرہ مارا کے کپڑی ہو کہ اب کوئی دم میں خوب چھیل لانا جو آفتاب ہو پیمان مراد آفتاب حقیقی ہو
 اگر تیرے پاس ساز و سامان نہیں ہو تو نو خدا کی راہ میں حاجت کسی سا جو سامان کی نہیں ہو تو او میر جو
 طلبگار اسکا پائے اسکا یار بن اور اسکے سامنے ادب سے سر جھکائے رہ اسوا اسطے کہ طالبوں کے قرب سے
 آدمی طالب ہو جاتا ہو اور غلامیوں کے سایہ سے غالب اگر کسی مور نے طلب سیانی کی کی تو اسکو موذیہ سمجھکے
 اسکی طلب میں سست سست نظر مت کرتے پاس جو کچھ مالی ہو اور جو پیشہ چاہتا ہو کیا اس میں پہلے سے
 طلب و فکر نہ تھی اسی طلب و فکر سے تو پایا اگر مور کو طلب سیانی کی ہو اور وہ پائے تو کیا عجب ہاں
 یہ تو ہو کہ اگر خزانہ کسی کو ملے تو نادہر ہو لیکن اگر طلب سے باز رہے اور نہ کرے تو قاصر ہی ٹھہر گا اسطے
 کہ بیشہ جس چیز کو چھوڑ دیا بیشک اسکو پایا بشرطیکہ جدا ور طلب جو اور اس کے ساتھ جستجو اور کوشش کرے
 خوب سمجھ لے کہ جان تو نے کسی چیز کی طلب میں پاؤں رکھا میں اسکو پایا اور میر ہوگی بخون و خطر کچھ اہل ہی
 نہیں خبردار کیونکہ دم بھر بے طلب رہے تو جو کچھ چاہے وہ پائے جیسا کہ کہا ہو آخر جو بندہ یا بندہ ہو کر قدرت
 میں قابل نہ وثابندہ ہو جس طلب میں چالاک ہو اور اسی سے کشود باب مقصود کی ڈھونڈو اور زیادہ کیا کہوں
 آگے اللہ خوب جانتا ہی اچھی طرح

حکایت اس شخص کی کہ حضرت داؤد کے وقت میں رات دن دعا کرتا تھا اور خدا سے
 رزق حلال مانگتا تھا سرخ کب کے

قول آن کی در محمد داؤد نبی و نذر دانا پیش ہر غمی دین دعا میکرد و دائم کلامی خدا و شرفی بے رنج روزی کن مرا

چون مرا تو آفریدی کاہلی در خم خواری سست صیغی بلی + ہر خزان پشت ریش بر او + ہر سپان و کشتان نتوان نہاد
 کاہلم چون آفریدی اسی علی + روزیم دم در آہ کاہلی + کاہلم من سایہ خیم در وجود و فقیر اندر سایہ ہسان وجود کاہلم
 سایہ خیم را اگر + روزی ہنما وہ طوح و کر + ہر کرپا ہست جوید روزی + ہر کرپا پائیت کن و لسنوی مدرق را یار
 بسوی این حسین + ابرابا دان بسوی ہر زمین + چون زمین را پائیا باشد جو دو تو ابرار را اند بسوی او و تو طفل
 چون پائیا شد ما و ہش + آید و نیز و طیف بر سرش در روزی خواہم ناگہ فی عقب + کہ نہانم من ز کوشش جز طلب +
 مدتی بسیار میکرد این دعا + روز تا شب شب ہر شب تا صبحی و خلق میزند بر گرفتار او + بر طمع غامی و بر یکبارہ کہ چہ
 میگوید عجب اسی سست ریش + یکسی و دوست + ہنگ بی ہشیش + راہ روزی کسب پنج ست و عقب + ہرگز این
 نادر شد و ر شد عجب + ہر کر او پیشہ او و طلب ما ازہ کسب عقب با رنج و تب + اطلبوا الارزاق من اسبابہا
 او غلو الاطمان من ابوابہا + شاہ و سلطان و رسول حق کمون و ہست و او و غنی و ذوقون + ہست ہر فرمان
 او و ہش و طیر و ہرہ دی زمین او ہست سیر با چنان غری و نازی کاہل و رست + کہ گزشتش عنایتی است
 معجزاتش بشیاء و وسعہ و موج بخشایش مداند و مداند المعنی علی باہم تو انگر متقبل بالفتح کاہل و سست فرمان
 ہین ایک شخص حضرت داؤد کے عہد میں ہر وانا و نادان کے سامنے یہ دعا کرتا تھا ہمیشہ کہ اجدا مجھ کو مالدار
 بے رنج کے عطا فرما ایسے کہ تو نے مجھ کو زخم فوار اور سست حرکت اور کاہل پیدا کیا ہو چہر جو کہ ہے پشت
 و ہیرا ہین اپنی توجہ گھوڑوں اور اونٹوں کا نلین لاؤنا چاہیے جب مجھ کو تو نے اس تو انگر و غنی کاہل پیدا کیا ہو
 تو مجھ کو روزی بھی اسی کاہلی کی راہ سے دے عین کاہل ہوں اور وجود میرا آرام طلب سایہ خیم
 اور وہ سایہ بھی تر ہے ہی احسان و وجود کا تو نے جو کاہل ہوں اور سایہ خیم کی عادت آرام طلبی کی کی ہو تو انکی
 روزی کی صورت بھی دوسری قسم پر کی ہو جس کے پانٹوں ہین وہ دوڑ جھپٹ کے اپنی روزی ڈھوڑھ لیتا ہو
 اور جس کے پانٹوں نہیں ہین انکی و لسنوی تو کر تو رزق کو مجھ غلین کی طرف دوڑاتا رہ جیسے بار باران ہر زمین
 کی طرف دوڑاتا ہو ایسے کہ زمین کے چپاٹوں نہیں ہین تو جو تیرا بر کو و ہتا کر کے اسکی طرف دوڑاتا ہو
 ایسے ہی بچ کے پانٹوں نہیں ہوتے خود مان انکی اسکارا تب پہونچانے اس کے سر پر آتی ہو عین بھی ایسی ہی
 روزی بچ و عقب چاہتا ہوں کہ یکایک مجھ کو ملتی رہے میں سوائے طلب کے اور کسی قسم کی کوشش
 نہیں رکھتا اسی صل بہت مدت یہ دعا کرتا رہا دن رات اور صبح شام مخلوق انکی باتوں پر ہستی تھی اور
 نیز انکی طمع خام اور لڑائی پر کہ خدا سے لڑتا ہو اور عقب سے کہتے کہ یہ احمق سست ریش کیا بکتا ہو یا کہ
 کسی نے ہنگ پیوشی کی دیدی ہو روزی ملنے کی راہ تو کہ بے رنج و عقب ہو بے اس کے غیر ممکن اور اگر
 بے اس کے ہو تو عجب ہو آنے کہ سیکو ایک پیشہ بنا دیا ہو اور طلب رزق کی دیدی ہو اور کہدیا کہ اسی کسب

عقب اور رخ بہت سے روزی کو خود بخود ہی اسباب اٹھنے کے ہیں جیسے گھروں میں آنے کی آواز دہکنا
 اور تمام شاہد و سلطان اور خود سول حق جواب ہیں یعنی داؤد علی کہ ہنرمند ترین جنگے فرمان میں وحش و طیرین
 اور جنگی تمامی زمین سیرگاہ ہو خواہ باعتبار رسالت خواہ بطاظ سلطنت اور کیسے غرت اور کیسے ناز و اے
 خدا کے نزدیک کہ جنگ و اندک کی عنایتوں نے چھالیا ہو اور سب متعینی کیا ہو حجرات ان کے بے گنتی ہیشمار موج
 رحمت الہی کی جلی مدد و مدد کہ ایک کی دوسری آئی تیسری آئی اور علی ہذا قولہ پچاس اخذ آدم تا کنون
 کی ہرست آواہن چون ارغنون ہر کو ہر وعظی میر اند دولیت مادمی را صوت خوش گردنیت و شیر و آہو جمع
 گرد آفران و سوی تذکیرش منغلزین ازان ہر کوہ و درقان ہم رسائل بادشہ ہر دو اندر وقت دعوت
 عمرش و این و صد چندان مر اور ہجرات و نور ویش بے جہات و در جہات و باہر تکیں خدا روزی او و کردہ ہند
 بستہ اند چہ تو بی زہد بانی و رنجی روزیش می نیاید باہر پیرویش و اینچنین مخدول و پس ماندہ و خانہ کدہ دون گردن
 راندہ اینچنین ہر بیخود ہر کوہ و پانی و خود ز آفتی خواہ کہ ہر بخش زور و بی تجارت پر کند اس ز سوز و ہلچین
 گنجی نیاید و جہان کہ بر آید ہر فلک بی زربان و این ہی گفتش تہذیب دیگر و کر سیدش روزی و آہو بشیر و زان ہر چند
 مارا ہم بدہ و ز سنجیابی ہر ای سالار و و او ازین تشنہ مردم و نفوس و کم نیکو را ز دعا و چا پوس و تا کہ شد
 مشہور و مشہور و شیر کو ز انبان سہی جو ہر پیرویش و شد مثل در خام طمی ان گدا و او ازین خواہش نمی آمد جدا و کم نیکو
 از دعا و اہتہال و کرد و اجابت مستعان و او بجلال و کر کران و گر شاہدہ بود و عاقبت جو بندہ یا بندہ بود
 و معنی آغزون ارغون ہر یک مخفف ارغنون نام ساز وضع کردہ افلاطون تذکیر و عطا کننا و غفل
 غفلت کنندہ سائل ہر امان و ہر زبان شہیر ہر مشہور و اہتہال تشخ و زاری یہ اشعار بھی حضرت کی صفت
 میں ہیں جو کہ کہتے تھے کہ حضرت آدم کے وقت سے اب تک کسکی ایسی آواز مثل ارغنون کے ہوئی ہو کہ
 سوز و درد سے آدمیوں کو یہ حال کہ و عطا کے وقت سیکرٹون مرجاتے ہیں پھر کسکی آواز ایسی ہو جو آدمی کو
 نیت کرے کہ کام و عطا او کے شیر و آہو کٹھے ہوتے ہیں اس وقت میں ہر وقت مخالفت کے شیر سے آہو
 آہو سے شیر دون غافل و بیخبر ہوتے ہیں پہاڑ میں سب ان کے دم کے ہم رسائل ہوتے ہیں ای ہر زبان یعنی
 جو کہ کہتے ہیں وہی کوہ و من گتے ہیں اور جب وہ دعوت دین کی کرتے ہیں یہ ان کے محرم ہوتے ہیں تہی اہل
 یہ جو بیان کیا گیا ہو ایسے سو گئے تو ان کے معجزات اور ان کے سوا اور انکی صورت کا جو بے جہات ہو اور رہتا
 ہے جہات اس سبب کہ وہ فوراً اسی سے ہر جو بے جہات ہو اور رہتا اس وجہ سے کہ دنیا میں ہر خوشی
 ہر بچہ انکی حیات الہی نے ہر وقت اس تہہ کے روزی حیرت سے متعلق کی ہو تو اور کیا چاہا ہے زہد بانی اور رخ
 روزی کے انکو ہی روزی میں ملتی تھی باوجود انکی پیروزی کے اور یہ مخدول پس ماندہ خانہ مریا و چہیز فلک کا

کھلا ہوا بخت چاہے کہ کسین خزانہ پادشاه اور میرا پانوں میں کس جیسے اور طاقت سے چاہتا ہو کہ برطن
 کسی رنج کے جھٹ پٹ بے تجارت دامن سو سے بھریوں ایسا خزانہ توجہ ان میں نہیں ہو بھلا بے زبان
 کون آسان پر چڑھ سکتا ہو کوئی شہر سے کتنا کہ لے یہ زہر ہو کہ یہ تیری روزی ہو اور تیرے واسطے بشارت ہو
 تو بہت خوش ہوتا اور ہنسے کتنا کہ مجھے کو دیدے اور جو کچھ تھکے سردار وہ سے پایا کرے ہلکے بھی دیا اگر گھر اس مستحو
 استنزا سے اپنی دعا و خوشامدین کی نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ شہر میں معروف و مشہور ہو گیا کہ فلان خالی
 انبان سے میز ڈھونڈ تھا ہوا تباہ مراد عہد ان وغیرہ سے عرض یہ کہ تمام شہر میں خام طعمی میں مثل ہو گیا
 خام طعموں کو اس سے مثال دیتے تھے لیکن وہ اس خواہش سے جدا نہیں ہوتا تھا جیسی دعا و زاری
 کیا کرتا تھا ویسی ہی کرتا ہوا ذرا نگہا آخر اسکی دعا حضرت ستان خدا بکمال نے قبول کی شعور یہ قول
 مولانا مہ کا ہو کہ اگر گران ہو یعنی بھاری کہل نہیں سکتا یا شاہ بندہ مگر ہوئے جو بندہ بیشک یا بندہ ہوگا
 دوڑنا گاؤں کا کھرمین اس دعا کرنے والے بزاری کے کسو اسٹے کہ دعا کنندہ میرے حال
 ہو حق تعالیٰ سے پس الحاج سائل کا اسکے سوال سے بہتر ہو قال انہی صلی اللہ علیہ وسلم
 ان اللہ یحب المؤمنین فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے الحاج کہ غرض
 قولہ تاکہ روزی ناگمان در چاشنگاہ این دعا میکرو بازاری و آہ ناگمان در خاند اش گاوی و دیدہ شلخ
 زوہشت در بند و کلیہ گاؤں گستاخ اندران خاند بخت مرد و بخت و تو انہماش بست پس گلوئی گاؤں
 بریدہ انزمان و بی توقف بی تامل بی امان و چون سرش بر پیشد سوی تصاب تھا ابوش بر کند و رو شمشابہ
 اسی تھا شاگرد و چون چہن چہن و چون تھا ضامینی تمام دین و سہل گردان رہنا توفیق دہیہ تھا ضار
 سہل برامندہ و چون زلفاس زلفا ضامینی و زرخیش در سراشی شاہ غمی و بی توقف و قافیہ شام و سحر زہرہ
 کی دادر کہ آید در نظر نظم تنہیں قوافی اسی علیم بندہ امر توانا از ترشیم چون سن کر وہ ہر چیز امانت بی تیز و تہیز
 ہر کی تیج بر نوع و گرد گویہ و از مال ان میں خبر آدمی منکر تیج جواد و ان جواد از عبادات استاد و معنی
 اباب کبر و پست حیوان فرماتے ہیں ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ یہ دیکھ کر وقت بہ آہ و زاری دعا کرتا تھا
 کہ آگاہ اسکے خانہ کی طر ایک گاسے دوڑ کے آئی اور سینک مار کے گواڑ توڑ دیے کہ دروازہ کھلیا گویا
 وہ سینک گشت و در کا کلید تھا جس گاسے گھر کے اندر گھس گئی اسنے چھپٹ کے اسکے ہاتھ پانوں باندھے اور
 فوراً اسکا کلا کاٹ ڈالا ذرا توقف و تامل دیکھا اور مطلق الامان ندی جب سر کاٹ چکا تو تصاب کے پاس
 گیا کہ جلدی سے اسکا پست اوٹھو دے اب مقولات مولانا مہ کے ہیں فرماتے ہیں کہ اسی تھا شاگرد
 باطن کے تو ہر پستل نہیں کے جو اپنے خروج کی واسطے تھا ضامخت دروزہ کا دوا پر رکھتا ہے تھا ضا تمام دین کا

اگر باور کیسے کرنا ہو اتمام دین سے مراد عبادت کامل یا عشق ہوا سطر کہ اہل مکمل کو فی رہنجام مددگار یا تو اس
راہ کو سہل کر دے اور رہنما و مددگار ہو یا تقاضا چھوڑ دے یہ تکلیف ہم پرست رکھ خوب جانتا ہو کہ ہم مفلس ہیں
پھر مفلس سے تقاضا نہ کیا کیسا تو باوجود غنی اول اسکو خفیہ دیدے پھر تقاضا کرتا وہ دے سکے
ایک ذرا سی بات ہو کہ یہ نظم و قوافی کہ صبح و شام ہم باندھے رہتے ہیں انکا یہ زہر ہک بوجہ کسی
نظم میں آئین علیٰ ذہن نظم جنسین قوافی یا معلیم سبیرے بندہ حکم کے ہیں تیرے ترس و بیم سے معذور کیا جو
خلافت امر کر سکیں اور کیسکو نظر آئیں تو نے ہر کسی کو سبج اعلیٰ خوان بنایا ہو چاہے کوئی بے تیز و تہا
سے ہو یا بے باقیتر سے اور ایک کی تسبیح دوسری قسم کی کہ سبب اپنی اپنی تسبیح کرتے ہیں اور ایک دوسرے
کے مال سے خیر آدمی جاد کی تسبیح کا منکر ہو اور مال یہ کہ وہ جاد اپنی اپنی عبادت میں استاد و قولہ
بلکہ ہفتاد و دو ملت ہر کی بے خیر از یک گرو اندر یکی، چون دوزا طق را ز حال ہر گز نیست آگہ چون بود دیوار
و درہ چون من از تسبیح ناطق غافلہ چون بداند نہ صامت دلم ہست سنی را یکی تسبیح خاص ہست جبری
صدا آن در خاص سنی از تسبیح جبری بخیر جبری از تسبیح سنی بی اثر بدین ہیگوید کہ واضاعت گم بے خیر از حال وہ
دلم رقم وہ ان ہیگوید کہ این، اچہر جنگ شان افگند یزدان از قدرہ گوہر ہر یک ہوید ایسکندہ بمنزل از منہ
پیدا ایسکندہ قدر از لطف داند ہر کسی مد خواہ نادان خواہ دانایا ضعیف و لیک لطفی قدر چنان شدہ، یا کہ قری
و در دل لطف آمدہ، گم کسی داند گر تباہی کوش بود در دل محک اجانبی، باقیان زمین و کانی می برند
سوی لاند خود بیک پرمی پرندہ لطفی قرأتے ہیں جادات ہی پر کیا تو قوت بہتر فرقتے جو اہل اسلام کے
ہیں ہر ایک ہر ایک سے خیر اور رشک میں چہر ب ناطق ناطق کا حال نہیں جانتا تو در و دیوار سے کیسے آگاہ
ہو ظاہر کہ ہر گاہ ہم تسبیح ناطق سے غافل ہیں تو صامت کی تسبیح ہمارا دل کیا جانے اب دیکھو سنی کی تو
ایک تسبیح خاص جدا ہو اور جبری جدھر کو جاتا ہو اسکی گریز گاہ جدا کر سنی تسبیح جبری سے خیر ہو اور جبری سنی
کی تسبیح سے بے اثر یہ تو کہتا ہو کہ وہ گمراہ اور بہکا ہوا ہو اور اسکے حال اور اہم رقم سے خیر کہ یہ بھی اسی کے
امر کا اٹھایا ہوا ہو اور وہ کہتا ہو کہ اسکو کیا خبر وہ غنوں میں حضرت یزدان نے فضا و قدر سے لڑائی ڈال
دی اس صورت میں گوہر نعل ہر ایک کی ظاہر کرتا ہو اور نا جنس سے جنس کو پیدا کرتا ہو کہ یہ فضل ہو یہ ہمت
قدر و لطف میں تو دانا بیدانا دن یا نا چیز یا چیز سب تیز کر سکتے ہیں کہ یہ قدر ہو یہ لطف ہو لیکن جس لطف میں
قدر چاہا ہو یا جس قدر میں لطف پوشیدہ اسکو کوئی نہیں جانتا کہ وہی جو ربانی ہو کہ واسطے کہ وہ اپنے دل میں
کوئی کیا سوسنی کی ایک نمودہ جان ہو جس جو لوگ باقی ہیں یعنی عاشق حیات جاودانی والے ان
دو نمونہ کے جھکوں سے بہا ہوا اور ایک پر سے جو توحید ہر کر کے اپنے تہانہ کو پہونچے ہیں جس آشیانہ سے یہاں آئے تھے

اس بیان میں کہ علم کے دو پرہیز اور کمال کا ایک پرہیز

قولہ مرغ یک پر زود افتد مرغوں باز پر تو کو گامی یا فزون می فتد فی نیز آن مرغ گمان دیا سیکے پر
 بر امید شہیان و چون از طعن و راست علمش رو نمود شد و پر آن مرغ و پر با و ان شود و بعد از ان پیشی سویتا تقیم
 فی علی و جبکہ او تقیم باد و پر برمی پر چون جبریل بیگان و بی فکر فی قبال و قیل و گریہ عالم بگویش قوی و بر و
 پروان و دین ستوی و او نگر و گریہ تر از گفت شان و جان طاقی او نگر و جفت شان و جبرہ گوید او را گوی کو
 پنداری و تو بر گ کمی و او نقتد در گمان از طعن شان و او نگر و و در و من از طعن شان و بلکہ گردید و کوہ آگ جفت
 گویش با گری ہادی و جفت پیچ یک ذرہ نیاید و خیال مطمئن و موقن و بی احتیال بمعنی فراتے ہیں کہ
 مرغ ایک پر یعنی ایک باز و والا جلدی او نہا گرتا ہو پھر گر کے و ایک قدم یا زوہا گرتا ہو پھر گرتا ہو
 پھر اٹھتا ہو اس امید پر کہ آشیانہ تک پہنچ جاؤں اور یہ مرغ یک پر گمان ہو جبکہ وہی اس نمن سے چھوٹ گیا
 اور علم نے اس کو اپنی صورت دکھائی تو وہ دو پر ہو گیا اور پر پرواز کے لیے کھولے پھر تو برابر سیدھی راہ
 چلا جاتا ہو جیسے کہ فرمایا سو یا علی ہر اس تقیم فیضے برابر مستقیم پر چلا جائیگا نہ ایسا جیسا کہ کہا ہو علی و جبکہ اپنے
 گر گر پڑے او نہ سے نمٹا جیسے جبار کہ مل نہیں سکتا بلکہ وہ دونوں پر وں سے چل چل کے اڑتا ہو اب گمان و فکر
 اور حال و قیل یعنی بحث و فکر اس سے پاک ہو اب اسکا یہ حال کہ اگر تمام جہان کے کہ وہ شخص تو ہی ہو جو
 راہ یزدان پر ہو اور دین رست پر تو تنگی جان جو ان لوگوں سے طاق و بعد اہو بھی جفت انکی ہنوگی یعنی
 کبھی خوش ہنوگی اور جو سب یہ کہیں کہ تو گراہ ہو ہر چند آپکو کوہ ہانتا ہو مگر برگ کاہ بھی نہیں تو اس طمع و
 بد گوئی سے بھی انکی وہ در و من ہو گا طعن و مزہ بلکہ اگر کوہ و دریا گفت و کلام میں آجائیں اور وقت
 مکالمہ کی پا کر اس سے کہیں کہ تو بار و جفت گراہی کا ہو وہ ذرہ بھران کے خیال میں نہ پڑیگا اور بخوبی
 مطمئن اور یاقین اور بے احتیال ہی رہیگا کیونکہ علم لہیقین سے بہرہ یاب ہو چکا ہو

رسخو رہونا آدمی کا جو ہم عظیم خلق اور رغبت شرمین کی ہر طرف اور حکایت کو دکان کے معلم کی

قولہ کو دکان بکتی ازاد ستا و شرح دیدند و ملال و اجتناد و مشورت گردند در تعویق کار و تا معلم در رفتد و ضلالت
 چون بنی آید و را رسوخو بی و کہ گیر و چند روز او دوری ہمارا ہم از جس از تنگی کار بہست او چون کوہ خارا بر قرار
 ان کی فکر یک ترین بر کر و کہ گویا ہوتا چونی تو زود پذیر باشد رنگ تو بر جانی غیت و این اثر یا از ہوا یا از تپے ستا
 اندکی اندر خیال فتد ازین و تو برادر ہم مدکن نہیں و چون در آئی از در کتب گویا پذیر باشد و ستا احوال تو
 آن خیالش انکی افزون شود و کرنیال عاقلی مجنونی شود و آن سوم و ان چارم و پنچم جنین و در پی ما غم نماید و جنین
 تا چوسی کو دکان تو ازین خبر متفق گوید یا بہت فقر و ہر کی گفتش کہ شاہ اش ای زکی و با و نہشت بہ عسالت متکی و

متفق گفتند در عمد متفق کہ نکر و انداختن را ایک متفق بعد از ان سو گند و ادا و عکراہ تاکہ نماز سے نگو میا جہا
معنی کتب کے لڑا کون نے جو اساتو سے ملال و رنج اور اجتہاد بہت سا دیکھا تو با خود مشورہ کیا کہ کسی طرح
اسلام اضطرار میں پڑ جائے جو متوقف و درنگ اس کام میں پڑے کام بند ہو جائے یہ معلوم تو کبھی جاری بھی نہیں ہوتا
کہ چند روز کو تو جسے الگ ہو جائے تو ہم قید اور اسکے تنگ کرنے سے چھوٹ جائیں یہ تو کوہ غار کا طبع
ہر وقت جاری رہتا ہو انہیں ایک دیر تک تر تھا اسنے یہ تدبیر کی کہ میں کمون ادا اساتو تم زرد کیوں ہو گئے
خیر جو تمہارا رنگ کیوں اڑا ہوا ہو منور یا تو ہو کا غل جو یا کسی پت کا میرے کہنے سے کچھ تھوڑا اس خیال میں
پڑ جائیگا پھر دوسرے سے کہا اچھا تو اسی کی مدد کیجیو یعنی دروازہ سے مکتب میں جھستے ہی کہنا غیر معمولی
اساتو تھا را کیا حال ہو تیرے کہنے سے وہ خیال تھوڑے سے بہت ہو جائیگا کسواسے کہ خیال ہی سے
عاطل دیوانے ہو جاتے ہیں پھر تیر اور پوچھا یا جوان ہمارے کہنے کے بعد غم و مالہ لیا ہر کرین پس جب تیس
گڑے کے متواتر متفق یہ خبر کہیں گے تو ضروری ہو جائیگی ہر لڑکے نے اسکو شاباش کر کے کہا کہ کیا کہنا ہو انہو کی
تو نے خوب سوچا خدا کرے تیرا نصیب سکی عنایت پر ہمیشہ تنگی رہے پھر نے باہر گھر عہد مضبوط کیا کہ کوئی
رضیع اس عہد سے بدلے نہیں متفق ہو کے ایسا ہی کریں بد اسکے اسنے لڑکوں کو قسم دی کہ تا کوئی غلطی نہ کھائے
اس بیان میں کہ عقلیں مخلوق کی اصل فطرت میں متفاوت ہیں اور معتزلہ کے نزدیک
مساوی اور تفاوت عقول کا سبب علم کے ہو

قول رہی ان کو کہ پھر ہذا زہد عقل اور پیش میرت از مرہ ان تفاوت بہت عقل بشر کہ میاں ہوا
اندھوہ دین قبل فرمود و احد و عقل مدور زبان بہان بود حسن چال و اختلاف عقلماء و اصل بود و ہر دو
سنان بایر شوزد بہ خلاف قول اہل اقل و اہل کہ عقول از اصل دارند اعتدال و تجربہ تعلیم پیش از کم کنند ہا یک
ہو کی اعلم کنند باطل ستاین زانکہ راہی کو و کی کہ مدار و تجربہ در کم سن و بگذر و زانہ پیشہ مردان کار را عاجز آید
کارشان در منظر ابر و میداندیشہ زان طفل خرد پیر یا صد تجربہ ہوئی ثر و خوف و فزون آن بہ کہ آن فطرت بہ
ما زافزونی کہ جہد و فکر است تو گو وادہ خدا بہتر بود یا کہ لنگی را ہوا را نہ رود و لہذا معنی فرماتے ہیں و کھوہ اس
لڑکے کی سب کی راے پر غالب پڑی کہ عقل اسکی پیشوا اس کا کہی عقول کی تھی آدمی کی عقل میں یا ایسا
فرق ہو جیسے مشوقون کی صورتوں میں ہوتا ہو کوئی کم کوئی زیاد اسی سبب سے حضرت احمد نے فرمایا ہو کہ
آدمی اپنی زبان میں چھپا ہوتا ہو حسن و قبح اسکا جس معلوم ہوتا ہو کہ جب وہ کچھ زبان سے کہتا ہو جس اختلاف
عقلوں کا اصل ہی سے چلا آتا ہو اسی کے موافق قول سنون کا ہو اسی کو سننا ماننا چاہیے برخلاف قول
معتزلہ کے وہ کہتے ہیں کہ عقلیں اصل میں سب کلی برابر ہیں لیکن تجربہ و تعلیم سے کم و بیش ہوتی ہیں اسی سبب

ایک دوسرا ایک دوسرے سے اعلم و انا تر ہو جاتا ہو مولا فرماتے ہیں یہ قول باطل ہے اگر بارہویوں
اور تجروہ سے کم و بیش ہوتیں تو اس لڑاکے کی رائے ایسی کیوں ہوتی جو کم سن ہو اور نا تجربہ کار جسکی ہنر
مردان کا رہے بڑھ گئی آسنے اپنے معاملہ میں ایسی بات سوچی کہ تجربہ کا بھی نسوج سکے اور مضطر امین ٹپکے
عافز ہوتے ایسا اندیشہ اس طفل خرد سے پیدا ہوا کہ بوڑھے نے باوصف سیکڑوں تجربوں کے اسکی بو بھی
یہ سونگھی اور جو قلم و تجربہ سے بڑھتا ہو تو وہ افزونی بھی وہی اچھی جو بقتضاے اہل فطرت کے ہر نہ وہ افزونی
کہ جہد و فکر سے ہر اسیلے کہ وہی کو کسی کب پہنچ سکتا ہے تو ہی بتا جو چال کہ خدا داد ہو وہ اچھی یا انگڑا
اچھی چال والوں کی طرح چلے وہ اچھا اختلاف شرح بحر العلوم میں کم سنی کو مسکی کی شکل لکھا ہو میں نے
تو ہکو کم سنی سمجھا ہو سو لکھ دیا ہو

دہم میں ڈالنا لڑکوں کا استاد کو مکر سے

قولہ روزگشت و آمدن کان کو دوکان بربرین فکر تہکتب شادان جملہ استاد بد بیرون منتظر تا در آید اول
آن یار مصر و انکہ منبع او برست این ماسی داء سر امام آمد ہمیشہ پامی را اسی مقلد تو جو پیشی بران رکوبود
منبع ز فہر آسان و اور آمد گفت استاد اسلام و خیر باشد رنگ رویت زرو و نام و گفت استاد نیست
رہنی مرزا تو بر فہشنگو یادہ طلاء نفی کرد اما غبار و ہم بد اندکی اندر دیش ناگاہ زد و اندر آمد و گری گفت
وینہین بد اندکی آن دہم افزون شد برین منہچین تا دہم اوقوت گرفت دماندہ حال خود بس و گفت
المعنی حصر بضم کی کام پر کھڑا ہونے والا فرماتے ہیں جب دن ہوا لڑکے اسی فکر میں خوش خوش کتب کو
آئے اور سب باہر منتظر کھڑے ہوئے تو وہ پہلا یار جو اس کام پر کھڑا ہوا ہو آجاسے اس سبب سے کہ یہ چشمہ
کھالا ہوا ایسی رائے کا تھا جیسے ہمیشہ پاٹوں کا امام سر جواب فرماتے ہیں اسی مقلد تو جو پیشی امام پرست ہونے
کو دہ پشیمان آسان کا ہو اور نیزے پاٹوں کتنے جس ہی لڑکا آیا استاد کو سلام کر کے بولا خیر ہو تمہارا رنگ رو
کیون زد ہو استاد نے جھڑک کے کہا جا اپنی جگہ بیٹھ ہو وہ مت بک مچھکو کوئی رنج نہیں ہو اگر چہ اسکے قول کی
نفی تو کی لیکن غبار دہم بدکا بھی قدرے دل پر پڑا پھر دوسرا آیا آسنے بھی ایسے ہی کہا اب اسکا کہنا اس
دہم پر پڑھا غرض ایسی ہی یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ دہم خوب قوت پکڑ گیا اب تو اسٹاپنے حال میں
متعجب حیران ہوئے کہ یہ کیا بات ہو ہلا کلمہ تہنید و دہر کا ہے

رہجو رہو نا فرعون کا بسبب ہم کے قعیطہ مخلوق سے

قولہ سجدہ خلق از زنج از طفل و مرد و زود فرعون ارہجو کر دگفتن ہر یک خداوند و ملک و چنان کن و ش و ہمہ شکست
کہ بدعوی آئی شد و لیر از دہا گشت و ہمیشہ بیج سیر عقل جزوی آفتش و ہمت وطن و ز نکر و دلیات شد و را و

ہر زمین کریم کر رہی ہو وہ آدمی بی وہم و بین میرود بر سر دیوار عالی کر روی و گرو گز عرش شود کفر می شودی +
 بلکہ می آتی ذکر دول وہم و ترس و ہی انکو بگنہ ختم یعنی فرماتے ہیں و کیو اس ہم ہی سے دل فرعون کا رنجور
 ہوا جب مخلوق کیا زن اور کیا مرد اور کیا بچہ سجدہ کرنے لگے پس اس وہم سے کہ میں ایسا ہی ہوں دل اسکا
 رنجور ہو گیا ہر طرف سے خداوند و ملک سن شکے ایسا وہم میں نہ ملک ہوا کہ دعویٰ خدائی پر ولی ہو گیا اور
 بھی اس قدر کہ اثر و انگیا اس دعویٰ سے یہ ہی نہیں ہوتا تھا اب فرماتے ہیں ایک تو اسکی عقل جزوی
 وراسی دلی آپس رفت وہم وطن کی اور خود اس عقل کا ظلمت میں وطن پھر ایسی عقل کو نیک و بد کیا سو مجھے
 ظلمت سے مرا وہم و کیو یہ وہم ایسی چیز ہو کہ اگر زمین پر کادہ گزراہ ہو تو آدمی اس پر خوبی چل سکتا ہو اور نہ
 ہو کہ پھر کیا اور اگر کوئی دیوار بلند ہو اور وہ گز اسکا عرض تب بھی آپس چل سکیگا ٹیڑھا ہو ہو جائیگا بلکہ وہم
 ایسا دل کا بننے لگیگا کہ گری پڑیگا پس اب تو وہم کے خوف کو اچھی طرح فور کے سمجھئے اختلاف شرح بحر اودم
 ترس و ہی اعلیٰ لکھا ہو میری دانست میں عطا صبح نہیں ہوا سو اسطے کہ وہ ترس ہم ہی کا ہی ترس علی

بیچارہ چوچانا استاد معلم کا وہم و خیال سے

قول گشت استاد سخت سست از وہم و بیم و بر جیدوی کشا خندا و کلیم خشکین بازن کہ مہر است سست ہن
 بین عالم نرسید اوخت + خود مرا آگہ کر داز رنگ من + قصد دار دنا ہر داز رنگ من + او کسین جلوہ خودست
 گشت + بنجر کہ نام من افتاد طشت + آمد دور را بہ بندی بر کشا و د کوکان اندر پی آن او ستاد و گفت زن
 خیرست چون زود آدمی + کہ مبادا ذات نیکیت را بدی + گفت کوری رنگ و حال من بین + از غم بگیا کجا
 اندر زمین + قیروں خانہ از بغض و نفاق + ہی بینی حال من از احراق + گفت زن + چوچا بہ ہی نیست
 وہم وطن لاش بی معینست + گفت ای تو بہندی در کج + ہی نہ بینی در تغیر و ارتجاج + کہ تو کو رو کر شدی مارا چ
 جرم + مارین بنجیم و در اندوہ کرم + گفت + چوچا + بیام آئینہ + تا بدانی کہ در اعلم من گند + گفت + رو رو چو تو
 چو آئینہ ات + دوا سدا و بغض و کین + ومنت + جائے خواب مرا و گستران + تا بنجیم کہ من شد گران +
 زن توقف کرد و روش با نگ زد و مکی عدوز و ترزا این می نزد + یعنی آخر اقل سوختہ ہو نا لاش
 مخففت لاش + غبار اضم زن فاشہ کج بفتح اول ستیرہ از تجاج با کسر زید + گرم باضم اندوہ و منت
 بفتح تین گناہ و فساد آجی اصل وہ وہم ایسا قوی ہوا کہ استاد وہم و خوف سے نہایت سست ہو گیا اور
 فوراً اٹھ کے کل اوڑھ لیا اب جو رو پر نہایت خفا کہ اسکو مجھے ذرا محبت نہیں ہو کہ میں اس حال کو پہنچا
 اسنے پہلے مجھے نہ کہا اور میرے تغیر سے مجھکو آگاہ کیا وہ تو چاہتی ہو کہ کیس طرح میرے رنگ سے
 جھوٹ جائے اسے کیا پرواہ + اپنے حسن و جلوہ میں مت ہو میری اسکو کیا خبر نہایت کہ اب غار پر ملا

ہو گیا ایسا کہ لوگوں نے پہچانا لقصہ کیت سے گھر کو آیا اور مارے غصہ کے بڑے زور سے دروازہ کھولا اور لڑکے جو ان استاد کے استاد تھے پیچھے پیچھے عورت نے دیکھ لکے کہا فیہو کج تم کیسے جلدی چلے آئے انتہا متھاری ذات کو ہر جڑائی سے محفوظ رکھے کہا گیا تو اندھی ہو میرا حال نہیں دیکھتی ہاں تجھ کو میرا غم ہی کیا تو تو غیروں کے غم میں غرق ہو رہی ہو تو گھر میں موجود اور وہ جو تیرے دل میں بغض و نفاق ہو اس کے لئے میرا حال کب دیکھتی ہو کہ میں اشراف میں مبتلا ہوں عورت نے کہا ایجا وہ تجھ کو کچھ رنج و بیماری نہیں ہو تیرا وہم و گمان محض لاشعرا و مجنی ہو کہا او فاشہ تو ابھی تک اسی ستیز و لجاج میں ہو نہ میرے بغیر حال کو دیکھتی ہو نہ کلپنے کو بس اگر تو اندھی بہری ہو گئی ہو تو میری کیا خطا کہ میں تو اس رنج و اندوہ سخت میں آلودہ ہوں عورت نے کہا ایجا وہ میں آئینہ لاؤں تو اپنی صورت دیکھ تو جانے کہ میرا کوئی گناہ نہیں کہا جا چلی جا تو کیا اور تیرا آئینہ کیا تو ہمیشہ مجھے بغض و کینہ اور فساد ہی کرتی ملی آئی ہو جا میرا کچھ ناچکھا دے تا میں سو رہوں کہ میرا سر بھاری ہو رہا ہو عورت نے فراتوقف کیا یہ بیباختہ اسپر چلا پڑا کہ او دشمن جلدی کچھا اسوقت بھی یہ پائین تیرے لائق و زیبا ہیں الخلافہ شرح میں سخت دست بوا و عطف ایسے ہی ظن و لاش میں واو لکھ پڑ

میری دانست میں دونوں نہیں چاہئیں قتال

بستر پر چڑھنا آسا و کا اور کرنا بنجوں کے وہم سے

قولہ جامہ خواب در و گستر آن عجز بہ گفت ہکان فی و باطن پرز سوزہ گر گویم تلک دار در و گز گویم جد شود این ماجرا قال بدینجو گر و اندھی - آوی را کہ نو بدتش غمی بہ قول غیر قبولہ یغضوا ان ہما رستم کہ نیا تخرعوا - گر گویم او خیالی برزند فعل ار وزن کہ خلوت میکنہ - مر از خانہ بیرون میکنہ - فہقی فعل افسون میکنہ - جامہ خواب با نکلند و ہتا و ہتا و آہ آہ و نالہ زوی می بزاوہ کو و کان آسناشت ستند و نہان - دوسر سخنہ اند با صد اندہاں - کانیہ کہ ویم و ما زندہ ایم ہم بدبنائی بود و ما بدبنایم - ہین و گر اندیشہ باید نمود - تا ازین محنت فوج یا ہم زد و دہی - جب یہ عورت پر چلا یا تو نہ پیا اس بڑھیا نے کچھ نالا کے بچھا دیا اور دل میں کہا کہ مجھ کو بولنے تو دنیا نہیں مگر کیا کروں دل میرا جل - اگر گستی ہوں تو مجھ کو تہمت لگا چکا اور اگر نہیں گستی ہوں تو خوف کرتی ہوں کہ یہ معاملہ کہیں ہزل سے جد نہو جائے یعنی سچی محبت بیا رہو جائے - اسلئے کہ قال بدینجو رہی کی رنجور کرتی ہو کہ اچھا چنگا بیغم ہوا و بیا رہنے جیسا کہ حضرت پیغمبر کا قول ہو چکا نا نا ہمہ فرض ہو کہ اگر زبردستی بیا رہو گے تو ہمارے نزدیک بھی بیا رہو جاو گے بس اگر گستی ہوں تو فوراً یہی خیال کر لیا کہ فیصل اسکا خلوت کیواسطے ہو خاص مجھ کو اسی غرض کے لیے گھر سے نکالی کہ بدکاری میں مشغول ہو بہ سارے فعل و نہون اسواسطے ہین چھو رہو کے اُسے کچھ اچھا دیا اب استاد اسپر پڑ گئے آہ آہ اور نالے مٹے پیدا ہونے لگے لڑکے سب وہیں بیٹھے اور بڑے اندوہ کے ساتھ دل ہی لپیٹ

سبق پڑھنے لگے اور اندوہ یہ کہ سب کچھ تو ہم نے کیا کر رہے ہیں یہ قیدی یہ بنیاد اپنی دھنی بڑی مینا
ہم نے ڈالی خبردار ہو کوئی اور تیر کا لانا چاہیے تو اس محنت سے کسود حاصل ہو

دوسری بار وہ مین ڈالنا آتا کہ کو کہ اسکو قرآن پڑھنے سے دوسرے پڑھتا ہو اور صدراع ہوا
قوله گفت کن کو کہ کہ اسی قوم سپہ درس خوانید و کیندا و بلند چون ہی خواند گفت اسی کو دکان ہانگ
استاد و اور لایان در و سرافرازاں استار از بانگ مار و دین کو در ویا دبہر دانگ گفت استار ہست میگوید رفتہ
دوسرے فروں خدم ہیروں شویہ سپہ کر وند و گفتند ای کریم در ویا دوا از تور بخوری و ہم پس بروں جستند سو
خانہ ہمچو مرغان در ہوا ای دانا معنی پھر اسی رشک نے کہا کہ اسی قوم سپہ خوب زور سے چلا چلا کے
سبق پڑھو جب وہ چلائے لگے تو کہا اسی رشک کو یہ آواز ہائے استاد کو نقصان پہنچا گئی کہ استاد کا دوسرے
بڑھائی پھر کب لائق ہو کہ ایک ایک دانگ ہم سے پانے اور اس کے واسطے ایسا در و آٹھائے آتا ہے
نکلے کیا سچ کہتا ہو جاؤ محل جاؤ یہ در و سر بھی پڑھ کیا سب سے اسکو سجدہ کے کہا احو کر یہ خدا تجھے بخوری و
ہم دور رکھتے تو نے خوب چھڑا یا ہم ان سے محل کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے جیسے مرغ دانہ کے
شوق مین او دھڑا دھڑا کرتے پھرتے ہیں

خلاص پانا لڑکوں کا کتب سے بسبب اس کے اور پوچھنا مادر و نکا

قوله مادران شان خشکین گشتند و گفت در و ز کتاب و شتابا لمو جفت و وقت تفصیل است اکنون و شتاب
میگرید از کتاب و او شتاب و در و ز کتابی مادر تو بایست و این گنہ از ما و از قصیریت و از قضای آسان
استاد و گشت رنج و سقیم و مبتلا مادران گفتند مکرست و در و ز و صد در و ز آریہ بطع و ز و ماصبح
آیم بیخ و استادنا بہیم اصل این مکر شتاب کو دکان گفتند ہم اللہ رویدہ بر و در و ز و صدق ما و اقف شویہ
معنی جب یہ تپتی کے وقت سے پہلے گھروں کو گئے انکی مادر و ز فی مناسبت غصہ سے اٹے کہا کہ کتب
پڑھنے پڑھنے کا دن برا و نرم ہو و بازی مین لپٹے ہوئے جو یہ وقت تو تحصیل و سبق کا ہو اور ہم استاد و
کتاب دونوں سے بھاگے ہوئے ہو سب نے کہا احو اور تو ٹھہر یہ گنہ ہم سے اور ہماری کوتاہی سے نہیں ہو
بلکہ استاد ہمارے فضائے آسانی سے رنج و سقیم و مبتلا ہو گئے ہیں انکی مادر و ز نے کہا کہ یہ سب بھارا
مکر و در و ز تو ہم وہ ہو کہ مٹھے کے لپٹے سے لیکڑوں مکر لاتے ہو ہم سب استاد کے پاس بیٹھے تا اس مکر کی ہل کو
دریافت کریں سب نے کہا کہ ہم اللہ جاؤ اور دیکھو تو ہم نے جھوٹ کہا یا سچ کہا

عیادت معلم کو جاننا مادر و ن کا علی الصبح

قوله مادران زندان داران و غنہ ہوتا ہو گیا کہ ان ہم عرق کر و زہ بسیاری محاف سر بہتہ و کشیدہ و در و ز

آہا ہی میگذاہتہ اوہ جہان گشتند ہم لا حول گوہ خیر باشد او شاوین در و سر جان تو مارا بخود دین خبر بد گفت
 سن ہم بخیر بودم اذان آگہم کردند این اور غران من مجہم غافل شغل قائل قلیل بد بود و باطن جنین شیخی قلیل
 چون بید شغل باشد آدمی داود و یونہ خود باشد نمی داند زمان مصر بوسف شد سمر جلد از مشغولی خود بخیر بد پارہ پارہ
 کردہ ساعد ہای خولیش روح والہ کہ دین اندہ پیش ہای بسا مرد شجاع اندر حجاب کہ بہ دوست یاپادش فرات
 او ہمہ دست آورد و دیگر کرد و در بر گمان او کہ بہت او بر قرارہ خود نہ بند دست رفتہ در ضرر و خون ازدو
 بسیار رفتہ بخیر المعنی سبحان کبر جو بجان مشہور ہو کہ فتح اور فون اسکا غلط ہو غرق سفیدی پیشانی الفرض
 صبح کوادین لڑکون کی آئین دیکھا تو اشد و پڑے ہین ایسے کہ جیسے کوئی بڑا بھاری بیمار ہو گئے بہت جفا
 اور شے پسینے میں تر سرہ اندھے مشہور سبحان میں چھپائے آہستہ آہستہ آہ کہتے ہیں بیلا حول کہنے لگیں کہ
 ہم کس خیال سے آئے تھے جو لڑکون کی تصدیق تکذیب کا تھا خدا کرے امور اسادید و در سر تھا راخیر
 گھڑی کا ہو تھاری جان کی قسم ہو کہ خبر نہ تھی استاد نے کہا میں بھی بخیر تھا مجھ کو لڑکون نے جو اپنی مادر
 کی پیشانی کے نور و روشنی ہین آگاہ کیا ہو نہیں اپنے پڑھنے پڑھانے کے شغل میں داخل تھا اپنے جان
 سے خبر نہیں کہ ایسا بھاری رنج اس میں بھرا کہ قبول ہو کہ جب کسی کام میں آدمی بید مشغول ہوتا ہو تو اپنے
 رنج کی دید و غور سے اندھا ہوتا ہو جیسے زمان مصر کہ حضرت یوسف توانکی کیفیت سے جان میں مشہور
 افسانہ بنے اور یہ جلد افسے ہی مشغول کہ اپنے حال سے محض بخیر آنھوں نے اپنے پہنچے ٹکڑے ٹکڑے
 کیے لیکن روح انکی ایسی فریفتہ اور پیچو چکو آگے پیچھے کی خبر نہیں آتی مخاطب کہہ رہا ہو کہ کسی مرد شجاع کا کوئی
 باہم ضرب لگانے والا لڑائی میں ہاتھ یا پاؤں کاٹ ڈالتا ہو وہ کسی ہاتھ یا پاؤں کو اس مقابلہ گیر و دار میں
 لاتا ہو اس گمان پر کہ وہ برقرار ہو ایسا بید مصروف ہوتا ہو وہ نہیں دیکھتا کہ میرا ہاتھ ضرر میں پڑ گیا اور چونکہ

اُس سے بہت بہا ہو وہ اس سے بیخبر ہوتا ہو

اس بیان میں کہ تن آدمی کا روح کیواسطے ایسا ہو جیسے لباس چنانچہ ہاتھ اسکی استین
 ہو اور پاؤں اسکا مونہ

قولہ تاذانی کہ تن آدمی چون لباس رو بہ لابس لباسی رہیں روح را تو حید اللہ غو شترست و غیر ظاہر دست
 و پای دیگرست و دست و پا و خواب بینی اتیان و آن حقیقت دان مدش از گرفت و آن تو کی کہ بی ہن
 واری بدن و پس ترس از ہر جان بیرون شدن و روح دارد بی بدن پس کار و بار و مرغ باشد در قفس ہن مقید
 باشد تا مرغ از قفس آید بیرون تا بہ بینی ہفت چرخ اور از بون و یک حکایت گویت کہ بشوئی و در حقیقت بہر
 حقیقت بگردی المعنی اتیان و بیخگی باہم گرفتار تے ہین کہ تن کو جو لباس روح کا بنایا ہو تو ہرگز اس

۱۲۴

ہات کو مت جان اور ہمیں گرویدہ مت ہو تو جا لباس والے کو ٹھوٹھو لباس کو مت چاٹ لینے اسکی تعظیم و توقیر نہ کر اور کونواللہ کی تویب ہی خوش آتی ہو اس کے ان ظاہری ہاتھ پاؤں کے سوا اور کس ہاتھ پاؤں میں چھپنے خواب کو نہیں خیال کرنا کیسے ہاتھ پاؤں ہم آئینہ دیکھتا ہو اور یہ ظاہری ہاتھ پاؤں تو ہمیں پڑے ہوئے ہیں بس انھیں کو حقیقت جان اور گراف وہودہ مت سمجھ تو تو وہ ہو کہ تیرا بے بدن کے بدن ہو پھر اس سے کہوں ڈرتا ہو کہ اگر جان بدن سے نکل جائیگی تو بدن چھوٹ جائیگا روح تیری بے بدن کے بہت ہی بہت کاروبار رکھتی ہو سیو قت اسکو فراغت نہیں جیسے مرغ در قفس قفس میں پقرار رہتا ہو کھڑا رہ تو مرغ قفس سے چھوٹے تو دیکھیں گاکہ ہفت چرخ با این شمت و عظمت کیسے اس سے دبے کچے ہوے ہیں اب میں تجھے ایک نقل بیان کروں تا تو حقیقت حقیقت کا گرو ہو جاے الخلاف شرح بحر العلوم میں تا مذاتی کو تا باذاتی اور تیس کو تیس لکھا ہو مگر نسخہ میں تیس بھی لکھ دیا ہو جو ٹھیک نہیں معلوم تھا

حکایت زاہد خلوت نشین در کوہ کی اور بیان لذت لقطاع و خلوت اور دخل ہونا اس مشقبت حدیث قدسی انا جلیس من کرنی و اوس من استاس میں پیشین اسکا ہوں جو میری یاد کرتا ہو اور اس کا ہوں جو مجھے افسانہ خوش شعر کرنا ہو جو بی بی ہو ورنہ جو باہمی باہم

قولہ بود ویشی بکساری قیوم خلوت اور ابوہذیل نیم چون خالق میریاد و اسمول بود از انفس مردوزن طول جینی کہ سہل شمار حضر سہل شد ہم قوم دیگر ہنر و آچنانکہ عاشق بر سر وی عاشق ست اسخواجہ بر انگری و ہر کسی ابھر کاری ساقند میل آزاد ویش اندھنہ دست و پائی میل ضیان کی شود و خارج جس بی آب بادی کی و

اگر بینی میل خود سوی جاہ و دولت بر کشا ہوں جاہ و درہنی میل خود سوی میں و نوہیکین پیچ پیشین از جن عاتلہ خود نومہ با پیشین کند با بان آخر سر پر بند زانہ ای کار آخر رہا میں ہما نشانی توشیان یوم دین و المعنی فرماتے ہیں کہ ایک زاہد ہزاروں میں رہتا تھا اور خلوت کے سوا کوئی اسکی بھڑا بقی نہ کوئی مکان نیم حاصل یہ کہ سوتا تھا خلوت کے ساتھ سوتا تھا اور جاگتا تو وہی خلوت اسکی ہشتین تھی اور جو کہ خالق سے اسکو مشمول حاصل ہوتا تھا یعنی خالق اسکا جلیس نہیں ہوتا تھا جیسا کہ حدیث قدسی مرقوم لہد سے ظاہر لہذا اسکو تنہا کی خوش تھی مردوزن کی آمیزش و انفس سے طول ہوتا تھا اب بقولات مولانا دہ کے ہیں کہتے ہیں کہ سارا کارخانہ دین و دنیا کا میل و رغبت پر چڑھ کر زاہد کو رغبت خلوت و تنہائی کی تھی وہ اپنے خوش و سہل تھی ورنہ تنہائی و مشقت انگیز شہر کو کسکو خوش آتی ہو یا ہم کو رغبت حضر کی ہو کہ کو حضر سہل ہو دوسرے لوگ ہیں کہ انکو رغبت سفر کی ہو انکو سفر سہل ہو یا جیسے تو عاشق سروری پڑے ہی ایک خواجہ کہنگری پر عاشق ہر وہ اس محنت ہی میں خوش ہو بس قضا و قدر نے ہر سیکو ایک کام کہہ دے بنا یہ ہو اسکی رغبت اس کے دل میں ڈال دی ہو کہ اسی رغبت سے ہاتھ پاؤں اسکی طرف ہلتے ہیں خیال تو کہ

خاروش میں بذات خود جنبش کمان جو آب ویا و بیہرہ یک چل سکتے ہیں جس تو دیکھ کثیر اسل کس طرف ہو اگر کسان کی طرف جو عالم علوی جو تہ تو پر دولت کے کھول دے مثل ہاکے کہ ہوت میں تو وہ ہو کہ تیرے سایہ سے بادشاہ ہو جائیں اور جو ایل اپنا زمین کی طرف پائے جو عالم سفلی جو تو فوہ کر تارہ کیسوت فوہ کرنے سے بیعت و طاعیت عتقد جو نوے کیچھے کر تاپڑیں وہ پہلے کرتے ہیں اور جاہل جو نہیں کرتے آفرین وہ اپنا سریشٹے ہیں تو ہندو کار سے انتہائے کار کو دیکھ تو قیامت کے دن نشان نہ رہے

عاقبت کار دیکھنا زگر کا اور موافق عاقبت اندیشی کے بات ترازو مانگنے والے سے کہنا قولہ آن کی آمد پیش زر گری کہ ترازو دو کبریم زری گفت روخا جہ مغربالی نیت گفت میزان وہ برین قنر مایت گفت جاروبی ندام برکان گفت میں پس این مضاحک رہمان پس ترازوئی کہ بیخا جہ بدہ عشق را کرمن ہر سو مجہ گفت بشنیدم سخن کہ خیمہ تانہ پنداری کہ بخیمیتہم این شنیدم لیک پیری مرقش دست لڑن جسم تو نہنتش ہم کروم لیک پیری ناوان دوست از خدمت کرزان ہر زمانہ وان ز تو ہم قراضہ خود مرد و دست لڑو پس ہر ز در خود پس بگوئی خواجہ جاروبی بیارہ تا بجویم زر خود را از بغارہ چون جاروبی خاک جہ آری گونیم غریباں خواہم اسی حسی من زاول دیدم آخر اتمام جامی دیگر روانیجا و سلام ہر کہ اول ہیں بود اسی بود ہر کہ آخر ہیں چہ ہمانی بود ہر کہ اول بگرو پان کارہ اندر آخرا و دگر دوشہر ساز حکم چون ہر عاقبت اندیشیت بادشاہی بنجہ وریشیت عاقبت میان بود اہل رشادہ و دگر و اللہ اعلم بالسرائہ این سخن پایان نہ اور از گوی و قصہ آن مرد را ہد باز گوی کہ کن تمام اکنون حدیث شیخ فردکاز کہ سار بود شواب خور و لمغنی ایک شخص زگر کے پاس گیا کہ مجھ کو ترازو رتو لے کو چاہیے ہو دیے گما ای خواجہ جاہر سے پاس چلی نہیں ہو کہ مجھ کو ترازو دے اس شخص مریت اڑے گما میری وکان پر جاروب بھی نہیں ہو کہ میں میں یہ شخص کے چھڑاتین جو ترازو مانگتا ہوں وہ دیدے آپکو بہراست بنا ہر طرف کو دامت پھر زگر نے کہا میں بہر انہیں ہوں یہ اس واسطے جو کہ تو یگانہ کرے کہ میں یعنی ہوں یہ جو کچھ تو نے کہا وہ تو میں نے سنا لیکن تو پیر مرقش ہو یعنی رعشہ والا تیرے ہاتھ کانپتے ہیں اور جسم تیرا بی عیش و ناخوش ہیں پہلے ہی سمجھ لیا کہ تو پیر ناوان ہو تیرے تو ہاتھ ضعف سے ہر وقت کانپتے ہیں اور وہ بھی جو تو لگا قراضہ اور ریزہ ریزہ اگر تو نے تو لا اور ہاتھ کانپنے سے وہ زرخرد بکھر گیا تو کیسا ایخا جہ جاروب دے تا میں غیا سے اپنے زر کو ڈھونڈھ لوں پھر جب خاک جھاڑ کے جمع کر گیا تو چینی مانگیگا خاک کے چھاننے کو پہلے میں نے آخر تک سب پر نظر دھو کر لی صرف اول ہی کو نہیں دیکھا تو یہاں سے اور کہیں جا اور میر اسلام جس جو کوئی اول ہیں ہو وہ اندھا اور جو آفرین ہیں کیسے ہمانی ہیں جو شخص پہلے ہی انجام کار کو سوچ

ایسا ہوا کہ آخر میں شمسار بنین ہوتا کہ جرم جب حکم عاقبت بنی ہو تو بادشاہی غلام درویشی کی ہی بدین معنی کہ
جو اول میں بادشاہ ہیں وہ بعد مرگ درویش کی طرح دنیا سے جائینگے اور جو اول میں درویش صفت ہیں وہ
بادشاہ و پان بھی بادشاہ ہونگے غرض جو اہل رشاد ہیں وہی عاقبت میں ہیں تو خوب غور سے دیکھ لے
اگے اٹھ غوب جاتا ہی رہتی و دستی آب گریز ہو کہ اس بات کی کچھ حد نہیں تو راز کا بیان کر اور اس مرد راہ کا
قصہ پھر کہ جس اسی شیخ فرد کی بات تمام کر جس کا اس کسار میں خواب و غور د تھا

بقیہ قصہ اس زاہد کو بی کا جس نے عہد کیا تھا کہ میوہ و رخت کا نہ توڑ دنگا نہ جھاڑ دنگا اور
کسی سے صراحتہ اور کتنا یہ نہ جھاڑنے کو کہہ دنگا تا میں کھاؤں مگر جو کہ ہوا سے گرا ہوا ہو

قولہ اندران کہ بود اشجار شمار سب و امر و دوانا بشمار و قوت آن درویش بود آن میوہ و غیر آن چیزے
نخور دی و اما گفت آن درویش یارب با توں و عہد کردم کہ دینیم در دامن و خود نہ چنیم میوہ را در کل صحن
نیز غیری را گویم کہ بچین جز انان میوہ کہ با و انداز دوش دین چنیم از دشت منتعش و مدتی بر نذر خود بوش
و فاما در آمد امتحانات خدا و نیز سبب فرمود ہشتا کنند کہ خدا خواہد بہ چنان بزدیدہ را کہ حکم کار در دست
اختیار جگہ کان پست است ہر زمان دل را دہمیل و گریہ ہر زمان بر دل غم و غم کل اصباح نشان حدیث
اکمل شیخ معن مرادی لائحہ در حدیث آمد کہ دل چھون پرست و دریا بانی اسیر صحریت و باو پر را ہر طرف
را ند گزاف و گہ پ و گہ بہت با صدا اختلاف دور حدیث دیگر این دل دان چنان کہ کاب جوشان ز تشنگی
تھا رخاں ہر زمان دل را گرد رانی بود آن نہ از دی لیکہ از جانی بود پس چرا این شوی بر رانی ل عہد
بندی ناشوی آخر چغل اینہم از تاثیر حکمت و قدر چاہ می بینی و توانی حذر نہایت خود از مرغ پران این عجیب
کو نہ بیند ام و افتد و خطبہ این غیب کہ دام میند با و تہ گز خواہد و نہ خواہد می فتد چشم باز و گوش باز و دامن
سوی وانی می پرو با پر خویش اما معنی قارخان دیک مسی یا کرٹھائی خطبہ بلا کی فراتے ہیں اس پہاڑ میں درخت ہشتا
ہر قسم میوہ کے تھے کیا سب اور کیا امرو د اور کیا انان پس قوت اس درویش کا انھیں میووں سے تھا سوا
میووں سے اور کچھ نہیں کھاتا تھا ہمیشہ ہر سہی کھاتا تھا ایک دن اس نے کہا کہ اگر ب میرے میں نے
تیرے ساتھ عہد کیا ہو کہ میں کسی وقت میں میوہ اپنے ہاتھ سے نہ توڑ دنگا خود بھی کسی وقت میں نہ توڑ دنگا و
نہ غیر سے کہہ دنگا کہ تو توڑ دے تو اس میوے کے جسکو ہو اگر اے میں کسی درخت بلند خوش عیش سے نہ
توڑ دنگا جس ایک مدت اس نذر کو اپنی دغا کرتا رہا یہاں تک کہ وقت امتحانات خدا کا آیا اب بقول
مولانا م کے ہیں کہ خدا میتا نے اسی سبب سے فرمایا ہو کہ ہر کام میں ہشتا کرو یعنی انا و اللہ کہو کہیے کہ
اگر خدا چاہے گا تو اپنے بیان پر قائم ہو گے اور فرمایا ہو کہ حکم ہر کام کا میرے ہاتھ اختیار میں ہو اور سب کے

اختیار سے بہت بہن ہیا کہ فرمایا ولما قولن لہن فی فاعل نزلک غذا لال یشاء اللہ مت کہ تم کو کل کو ہم ایسا کرینگے مگر یہ کہ انتہا ہے جن ہر وقت دل کو میل و رغبت دوسری دیتا ہوں اور ہر وقت دل پر فراغ جگر کا رکھتا ہوں معنی شعر عربی کے صریح جاری ایک شان نبیؐ بڑا درو کوئی چیز سری ہر اسے جدا نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہر کل یوم ہولی شان اور حدیث میں بھی آیا ہو کہ دل آدمی کا ایسا ہو جیسے ایک پر کہ جنگل میں باو سر نہر کا ایسا ہو کہ وہ اس پر کو یہ وہ اڑائے اڑائے پھرتی ہے کبھی اٹھا کر قتی ہر کبھی سیدھا سبکڑوں اختلاف کے ساتھ اور حدیث یہ ہو مثل القلب کر شینہ بارض فلا قطبھا الریح نظر البطن مثل قلب کی مثل پہن ہوزین جنگل میں لوٹ پوٹ کرتی ہو اسکو ہوا اٹھا سیدھا اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کو ایسا جان بیسے پانی گال سے کسی دیکھ سی یا کر کھائی میں کھرتا ہو قلب المؤمن اشد نلیا من القلب النور قلب المؤمن کا اشد ہر چیز میں دیکھ سے ہر دم دل کی دوسری راے ہوتی ہو اور یہ راے اس سے نہیں ہو بلکہ دوسری جگہ سے ہر چیز کو دل کی راے پر کیسے نچت ہوتا ہو اور عہد کرتا ہو کہ آخر شرمندہ ہوگا لیکن تو کیا کرے یہی تو تائید حکم و قدر سے ہو کہ کنواں دیکھتا ہو اور پچھتا نہیں مرنے پر ان سے تو کچھ عجیب ہیں کہ وہ دام نہ دیکھے اور ہلاکی میں جا پڑے عقب تو یہ کہ دام تو میخون سمیت دیکھتا ہو اور چاہتا ہو جب اور ملین چاہتا جب خواہی نخواہی نہیں گرتا اور بس وہ حال ہو کہ آنکھیں کھلی ہیں اور کان بھی کھلے دام سامنے موجود اور اپنے پروں آپ دھری اڑا چلا جاتا ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں کل میں کو میں لکھا ہو

تنبیہ بند دام کی قضا سے کہ بچا چھپا ہو اور اثر میں ہر ملا

قولہ نگار در دلق مترزاوہ ہر سر بہند در بلا افتادہ ہر مہامی نابکاری سوختہ و اشدہ اطاک خود بفرستہ خوار گشتہ در میان قوم خویش و مریش ناماب دول ریش مریش و خان و مان زلفہ شدہ و بدنام و خوار و کام دشمن سیر و اوار و بار و زاہدی مینہ بگودای کیا بہتی میدار از بہر خدا کا ندرین و اوار زشت قہار عالم و ذر و نعمت از کف دادہ ام بہتی تا ہو کہ من بین و اہم و بین گل تیو بود کہ بر جمہ این دعا خواہا و از عام و خاص و اخلاص اخلاص اخلاص دست باد و پاسی باز و بندی فی موکل پریشانی آہنی باز کردہ بندی جوئی خلاص و زندگامی قید سخاوی مناس بند تقدیر و قضای مختفی ہاں نہ بیند ان بجز نجات صفی و گرچہ پیدائست آن و رکن ست ہر تراز دمان بند آہن ست و آہنی قہراتے ہیں دیکھ اور جو کہ کسی مترزاوہ و دلق پوش کو کہ اکثر ایسے پا گیا اور سر بہند در بلا افتادہ کو شوق نابجا چیزوں میں جلا ہوا کہ اسباب و املاک سب بیجا اور کھو یا اپنی قوم میں خوار و ذلیل مریم ناماب دول ریش و مریش ایسی تپا جی خان و مان سے چھوٹا ہوا بدنام و خوار دشمن کا صدر و ان پر وہ بوجھ ڈھو رہا ہو اگر کسی ناہ کو

دیکھتا ہو تو گستاخو صاحب خدا کی واسطے میرے حق میں دعا کرو کہ میں اس ادب از رشتہ میں پڑا ہوا ہوں
مال و زنا و رفعت سب اپنے ہاتھ سے کھویا ہو میرے لیے دعا کرو تو شاید ایسا ہو کہ میں اس سے
بقیہ جانوں اور اس نذرین میں جو اندھا ہوں مکمل جانوں اب ہر خاص و عام سے یہی دعا ہو کہ خلاص
الخلاص خلاص ہو کر واسطے فرید مبالغہ کے ہر لینے خلاص ہی خلاص چاہتا ہو اب فرماتے ہیں دیکھو
ہاتھ کھلے ہیں پانوں کھلے ہیں کوئی قید و بند نہیں نہ کوئی موکل سر پر یقین نہ کوئی بندہ سخی آہنی پیر
وہ کوئی بندہ جس سے خلاص چاہتا ہو اور کوئی قید جس سے گریز گاہ ہو ٹھٹھا ہو تو یہ بندہ تقدیر کی
ہو اور قضا پوشیدہ کی پھر اسکو کون دیکھے سوائے کسی برگزیدہ کے اگر یہ یہ بدطاہر نہیں ہر پوشیدہ
اور اپنے کمن میں لیکن برزندان و زندان سے بدتر ہو کما سکا پھنسا ہوا خدا ہی چھڑائے تو چھوٹے
الخلاص شرح بحر العلوم میں آتش کو آتش اور ریش مریش کو خوشل سچ مج کے چر دل ریش از مریش او
الخلاص میں دو جگہ داد عطف حالانکہ بجائے داد و عطا عرابی میری دانست میں چاہیے کہ مصرعہ
عربی کا ہو قولہ انکذا انکذا ہنگامہ آہنگندہ مفرہ گریہ رشتہ زندان بر کندہ این عجبے میں بندہ پناہ گرا
عاجزا کی گیسر آن آہنگران و دیدن آن بندہ احمد رارسد ہر گلابی بستہ جل من مسد ویدر پشت عیال لب
سنگ ہیزم گفت حال کھٹاب بجل و ہیزم را جزا و چینی ناید کہ پیدا ہو ہر ناپید ہر باقیانش جملہ تاویلی
کنندہ کلین زیر پوشیت و ایشان پوشنہ لیک از تاثیر آن پیش و دو تو کشتہ و نالان شدہ او پیش
کہ دعای و ہستی تا وار ہم تا ازین بندہ نمان بیرون ہم انکذا و اندین علامتہا پیدا چون انداز و شوقی را
از سعیدہ و اند و پوشد با فرو و اجلال کہ اندک شرف را از حق حلال و این سخن پایان باروان فقیر
از جماعت شد زبون و تن اسیر المعنی یعنی یہ جو کہا تھا کہ یہ بندہ ہر مذون زمان سے بدتر ہو اس سبب سے
کہ یہ بندہ ہو جو کوئی آہنگار نہیں توڑ سکتا نہ کوئی سرنگ نکالنے والا اس زندان سے ایک اینٹ
آکیر سکتا ہو یہ عجب بن بخت پوشیدہ ہو جسے توڑنے سے آہنگ عاجز ہیں ایسے بندہ کو دیکھنا حضرت
احمد صاغر کا حق ہو کہ وہ گلے پر بندھی رستی چھال فرما سے دیکھتے ہیں کہانی القرآن سے صلی نارا ذات
واما اتہ حالت الحلب فی حبیب اجل من سد قریب داخل ہو گا آگ میں ابو لب و درنگی عورت اور وہ
آگ میں کہ صاحب شعلوں کی ہے اس حال میں کہ آٹھانے والے اپنڈن کی ہو اور اس حال میں کہ گردن
میں اسکی رسی پوست خروا کی ہوگی اس سبب سے کہ عورت ابی لب کی کانٹے انکے دروازہ پر کہ پانوں
میں چھیدن ڈال دیتی تھی بس اس سی کو ہیشہ اس کے گلے میں بندھی بھی دیکھتے ہیں اس بندہ قضا کی دید
انھیں کو بر آئین نے اس عورت بوا ب کی پشت پر گٹھا ہیزم کا دیکھنے کا لڑا محط فرمایا تھا آخر ای

حالات و حیثیت سے ایندھن ناروا تلب کی ہوئی اسکی نسل و ہیزم کو سوا اُنکے کیسکی آنکھ نے نہ دیکھا نہ کیسکی آنکھ تھی جیسرنا پید پید ہو باقی لوگ جو اُنکے بعد ہوئے وہ حالات آنکھ میں تاویلین کرتے ہیں کوئی اُس سے مراد سخن چینی سے لیتا ہو کوئی ترکیب بخوبی کے موافق اعراب میں اختلاف کر کے اپنے معنی بکھالتا ہو اسکا یہ سبب ہو کہ یہ لوگ اس عالم ظاہر کے ہوشیار اور عالم باطن کے بیہوش ہیں پھر کیسے تاویلین کریں اور جو ہوشمند ہیں وہ خوب سمجھتے ہوئے ہیں چہرہ جوع ہو طرف اسی ذکر صدر کے جو معتز زادہ کے لفظ سے مصدر کیا ہو کہ وہ ایسا قضاے نہانی کی تاثیر سے کبڑا ہو رہا ہو اور کسی زاہد کے سامنے نالان ہو کہ کچھ دعاوت ایسی کر جس سے میں چھوٹ جاؤں اور اس بزدلنہان سے نکل جاؤں مگر جو شخص کہ ایسی علالتین ظاہر دیکھ رہا ہو وہ ٹیکنٹ و بد بخت کو کیسے یہ سچا نیگا لیکر باوصف پہچاننے کے چھپاتا ہو کہ مکمل حضرت ذوالجلال کا اُسکو یوں ہی ہو اور اس راز کا ظاہر کرنا خدا کی طرف سے اس پر حلال نہیں عرض اس بات کی تو انتہا نہیں اور وہ فقیر زاہد کو ہی بھوک سے عاجز اور تین اسکا جوع میں یہ ہو اسکا حال کہ

مصنطر ہونا اُس فقیر نذر کنندہ کا ساتھ توڑنے امر و دے درخت سے اور گوشال حق تھا
کی بے صلت کے

قولہ خبر و آن باد امر و دی نرخت ہزار آتش جوعش ص بوری میگر سخت + بر سر شاخی مروی چند دید + باز صبری کرد
و خود را و کشید + باد آمد شلخ را سر زید کہ طمع را بر خوردن او چیر کرد جوع و وضوہ و قوت جذب قضا + کرد
زاہد را نذرش یو فا و چونکہ از امر و دین میوہ شکست + گشت اندر عمد و نذر خویش سست ہم دران دم گوشال
حق رسید چشم او بکشا دو گوش او کشید + غلصان بہتند اتم در خطر + استیحا نہا بہت در رہا ہی پسرایا کیلندی
کہ نتوانی وفا + بہر خطر نشین و بیرون جہ ہلا نذر را باید وفا در راہ حق - لیک حق تا خود کراد بہر سبق + قوت آن
کو کیا بیان آوریم + عاجزیم و ناتوان و مصنطریم مگر در فضلت و شکیار شود و ای برادرانکہ رسولی بود + نذر را
با وفا پیوستہ دار - محمد مارا از کہم وار ہتوار + باز گشتم سوی قصہ کان فقیر + عمد چون شکست در دم شد کہ
غیرت حق گوشالش داوود و + زانکہ فرمودست او فوالعقود + المعنی قوت تے بین یاخ دان ہو گئے کہ ہو جانے
کوئی امر و دنگر ایا اسکا یہ حال کہ اسکی صبری آتش جوع سے بھاگنے لگی آسمین ایک شاخ پر چڑھا اور دیکھے
ان تو پا ہا توڑیوں پھر چڑھا اور آپ کو روک لیا اتفاقا ہوا آئی اور اُس نے شاخ کا سر لپا دیا اور اسکی طبیعت کو
اُنکے کھانے پر دلیر کیا اسکو بھوک تو قتی ہی اور ضعف بھی اور ادھر کشش قضا کی کہ استیحا نہا نہا
سبب جمع ہو کے زاہد کو اسکی نذر سے ہونا کر دیا تبھی اُس نے درخت سے امر و توڑا اور اپنے عمد و
نذرین سست ہوا اسی وقت گوشال حق کی پہونچی اور آنکھیں اسکی کھول دیں اور کان کھینچے کہ یہ

کی کیا اب مقولات مولانا کہہ کر اسی سب سے جو اخلاص والے ہیں ہمیشہ کرتے رہتے ہیں اور جتنے ہیں
 اس پر کہ اس راہ میں بڑے امتحان ہیں یا تو ایسی نذرست کرے جسکو وفا کر سکے کہ رگہ زرخشا کی ہو خبر
 اس راہ پر تپو اس سے الگ ہی رہتی ہے جو تندر و عہد کرے اسکو وفا کر لیکن کیا معلوم اس وفا کا
 کہ کو سبق دے کہ سب اسی سے ہی جاری قوت ایسی کہاں کہ ہم اپنے عہد کو مدد پر پہنچائیں ہم تو مہاراجا کو
 وضطر ہیں اگر تیر افضل ہمارا دتگیہ نہ تو انوس ہم پر کہ ہماری سوا کسی ہو تو ہی ہماری نذر کو وفا سے ملا ہوا کہ
 اور تو ہی ہمارے عہد کو ہتھار کہ اب ہم پھر قصہ فقیر کیٹون کوٹے جسے عہد توڑا اور غور کا ہیر مواعیرت حق
 نے جلدی اسکو گوشالی دی اسواسطے کہ اسے فرمایا ہوا و تو اب بقود وفا کر عہد کو اور عہد عام ہو چاہے
 بافتہ ہو چاہے بالعبد بھیجب اسنے تاکید وفا کی نہائی اور کو کوئی توڑے تو کیسے غیرت اسکی گوشالی نکرے گی

استم ہونا اس شیخ کا چورون سے اور کاٹا جانا ہاتھ اسکا

قولہ جی از دزدان بزدانہ تنہا گر دو میان آوردہ میرسیم در نہ اتفاقاً دو چندی تافتنہ و اندران کسار نزل
 ساختہ بہت از دزدان بزدانہ نجاشی بخش میگویند مسروقات خویش بشنہ را غنائی کہ کردہ بود مردم
 شنہ در افتادند زدودہ ہم بد انجا پائی چپ و دست راست و جملہ بریند و غوغائی نجاست و دست چپ
 ہم بریدہ شد غلط پاش را میخواست ہم کردن سقط و در زمان آمد سوار ہی بس گزین و بانگ برزد و بخوان
 کما ی سگ بین و این فلاں شجیت و ابدال بحد دست اورا تو چر کر دی جدا و آن خوان بدیدہ جاسہ
 حیرت پیش شنہ واداکا پیش نقت بشنہ آمد پابینہ مندر خواہ کہ نہ استم خدا برین گواہ و بین نبل
 کن مرزا بن کار زشت ہای کریم و سرور اہل بہشت گفت میدام سبب این پیش را و می شناسم مرزا
 خویش را من شکستہ حرمت بیان او پس یمنیم برد او شان او من شکستہ عہد و دستم بدست و تا بسد آن
 شومی جرأت پرست و دست ما و پائی او منفرہ پوست و بادایوالی فدای حکم و دست و کہنی کہتے ہیں
 شاید ایک گروہ چورون کا وہاں تھا اور بہار سم و در اسکے پاس تھا اتفاقاً چند چور اس جماعت سے
 بھاگے اور اس کسار میں آگھے چھینا پیش آدمی سے زیادہ وہاں تھے اور اپنے مسروقات کو ہٹ
 رہے تھے کو تو ال کو غار نے نہ کر دی تھی کیا ایک کو تو ال کے آدمی آپڑے اور وہیں سب کے اٹے
 پانوں اور سیدھے ہاتھ کاٹ ڈالے اس سبب سے بڑا شور و غوغا برپا ہوا انھیں میں زاجر کا ہاتھ
 بھی غلطی سے کاٹ ڈالا پانوں کا ثنا چاہتے تھے کہ کیا ایک ایک سوار از بس برگزیدہ منود ہوا اور سپاہی
 سے لکار کے کہا کہ امر سگ دیکھ یہ فلان شیخ اور ابدال خدا کا ہو تو نے اسکا ہاتھ کیوں کاٹ ڈالا
 یہ سنکے اس سپاہی نے کپڑے پھاڑ ڈالے اور دوڑتا کو تو ال کے پاس گیا اور یہ خبر گرم اسکو سنائی

گو تو ال سنگے پائون مدد کرتا کیا کا اگر شیخ خدا گواہ جو میں نے تھکے مٹین جانا کیسا بڑا کام تھکے ہوا تو بھگوان کو معاف
 کر دے تو کریم کریم والا اور سرور و بہشت کا ہو کیا میں سب اس نیش کا نوب جانتا ہوں اور اپنے گناہ کو
 پہچانتا ہوں میں نے عزت اُسکے پان کی توڑی اور انکی حرمت نہ کی اس واسطے اُسکے عدل نے میرا دانا
 ہاتھ کھو دیا میں نے اُسکا عہد توڑ لیا حالانکہ جانتا تھا کہ یہ بدہو اسی سبب سے خورست اُس جرات کی میرے
 ہاتھ کو پونجی میرا ہاتھ اور پانوں اور مغزو پست جو کچھ ہوا اسی حاکم سب حکم دوست پر خدا ہو یہ ہاتھ دیا خیر تھا الخ
 شیخ میں دانا کا پیش کو دار و لکھا ہو قولہ قسم من بود این ترا کردم حلال تو نہ تھی ترا نمود و بال ہاتھ اور دست
 اور فراموشست ہا خدا اسامان پچیدین کہست ہا ی بسیار غان ز معدہ و رخص ہا بر کنار بام مجوس قفص ہا ی بسیار
 مرغ پرندہ دانہ جو کہ بریدہ حلق او ہم حلق او ہا ی بسیار ہا ی در آب دور دست ہاتھتہ از مرص کلو با نو خوشست
 اسی بسیار دور پر وہ بندہ شوی فرج و کلو و سوا شدہ ہا ی بسیار حاضی جو نیکو ہا ر کلیوی رشوتی اور دور ہا ی بسیار
 حاجی کچر رفتہ بشتق و وقت بازا آمد شدہ او یا فریق ہا بلکہ ہاروت و ماروت این سراب ماز عری چرخ شان شد
 ستر باب ہا بایزید از بر این کرد او خرا وید و خود کا بلی نامہ رنما زہ از سبب نہ ریشہ کر دکان فو لباب ہا یہ علت خود ہا
 بسیار آب ہا گفت تا سالی نخواہم خورد آب مانچنان کرد و خدیش و اقاب ہا این کینہ جدا و بہر دین ہا گشتہ ہا
 سلطان و قطب امارتین ہا چون بریدہ شد ہا ی حلق دست ہا مرزا ہا ہا و شکوہ بہت ہا ی نہیں ہا شدہ جو کینہ
 بستہ شدہ صد و دو گیر و شکستہ شدہ ہا یعنی قسم ہا لکسہ ہر بخش منقص بقیع چشمان و درودہ و درود شکم ز اہل گستاہ کہ
 ہاتھ کاٹا جانا میرا نصیب و معدہ تھاتیر کیا گناہ اور جو تھسے فیعل ٹھوڑین آیا وہ میں نے تھکے حلال کیا کہ تو نے
 جان کے نہیں کیا اور جو جانتا تھا وہی حکم جاری کرنے والا کہ خدا ہر پھر خدا سے سامان اُٹھنے کا کہو ہا
 اب مقولات مولانا م کے ہن فراتے ہیں کہ یہ معدہ و غیرہ ورنی خیرین نہیں کی ہوئی سے زاہکا ہاتھ کٹا اور کچھ
 سوا یہ دیکھو سیکڑن منہ کہ معدہ م کے درد و پیش کے مارے ہوئے ہیں اُسکے سبب سے بالا خا لون پر مجوس نیچا
 میں لٹک رہے ہیں قید بام کی بدینوہ کہ خوش آواز نہ ہوں کو او پنے پر لٹکتے ہیں تاکوئی آواز انکی سننے
 اور بہت مرغ پرندہ دانہ جو کہ لٹکے حلق انھیں کے حلق نے کاٹے اور ہزاروں مچھلیاں ایسے دریاؤں کی نہیں
 کیا کاٹا ہونے چلے کلہوی کی حرص سے شست میں نہیں اکثر عورتیں مستورہ پردہ نشین ہا ی حلق و فرج کی
 بدولت رسوا و فحشیت ہوئیں گتے ہی قاضی و دشمنہ بڑے عالم اپنی حلق رشوتی کے سبب سے زرد و جوہر
 بہت حاجی کہ بڑے عشق سے حج کو گئے جب لوٹ کے آئے فسق و فجور میں پڑے یہ بھی بہت سبب
 ہوا اور یہی کیا ہاروت و ماروت تو فرشتے تھے یہ سراب اُنکے عروج فلک کا بھی سد باب ہو گیا بایزید نے
 اس سے ایسوجہ سے خرا کیا کہ ناز میں کا بلی لاتا تھا اور جو انھوں نے فکر کی کہ وجہ کا بلی کی کیا ہر تو

اوس مذہب کو یہ معلوم ہوا کہ اپنی بہت پایا جا رہا ہے اور اپنی مولد سروسی اور سوسی باعث کاہلی بائیز میر نے
 اپنی جھوٹو دیا اور عمد کیا کہ سال بھر اپنی نہیں پیونگا اور ایسا ہی کیا کہ خدائے انگوار کے قتل کی تاب دی
 یہ انکی ایکہ دنی جہد میں کے واسطے خلقی جب تو سلطان اور قطب العارفین ہوئے اور جوڑا ہر کا ہاتھ
 خلق کے واسطے کاٹا گیا تو اسکے شکوہ کا بھی دروازہ بند نہ کیا خدا سے بھی اور کوتوال سے بھی ادویہ ایسا ہوا
 کہ ایک دروازہ بند ہوا اور سو دروازے کھل گئے چنانچہ اسکی کیفیت حکایت مابعد میں آتی ہے

کرامت شیخ اقطع کا بیان کہ خلوت میں زمبیل دو ونون ہاتھ سے بنتا تھا

قول کہ شیخ اقطع گشت نامش پریش خلق و کرد معروض بدین انقلاب خاق و گرتو نام اولش خواہی وان
 ہین برودو اخیر چٹائیش خوان و در عیش اور ایک زائر یافت و کو بہرود دست خود زمبیل یافت و گفت اورا
 اسی عدو جان خویش و در عیش آدمی سرور و پیش دای چرا کردی شتاب اندر سابق و گفت از افرات مہر
 اشتیاق پس تم کہ دو گفت اکنون بیا ملک منفی و اراہن ملائی کیا تا نامہ میرم من گواہن کسی دنی قرینہ
 فی حبیب فی خسی و بعد از ان قوم و گرا ز روزنش مطلع گشتند بر با فیض و گفت حکمت را تو دانی کردگار و
 من کہم نہان کہ کردی آشکارہ آمد الماش کہ یک چندی چندی چندی کہ درین غم بر تو نہکندیش نہ کہ گرا سوس بود او
 در طریق و خدا رسواش کرد اندر فریق و من خواہم کان و مہ کا فر شونہ و رضالت در گمان ہر و نہ این
 کرامت را کہ بدیہ آشکارہ کہ بہت دست اندر وقت کار تا کہ این پیارگان بد گمان و رنگر وند از جناب کسان
 من ترابی این کرامتہا نہ پیش و خود تلی و آدمی الزدات خویش و این کرامت بہر ایشان و اوست و دین
 چراغ از بہر این بہاد دست و توازان بگشتہ کز مرگ من و ترسی از تفریق اجزای بدن و وہم تفریق
 از سراپی تو رفت و دفع وہم انصر رسیدت نیکفت ہمعنی یعنی بعد ہاتھ کٹ جانے کے مخلوق کے سامنے
 انکا نام اقطع ہوا اور انکی خلق نے انکو اس انقلاب سے مشہور کیا اور اگر تو چاہے کہ پہلا نام انکا جاری کروں
 تو خبردار ہوا بخیر نیا نی انکو کہ یہ نام اول تھا ایک روز انکے جھوٹے میں انکو دائرے اس حال سے پایا
 کہ دو ونون ہاتھوں سے زمبیل اپنی ہتے تھے شیخ نے زائر سے کہا کہ او دشمن اپنی جان کے میرے جھوٹے
 میں سر جھکائے چلا آیا ایسی شتابی اس سبقت میں کہ میرے بلالے سے پہلے چلا آیا کیسے کہ کہا بخیاں تمہاری
 محبت اور بسبب فطرت اشتیاق کے ہر سکر کر کہا لیکن اسکو جو تو نے دیکھا چھپائے رکھا کسی سے کیو
 مت جب تک میں مروں نہیں کسی سے مت کہ چھپائے رہ چاہے کیسا ہی کوئی ہمیشہ یادوست ہوا کوئی
 ناپز آدمی سے مخفی کر بعد اسکے اس عیش یعنی جھوٹے کے روز فون سے اور لوگوں نے بھی اسکو جنتے
 دیکھا شیخ نے کہا کہ اگر گار میں چھپتا ہوں یہ ظاہر ہوتا ہو اسکو تو تو ہی جانے کہ دشمن کیا حکمت ہر سکر اسکو

الہام ہوا کہ چنڈوگ اس غم میں جو قطعید سے جھک رہا تھا وہاں ایسے ہیں کہ تیرے منکر ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ شاید
 وہ طریق میں نکارہ سالوس تھا کہ خدا نے انکو اس طرح رسوا کیا اور میں نہیں چاہتا کہ وہ گلا گلا کر ہو جائے اور اگر وہ
 سے گمان بدین پرین لہذا یہ کرامت ہمیں ظاہر کی کہ کام کی وقت ہم جھکو ہاتھ دینگے تا یہ پیارے بگمان جناب
 آسمان سے رونمون یہ تو جھکو معلوم کہ میں جھکو بے کرا متوں کے پہلے ہی سے بذات خود دلاسا دیتا رہا ہوں
 یہ کرامت تو میں نے جھکو ان شکر و ان کے واسطے دی ہو اور یہ چراغ تجو میں ان لوگوں کے واسطے رکھا ہو
 تو تو اس بات سے علمدہ اور رکھا ہوا ہو جو ہر گرتن کے کہ آپ کو خدا کر چکا کہ جھکو خوف جرائی اجزائے بچکا
 ہو اس صفت سے تو بری ہو چکا تو فرق کا وہم تو تیرے سراپے سے جاتا ہا مطلق باقی نہیں اور وہم کا رفع از سر نو
 جھکو ہو چکا اور جھار کے خوب صاف کر دیا

سبب جرأت ساحران فرعون قطع و رست فیامی خود

فولہ ساحران رانی کہ فرعون لعین مکر و تدبیر و سیاست بزمین کہ کبر ہر دست و پاتان از خلاف پس او دیر
 نماز و نماں معاف و او چنان پنداشت کایشان درہان و وہم و تجو یفند و وسواس و گمان کہ بود شان از
 و تجویف و ترس از تو ہما و تخذیرات نفس و امید داشت کایشان رستہ اند بر و ریچہ نور دل نشستہ اند بر سایہ
 خود را خود داشت اند چابک و صیت و کش و بر جہتہ اند با وں گرد وں اگر قصد بار شان و غر و کوہ اندرین گلزار
 شان و اہل ان ترکیب را چون دیدہ اند از فرغ و وہم کم تر سیدہ اند و این جان خواست اند نظر نہایت
 گر و در خواب وستی با کنیت و گری خواب اندر مرست برید کا نہ ہم مرست بر جاست ہم مرست درازہ گر و بی
 خواب در خود او نیم تندستی چون بخیر بی سقیم و چل اند خواب نقصان بدن نہایت باکی از دو صد پارہ
 شدن و اینجہان کہ بصورت قنست و گفتہ پیغمبر کہ علم نداشت ازہ تقلید تو کردی قبول و ساکان این
 دیدہ پیدای رسول و روحہ در خواب و گویا خواب نہایت مسایہ مرست اہل جز متا نہایت و لہذا قنات این
 ساحرون کو نہیں فرعون لعین نے دھمکایا اور ڈرایا تھا میں پر کہ تمھارے ہاتھ پاؤں کا قوسھا کہ تھے فلان
 مرضی میرے کیا اور سولی و دھمکا کہا جانی القرآن اے اطمین ایدیکم و ارجلکم سن خلاص ثم لا یصلکم آمین
 ضرور کا ٹوٹکا میں ہاتھ پاؤں تمھارے خلاص سے کہ تھے بدون مرضی و اعجازت میری ایمان موسیٰ پہ
 قبول کیا اور ضرور سولی و دھمکا تم سب کو اسنے وہی ہی جانا کہ اسی وہم و خوف و گمان میں ہیں جیسے
 مجھے تھے کہ کانپتے تھے اور اور و کو ڈراتے تھے اور ترس و تو ہم اپنے بچاؤ نفس کے بہت تھے اور یہ
 جانتا تھا کہ اب وہ جملہ توہیات اور زون و وسواس سب سے چھوٹ گئے اور ایمان لانے سے اس تہ کو
 پہونچے کہ وہ بچہ نور دل پہ بیٹھے ہیں اپنے سایہ کو آپ سے جانا اور اس سایہ سے چست چالاک اور خوش

محل کے ہیں سایہ مراو جسم سے کہ اہل حق پر وہ جانتے ہیں کہ یہ ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے اور سولی دیا جائیگا تو
 ہمارے لیے دوسرے جسم موجود ہیں اسکے ہم محتاج نہیں اب یہ بھیہ جو اپنے کھلا ہو تو ایسے خوش ہیں کہ ہاؤں کر دین
 کی اس گلزار جہان میں اگر انکو سو و فہ کوٹ کوٹ کے چور چور کر دے لیکن اب انھوں نے جو اہل اس
 ترکیب جہانی کی دیکھ لی ہو لہذا وہ ہم کتنی ہی شاہین نکالے وہ ہرگز نہیں ٹرتے یہ جہان ایک خواب اور
 اس میں فرادہم و شکست کر سچا اگر خواب میں کیسا ہاتھ کوٹ کے اڑ جائے تو کیا غم ہوتا ہو مثلاً تیرا سر خواب
 میں شمع کی طرح کسی قرائن نے کٹا تو یہ کیا بگڑتا ہو وہی سر تیرا ہر قرار ہو اور عمر تیری درازا بالآخر من کر خواب میں
 تو دور کرے ہو جانے کچھوں کی بات نہیں جب تک گناہ رست دینی سقم اٹھیں گے اب فرماتے ہیں حال یہ کہ
 خواب میں کیسا ہی نقصان بدن کا ہو یا سے حتی کہ سیکڑوں ٹکڑے کچھ خوف کی بات نہیں یہ جہان جسکو تو
 بصورت قائم دیکھ رہا ہو حضرت پیغمبر نے فرمایا ہو کہ یہ جہان سوتے کی خواب ہو چنانچہ تو نے بھی از روئے تقلید
 کے قول آنحضرت کو مانا ہو لیکن سالکوں نے جسکو ظاہر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو بدون تیری ہی تقلید رسول
 کے غرض جب تک تو زندہ اس جہان میں ہو خواب جہان لے کہ خواب میں ہوں اس لیے کہ اہل وہ جہان ہو
 کہ دونوں کا ایسا حال ہو جیسے سایہ اور متاب کہ متاب مہل ہو اور سایہ فرعاً کھلاف شرح میں فرغ کو
 فروغ ہاں کہ کپاں کھیا ہو قولہ خواب بیداریت آن دان ہی عصفہ کو بہ عین خفتہ کو در خواب شدہ او گمان برو
 کہ اندیم خفتہ ام پشیران کست در خواب دوم کو زہ کر کہ کو زہ رہا شکندہ چون بجا ہوا خود قائم کند و کو را
 ہر گام باشد ترس چاہہ با ہزاران ترس می آید براہ مرد مینا دید عمرن راہ را پس با نذا و مٹاں چاہہ
 پاؤں انیش نہ کر دم رمی و روزش کی داؤد او از ہر غنی و شیر فرعون کا آن شتیرم کہ ہر بانگے دعوئے مستقیم
 خرقہ مارا پدر و زہدہ ہست و ورنہ خود مارا برہنہ تن بہت بی لباس خواب را اندر کنارہ خوش گیرم اسی حد
 تا بکارہ خوشتر از تجرید از تن در میج و نیست ای فرعون بی السام کچھ بمعنی یعنی اس خواب سے بیداری اپنی
 اسکو جان ہو عصفہ کہ سوتے ہیں جو کچھ سوتا آدمی دیکھتا ہو اور جانتا ہو کہ میں سوتا ہوں وہ تو گمان کرتا ہو
 کہ میں سوقت سوتا ہوں اور اس سے بچ کر اب وہ دوسرے خواب میں ہو پہلی بگڑ کے دوسری قائم کی
 جیسے لوزہ اگر کسی کو زہ کو توڑے اور جب چاہے کچھ قائم کرے آندھے کو قدم قدم پر چاہہ کا خوف ہوتا ہو
 ہزاروں خوف سے راہ پاتا ہو جو مینا ہر راہ کی چورانی دیکھتا ہو وہ چاہہ و مٹاں کو خواب جانتا ہو
 اسکا نہ پاؤں کانپے نہ زانو کانپے کیسوقت نہ وہ کسی غم سے شہر و ہوئے بس ایسے ہی یہ ساحر جب تک
 نامیٹا تھے تھے اب جو مینا ہو گئے لہذا فرعون سے کہا آفرعون جانے جا اب ہم وہ نہیں ہیں کہ کسی
 غول کی آواز پر ٹھہر رہیں اور ترک جائیں تو ہمارے خرقہ کو بچا ڈال جانا پسنے والا سوچو ہر وہی دیکھا

اور اگر دیکھو کہ جو کچھ لوگوں کا دماغ میں ہے تو وہ تو خواب کے وقت کی طرح اُتار ڈالنے سے کیسی خوب
خوش معلوم ہوتی ہے بس جب یہ دنیا خواب ہو تو ہم بھی اُسکے پیچھے ہوں گے خدا کے آغوش میں رہیں گے
اور فرعون اپنے تن : خراج سے بھر دیا ہل کرنا اور جہاں اس کے برابر کوئی اچھی بات نہیں ہے نہ کہ

تجسباتے الہام ہو وہ مغز
حکایت خچر کی اونٹ کے سامنے کہ میں اکثر منہ کے بل گرتا ہوں تو نہیں کرتا گراہت کہ

قوله گفت ہتر اشتراعی خوش رقیق و فراہ شیب و راہ عمیق تو نیانی و سر خوش میری من ہی ام
ہر دو چون غمی امن ہی اقام ہو و در جوی خواہ و دشکی خواہ اندر می ساین سبیل باز گویا من ز بیت تا بیت
من کہ چون بایت ریت و گفت از چشم تو چشم من یقین و یگان روشن ترست و دورین بعد انان ہم
از بلند ہی تا ظم زمین سبب در روئے مقام مضم و خوش بر آیم بر سر کوہ بلند آخر عقبہ پیہم ہوشمند پس ہوسپی و
بالائی را و دید ام را و نمایم کہ ہر قدم من از سریش نم از شمار و اوقات دن و ام ہم تو بینی پیش خود
یکد و سہ گام وانی و بینی سبج و ام و پیوستی الاعمی لیکم و لہی فی المقام و النول لمہیر چون حسین اور تو
حق جان و ہر جذب اجزا و فرج او تند از خوش او جذب اجزا می کند تا رو پوچتم خود را می تنہا چل
بجذب جزو و حق حریفش کردہ باشد در نما و جذب اجزا روح تعلیم کردہ چون ندانند با جزا شاہ فردا جان
این زندہ با خوشیہ بود بی غذا اجزات را و اندہ بود آفرینی کہ رانی تو ز خواب ہوش جس رفتہ را خواہد شد
آبادانی کان از وغائب شد باز آید چونکہ فرمایند کہ ہا معنی عقبہ بفتہ ان او شہد اگہ از شمار کبسر کے بل گرا
ایک خچر نے اونٹ سے کہا اور رفیق کیا سبب یہ کہ نشیب فراز راہ عمیق میں تو گونا گونا نہیں خوب چلا
جاتا ہی میں نے کہ بل گراہ کے مانند گرتا ہوں میں ہر وقت منہ کے بل گرتا ہوں خدا خشکی ہو خواہ دیا تا تو چھو
اسکا سبب کیا ہی تو چھو طریقہ گزاران کا معلوم ہوجائے اسی راہ پر چلون اونٹ نے کہا میری آنکھ اور تیری آنکھ
سے فرق ہے میری آنکھ یقیناً تیری آنکھ سے روشن تر ہے اور بیشک دو بین ترا کے بعد یہ بات کہ میں اونٹ
سے ہر شے کو دیکھتا ہوں اس سبب سے منہ کے بل نہیں گرتا کہ اس شے کے سامنے ہی موجود ہوں اور حاضر
میں خوش خوش اونچے پہاڑ و ن پر چڑھ جاتا ہوں اور جو راہیں و شوارگہ زار ہیں اُنکا آخر اپنی ہوشمند ہی
و کچھ لیتا ہوں جس تمام اونچے راہ کی میری آنکھوں کو اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے جن ہر قدم از روئے پیش
کے رکھتا ہوں لہذا سر کے بل کرنے اور ویسے کرنے و نون سے بچا رہتا ہوں تو کیا قدم بھانسنے کے
و کچھ ہا یا مدوجہ و دین قدم اور کوہ بہن ایسا کہ وہ دیکھتا ہے اور سبج دام کا نہیں دیکھتا پس تم کچھ
نزدیک اندھے اور اگلیارے ایک ہیں بلکہ مقام اور سیر و منازل سو جھتے ہیں سوچتے تعالیٰ بچہ جن کو

رحم میں جان بختا ہو لہذا اسکے خلق میں قوت جذب اجزا کی رکھ دیتا ہو کہ جو جو رش یہ کھاتا ہو اسکے اجزا کو جذب کر کے تار و پود اپنے جسم کا بناتا ہو اور جسم کو بڑھاتا ہو چالیس برس تک اللہ تعالیٰ مریضیں جذبہ جزا کا رکھ کر لٹا کا کام لیتا ہو روح کو جذب اجزا کا اسی نے سکھایا اسلئے کہ وہ ایک شاہ فرد و مجرب ہی جزا کو قوت جذب میں روحی کا وہ جذب کو کیا جائے جامع ان ذروں یعنی مخلوق کا وہ غور شدہ ہو جو عبارت اسکی ذات سے ہو کہ بے غذا بھی تیرے اجزا کو چلا پھر اسکا ہو و کچھ تو جب تو سب جاتا ہو ہوش جو اس تیرے سبب از جا قوت ہو تے ہیں جہاں تو خواب سے جاگا اور تو نے ہوش و حس قوت کو چاہا فوراً اسکو بکھاتا ہو ایسا کہ تو جانے کہ اس سے غائب ہی نہیں ہو سکتے ایسے شائبی حاضر تھے دین جہاں فرمایا عبد بنہ و فوراً لٹ پڑا جو دیر ہوئی

اجتماع خرخرت علیہ السلام کا بعد مرنے کے حکم خدا سے اور مرکب ہونا سانس کی آگھوں

قولہ میں غریز اور نگر اندر خرت کہ جو پسیدت و زیریہ برتا پیش تو گرد آوریم اجزا شہادہ ان سر و دم و دو گوش و پاش را دوست دینی و جزیہ بہ ہم می نهم + پارہ ہارا اجتماع می مدہم + دیگر و صنعت پاہ نئی کہ کہی وہ دو کسن بی سوزنی در میان بی سوزنی وقت خرخرت زانچنان دور و کہ پیدائیت و زچشم بشتا حشر پیدائیت کا زمانہ شہادت دریم دین + تا پیدائی جامع تمام تاملری وقت مردن زان تمام + ہمنجا کہ وقت نفقہ اسکی از نفوات جملہ حساسی دینی بہر جو اس خود نگر زنی وقت خواب + گر چہ گیر و پریشان و خراب + معنی خرخرت باقی سوزہ سینا خرخرت نام فی علیہ السلام کہ انھوں نے بیت المقدس کی آبادی پر بعد خرابی کے تعجب کیا تھا اللہ تعالیٰ نے انکو مارا اور یہ بڑی سی گناہ چار کھا حالت چوانی میں مارا تھا اسی بدن سے پھر زندہ کیا اور انکا دیکھ ہی نہ سکتا رہا نہ بگڑا نہ بٹا مگر گدھا مگر کے شکل گیا تھا اسکے اجزا البتہ پریشان ہو گئے تھے ایک نہت اسلم تعالیٰ فرماتا ہو کہ خبردار پیدائی غریز اور غور کر اپنے گدھے کیطوفت جگلا شرا بکدر جو اتیرے پاس چراغ و تاب ہم تیرے سامنے اسکے اجزا جمع کرتے ہیں یعنی سر و دم اور دو دونوں کان ہاتھ پاؤں اور بزر و سب جمع کر کے ان ٹکروں کو اجتماع دیتے ہیں و یکھ تو صنعت ٹکڑے جو ٹٹ والے کی کہ کیسے پرانے ٹکڑے بے سوزن کے ستیا ہو نہ تو سینے کے وقت ڈورا ہو نہ سونی ہو اور ستیا ایسا ہو کہ کہیں در زو سون معلوم نہیں اب تو کھین کھول اور کیفیت حشر کی بر ملا دیکھ لے تا تجھکو شبہ روز قیامت کے پیدا ہونے میں نہ رہے اور میری جامعیت کہ دیکھ کیسا جمع کرنے والا ہوں تا مرنے کی وقت اپنے تمام بگڑنے کے خیال سے نہ ڈرے کہ میرے جسم کا اہتمام بگڑ جائیگا جیسا کہ سونے کے وقت فوت ہوئے جو اس سے نہ پخت ہوتا ہو کہ سب جو موت میں جو سٹو ہوا لگا یہ جو اس دنی میں کو در تجھکو ان حواسوں کا ڈر نہیں ہوتا اگرچہ پریشان و خراب ہوتے ہیں الخلاف شرح میں پڑ کو ڈر لکھا ہو

نہ رونما شیخ کا اپنے فوجند کے مرتے پر

قوله بجزینی رہنما فی پیش ازین ہر آسانی شیخ بروی زمین چون پیر در میان استان ہر کشای روضہ
 دار بنیان مگفت پیغمبر کی شیخ رفتہ پیش چون بنی باشند میان قوم خویش یک صبا می نقش لہ بیت او
 سخت دل چونی گواہی نیک خود ساز ہر و مرگ فروندان تو دنو میداریم با پشت و تو تو غمی گری نمی زار
 چرا بیا کہ حجت نیست در دل ای کیا چون ترا حجت نباشد در ورون زمین چو امیدست از تو کنون بابا
 تو ایم اسی پیشوا کہ نہ بگزاری تو را در غما چون یار این روز سخت خود شفیع ما توئی آنروز سخت در جان
 روز و شب بی رہنما بابا کرام تو ایم امیدوار دست ما دهن دست آن زمان کہ نہ مانع مجرم ہمارا نہ گفت
 پیغمبر کہ روز رستخیز کی گذارم مجربان را شکستہ زمین شایع نامیدان باشم بجان ہمارا ہر نشان را شکستہ گران
 عاصیان و اہل کبار را بجد و وار ہا ہم از غنا بقض عمدہ صاحبان ہستم خود را غنا از شفا ستای
 من روز گزندہ بلکہ ایشان را شفا عطا ہووہ گفت شان چون مکہ نہ میرود پیچہ وار روز غمی بر نہاشتہ
 من نیم وار خدا یم بفرشتہ یعنی فراتے میں کہ لگے زمانہ میں ایک شیخ رہنما آیا تھا کہ گویا کیا سہانی
 شیخ زمین پر روشن تھی ایسا تھا جسے امتوں میں پیغمبر کہ ہر ایت سے لوگوں کے لیے دروازہ روضہ بنان کا
 کھولتا تھا چنانچہ حضرت پیغمبر نے بھی فرمایا کہ اگلے شیخ گورے ہیں ایسے تھے جیسے نبی اپنی قوم میں جسے میں
 کمانی الکی بیت الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہو جیسے نبی اپنی امت میں ایک صبح اُس کے
 اہلبیت میں سے کسی نے کہا کہ تم ہو تو بڑے نیکو مگر سخت دل کیوں ہو تم تو تھا رسے فوجندوں کے
 مرگ و ہجر میں نوے رکھتے ہیں اور بار غم سے دو تہا میں تو نہ روتا ہو نہ زاری کرتا ہو کیسب سے ہو
 یا کہ تیرے دل میں اے صاحب رحم ہی نہیں ہو کچھ جب تیرے دل میں رحم نہیں ہو تو ہم تجھے کیا امید
 رکھیں ہم تو تیری ہی امید پر اسی پیشوا ہیں کہ تو بیکو شیخ و عنائین نہ پھوڑیگا حشر کے دن چو رب العالمین
 تخت آرا ہوگا اُس سخت دن کا شفیع ہوا تو ہی ہوگا ہم ایسے روز شب بے پناہ میں تیرے ہی طعنہ
 و کرم کے امیدوار ہیں قبل اسوقت میں ہارا ہاتھ ہوگا اور پیرا دہن جہنم میں کسی مجرم کو اس نرسہ کی
 حضرت پیغمبر نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں کسی مجرم کو ہرگز نہ آئسوسا نہ چھوڑو گا جیسا کہ حدیث میں
 ہو تم استغفہ فی حد الفرج و اخریم من النار و ادخلہم الجنة حتی لا یبقی الا من جبر القرآن پر شفاعت
 کرے گا میں پھر کہیاتیگی میرے واسطے ایک حد واسطے نکالنے دوزخ میں سے سو میں اپنی حد سے
 محل جانو گا اور نہ لوں گا انکو دوزخ سے اور وہاں کو نہایت میں یا نہ کہ کرنی دوزخ میں باقی نہ رہے گا
 گروہ جبکہ قرآن فقیر کیا ہو جیسے شرک یا کفار جہنم قیامت میں دوزخ کی ہر میں دل و جان سے شفیع

گنگارون کا ہو گاتا ناگو شکستہ عذاب سے چھڑاؤں جو عاصی و اہل کبار میں نہیں کے چھڑانے اور عقاب سے
 بچانے میں کہ انھوں نے اپنے قول توڑے ہیں کوشش و جہد کرنا آئیے کہ صلح تو میری امت کے
 خود فارغ ہیں میری شفاعتوں سے اور اُس و زگرند سے بے گزند بلکہ انکو خود شفاعتیں ملیں گی اور انکی بات
 حکم نافذ کے مثل جاری ہوگی اُس دن میں کہ کوئی جو جہد والا ہو جو غیر کا نہ اٹھائیگا سب بد جو اٹھائیو گے
 ہونگے سوائے میرے کہ مجھکو خدا نے افرشتہ کیا ہوا انخلاف شرح بحر العلوم میں سخت دل چوں نے
 لکھا ہے چونی کو اور ماہر جو کہ باہر قبولہ آنکھ بی و زرت شیخ ایچوان و وقبول حق جو اندر کھ کمان
 شیخ کہ بود پیر یعنی موسفید یعنی ابن مودان ای نا امید بہت آن ہوی میہ ہی تو ہوتا رہتیش نماز
 ناموہ چو کہ رہتیش نماز پیراوست مگر سیہ مو باشد او خود یاد دوست بہت آن ہوی سیہ وصف بشریت
 آن ہوی پیرش ہوی سرمد و عیسیٰ برآمد صد نصیر کہ جو ان ناگشتہ پیراوست مگر یہاں بعض اوصاف بشر
 شیخ بنوہ کھل باشد ای پیر و یہ کی ہوی سیہ کان وصف ماست و نیت بر شیخ و مقبول خدمت چوں بود
 ہوی سیہ اربا خودست و او پیرست و نہ خاص نر دوست و در سر ہوی جو خوش باقیست و او نہ از عرض خدا
 آفاقیست و نامہ اسید واران توایم و ریزہ چین خوان احسان توایم و لیک با نیچہ چوں بی شفقتی و بہر نور
 چرا بی رفتی یا مگر قبول نہی سوز و ترا با و گویا شیخ مارا جوا یعنی جس معلوم ہوا کہ اُس دن کوئی بلا و زور
 نہیں گراں شیخ جوقبول مرحومین ایسا ہو جیسے ہاتھ کی کمان چاہو جیسے پاؤں جھکاؤ شیخ کسکو کہتے ہیں پیر کو
 جسکو موسفید ہوں اب اس ہوی کے معنی امی نا امید جان اور سمجھو کہ وہ جو سیاہ تیرے ہیں وہی تیری ہستی
 ہر سارے پندار و غرور و خودی و منی ہی سیاہ ہوی میں ہوئی ہوا جرم اس ہستی کی ہستی کا ایک تار ہو گرن
 نہ ہنے پائے جس جیکہ اس ہستی کی ہستی نہ ہی تو پھر وہی پیر چاہے اُسکے بال بال سیاہ ہیں چاہے وہ ہوی
 ہو وہ جو ہوی سیاہ ہیں وہی وصف بشری ہو کہ وہ نہ ہوی ریش ہر ہوی سر ویکھ تو حضرت عیسیٰ جب مد
 میں تھے سیکڑوں آواز کرتے تھے کہ ہم جو ان ناگشتہ شیخ پیر ہیں کما جارنی القرآن انی عبد متہ انانی لکنا
 و جملنی نبیا و جملنی مبارک ایا نکنت و اوصافی بالصلوۃ و الکوکۃ ما دمت قیامی یعنی بندہ اللہ کا ہوں کہ وہی
 مجھکو کتاب اور زہر ایا مجھکو نبی اور کیا مجھکو جہان کمین میں ہوں برکت والا اور وصیت کی مجھکو ساقہ
 صلوۃ و زکوۃ کے جب تک میں زندہ ہوں کہ یہ باتیں ایسے وقت میں ہوئیں کہ اصلا وقت کلام کا نہ تھا
 اور جو بعض اوصاف بشریت چھوٹ گیا ہو بعض ہیں ہر تو ای پیر وہ شیخ نہیں ہر دو ہوی ہر جھکاؤ عیسیٰ کہتے ہیں
 اور اگر ایک بھی ہوی سید جو چار اوصاف ہر جھکاؤ مستی ٹھہرایا ہو اگر اُسکے نہ نہ نہیں ہر تو وہی شیخ و مقبول
 خدا کا ہوا تو جو موسفید ہر اور اپنی خودی میں گرفتار نہ وہ پیر ہو نہ وہ خاص نر و کا ہر اگر ایک سر موس

وصف سے امین باقی ہو وہ عرش خدا سے نہیں پر آخانی جو اسے دنیا والا آدمی پھر جمع کس حکایت
کیطرت ہو جو شروع کی تھی وہی اہلبیت کستی جو کہ ہم سب تیرے امیدوار ہیں اور ریزہ چین خوان اہل بیت
تیرے کے ہیں مگر باوصف ان سب باتوں کے تو کیسا بے شفقت ہو اور فرزندوں کے حق میں بے رحمت
یا تیرا دل ہمیں نہیں جانتا پس ایسی شیخ بتا تو یہ کیا ماجرا ہو اختلاف شرح بعد اعلیٰ میں بیان نا امید بجا سے
بے نا امید اور جو ان گشتہ بجائے جو ان ناگشتہ برود کو برود سے لکھا ہو

عزیز شیخ مہرنا گشتہ برود کی فہرست

تو کہ شیخ گفت اور امیدوار ای رفیق کہ نہ ارم رحم و مہر دل شفیق بر بہ کفار مارا رحمتت ہر کس
جان جلاہ کا فرقتت ہر سکا غم رحمت و بخشایش است کہ چرا از سنگما شان مالش ست ہاں سگی کہ
نی گزند گویم دعا کہ ازین خود مارا کشت ایستہ این سگان را ہم دین اندیشہ دار کہ نباشد از غلاب
سنگسار و زان بیاورد او لیا را پر زمین تا کنش ان رحمتہ للعالمین خلق افواج و درگاہ خاص حق را
خواند کہ و آخر کن خلاص ہر چند تبار ازین سو بہر بندہ چون نشہ گوید خدا یا در بندہ رحمت جزوی بود و عام را
رحمت کلی بود ہام را رحمت جزوی ترین گشتہ کل رحمت و ریاست ہادی سل رحمت جزوی کل پوشت
رحمت کل اتو ہادی بین بود تا کہ جزوت او نادر و کار بجز ہر بخیری را کند اشباہ بجز چون نذر اند را ہم
روہ کی بود و سوی و ریاض خلق را چون آورد و متصل گرد و بجز آنگاہ او را و بر و تا بجز چون سل جو و در کند و عوت
بتقلید وجود از عیان و وحی و تباری بود گفت بس چون رحم داری بر بہ ہر چو چو پانی بگردان
چون نداری نوحہ فرزند خویش چو کہ فساد اہل شان زویش چون گواہ رحم اشک دید ہاں ہر وقت
بی نام و کریم رحمت عالم معنی شیخ نے بجا سوال اپنی اپنی کے کہا کہ یہ مت گمان کر کہ مجھ کو رحم و رحمت
اور یہ اول شفیق نہیں ہیں تو کفار پر بھی رحمت کرتا ہوں اگرچہ جانیں انکی کا فرقتت ہیں یعنی
دین کی نوبت سے مگر مجھ کو تو کتنے پر بھی رحمت و بخشایش ہو جو لوگوں کو پتھروں سے امان دیکھتا
ہوں کہ کیوں انکو اتے ہیں اگر کتا کیسکو کاٹ کھاتا ہوا کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا یا یہ دعاوت ہا
اسکی اس نے چھڑا دے ہیں ان کتوں کی ہر وقت یہی فکر اندیشہ رکھتا ہوں کہ غلاب سے سنگسار
منوں آپ بقولات حضرت مولانا رحمت کے ہیں کہ خدا تعالیٰ اولیا کو اسے اسے زمین پر لایا ہر نہ انکو
رحمت للعالمین بنائے جیسے آنحضرت رحمۃ للعالمین تھے اسلئے کہ او لیا بھی انکے نام پر ہیں
ہا مثل انکے منسوب پر رحمت کریں انکو درگاہ خاص حق تعالیٰ کیطریق بلاتین اور خدا سے دعا کریں کہ انکے
خلیص و صدق چھائے اپنی طرف سے انکی ہر ایت و نصیحت میں کوشش کریں جو نہ ہو سکے دعا کریں

کہ خدایا اہل دروازہ رحمت و ہدایت کا بندہ مت کر کھول دے یہ رحمت جو عالم میں دریاں عام مخلوق کے اور
اس رحمت کے مقابل جو ان کے ہمارے اور رحمت لامعا لیں کو ان سے ہوتی ہو جزوی ہو اور ان کی رحمت کلی ایسی کہ اس کی
رحمت ہر قرن خدا کے ہر چوکل ہو اور ایک دریا ہو جاری رہوں کی ہر جب رحمت جزوی کل سے ملگئی اور جاری
تو رحمت کل کا جاری ہو تو اس کا بندہ ہو جائیگا اور جب تک جو کوئی جزو ہو وہ دیکھا کا کام نہیں دیکھتا اس سے
وہ ہر تالاب کو شایہ بحر کے کہرتیا ہو گا ہر چو راہ دریا کی نہیں جانتا ہو اور خود ہی دریا کی طرف نہیں جاتا
پھر مخلوق کو دریا کے پاس کیے لاسکے لیکن جب متصل بحر سے ہو جائے تو اس وقت راہ ہجرت کا ضروریہ پاسے جیسے
سیل نہر کا دریا کی جستجو کرتا ہو اور ہوتے ہیں کہ دریا تک نہیں پہنچا ہو دعوت مخلوق کی کر گیا تو وہ تقلیدی
ہو گی نہ ایمان اور وحی و تائید سے چنے نہ انکھ کی دیکھی نہ حکم الہی سے جو وحی ہر وحی نہ اسکو ہنگامی آئندہ
رجوع ہو پھر اہلی ذکر کی طرف یعنی اسی اہل توحید کے کہا جب بپر رحم رکھتا ہو اور ایسا ہی جسے گلہ کے گرد
چہ پان تو اپنے فرزندوں کے واسطے فوہ و زاری کیوں نہیں کرتا جب کبھی فساد پھلنے لگے فشرار تو
غیر نہیں ہوا اور تیرا کیا کہ نسبت بہا جو رحم کے گواہ ہیں پھر اگر رحم ہو تو تیری آنکھیں بے غم و غریہ کے
کیوں ہیں تو کہ شیخ و امازان غائبش گرم شدہ و سرخن کیا رہ بے آرم شدہ و ہزن آور و گفتش اسی
عجز و خود ہائے فضل ہی مچھون تمہرہ جلد گردن ایشان درجی اندر غائب و پنهان نہ چشم دل کی اندھن
چو نیم نشان حسین پیش خویش مدازہ و رور کنہ ہچون تو ریشہ گر چہ بیرون داد و دوزان و با منند و گردن
بازی گمان مگر تیرے سحران بودا از فراق و با عزیزانم و صالست و عناق و خلق اندر خواب ہی سینہ نشان
من بہ بیداری عجب نیم عیان نہ زنجہان خود را وحی پنهان کنم بہر گس از درخت افشان کنم و حل سیر
عقل با شادی فلان و عقل سیر مچ باشد ہم بان و دست بستہ عقل امان باز کرد و کار باسی بت را
ہم ساز کرد و چسما و اندیشہ بر آب صفاء ہچو خس بگرفتہ روی آب را دست عقل انگش یکایک سو می برد و آب
پیدا میشد و پیش خود رخس ہن از بہ بود ہر چو چون حباب رخس چہ یک سو رفت پیدا گشت آب و چونکہ بت
عقل کشا ید خدا رخس فراز از ہوا بر آب آب را ہر دم کند پوشیدہ اوہ از ہوا خندان و گریان عقل تو
چونکہ تقوی بت دوست ہوا حق کشا ید ہر دو دست عقل را بس حواس چہرہ محکوم تو شد چہرہ خود
سا لارہ مخدوم تو شد رخس را بنیو آب خواب اندر کند نہ تاکہ غیب ہماز جان سر بر نہ ہم بہ بیداری بنیو ہما
ہم نہ گردن بر کشا ید با ہما و المعنی جب اطمینان نے شیخ کو بچون پر نہ روئے کے معاملہ میں غائب کیا تو شیخ
بھی اسیر گرم و بیروت ہو اور وہی طرف منہ کر کے کہا اے عجز و زمین تمہرے ہوتا ہو جو تو نے خیال کیا
یعنی غیر ممکن بات مجھے چاہتی ہو جتنے جو مر گئے ہیں سب میرے گردین ہیں اور زندہ میری چشم دل سے

وہ غائب و چہان ہی کب ہیں جہانگو بسین ایو مجسم اپنے سامنے دیکھتا ہوں تو مثل تیرے کھنڈ پٹ
پٹ کے کیوں زخمی کروں اگرچہ وہ دور زمانہ سے باہر ہیں لیکن میرے پاس ہیں اور میرے کھنڈ
رہے ہیں تو ناتھ بھر و فراق سے ہوتا ہوا و ربین عزیزوں سے جملہ عشاق میں ہوں یعنی ہفت
ہو رہا ہوں پھر کیوں روؤں غفلت تو اپنے عزیزوں کو خواب میں دیکھتی ہو میں بیداری میں ظاہر و بر
دیکھتا ہوں جب ذرا دیر کو چہان سے میں کپ کو چھپا لیتا ہوں اور جو اس کی پی جھاڑا ہوتا ہوں اب
مقولات مولانا رح کے ہیں کہ ای غلام یہ جان لے کہ جس تو اسے عقل کی ہو اور عقل اسیر جان کی عقل
کے ہاتھ بندھے ہوئے جو مراد عدم و ستر سے ہو یہی کھولتی ہو اور اس کے مشکل کاموں کو جان ہی راست
و درست کر دیتی ہو جیسے اور انہی شے ایسے ہیں جیسے آب صاف پر گھاس کوڑہ کہ اُس کے منہ کو چھپائے
ہوئے ہوتا ہو عقل کا ہاتھ اُس کو اتار کے جب ایک طرف کر دیتا ہو تو عقل کے نزدیک وہ آب صاف
گھل جاتا ہو اُس کے کہ حس و اندیشوں کا نہر شیل جناب کے بڑا انہوہ تھا جب یہ جس ہوا ایک طرف ہو گئی
آب ظاہر ہو گیا تب اگر عقل کے ہاتھ کو خدا نہ کھیلے اور کثودہ بخشے تو جس ہوا سے اُڑاڑ کے ہوا سے
آب پر نہایت ہی جمع ہو جائے ہوا سے مراد ہوا سے نفسانی اور ہوا سے آب کو یہ ہوا چھپاتی ہی رہتی
یہ وہ ہوا ہے کہ اسی سے عقل تیری خندان اور گریاں ہو یعنی جب خواہش نفسانی کے موافق ہوا
خزم و خندان ہوئی اور جو خلاف اُس کے گریاں آلبتہ تقبی ہو ہوا کے دونوں ہاتھ باندھ دیتا ہو تو اس کا
عقل کے دونوں ہاتھ کھول دیتا ہو تب یہ جو اس جواب تجھ غائب ہو رہے ہیں تیرے محکوم ہو جاتے
ہیں اور خرد تیری سالار و مخدوم ہوتی ہو تو خسرو جس کو جو خواب کی وقت جاتی رہتی ہو سچو اب کے خواب
میں داخل کر دیتی ہو سب بیکار و بیکار ہو جاتے ہیں تو غیب کی باتیں اور چیزیں جان سے تجھ
کھو کر ہیں اور جیسے خواب میں غیب و غریب چیزیں دیکھتے ہیں وہ بیداری میں دیکھے اور آسان
سے بھی اس پر دروازے کھول دیتے ہیں انخلا و شرح بحر العلوم میں آرم کو آرم آناش کو آناش لکھا ہے
قصہ پڑھنا شمع نہر کا قرآن کو آرم و مصحف کے اور وقت پڑھنے کے مینا جو با حکم خدا

تو لہ دید در ایام کن شیخ فقیر مصحف در خانہ پر ضرر پیش او مان شد او وقت تہو ہر روز با جمع کشتہ
پندر روز گفت اینجا ای عجیب مصحف چراست چونکہ نامیاست این درویش رہت ہ اندرین اندیشہ تقویش
فروہ کہ جزا و نہایت اینجا باش و بودا دست تنہا مصحف آوینہ میں نیم گستاخ یا آمینتہ تا پیرسم فی خمس
صبری گنم تا بصدے ہر مرادی بر زخم صبر کرو و بود چندین در موج کہ کشف شکا نصرت فتح افحج و خبرست
ای برا و صبر کن تا شفا یابی تو زین سنج کمن + صبر سو کشف ہر سر و برست + صبر تم آمد برا و شکرست +

اٹھنے عورتے میں کہ اس شیخ فقیر نے انھیں دونوں میں قرآن شریف ایک انداز سے کے گھوم دیکھا
 اور یہاں کے پاس گیا کہ وہ ایام توڑتے اور یہ دونوں زاد چند روز وہاں اٹھتے رہے اس
 نے تعجب سے دل میں کہا کہ فقیر تو بیچ کا اندھا ہو پھر یہ قرآن بیان کیوں ہو اسی سوچ میں کہ
 بہت تشویش پیدا ہوئی کہ اس درویش کے سوا اور کیسی بودا باش بیان نہیں کیا وہ ہر اور صوف لکھا ہوا
 کیسے پوچھوں زمین ایسا گستاخ ہوں نہ ایسی بڑی میری اس سلت ہو بہتر ہو دیپ ہوں صبر کروں
 تو صبر کے سبب سے مراد پوچھوں آخر صبر کیا اور چند روز اس نگل میں رہا آخر اس پر کھل گیا اس واسطے کہ صبر
 مفتاح الفج ہوا اسی راہ صبر ایک خزانہ ہو تو صبر کہ تو اس رنج کمن سے شفا پائے صبر ہر بھید کے کشف کی
 راہ تھا تو صبر اگرچہ تلخ ہو لیکن پھل اسکا شیرین ہو

صبر کرنا لقمان کا جو دیکھا کہ حضرت داؤد و آہن سے زرہ کے تختے درست کرتے ہیں
 اور نہ پوچھنا اور صبر کرنا

اقولہ رفت لقمان سوی داؤد از صفایہ و یکویکہ در این حلقہ جلد را با ہر گدڑی فلانہ زابن پو
 آن شاہ بلند چمنوت زرا و او کم دید بود و در عجب میاند و سوکاش فرود کا بیچ شایہ بود و اپر سم ازو
 کہ چہ میسازنی حلقہ تو بتو باز باخو گفت صبر اولی ترست و صبر با مقصود و ترتر بہترست و چون اپری تو
 کشف شود و رخ صبر از جلد تیران تر بود و بر پرسی دیر تر حاصل شود و سہل از بیہترت مشکل شد و چونکہ
 لقمان جن ہر و اندر زمان و تمام از صنوت داؤد و آن پس درہ سازید و پشید او پیش لقمان حکیم
 صبر خواہ گفت این نیکو لباس است ای قتا و در صاف و جنگ دفع زخم را گفت لقمان صبر نیکو بہترست
 کو پیادہ و دافع ہر چاہیست و صبر با حق قرین کرد ای خاں و آخر و بصرا الگہ خوان و صد ہزار ان
 کیسیا مق و فریہ کیسیا کیسیا صبر نہ ناید و آشنی زرا و زرہ ساز ایک دن حضرت لقمان از درے صلا
 و صفا حضرت داؤد کی طرف گئے دیکھا کہ وہ لوہے کے حلقے بنانا کے ایک دوسرے میں ڈالتے تھے
 انھوں نے صنوت زرہ گری کی نشین دیکھی تھی انکو دیکھ دیکھ کے تعجب و ہراس بڑھا کہ ان حلقوں کا
 کیا ہوگا ان سے پوچھوں کہ ان تو بتو حلقوں سے کیا بناتے ہو پھر دل میں کہا کہ صبر بہتر ہو صبر مقصود
 کی طرف جلدی رہبری کہتا ہوا سیلے کہ ہر بات نہ پوچھنے سے جلدی مصلحتی ہو رخ صبر کا جامہ پہنہا کہ
 پر نہ تر ہو او اگر پوچھے تو دیر ہوتی ہو اور پھر صبر کے سہل نیز مشکل ہو باقی جو بس جب لقمان نے
 صبر کیا اور خاموش رہے دم بھریں وہ صنوت حضرت داؤد کے ہاتھ سے تمام ہو گئی پھر
 انھوں نے ان حلقوں کی زرہ بنانے سے منہ پھنی اور کہا اس جوان یہ بھی ایک اچھا لباس ہے

بنک و مصاف میں زخم پیا نے کیا اسے لقان نے کیا یہ تو ہو لیکن صبر بہت ہی اچھا ہدم ہی ہر لمحہ کی پناہ اور ہر لمحہ کا ہر لمحہ دفع ہو اللہ تعالیٰ نے صبر کو قرن میں کیا ہو تو ای فلان آخر سورہ والحصہ کو پڑھ کر کہ تو صبر بابت و تو صبر بابت صبر یعنی صبر کرتے ہیں ساتھ حق کے اور وصیت کرتے ہیں ساتھ صبر کے جس صبر کو موادہ میں حق کے رکھا ہو لاکھوں طرح کی کیا حق نے پیدا کی ہیں گرا آدم نے صبر جیسی کوئی کیا نہ دیکھیں اختلاف شجہ بحر العلوم میں کہ یہ کو گریہ لکھا ہو

بقیہ قصہ اندھے کا اور قرآن پڑھنا اسکا

تو کہ مردمان صبر کو دنا گمان کشف گشتش حال شکل در زمانہ شب آواز قرآن را شنید بہت از خواب ان عجائب را دید کہ مصحف کو مینو اند درست گشت بی صبر و زکوار کن حال بہت کہ گفت چون در چشم بہت نیست نور چون بی بینی ہی خوانی سطور + آنچه مینو افی بروا قدا وہ دست را بر حرف او بندا وہ + اصبت در سیر پیدا میکنہ کہ فطر جرح واری مستندہ گفت ای گشتہ ز جمل تن جدا + این عجب میداری از صنع خدا این حق و خواہم کامی مستعان + برقرارت من مرعیتم چہ جان بختیم حافظہ را نوری بہہ + درود دیدہ وقت خواندن بی کرہ + باز درود دیدہ ام را از زمان ملک گیرم مصحف و خوانم عیان + آواز حضرت زکامی مروکارہ اسی ہر بخنی بیا امیدوار حسن ظن بہت و امید ہی خوش تر + کہ ترا گوید بہر دم + ترا + ہر زمان کہ قصد خواندن داشت + یا مصحف را قرات بایت من در اندم وادیم چشمے ترا تا فرو خوانی معظم چہ ہر المعنی مردمان نے جو صبر کیا ناگمان + سپر نو کا حال اس مشکل کا کشف ہو گیا اور کھل گیا آدھی رات کو اسنے آواز قرآن کی سنی سوتے سے چونکہ پڑا اور وہ عجائب دیکھا کہ اندھا مصحف کو ٹھیک ٹھیک پڑھ رہا ہو اسکا صبر جا رہا اور اندھے سے سال پوچھا کہ تیری آنکھوں میں نور تو ہو نہیں تو کیسے دیکھتا ہو اور کیسے سطریں پڑھتا ہو تو کچھ پڑھتا ہو کی طرف متوجہ ہو اور ہاتھ کو ٹھیک سے پر رکھے ہو انگلی تیری مرفون پر ایسی ٹھیک پڑتی ہو کہ نہی ٹھیک پڑے کہ تو مرفون دیکھتا ہو اندھے نے کہا ای شیخ تو توجہ لے تن سے جدا ہو اسکو صغ الکسی سے کیسے عجب جانتا ہو کہ نے اللہ سے دعا کی کہ اتو رب مستعان ٹھیکہ دل جان سے قرات قرآن کی حرص ہی من حافظہ نہیں ہوں ٹھیکہ فورے اور پڑھنے کے وقت دونوں آنکھیں روشن کر دے بیکرہ و کرہ نتیجہ اول و کثرانی کہ یہ دنا مرغوب اسوقت میری آنکھیں ٹھیکہ پھیر دے کہ قرآن اٹھاؤں اور ظاہر پڑھنے لگوں جس حضرت عزت سے ندا آئی کہ اے مردکار اپنے ہمارے کام کا آدمی ہر دو ہر پنج میں تو ہے امیدوار ہوا ہو ٹھیکہ میری نہایت خوش گمانی ہو اور امید بھی تیری اچھی ہو کہ ٹھیکہ ہر دم ہماری طرف کو کہتی ہو کہ پڑھو اور پڑھو جسوقت ٹھیکہ قصد قرآن پڑھنے کا ہو یا مصحفون سے قرات کا خوانان ہو اسوقت میں ٹھیکہ آنکھیں دو ٹھیکہ انوس معظم جہر کو پڑھ سکے جو پڑھنا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

قولہ چنان کہ در ہر گاہی کہ من و واکشایم مصرفت اندر خواندن و آن غیر می گوشتد عاقل و کارہ آن کرار
بادشاہ کردگار و ہر بخشہ بنیشم آن شاہ فرد و در زمان ہجرون چراغ شب نوزد دین سبب نبود ولی را اعتراض
ہرچہ بتانہ فرستہ از اعتیاض و اگر بسند باغت انگوری دو و در میان ماتت سوری دہدہ آن شل بدست
و سنی دہدہ کان عمار اول متی دہدہ و لاسم و اعتراض از ما برفت و چون عوض می آید از مقصد و رفت
چونکہ بی آتش را گرمی رسد و بنیم گرم آتش کاراکشہ چونکہ حیثیت بخشد دیدنی و اینچنین کوریت چشم روشنی
بی چراغی بدین دہدہ روشنی و اگر چراغت شدہ چہ افغان میانی و سنی اعتیاض عوض دینا اندہا کتاہو
جیسا آنسے مجھے فرمایا تھا و یہاں ہی رہتا ہی جسوقت میں قرآن پڑھنے کو کھولتا ہوں جس وہ غیر بھی اپنے
کام سے غافل نہیں اور وہ گرمی بادشاہ کردگار شاہ فرد فوراً بھگو مینا کی لوٹ کے دیتا ہی جیسے چراغ
شب نوزد کہ بجھنے کیوقت کہیں یہ معلوم ہوتا ہی کہ بجھ گیا اور اسی حال میں وہ چمکٹھٹا ہی علی ہذا بار بار اس
قسم سب سے ولی کو تو با اعتراض ہوتا نہیں ہوا سطلے جو چیز وہ لے لیتا ہی اسکا عوض بھتیجا ہی اگر تیرے بلخ کو
جلادے تو بھگو کچے پکانے انگور سے اور اگر ماتم میں ڈالے تو اسی ماتم سے سیر و خوشی پیدا کر دے شل
بے ہاتھ والے کو دست و قوت دیتا ہی اور فوطم سے جو لوگ کان ٹکے ہو گئے ہیں انکے ولون کو انہیں
عمون میں متی بخشتا ہی کہ وہ اس میں ست ہوتے ہیں جسے تو لاسم و اعتراض سب گئے اور جو ہوئے جو ہسکو
عوض موٹے مقصود سے مل باہو شلآج بجاگ کے ہسکو گرمی پہونچا ہی اور ہماری ٹاک کو وہ بھجادے تو ہم
اسی ہرین ہمارا بگڑتا کیا ہی اور بنتا ہی اور جو بے گھون کے بھگور خوشی بخشے تو کیا کتاہی سنی کوری جو بخشہ
روشنی ہرچہ بے چراغ کے وہ روشنی دیتا ہی پیر اگر تیرا چہ راغ ہو گیا تو کیوں افغان کرتا ہی بگڑا ہی کیا ہی

قصہ اولیا کا کہ راضی احکام الہی پر تھا اور تبدیل جام خوشا نہ نہیں کرتا تھا

قولہ بشنو اکنون قصہ آن بہرہ وان کہ اندر اعتراضی دہمان و زاولیا اہل دعا خود بیکند کہ سمیدہ و
وگا ہی میدرند قوم دیگر می شناسم زاولیا کہ دہان شان بستہ باشد از دعا و از رضا کہ ہست ام آن کرار
جستن دفع قضا شان شد حرام و در قضا ذوقی ہی مینہا ص کہ فرشان آیہ طاب کردن خلاص جسٹن
بر دل ایشان کشود کہ پوشدا ز غمی جامہ کہ بود ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود و آجیوان گرد و آتش بود نہ ہر
در علقوم شان شکر بود و سنگ اندر راہ شان گوہر بود و جلی کیسان بود شان نیک و بد دعا زہ باشد این
ز حسن ظن خود کہ فر باشد نزد شان کردن دعا کامی آکہ و ما بگردان این قضا ما معنی فرماتے ہیں کہ اب
قصہ آن را ہر ون کائن چہ جهان میں کسی قسم کا اعتراض نہیں رکھتے تو کیا میں ایک فریق اہل عاہلین
کہ وہ کبھی سیتے ہیں اور کبھی پھاڑتے ہیں کہ مراد دعا نیک و بد سے ہی اور ایک قوم اور ہیں اولیا سے کہ

میں آنگو سپاتا ہوں کہ انکے منہ سے بندہ میں بس خدا کی رضا کہ ان بزرگوں کی مطیع و رام جو ایسی بات کا
 ڈھونڈنا ہمیں دفع قضا کا ہو انکے نزدیک و رام جو وہ قضا میں ایسا ایک خاص مزہ پاتے ہیں کہ اس
 نجات ڈھونڈنے کو کفر مانتے ہیں انکے من میں انکے دل پر ایسا دروازہ کھول دیا ہو کہ ہرگز کسی
 غم سے سیاہ پوش نہیں ہوتے جو انکے سامنے آتا ہو۔ یا اس سے خوش ہیں اگر آگ ہو تو آجیوان جانیں زہر
 انکے حلق میں ہو شکر جانیں تپڑا کی راہ میں ہو گوہر ہو جائے جلنیک و بوجھ ہو سب کو کیسا جانتے ہیں
 اور یہ بات انیس کس سبب سے جو من میں سے کہ سیکوٹا جانتے ہی نہیں انکے نزدیک پکارنا کہ او مجھو
 مجھے اس قضا و حکم کو لٹا دے کفر ہے

سوال بہلول کا ایک لرگ سے اور جواب اسکے

تو کہ گفت بہلول ان کی درویشی و اپنی ہی درویشی واقف کن مراد گفت چون باشد کسی کہ جاودان و برادر
 اور دو کا چہان، میل جو با برادر اور دوند اختران انسان کہ او خواہد شوہر و زندگی و مرگ سرنگان او
 برادر اور داند کو جو، ہر کجا خواہد فرستد تو فرستد، ہر کجا خواہد پیشد تیت + ساکان راہ ہم ہر کام او داندگان
 راہ ہم در دام او ہیچ دندانی نہ بندد در جہان بی رضا و امر او فرمانروان بانی رضای او نیست ہیچ برک و بقیت
 او نیاید ہیچ مرگ و بی مراد و خجندہ ہیچ لرگ + در جہان زاوچ شریا تا سبک + گفت اس وقت رہت گشتی ہمین
 در فرسیای تو پیدہ است این دآن و صد چندانی ہی صاوق و لیک + شش کن این را بیان کن نیک نیک
 آتینا کہ فاصل و مرد فضول و چون گروش اور سد آر و قبول + آتینا شش شرح کن اندکلام + کہ از ان امر
 بہرہ یا بجان عام + ناطق کامل جو خوان بشی بود و بر سر خوانش دہر آشی بود + کہ نماند ہیچ جان بیوا +
 ہر کسی یا بدغذای خود جدا ہیچو قرآن کہ ہمینی ہفت تو ست + خاص را ہم عام را طعم درست + گفت این
 باری یقین شد پیش عام + کہ جہان درام زودانت رام ہیچ برگی در پیفتد از درخت + ہی قضا جو حکم آن
 سلطان بخت + از دہان القیشتہ سوی گلو تا گلوید لقا حق کا و فلو ا میل و رغبت کان زام و سیک
 جنبش و آرام امر آن غنی ست + در زمینہ و آسمانہ ذرہ + پر خجندہ نگرد و پیرہ + المعنی بہلول نے لیک ویش
 سے کہا کہ تیرا کیا حال ہو چکو خبردار کر کہا ایسا جیسے کسی شخص کی مراد ہمیشہ جہان چلتا ہو ویرا نہرین جب
 مراد اسکے چلین تارے وہ جیسا چاہے ویسے ہو بائیں موت و حیات یہ دیوین سرنگ آگے مرضی ہو باقی
 گلی گلی میں پھرتے ہوں جہاں چاہے وہاں تو فرست بھیج دے جسکو چاہے مبارکباد و بخشے ساکت او خدا
 کے بھی اسکے قدم پر چلین و امان سے راہ کے اسکے جال میں پھنسے ہوں کوئی ایک دانت جہاں میں
 بی رضا اور امر اس فرمانروا کے نہ بل سکے نہ بی رضا اسکے کوئی تپا کسی و رفت کا گرے نہ ہی قضا اسکے کسی کو

مرگ آوے تب کہ مراد اسکے جہان میں اوج تریسے سکت تک کوئی رگ ہل سکے جہول نے کہا اور بادشاہ تو نے
 سچ کہا ایسے ہی ہو اور تیری فریاد سے یہ سب ظاہر لگے یہ سب اور ایسے سوچنا اور ایصادق سب کچھ تو ہو سکتا
 اپنا اس بیان کی نوبت بھی شیخ تو کر دے اور بیان بھی کر ایسا کہ فاضل و فضیل جسکے کان میں پہنچے وہ
 انکو مان لے اور ایسی شیخ کر اسکی اپنے کلام میں جس سے جان عام بہرہ یاب ہو ظاہر ہو ناطق کامل جو
 خوان باش ہوتا ہو اسکے خوان پر ہر قسم کا آتش و طعام ہوتا ہو خوان باش سردار خوان تا کوئی مکان بھوکا اور پیڑا
 نہ رہے ہر کوئی اپنی جہی غذا پائے جیسے قرآن حسین سات تہ کے منی میں خاص و عام سب کا طعام ہمیں موجود
 درویش نے کہا بھلا یہ تو عام کے نزدیک بھی یقین ہو کہ جہان حضرت ایزد کار رام و طبع ہو کوئی تپا درخت کا
 پر خضار اسکے اور بے حکم اس سلطان بخت کے نہیں کر سکتا سلطان بخت لینے چاہے جیسا جسکا
 نصیب کرے جیسا کہ فرمایا و اتقوا من ورتقوا لا یعلیٰ لینے کوئی تپا درخت کا نہیں ٹوٹتا ہو مگر وہ ہلکوتا ہو
 مقدمہ کر لیا ہو کہ ذہن سے گھٹو کہ فقر با سکے جب تک حق تعالیٰ لقمہ سے فاد غلوانہ کئے اور ڈل ہو سیل غریب
 جو مراد ہوا ہو پس یہ ہو کہ یہ انسان کے لگام مینی ہیں اور اسکو کھینچے کھینچے پھر تھے مینی انکی جنبش و آرام
 بھی اسی غنی بٹہ پر داکے امر سے ہر دونوں سے چاہے جسکو دبا دے چاہے جسکو تیز کر دے ساری زمینوں
 اور تمام آسمانوں میں ایک درد پر ہلا سکے نہ کوئی پرہ لینے برگ کاہ لوٹ پوٹ ہو سکے الحکلاف شرح
 بحر العلوم میں فقہاء خاص کے بعد رہ گیا ہو قولہ جزا بقرآن تدیم نافذش و شرح نتوان کرد بیلدی نیست
 خوش کا شمار برگ در خطان را تمام بے نہایت کی شود و نطق رام و اینقدر بشنو کہ چون کلی کارہ می نگردد
 جز با مرکارہ چون قضای حق رضای بندہ شد حکم اور ابندہ خواہ بندہ شد بی محکف فی پی مزد ثواب
 بلکہ طبع او چنین شد مستطاب و زندگی خود بخود بہر خود و فی پی ذوق و حیات مستند و ہر کجا امر قدم را
 مسکیت و زندگی و مرگی پیش کش کمیت و بہر زمان میزانی بہر رخ و بہر زیان میر و نزع و نزع
 بہت ایمانش برای خواہ او بی برای جنت و انوار وجود ترک کفرش ہم برای حق بود و فی ذمہ انکدر
 آتش شود و اینچنین آہ زاصل آن خوی او بی ریاضت فی وجبت و جوی او و انگنان خند کہ او
 بینہ رضا و بھوٹا و شکر اور افتقاد بندہ کش خود و غصبت این بود و فی جہان برامرو فرانش رود پس
 چرا لا بکند او با دعا کہ گردان ای خداوند این قضا و مرگ او و مرگ فرزندان او بہر حق پیش چو عطا
 در گلوہ نزع فرزندان بر آن با وفا چون قطائف پیش شیخ پیوڈا پس چرا گوید و عطا الی مگر در دعا میں
 رضای داد گردان شفاعت دان دعا نزع خود و میکند آن بندہ صاحب شدہ رحم خود را و بہر دم خست
 کہ باغ عشق حق اور غمت و دور رخ اوصاف او عشق ست و او سوخت مراد صاف اور امر ہو

ہر طوقی این فروغ کی شناخت، چون وقوفی کو درین دولت تباخت، اسنی طوق راہ روندہ ایسے ہی فروغ
 فرق کنندہ قطائف لوزیہ دمان لوزیہ و سیمان دہی و پیش کشا و تم ایسی جلدی اسکی شرح چاہتے ہو گھر شرح اسکی
 بدون زمان قدیم و ناقد حق کے نہیں کرنا چاہیے اور جلدی اچھی نکلیں جبکہ یہ حال کہ مثل برگ درختوں کے ہو
 پھر برگ درختوں کے کون گن سکتا ہو اور جو شر بے نہایت ہو وہ نطق کی مطیع کب ہو سکتی ہو جس تو اتنا ہی
 سن لے کہ کوئی کام بدون امر و کار کے نہیں ہوتا اور جب قضاء حق رضا و شنودی بندہ کی ہوئی اور اس کے
 حکم کا بندہ خواہندہ ہو گیا تو بے تکلف اس میں مزدوری و ثواب کو کچھ دخل نہیں ہو بلکہ خود اسکی طبیعت مستطاب
 ایسی جاتی ہو کہ وہ بندہ زندگی اپنی اپنے واسطے اور مزہ لذت زندگی مستند کے واسطے کہ جسکو پیچھے دے چکا ہو
 نہیں چاہتا جہاں کہیں امر حق کا مسلک ہو وہاں اس بندہ کے سامنے اپنی زندگی و مردگی اس امر کے
 مقابل ایک ہی خدا کے واسطے جتنا ہو گنج کے واسطے ایسے ہی خدا کے واسطے قراہونہ خوف و رنج سے
 اسکا ایمان خواہش خدا کی ہو نہ جنت اور اس کے میوے اور نہ دوزخ کیوں واسطے اس نے جو کفر کو ترک کیا ہو وہ بھی کسی
 لیے ہو نہ آتش دوزخ میں داخل ہونے کے خوف سے غرض اسکی اہل ہی سے یہی خواہو نہ کچھ ریاضت و تہجد سے یہ
 بات ہو وہ اسوقت خرم و خندان ہوتا ہو جو خدا کی رضا و شنودی دیکھتا ہو اسکو قضا مثل علو و شکوے کے ہو
 جس وہ بندہ جسکی ایسی خود فصاحت ہو کیسے نہیں جہاں اس کے حکم میں چلے گا پھر کہیں وہ عبادت کرے یا دعا کہ
 اور خدا و خدا اس حکم کو پھر دے جس اسکو اپنی موت اور فرزندوں کی موت اپنی شیریں جیسی کسی کی خلق دین
 علو ہو اسکو نزع اپنے فرزندوں کی ایسی جیسے لوزیہ یا سیان اور وہ کیوں دعا کرے مگر اس خیال سے
 کہ اس کا دعا دگر کی رضا و دعائیں ہو جیسے کہ فرمایا دعویٰ التجب کہم بگو مجھے میں قبول کرے گا واسطے تمہارے
 اس رضا مند کی راہ است تو رضا نقہ نہیں کرے گا اور نہ وہ محتاج دعا کا کب ہو سو اس دعا کو بھی اور دوزخ کے
 حق میں شفاعت سمجھو نہ یہ کہ اپنے اوپر رحم کھلے دعا کرے وہ صاحب رشد و دوزخ کی ہدایت کو دعا
 کرے گا اس نے تو اپنے اوپر رحم کرنے کو اسوقت پھونک دیا جو وقت کہ چراغ عشق کا جلایا اوصاف بشری جو
 کچھ اس میں تھے ان اوصاف کا دوزخ اسکا عشق ہو اور اس نے اس دوزخ میں بال بال ان اوصاف کا
 پھونک دیا ہر راہ چلنے والوں نے جو اس راہ میں چلے ہیں ایسا فاروق بن کب پچھتا ہو اور کون ایسا فاروق
 ہوا ہو کسکو ایسی تیز ملی جان و وقوفی البتہ وہ اس دولت میں سامی و شتابند ہوا اور مثل اس کے کون گدازا ہو

قصہ وقوفی رحمۃ اللہ علیہ اور اسکی کراماتیں

قولہ آن وقوفی داشت خوش دیا بندہ عاشق و صاحب کرامت خواجہ بزمین مشہورہ بر آسمان ہشت بے انرا
 گشتہ نور و روشن روان و در مقامی مسکن کم ساحتی کہ در روز اندر دہی انداختی گفت در یک خانہ باشم کرد و روز

کھینچنے شیر کھانکس شیر مثل آنکے کب ہو گواہ کئے کہا اب فرماتے ہیں کہ تو شمال و مثل اور آنکے فرق سے الگ
ہو اور توفی کی طرف لوٹ مل

لوٹنا طرف قصہ و توفی رحمۃ اللہ علیہ کے

قولہ آنکہ دیتونی امام خلق بود، گوئی تقویٰ از فرشتہ میر بود، آنکہ اندر سیرہ رات کرد، ہم زوینداری او دین
رشتک خورد، با چنین تقویٰ و اوراد و قیام و طالب خاصان حق بودی مدام، و در سفر معلوم مراوش آن جبے
کہ دی با بندہ خاصی زدی، و این ہی گفتی چو میرفتی براہ، کن قرین خاصگانم ای آنکہ، و یار آیدار اکہ شناسد علم
بندہ بستہ میان مجمل، و آنکہ شناسد توای یزدان جان، و بر سن محبوب شان کن مران، و خضرش گفتی کہ ہی صد
ہمیں، این چہ عشق است و چہ تشفاست این، و مہرین داری چہ پیوئی دگر، و چون خدا با تست چہ جوئی شہر
او گفتی یارب ای دانای راز، تو کشودی در دلم راہ نیاز، و در میان بجا اگر نشستہ ام، طبع در آب جو بہ بہ تمام
چہ واداد، و نمونہ مرست، طبع و نمونہ جہریم جہریم جہریم، و مرص اند عشق تو فرست جاہ، و مرص اند غیر تو ننگ تنہا
شہوت و مرص زان شہی بود، و فان میزان ننگ درویشی بود، و مرص مردان از رہیشتی بود، و در منشت مرص سوک
پس رود، آن کی مرص از کمال مرست، و آن دگر مرص فاضل و سروریت، و آہ تیری ہست اینجا بنیان
کہ سوی مغری شود موسی دوان، و چو شستی کز آتش نیریت، و بہر انچہ یافتی با مندا بایت، و بی نہایت حضرت
این بارگاہ و صدر را بگذازد رست راہ، و لہضمی دہ و توفی علم و توفی مین تو ایسا کہ امام خلق کا ہست او
تقویٰ مین گیند فرشتوں سے لیجاتا، و فرشتوں پر سابق تھا سیرتین تو راہ کو مات کیا، یعنی نہایت پھر
کہ راہ بھی با این سیرت اس سے ہار تھا، و درین مین ایسا کامل کہ دین خود اس پر شک کرتا تھا کہ
مثل اسکے مین کامل ہوتا با وصف ایسے تقویٰ اور عود و وظائف اور قیام نماز کے ہمیشہ خاصان خدا کا
طالب بھی سفر مین بڑی مراد کی ہی ہوتی تھی کہ ایک دم کو بھی کسی بندہ خاص سے مل امتیاز و ملاقات
ہو جاتی جب راہ چلتا تو یہی کہتا جاتا کہ او محبوب میرے مجھ کو مصاحب اپنے خاص لوگوں کا کہ اگر بہ
میرے وہ لوگ مجھ کو میر دل پہنچاتا ہو، انکا مین میان بستہ اور خد مگنا را و محل یعنی بار بردارندہ، گویا غلام
اور بوجہ ڈھونے والا ہوں محل بضم بصیغہ فاعل بار بردارندہ اور مجھ کو میر ادلی نہیں پہنچاتا اور مین آنسے محبوب
و پوشیدہ ہوں، انکو تو ای یزدان جان مجھ پر مران کر دے اسکے جواب مین حضرت رب العزت اس سے
کہتے کہ او صد فرشتین مین یہ تیرا کیسا عشق مجھے ہو اور یہ کیسا استغنا عشق کا مجھ کو کہ عشق سے تیری پاس ہی
نہیں بھتی تو تو میری محبت رکھتا ہو پھر اور کو کیا ڈھونڈھتا ہو جب خود خدا تیرے پاس ہو پھر بشر کی تلاش
مجھ کو کیوں ہو تو وہ کہتا امربا و داناے راز تو ہی نے میرے دل پر یہ راہ نیاز کی کھول دی ہو کہ اگرچہ

ان کو بابت و قود و رقت پرین و آسا نا چند پیاپی زمین ہر گشت موسیٰ این ملامت کہ کشیدہ آفتاب را رادہ
 کہ زندہ میرودم تا مجمع البحرین من تا شوم سوب سلطان زمین و اجلی انصر لامری سببا و ذاک او اسی
 و اسری حقا بہ سالہا پیم ز پربالہا بہ سالہا چہ بود ہزاران سالہا میرودم یعنی بی ازندہ ان عشق جانان
 کہ بدان از عشق زمان و این سخن پایان مدار دای عمود داستان آن وقوقی بازگو بہ بعضی فرستے ہیں کہ کہ
 تو کہ حق سے شتافی یکہ دیکہ تو کیسے ایک مشتاق سے بیان کرتے ہیں کہ باوصف ایسے مرتبہ و درسی سچ
 کے طالب خضر کا ہوں اور حالانکہ خود بینی سے بری گھا اسی موسیٰ کہ وہ پیشہ ہیں تو نے اپنی قوم کو چھوڑا جو
 اور اسے کو واسطے اس نیک کے پریشان بنایا جو تو خود کی قبا و جو خون ورجا سے خلاص تشبہ کی قبا
 سے نظر اٹھک عیاشی و جہی کے ہو تو کہا تک خضر کی تلاش میں رہیگا اور کہا تک اس کے پیچھے پھر گیا تیری
 ملکیت جو ہو جی مینے نبوت و رسالت وہ تیری تیرے پاس اور تو چہرے خوبی و واقف پھر آسمان کہا تک
 زمین نا پنیگا اور پھر تار پنیگا موسیٰ نے کہا ایسی ہی ملامت کہ آفتاب را رادہ کے را ہزن مت بنو کہ محال ہو
 ایسی ہی ملامت سے میرا باز رہا محال میں مجھ البحرین تک جاتا ہوں تا سوب سلطان زمین کا ہوں محال ہو
 وہ جگہ جہاں دریا سے روم و فارس ملے ہیں کہ اسی موقع پر خضر و حضرت موسیٰ کی ملاقات ہوئی ہو شعر
 عربیہ کے معنی کہ خضر کو میرے کام کی واسطے تا میرا مقصود مجھ کو حاصل ہو نہیں تو تیرے کو لگا اور پھر دیکھا تھو
 حقب باضم و بفتہ تین شہاد سال و روزگار و تقبیس ہو آئے کریم سے قال موسیٰ لقتاہ لا ابرج حتی ابلغ
 مجمع البحرین او اسی حقا کہا موسیٰ نے اپنے قنا سے کہ بوش علیہ السلام تھے ہمیشہ پھرتا رہو لگا جب
 مجمع البحرین پر نہ پہونچوں چاہے مجھ جتے گز جائیں میں برسوں پر وبال سے اس تنہا میں آؤ لگا اور برسوں
 کیا چہ ہزاروں برس پھرتا رہو لگا میں پھرتا ہوں لیکن یہ پھر نہ میرا عشق جانان کے برابر مت جان و فی
 کے عشق میں نہیں پھرتے ہیں پھر عشق جانان کو عشق زمان سے کہ کیوں جاتا ہو اب فرماتے ہیں اس
 سخن کی تو امی عمودچہ مد نہیں ہر پھر وقوقی کی داستان بیان کر

گوینا طرف قصہ وقوقی رحمۃ اللہ علیہ کے

قولہ آن وقوقی رحمۃ اللہ علیہ گفت سافرت مذی فی خافقیدہ سالہا رقم سفر از عشق ماہ و سینہ از راہ و
 حیران در آہ پا پرہنہ رفتہ ام و رخا و سنگ از اکو من حیرانم و سنجویش دنگ و تو میں میں پاہ راہ
 زمین و آہ کہ بول میرود عاشق یقین از رہ و منزل رکو تاہ و در از دل چہ دانکہ دست مست و بلند
 این دراز کو تہ ای صاف غمت و رفتن ارواح دیگر غمت تو سفر کردی ز لطفہ با عقل نی کامی
 بود منزل نہ نقل سیر جان بچون بود و در و در و جسم از جان یا مودید سیر جان ہر کس بنید جان

لیک ہے ہم باشند و علمین، سیر جہان را با کرد و کون و میر و بیچون نہان در شکل چون اب آگے آگے گفت رود
 اور اور تا چشم قلزمی آنخیزد و در شجرین کہ قابل تصویر حکایت بعد کے ہیں لہذا میں نے تو اسکو انھیں دونوں
 شعروں سے مصدق کیا دینی و خوبی اس تغیر کو عواذ انصاف نظر ناظرین کے ہر معنی قافضین مشرق و مغرب
 ابتداء سے دامن و آئینان فراتے ہیں کہ فتویٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے لکھا بتداء سے زمانہ سے مشرق
 مغرب میں سفر کیا اور پیرسوں سفر کو اپنے اہل کے شوق سے یکساں راہ سے پیچھا اور اللہ کی ذات میں حیران
 آکر رہی ماہ ہویں لگے پائون خار و رنگ میں چلا اس سبب سے کہ میں حیران و پیچیدہ ہوں اور رنگ مجھکو کچھ
 معلوم و فہم نہیں اب فرماتے ہیں تو چلنے میں ان پائون کو زمین پر تھک دیکھے اسلئے کہ عاشق پائون پر
 نہیں آتے یقین جان کہ یہ چلتی ہے پھر راہ اور منزل سے چاہے دور دراز ہو چاہے کوتاہ دل کیا جائے
 وہ واسطے کہ وہ اپنے لئے لہذا اس کے شوق میں مست ہو رہا ہو یہ دراز کو کوتاہ تو اوصاف تن کے ہیں روح کا
 چلتا اور نہیں چلتا تو نہ سڑک نہ طہر سے عقل تک پھر یہ سفر تیرا کب کسی قدم اور منزل کے ساتھ تھا
 جسے ساتھ تو نے تل کی برسیہ پائون کہ بیچون ہوتی ہو چون و چرا کو اچھین داخل نہیں وہ اپنے دور
 دین میں اس سے جدا ہو گیا جسم نے ہمارے اسی سے چلنا پھر ناسکھا ہو حیران کی اور حیران میں ہر کوئی
 نہیں دیکھتا یہ حیران کی سب ظاہر دیکھتے ہیں جان بے جہانہ سیراب چھوڑ دے جسم پر اور وہی بیچون
 اس شکل چون میں جو صورت جسمانی ہو پھر تیری ہو

اس شکل چون میں جو صورت جسمانی ہو پھر تیری ہو

ہو کہ گفت روزی ہشتاد شاق بار نہا بنیم در بشرا نوار یار تا بنیم قلزمی و مقطرہ و آفتابی در اندر زوہ
 چون رسید سری یک ساحل کامر بوز بیک گشت روز و وقت شام کہ بعد اذان ناگہ چہ دیدم گوشت تابہ
 سر آن افرو گشت، ہفت شعاع از دور دیدم ناگهان و اندران ساحل شام دیدم بدان و نور و شعلہ
 سر کی شمشیر ازان ہر شدہ فروش تا عیان آسان و غیرہ گشت خیرگی ہم نہ گشت و موج حیرت عقل را
 اور گزشت اکابر چکر ہما انور و شفت و دین و دودیدہ طلق اذاننا دوخت و خلق جوان چکر
 شہید و پیش آن نمی کہ ہمہ می فرد و چشم بندی بہ عجب پرویدہ ہا بہدشان یکدہ بہدہ ہی ہوشیار
 اب آگے باز میدانم آنخیزد شعور کہ سکو بھی بعد کی سرخی کا میں نے مصدر کیا اور المعنی یہ قول فتویٰ
 آگاہ کہ ایک دن میں شتاق کی طرح چلا جاتا تھا اس شوق میں کہ بشر میں انوار بار کے دیکھوں اور
 اسواسطے کہ دیکھوں قطرہ میں قائم کیسے بھرا ہوا ہو اور زورہ آفتاب میں کیسے گھسا ہوا ہو جبکہ ایک
 اور یا کے کنارے موافق اپنے مقصد کے پہونچا تو شام عقلی موقت تھا دن نہیں رہا تھا پھر کیا کیا

میں نے کیا دیکھا یہ مجھے بیان کروں تو کچھ بھید اسکا ظاہر ہو کہ میں نے سات شمع دور سے جلا کر ایک جگہ لگا کر
میں دیکھیں چنانچہ آنکھوں دیکھ کر میں انکی طرف دوڑا اور وہ شمع لہیں کہ اُن سے ہر ایک کے نور و شعلہ سے
کات آسان تک خوب بھرا ہوا تھا میں نے انکو دیکھ کے حیران و متحیر ہو گیا اور میں کیا نور و حیرانی حیران ہو گئی اور
عقل کے سر سے موج حیرت کی تیر ہو گئی حیرت میں ڈوب گئی کہ کسی کی سی شمعیں روشن ہیں اور یہ دونوں
آنکھیں مخلوق کی کیسے ایسے سچ ہیں ہن اور عجب حال مخلوق کا ہو کہ کسی شمع کو جو نور و فروغ میں ماہ سے
بڑھی ہوئی ہو چھوڑ کے ایک چراغ کشتہ کے طالب میں کیسا چشم بند لوگوں کی آنکھوں پر ہو اور یہ چشم بزمیدی
من شیا و کا ہو اسی نے انکی آنکھوں کو بند کیا ہوا سیلے کہ ہر ایسا کسی کے اختیار میں ہوا اختلاف یہاں کیسی تیری
اشعار و نوحی بجز العلوم میں ہو اور طولانی تقریر خارجی اور کثرت مشغول کی اور اہل معانی سے غرض نہیں

ایک مثال پر ہو جانا ان ساتوں کا

قولہ باریدیر کم میشد ہفت یک - نور او بشکافنی حیب فلک - باذان کیا رو گئے ہفت شد متنی و حیرانی
من زوت شد - اتصالاتی میان شمع ہوا کہ بنا یہ زبان گفت ما - آنکھ یک دیدن کنذارا کن ہمسالہا
نموان نمودن از زبان - آنکھ یک - ہم پیدش ادراک و ہوش - سالہا نتوان نمودن آن گہوش - ہونکہ پانچ
نہ - درو ایک - از آنکہ لا احصی ثناء و علیک - بیشتر رقم دوان کان شمع ہوا چہ چیز ست از نشان کہ با
یشدم - ہوش و ہوش - خراب ہوا بقیادہم ز تحصیل و شتاب - ساعتی معقل و ہوش نازدین - ملوفا دم
سرخا کہ زمین - بازار ہوش آدم ہر خاتمہ دور روش مگوئی نہ سر و پا ہتم - المعنی و توفی کہتے ہیں کہ پھر یک
دیکھا ہوں کہ وہ ساتوں شمع ایک نور ہو گئیں اور وہ نور جو گریبان فلک کو پھاڑے فلک سے پار ہوا جاتا
تھا پھر وہ اکبارگی دوبارہ سات شمعیں ہو گئیں یہ دیکھ کے ہستی و حیرانی میری از بس قوی و سطر ہو گئی
اس جمع اور تفریق میں جیسے اتصال - نہیں ہوتے تھے ہاں ہی زبان نہیں کہاں جسے بیان میں وہ آچے
جو شخص کہ ایک دیدہ انکی پائے جو زبان سے نہ بیان کر سکے - اور اگر ادراک و ہوش ہوا ایک دم دیکھ میں
تو ہر ہون آسواچنے کان میں - لاسکین ویسی - افزونی انکی ہوا - نہاتے ہیں کہ جب یہ کیفیت ایک - ہو کر
ہو تو پھر اپنی طرف کو گھوڑیں نہیں لڑتا یعنی جو ذکر بشرت تھا اسکی طرف - سب سے دل - ہاں کیسے ہر
احد - کر گئی جسکو آنحضرت نے فرمایا ہوا لا احصی ثناء - علیک انت کا امنیت علی انہما میں تیری ثناء پھر مہا
نہیں کر سکتا جسے کہ تو نے اپنی ثناء آپ کی پر میں - ان شمعوں کو دیکھ کے - اور آگے بڑھا کہ یہ نشان آیت
کہاں سے کیا چیز ہو میں ہوش اور بخود و دوست ملا جاتا تھا کہ بلند ہو شتابی کہ - گے کر گیا تھوڑی دیر تو
اُسی حال میں معقل و ہوش خاک زمین پر تپا رہا پھر ہوش میں آیا اور اٹھا اور ایسا چلا کہ گویا اپنی چال نہی ہوئی پانچ

معلوم ہونا ان سات شمع کا نظر کج بین کردہ سات آدمی ہیں

قولہ ہفت شمع اندر نظر ہفت عہدہ نور نشان میں ہفت لاجورد پیش آن انوار نور روز نور و ماز صاب نور پارامی سپرد باز میران گشم اندر صغ رب ہکا چنبن چون شد عکسنت ای عیب بیشتر دفتر کہ یکلو بگرم تا یہ حالت ایک میزدوسرہ معلوم ہوتی ہے پھر وہ ساتون شمع پیری نظرمین سات مرد ہو گئے جنکا نور ہفت لاجورد ایک باتھا اور وہ نور بھی ایسا جسکے سامنے نور دکانا خواہ دن خواہ آفتاب کا گاد اور پیرہ تھا اور خوب سختی سے پائون جائے ہوئے ہیں اس کیفیت کو دیکھ کر میران ہو گیا کہ ای پروردگار یہ تیری کسی صنعت ہو اور یہ معاملہ ایسا کیوں ہوا میں او آگے بڑھ گیا اس قصد سے کہ اچھی طرح دیکھوں یہ حالت کیا ہو کہ میرے خواہے جگر میں ہیں اور سر گردش میں

پھر معلوم ہونا ان ساتون مرد کا ہفت دخت

قولہ باز ہر یک مرد شد شکل درخت چہنم از سبزی ایشان نیکیخت + ز انہی برگ پیدا نیست شاخ ہر برگ کہ گشت از میوہ فراخ ہر درختی شاخ بر سدرہ زردہ + سدرہ چہ بود از نملای بیرون شدہ + بیخ ہر یکے قندہ و قندہ زمین + زیر تر از گاد و ماہی + بقیں بیخ شان از شاخ دندان روی تری عقل ازان اشکالہا پروردگار میوہ کہ بر شاخا فیدی عیان ہو جو آب از میوہ تہی نور آن + معنی پھر وہ ہر مرد ایک ایک درخت ہو گیا اور ایسا سبب جسکی سبزی سے آگہ نیکیخت ہوتی تھی اس نورانی جیسے کہ سبزی مویہ نور بصر کی ہر چہون کا ایسا انبوہ کہ شاخیں چھپی ہوئیں اور میوہ کی یہ کثرت کہ پتے بھی کمی ہوئے ہر درخت کی شاخ سدرہ سے لگی ہوئی اور سدرہ کیا ہو سارے علاقے باہر لگی ہوئی اور علاقہ کی حد میں جڑ ہر ایک کی قعر زمین میں گھسی ہوئی کہ گاد و ماہی سے بھی زیادہ نیچے بقیں جڑیں آگے شاخیں سے زیادہ تر دندان روا و تر و تازہ سبز و لطیف جسکی شکل سے عقل لوٹ پوٹ ہوتی تھی جو میوہ کہ ظاہر اشکاف تہ ترقیہ تھا مثل پانی کے اس میوہ سے نور جھلکتا تھا الخلاف شرح بحر العلوم میں اسکو گوزان بھی لکھا ہو

یوشیدہ ہونا ان درختوں کا جہنم خلق سے

قولہ لاین عجب ترکہ بر ایشان بیگزشت + صد ہزاران خلق ز قور + درخت ہزار دوی سایہ جان میباختند از کلمی سا با جان میباختند سایہ آزار نمیدیدند پیچ + صد تھو بروہ + ای پیچ پیچ و خرم کردہ قمر حق برویدہ با کہ زمیند ماہ را بنید نہا + ذرہ را بند و نور شیدنی و لیک از دھن و کرم نو میدنی + کار و انہا بیوا دین ہو با بہشت میرز و چہ سحرست ایذا + سبب پوشیدہ بھی چہند خلق + در ہم اتفاق دینا خشک خلق + کہ نہ ترک و شکوفہ آن نصد + مید مر یا لیتہ قوی طری + باگامی آید ز سوی ہر درخت + سکو آ آہ خلق شورش

پانچویں آدمی غیرت پر شجر جہنم شان بستیم کلا لا وزیر ہو کر کسی میگفت شان کا می شود ویدتا ازین اشجار
 مستعد شود۔ جملہ میگفتند کہ کاین مسکین مست + از قضاء اللہ دیوانہ شدست ہنفراین مسکین نے سوداوی در
 وزیر پانچ گشت فاسد چون پیاز و ادویہ سی ماند یارب حال صپت و خاق را این پردہ اطلال حیت +
 خلق گوناگون با صد رامی و فضل + یک قدم این ہوئی آرند نقل + عاقلان و دیرکان شان از نفاق بگشتہ
 منکر و پندین باغی و عاق + یا منم دیوانہ و غیرہ شدہ + و دیو برمن غالب و چہرہ شدہ چشم میا لم سبر لوط کہ من +
 خواب می بینم خیال اندر زمین + خواب چہ بود بر زخمان میروم پیوہ ہا شان میجوہم چون نگر و م + لہنی اور پست
 تعجب کا تمام ہو کہ لاکھوں مخلوق اودھر صرا و دشت سے آتی جاتی گذرتی ہر آن درختوں کے پاس چو
 اور سایہ کی آرزو میں جانے کی نوبت پہنچتی ہو کل و غیرہ کے سائبان بناتے ہیں مگر انکا سایہ
 کوئی نہیں دیکھتا ہر دوسرا مصرعہ لانا مرح کا قول ہو کہ اسی آنکھوں حج بیچ پیکڑوں تنہا اور تنہا کہ ہر
 اللہ تعالیٰ کے قدر نے انکی آنکھوں پر مقرر کر دی تا ماہ کو مدیکھے سہا کو دیکھے کہ ماہ کے مقابل کیسا ناہنر
 بے نور ہو اور ذرہ کو دیکھے خوشید کو مدیکھے لیکن اُسکے لطف و کرم سے فویدہ نہیں جو فائلہ کہ بیوہ
 ہیں اُنکے لیے یہ سوے ہیں کہ پکے پکے کرتے ہیں یہ کیسا سحر ہوا ایذا کہ سب پوشیدہ تو اسکے مخلوق بنیتے
 ہیں اور ایسے انکی ٹوٹ میں پڑے ہیں کہ ٹوٹ کی محنت سے اُنکے خلق شک ہو رہی ہیں ہر برگ و شگوفہ
 انکی ڈالیوں کا کتسا ہو کہ کاش ہماری قوم کو ہمارے حال سے آگاہی ہوتی اور ہماری طرف جمع کرتی
 اور ہر درخت کی طرف سے آواز آتی ہو کہ اسی خلق شو بہجت ہماری طرف کیوں نہیں آتی ایک سوچہ
 کہ وہ درخت بھارتے اور آگاہ کرتے ہیں اور کوئی اودھر نہیں جانا غیرت درختوں پر آواز کر کے کہتی ہو
 کہ میں نے انکی آنکھیں بند کر دیں ہیں تم اُنکے بکوانے سے باز آؤ یہ سچ نہیں رہینگے اگر ایسے لوگوں سے
 جو ان درختوں سے بھاگتے ہیں کوئی کتسا کہ اودھر کو چلو تا ان درختوں سے سعادت حاصل کرو تو سب
 ہی کہیں کہ یہ غریبست قضا و النسی سے دیوانہ ہو گیا ہو دیوانگی میں بکٹا ہو اسکو بڑا لبا سودا ہوا ہو
 جکے سب سے اونیز شدت ریاضت سے مغز اسکا بالکل خراب ہو کے پیار کی طرح پوست ہی پوست ہو گیا
 بس یہ تو اسکو دیوانہ بناتے ہیں اور وہ متعجب ہو کے کتسا ہو کہ اسی یہ حال کیا ہو اور مخلوق پر یہ پردہ گرا ہی کا
 کیوں پڑا ہر طرح طرح کی مخلوق پر جکی سیکڑوں راسے اور سیکڑوں عقلیں اور ایک قدم اور طرف سے
 س طرف نہیں بدلتے جو عاقل ہیں اور دیرک ہیں انہیں وہ بھی تو نفاق کے مارے منکر ہو گئے
 اور ایسے باغی اور گمراہ ہو گئے کہ ہرگز غور نہیں کرتے یا میں ہی اُنکے کہنے کے موافق رفتی ہوا ہوں
 حیران ہو گیا ہوں مجھی پر شیطان غالب و چہرہ ہو گیا ہو میں تو خوب نگھیں مل ملکے دیکھتا ہوں ہر دم

عین جاننا کہ زمانہ میں جو خیال خواب ہوتے ہیں وہ دیکھتا ہوں یا کیا ہو چکر فرماتے ہیں کہ خواب کیسی
 ہوتی ہے بہت تنہا تو درختوں پر چڑھا ہوا ہوں اور میوے کھاتا ہوں پھر اٹھا کر دیدہ اور عقد کیسے ہوں قولہ
 باز چون ہی بنگم در منکران ، کہ جس گیرند ازین بستان کران ، با کمان متیان و انتقار ، زار و روتی میرمزدہ چاسپان
 ، اشتیاق و عرص یک برگ درخت ، نیز خندانین مینوایان آہ سخت ، دور ہریت زین درخت درین شمار ، این
 خلایق صد ہزار اندر ہزار ، باز میگیم عجب بن خودم ، دست بر شاخ خیالی در دوم ، بان جوان ستیاس لرسل
 ای عورتا بطنوا انہم قد کذبو ، این قہرات خوان تجفیف کذب ، این بود کہ غولیش میندہ چپ اور گمان افتادہ بان
 انبیاء ، و اتفاق شکری اشتیاء ، جادہ ہم ہمدل شکک نصرا ، ترک شان گو بردخت جان ہر آ ، میور میوہ بدان
 کشم و زیت ، ہر دم و ہر خط سحر آموزیت ، خلق گویان ای عجب این بانگ صیت ، چونکہ صحر اور درخت
 و بریتیت یکج گشت از دم سودایان ، کہ تیر و یک شاہخت ، و خوان چشم میا کہ کہ انجا باغ نیست ، یا بیابان
 یا شکل ہست ، ای عجب چندین دراز این ماجرا ، چون بود میوہ و ہنرل و خطا بن ہیگویم چو ایشان
 ای عجب ، انہیں نہری چار و صنع رب ، زین نماز عمامہ در عجب ، در عجب نیز ماندہ بولسب ، زین عجب
 تا آن عجب و رقیت زرت ، تا چہ خوابہ کرد سلطان شگرف ، ای و فوفی تیرہ ترہین خوش ، چند گونی
 چند چون قسط گوش ، المعنی بتنے پھر چو دیکھتا ہوں منکرون کہ جو اس بستان سے کتارہ کش ہیں تو
 ایسا پاتا ہوں کہ کمال حاجت مند اور نہایت ہی محتاج تر از رہا آہ مرے جان دینے والے ہیں کہ اس
 درخت کے اشتیاق و عرص میں سخت آہیں مار رہے ہیں کہ ایک برگ ہی ہکو لمبا ، اور خجوں نے کہا
 درخت اور اس میوہ سے ہریت کی ہر ہزاروں لاکھ ہیں پھر کہتا ہوں میں عجب سیوہ ہوں ایک خیال کی
 شاخ پکڑے ہوئے تیرہ وار تو آید ستیاس لرسل قد کذبو ایک تو پڑھ چنانچہ پوری آیت یہ جو حتی اذ
 استیاس لرسل فطنوا انہم قد کذبوا پران تاک کہ مایوس ہوئے رسول اور گمان کیا آنھوں نے کہ ایک
 ہم مکذوب ہوئے پھر شکایت کیا ہوا اگر لاکھوں ہزار اس درخت اور اس میوہ سے بھاگے انبیاء
 رسل پر کیا کیا گزرا ہو جیسا کہ آیت سے مترشح ہو اور اس آیت میں کذبو کو تجفیف پڑھ نہ بتشہد کہ ہیں
 کچھ حجاب نہیں ہر صاف سخن ہیں تکذیب کیے گئے وہ مگر جو محتجب ہو وہ بھی قرات تجفیف ذال ہو اور عجب
 جان انبیاء کی کہ گمان میں چڑ گئی اتفاق شکری اشتیاء سے کہ بالاتفاق سب ہمارے منکر ہو جائینگے
 پھر بعد اس تشکک انبیاء یا مبین انبیاء جیسا کہ اختلاف کذبو امین ہو جاو ہم نصرا یعنی نفرت ہماری
 نازل ہوا تو اٹھا کر کہ اور درخت جان پر چڑھا اسلئے کہ اس سے میوہ وہ کھاتا ہو جسکی قسمت میں ہو
 اور جان ہر دم ہر خط سحر آموزی ہو جیسے مخلوق کہ رہی ہو جبکہ صحر میں نہ پھل ہو نہ درخت ہو تو آواز

کیا ہو اب میں کہتا ہوں ان سودا گروں سے کہوں میں تو خود دیوانہ ہو گیا جو کہتے ہیں کہ کھارے
 نزدیک جو باغ ہو وہ کہاں ہی ہم تو آنکھیں ملنے دیکھتے ہیں کوئی باغ نہیں معلوم ہوتا یا تو سیاہان
 یا سخت مشکل اور لیکن مجھ کو تعجب آتا ہے کہ ایسا طویل مابرا بیہودہ اور بھل و خطا کیسے
 ہو جائیگا اگر انکی طرح میں بھی کہتا ہوں کہ ایسی مہر کیوں منع الہی نے لگائی جو کیونہ سوجھے ان
 جھگڑوں سے آنحضرت آپ کو تعجب میں تھے اور بولے اب کہو حضرت اس سب سے کہ بولے بھرت
 وغیرہ دیکھتا ہوں اور نہیں آتا اور بولے اب اس گمان پر میں کہ یہ سب جادو و جادو ہر پھر کیسے جادو پر
 ہاذا ان میں جب چشم بندی منکروں کی واسطے تھی لیکن حضرت کے تعجب اور بولے اب کہ تعجب میں ہر اگر
 فرق ہے کہ آپ کا تعجب صحیح موافق دید کے اور اس کا تعجب غلط بوقت نماز سے تھا تو اب دیکھیے سلطان
 دان و شکر اس کے ساتھ کیا کر گیا اب فرماتے ہیں کہ وقوفی تو بڑا تیز و ہوشیار و خوش ہوتا تو کہاں تک
 کیسا شتابی ہوں ہر کانہ کا تو قوطی و اختلاف شرح بحر العلوم میں زار و روی کو زار و روی نیم وہ کہ
 یم غورہ اور اسیناسا لکھل کے ساتھ آگیا دیا ہوا اور پوچھ کو سیدہ لکھا ہوا

ایک درخت ہو یا ان ساتون درختوں کا اسکی نظر میں

قولہ گفت اندم پیشتر من یکجہت و باز شدگان ہفت جہریک درخت و ہفت میشد فردیشد ہر دس
 من چنان میگشتم از حیرت می بعد از ان دیدم درختان در نماز صدف کشیدہ چون جماعت کردہ ساز
 یک درخت از پیش ما نذاہم و دیگران اندر پس اور قیام و آن قیام و آن رکوع و آن سجود ہا از درخت
 بس شکستم می نمود و یاد کردم قول حق را آنرا ان و گفت و النجم الشہر ایسجدان و این درختان از نماز
 فی میان و این چہ ترتیب نماز است آنہا ان و اما لہام خدا کما یافزود می تعجب داری زکار ما نمود
 المعنی یعنی پھر وقوفی نے کہا کہ اسی یکجہت میں جب اور آگے گیا پھر وہ ساتون جملہ ایک درخت ہوئے
 اور یہی حال تھا کہ دم بھر میں سات ہو جاتے تھے اور دم بھر میں ایک میں آنکو دیکھ کے کیا یرت میں
 ہو ہو جاتا تھا من بعد میں نے ان درختوں کو نماز میں دیکھا کہ جماعت کی طرح صدف کشیدہ اچھی راستی
 درستی سے کھڑے ہیں اور ایک ان کے سامنے مثل امام کے ہوا اور قیام میں اُس کے پیچھے ہیں پس وہ
 قیام اور وہ رکوع و سجود ان درختوں سے مجھ کو نہایت ہی عجب معلوم ہوا میں نے اسوقت قول
 اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کہ وہ جو قرآن شریف میں فرماتا ہے و النجم الشہر ایسجدان درخت بے تنہ والے جیسے
 کہ دو غیرہ اور تنہ والے سب اُسکو سجدہ کرتے ہیں وہ یہی بات ہو لہذا مجھ کو تعجب نہ رہا اب خیال کرتا تھا
 کہ ان درختوں کے نذرانہ میں نہ کمری پھر جیسی چاہیے وہی ترتیب نماز کی کیسی ہر اسمیں خدا کی

طرف سے الگام ہوا کہ با وسعت نور و فروغ حاصل ہو جانے کے تو ابھی تک ہمارے کاموں میں تعجب ہی کیے جا رہے

پھر سات آدمی ہو جانا آل ساتون درخت کا

قولہ بعد دیرے گشت آٹھ ہفت مرد و چار و قد پے یزدان فرد و چشم میاں کہ ان ہفت ارسلان +
 ہا کیا تہ و چہ و از جہان چون بزرگی رسید من دریاہ و کردم ایشان را سلام و انتباہ + قوم
 گفتند جواب آن سلام + اسی وقوفی منفر و تاج کر ام گفتہ آفر چون مرادشا خستہ پیش ازین بر من نظر
 و از خستہ از من بہ ہستند و وہ یکہ کر را بگریدہ از فرد و پانچم وادند کامی جان عنبریزہ چون
 پوشیدہ ست آٹھ بر تو نیز ہر ولی کو در تہیہ پانچہست + فی شو پوشیدہ و از چپ و راست گفتہ از سوے
 قحاطق بگفتہ + چون ز اسم و معرفت رسمی واقفیدہ گفت اگر اسمی شو عیب ادولی دآن دستغراق
 و ان نزجالی بمعنی ارسلان شیر پیر کہتے ہیں کہ کچھ دیر بعد وہ پھر سات مرد ہو گئے اور سب قعدہ میں
 یزدان پاک فرو کے تختے آب میں آنکھیں ملنے دیکھتا ہوں کہ وہ ساتون شیر کون ہیں اور جہان سے
 کیا صفت در تہہ رکھتے ہیں آیا ولی ہیں تطہر ہیں کون ہیں جب بہن راہ سے کتر کے آنکے نزدیک
 پہونچا تو میں نے ہفتضاے انتباہ کہ قعدہ لار کا ختم کر کے ہیں آنکو سلام کیا انھوں نے جواب
 سلام کا دیکر کہا کہ علیک السلام اسی وقوفی منفر و تاج کر ام میں نے اپنے دل میں کہا آٹھ کیا جو
 کیسے انھوں نے مجھ کو سپان لیا قبل اس سے تو مجھ کو دیکھا بھی نہیں ہوگا فوراً یہ میرے بھیدہ دل سے
 واقف ہو گئے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے لفظ فرد و داندہ ہی پھر مجھ کو جواب دیا کہ ایمان عزیز
 جیسے تجھ پر ورن کا حال و اسم و رسم چھپا نہیں ہوا یہی ہے ہر سچی چھپا نہیں ہو سکتا ہوں جو ولی مقام
 حیرت میں خدا کے ساتھ ہو اس سے راز و معرا دھر کا چھپا نہیں رہتا میں نے کہا تم حقائق کی طرف
 شگفتہ ہو یعنی حقائق اشیاء سے واقف ہو جب تو نام اور معرفت رسمی نام سے جسے وہ نام مرکب
 ہوا ہو واقف ہوا وہ پیر نام جان لیا کہا نہیں حقائق کے علاوہ ولی سے کوئی اسم پوشیدہ نہیں
 ہو سکتا البتہ حالت استغراق میں نہ جالی سے قولہ بعد از ان گفتند مارا آرد و ست + افتد اکرون
 بتوا ہی پاک دوست + غم آری الیک یک ساعت کہ من + مشکلاتی وارم از دور زمین + تا شود آن صل
 بصحبتہ ہی پاک کہ بصحبت رویدانباری از خاک + واندہ پرنغر از خاک و درم + خلوتی + صحتی کرد از کرۃ
 خوشی در خاک کلی محو کرد کہ ماندش رنگ و بوی سرخ و زرد + از پس کن + محتبض او ناندہ + رکشادہ
 بسط شد مرکب باندہ + پیش اصل نویش چون بخیش شد + رفت صورت جلوہ معنیش شد + سرچین کردہ
 بہن فرمان تربت + لفظ دل زان سرچین کردن بجاست + ساعته با آن گروہ مجتبے +

چون مراقب شتم و از خود جدا شد ران ساعت دست راست جان و از آن ساعت پیر کرد و از جان
جدا نگویید از ساعت خاستست و دست از تلوین که از ساعت برست و چون از ساعت ساعتی بیرون شوی
چون نماز محرم بچون شوی ساعت از میان می آید و از آنکه آنسو بر تیر راه نیست و هر نفر را
بر طویل خاص و البته اندازند جهان جستجو و متعصب بر هر طویل را یعنی و جز بدستوری نیاید در فتنی و از هوش
او یک طویل گیرود و در طویل دیگری اندر شود و در زمان آخر میان چست و خوش دگر و افشار و دیگر
کش حافظان را اگر نه بین اسی عیار و احتیاط رت را برین بے اختیار و اختیار می بیند و دست و پا بهر کشا
است چو اسی چرا و سی و انکار حافظ برده نام و میداد نفسش کرده این سخن پایان ندارد و تیز زود
بین نماز آمد و قوفی پیش نشو و آهنی بجا گفتگو و کوبه کے لئے و قوفی سے کہا کہ او دوست پاک ہو کر دوسو کو
جبری اقتدا کریں ایسی کہ حدیث شریف ہوں علی خلع لقی کا ماضی خلق نبی بنے نماز پڑھی پیچھے حتی کے جو
ترسندہ اور پر بزرگوار کے معنی میں آیا ہو گویا نماز پڑھتی اُسے پیچھے نبی کے تین نے قبول کر کے کہا اُسے
لیکن ایک ساعت کی مدت ہو کہ میں جو شکلیں اس دور زمانہ سے رکھتا ہوں وہ اس صحت پاک میں
آسان و حل کر لوں ایسے کہ صحبت پاک بڑی چیز ہو کہ صحبت کی برکت سے کیسا بار خاک سے پیدا
ہوتے ہیں مثلاً تخم کا دانہ پر مغز بھر اہو اس خاک افسردہ میں ڈالا جاتا ہو یہ اپنے کرم سٹاپا خلوتی و جنتی
کر لیتی ہو اور وہ بھی اسپین پڑ کے ایسا اُس سے آئینہ ہوتا ہو کہ آپکو بالکل محو کر دیتا ہو وہ اسکا
رنگ رہتا ہو کہ سرخ تھا یا زرد وہ بوجہ واد آپکو ایسا محو کر دیتا ہو تو اس فیض سے جو خاک کے اندر
تھا چھوٹ جاتا ہو قبض نہیں رہتا اب آپکو بسط و کشاد حاصل ہوا اور اسی بسط و کشاد میں اسکا قدم چلا
پھر طہا ہو جیسے اسکو ترقیان جم کے خاک سے نکل آنے کے بعد ہوتی ہیں اور کیسے انبار و فائز اس سے
حاصل ہوتے ہیں ایسے ہی جسے اپنی اہل کے سامنے آپ کو کھومیت دیا اُس سے صورت نکلی اور جلوہ
معنی کا اسکو ہو گیا اب نے یہ نکلے سر سے اشارہ قبول کا کیا اور کہا آگاہ ہوا سو وقت حکم تیر سے
واسطے ہو جو تو کہیگا اسکو مانگیں اور عجب وہ اشارہ سر کا تھا جسکے کرتے ہی گرمی میرے دل کی بے انتہا
بٹھ کر کی ساعت بھر اُس گروہ پر گزیدہ کے ساتھ جو میں مراقب اور آپ سے جدا ہوا جیسا حضرت نظامی نے
لیفیت مراقبہ میں کہا ہو شعر تن نویں در گوشہ بگذاشتہ و بصحرا ی جان تو شہ بداشتہ فدا بجز مراقب
ہونے کے اسی ساعت قید ساعت سے چھوٹ گیا اور نور مطلق و سیرجین میں داخل ہوا اس واسطے کہ
قید ساعت کی جوان کو موڑھا کرتی ہو یعنی جب تک قید ساعت و چون و چگون سے مطلق و جیتند
نہوگا بچوں و بچگون تک ہر گز رسانی نہ پائیگا ساری رنگارنگیاں ساعت و وقت کی کو کہی کہی

ہوتا ہے کچھ بھی کچھ اسی سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ سیرنگی و بیچونی کے مندر خلافت پس جو ساعت سے چھوڑا وہ
 رنگارنگی سے چھٹنگا یہ ساعت وہ چیز ہو کہ اگر ساعت بھر کو بھی تو اس سے الگ ہو جائے تو چون چاچان
 جو توجہ میں لگی ہوئی ہو سب جاتی رہے عمر بچپن کا ہو جائے ساعت و بیساعتی کے لطیف و خوبی سے
 آگاہ نہیں اور کیسے ہو کہ اسکو تحریر کے اس پار سادہ و دخل ہی نہیں ملا جو کچھ کیسے جانے تعمیر حیرت محمدم
 جو معرفت ہو اور کیسے راہ تھی کہ اس جہان تجوین ہر شخص کو طویل و مختصر پر پانہ ہا ہر کہ وہ اسی کے مطابق
 اس کا ہو نیدہ ہوتا ہو اور طویل یعنی ایسے نہیں بلکہ ہر ایک پر ایک چاک سوار و محافظ متعین کہ کوئی
 راض اپنے طویل کو دھچکڑے پائے راض راض سے ہر چھوڑ دینا ترک کرنا اگر مہوس سے کوئی ایک
 طویل سے نکل کے دوسرے طویل میں گھسا ہو فوراً محافظ تھان کے حسی و چاکی سے بخوشی اٹکی تھی
 یکسر تے ہیں اور دوسرے طویل پر جانے نہیں دیتے پس اگر تو محافظوں کو عیا نہیں دیکھتا تو اپنے
 اختیار کو دیکھ کیسا تو بے اختیار ہو گیا کہ قرآن مجید میں ہر اکمل نفس لہا علیہا حافظہ بیشک ہر نفس رضو
 ایک حافظہ ہو کہ وہ ملائکہ ہیں ظاہر تو ایک امر اختیار کرنا ہو اور دست و پا اس میں کھولنا ہو کچھ کیسے آسکو
 کر نہیں لیتا کس سب سے اور کس واسطے اس میں جس و بس ہو کے رہتا ہو لیکن تو بالکل انکار فضا
 میں جھکا ہو اہی اور اس کا نام رکھا ہو تہدیرات نفس کہ میں اپنے نفس کی تہدیر کرتا ہوں الخلاف
 شرح بحر العلوم میں، ویدا نگوی لکھا ہو میں اسکو انباری جانتا ہوں ایسے کہ اشعار لا حلف اسکے
 مناسب انبار کے ہیں نہ مناسب لگو کے کلی کو کلی اور نجاست کو نجاست رست کو رست لکھا ہو شریعت کے

آسکے جانا و قونی کا واسطے امامت اس قوم کے

قولہ اسی پیکار میں دو گانہ بر گزرتا فرین کروا تو روزگار دای امام چشم روشن اصداء چشم روشن بایہ
 اندر پیشوا در شریعت ہست کردہ اسی کیا دور امامت پیش کردن کو را اگر یہ حافظ باشد اوست و
 فقیہ چشم روشن اگر باشد سفید و کور را پر نیز نبود اقدار چشم باشد اصل پر نیز و حذر و اولیاد را
 نہ بیند و رعب و دانکہ اندر فعل و قولش نیت نور و کو بظاہر در نجاست ظاہرست و کور باطن در نجاست
 رست و این نجاست ظاہر از آبی رود و این نجاست باطن افزون میشود جز باب چشم متواضع
 آن و چون نجاست جو اطن شد عیان و چون نجاست اندست کا قرا خدا و آن نجاست نیت
 اور ظاہر و اظہار کا قلمبوش نیت زین و آن نجاست بہت از اطلاق این و این نجاست بوش
 ادوی بہت کام و ان نجاست بوش از زری تا بشام و بلکہ بوش آسا نہا برود و پرواغ حورو
 از متوان بر شود و اینچہ میگویم بقدر فہم مت و مہر و م اندر مسرت فہم درست و فہم آہست و وجود و تن سہو

چون سب پر شکست دینا کباب و دایین سوراخ پنج سوراخ ست طرف و اندرونی آب اند خود نہ ہر طرف و آخر غصہ و غصہ
 ابصار کم بہم شنیدی رہت منہاوی قدم ہاں دولت نطق قیمت دابر و گوش چون رنگت غمت را خورد و
 اہمچنین سوراخ خاص و گیت و میکشاید آب فہم نہمت (معنی سب سے) و قوفی سے کہا اسی گمانہ خبر ہوا اور
 دو گمانہ ادا کر تو تیری برکت سے ہمارا وقت فرین اور منور ہوا و اما ہم چشم روشن کے اہصلا کہ بیضا حسان
 اکرام کی آواز کہ کر تو چشم روشن ہوا و چشم روشن ہی کا پیشوا ہونا چاہیے دیکھ تو امر کیا شریعت میں رہت
 اندھے کی نکر وہ ہوا اور اسکا امام کرنا اور انہیں پاس کیسا ہی جت طاقت ہوا دیکھ ہی فقہ ہو گئے
 بہتر چشم روشن ہو وہ کتنا ہی سفید ہوا سیلے کہ کور کی طاہرات مقبرہ نہیں اسکو تا فو رات سے پرہیز نہیں ہوتا
 کیونکہ اصل پرہیز و حذر کی آنکھ ہو کر اپنے چلنے پھرنے میں نجاست سے بچ نہیں سکتا کہ دیکھتا ہی نہیں کہ
 اس کے قول و فعل میں نور نہیں جو ظاہر کا اندھا ہو وہ نجاست ظاہر میں ہوا اور جو باطن کا اندھا ہو وہ قہر
 نجاستوں سے آلودہ ہو یہ نجاست ظاہر تو پانی کے دھونے سے جاتی رہتی ہو اور نجاست باطن کی
 روز بروز بڑھتی ہو اسکو سوا آب چشم کے کوئی وجہ نہیں سکتا جو وقت یہ اپنے اوپر عیان و برہان ہو جائے
 خدا سے تعالیٰ نے جو کافر کو نجس کہا ہو جیسے انا اللہ کون نجس بیشک لوگ نجس ہیں تو یہ نجاست بظاہر
 احسین نہیں ہو ظاہر کافر کا آلودہ اس سے نہیں ہو بلکہ وہ نجاست اخلاق دین کی اس میں ہوا اس نجاست
 کی بوجہ و درجہ میں ہی قدم جاتی ہو اور وہ نجاست جو کفر کی ہو اسکی بوجہ و درجہ سے شام تک بچلی ہوئی ہو اور
 رات و شام ہو کسکا آسمانوں پر جاتی ہو اور جو درجہ و عنوان کے دماغ میں بھرتی ہو جاتے ہیں بائیں تو کچھ
 اور ہیں مگر میں تیرے فہم کے اندازہ موافق کہتا ہوں اور اسی حسرت میں مرقا ہوں کہ کوئی فہم درست
 نہیں ملتا جس سے دل کھول کے کہوں فہم ایسا ہی جیسے آب و آدمی کا تن و وجود مثل سب کے جو آب
 فہم کی جگہ ہو لیکن جب گھر اثبات نہیں شکستہ ہو تو پانی کیسے ٹھہرے کچھ ہی جاگتا پھر فہم کہاں آویں گشتہ
 ہونا اسکا یہ کہ اس میں پانچ سوراخ گہرے گہرے جن میں نہ پانی رہے نہ ہون رہ سکے یہ امر جو غصہ و غصہ ابصار کم
 ہو تو قرآن شریف سے اقتباس ہو اور قرآن شریف میں یون یوقیل المؤمنین انہ یصلوا من ابصار ہم یبصرون کہ ان
 محمد ایمان والوں کو جب کریں اپنی بینائیوں کو نا دیرانی سے یہ نازل ہوا اور تھے سن لیا لیکن قدم اپنا
 سنبھال کے نہ رکھا کوئی تاویذی سے آنکھ پٹا کی فتح کے سوراخ کا یہ حال کہ تیری نطق تیری فہم کو گھبرا
 رہی ہو مفرخات اور نوازش کہنے سے اور کان کے سوراخ مثل ٹنگ کے یہ جانہ کہ کھانے پیتے
 ہیں ایسے ہی او سوراخ کہ جب قدر تیرے فہم کا آب جمع ہو سب کو یہ جو اس ہی ہمارے ہیں انھیں بہنے
 ہر طرف سے اسکی نہ کھولنی ہو انخلا مت شرح میں از رو کور ز می گھبرا ہو قول کہ زور دیا آب ہر طرف

بیوض آن بجز اہل مومن کنی و بیکشت اردن بگویم چال را بہ داخل عواض او ابدال اندکان عویشاوان بدایا
 بجز اہل اولیٰ بکشد بعد خرمجاہ صد ہزار ان جانور و پسر نرید ابرہام البروفش می برندہ بازوریا آن غنیمت
 میکشد از کجا دانند صاحب رشد و قصہ با آغاز کردیم از شاب + ماندہ فی مخلص و رون این کتاب +
 ای ضیاء الحق مسام الدین راود کہ خلک و ارکان چوتو شایہ نزادہ تو بنا در آمدی در جان و دل دای
 دل و جان از قدم تو فخل و چند کردیم مع قوم ہمیشہ و قسب من از اہل تو بودی ز اقمتضا و خانہ خود را شناسد
 خود عاقل تو بنام ہر کہ خواہی کن شاہر کسان ہر مع از ہر فخل + حق نہاد دست این حکایات و شل + مگر چہ آن مع
 از تو ہم آہ فخل + لیک بنیاد و خدا جہد افضل + حق بکیر و کسور و اور و عاقل + کہ خود دیدہ کور و قطرہ کفایت مرغ و
 نامی و اندان اسہام را + کہ ستودم فخل این خوش نام را + تا ہر و آد حسودان کم و در دہ تا خیلش را ہدندان
 لم کرد و خود غیاثش اکجایا حسود و در و شاق ہوش بلوطی کی غنودہ آن خیال او بود از احتیال و سوز
 ابروی ویت آن لی ہلال ہمیشی مخلص بہضم دفع لاخضاصہ کردہ شدہ و خالص کردہ شدہ ہنسی گذشتہ
 جیز و دانہ گذشتہ اقتصا اتقا خدا کرنا بتائید صد فرماتے ہیں کہ ہنسنے جو کہما ہو فہم کب ہو اور وجود اسکا جو
 پھر غور تو کر سہو کی ہل کیا ہو جب دریا کا یہ حال کہ اگر تو پانی او کا کمال دے اور عویشاوان اسکا دے تو
 دریا بھی سو کھ کے فخل و جہانیکا ویسے ہی حال آب فہم کا سمجھ لے کیا کروں ہر وقت ہو و رہتجہ سے حال بیان
 کرتا آن داخل کا جہان سے آمد عویش و بدون کی ہوتی ہی مینے بعد فخر جن کے آب دریا کا پھر عویش بدل
 ان فخر جن کا کمان سے پانا ہو جس سے لاکھوں تو جہانور پیتے ہیں اور سواے جانوروں کے کبھی انکے
 خارج سے لے بھاگتے ہیں لینے بنارات سے پھر وہ دریا عویش اٹھاتا ہو تو کمان سے اٹھاتا ہو لیکن اسکا سوا
 اصحاب رشد کے کون جائے آب دوسری بات ہو تہیز و کر آمندہ کی یعنی ہنسنے جلدی کر کے قسے شروع کر دیے
 اس سبب سے دل اس کتاب کا بے مخلص گیا یعنی فلاح اور فاصل ہاتون سے خالی کہ وہ درج
 مسام الدین کی ہر چہ چاہیہ فرمایا کہ ایضیاء الحق مسام الدین را و اسی جو اہل و تو وہ شخص ہو کہ اخلاک نے جو آباہی
 علوی کدلاتے ہیں اور ارکان یعنی عناصر و بعد نے ہنسنے ساری مخلوق مخلوق ہوئی تجھ یا دشاہ و وزیر
 کینے نہ بنا گویا تو اپنی صفت میں معیذیل ہو جو تو میرے جان و دل میں سایا ہوا ہو یہ اکین در بات ہو
 جان و دل اس قابل کب تھا اس سبب سے دونین شرمندہ او فخل ہیں ہر چند میں نے مع قوم گذشتہ
 لی کی ہو لیکن ان سبب میں میرے قصہ کی خواہش و اقتضائیری ہی مع کی طرف رہی اسلئے کہ عاؤثنا اپنا
 لہر خوب پہچانتی کہ دل دیت کہ جو کہی ہو وہی اہل گھر ہو کچھ چاہے کیلئے نام پر کرتے ہو وہ اسی کی ہوگی
 بکنیت و خواہش ہر سبب جو بکشت و شل میں جو توقع تھا نے نہیں چاہا کہ ہر سبب نام و ربط ہر ہو

۱۴۵
ایسے لوگوں کے چھپاؤ کے لیے یہ کیا ہو اگرچہ وہ مع خود بھی تیرے لائق نہ ہوں گے سب کے تجھ سے تیرے
مگر تو قبول فرما کہ خداے تعالیٰ بھی جہدِ مقل کو جو بمعنی سہی اندک کے ہی قبول کر لیتا ہو اگر اس کے نام پر کوئی ایک
لکڑا دیتا ہو وہ لکڑا بھی قبول کر لیتا ہو اور دینے والے کو معاف رکھتا ہو کہ اس سے یہی ہو سکا کسوا سٹے
اندھے کی اندھی آنکھوں سے وہی قطرے کافی ہیں یہ سہم کتنا میرا سب پر پڑا ہو حتیٰ کہ مرغ و ماہی
بھی مانتے ہیں کہ میں نے گول گول تیرے نام خوش کی تعریف کی ہو اسوا سٹے کہ اگر حاسد اخصفست
سے واقف ہو جائینگے تو ضرور حسد سے جل چکے آہن مارینگے جس میں چاہتا ہوں کہ تیرے نام خوش ہو جاؤ
آہنوں کی تہ پٹنے پائے اور اس سبب سے کہ اسکے خیال کو دانتوں سے نہ کاٹنے پائیں غرض اسکے نام و
خیال پر جسودوں کی آہن اور دندان خانی ہونے پائے پھر کہتے ہیں کچھ غم نہیں اسکے خیال کو پامی
کب سکتا ہو بھلا موش کے گھر میں طوطی کب سو سکتی ہو اسیلے کہ حسود کے خیال نہ کرو چیلہ کے ہین گواٹکو
مثل بلال کے روشن جلنے گردہ ہین ایک ہویا بروی کج جسکو بلال بان رہا ہو انحلاف شرح
بحر العلوم ہین پندیر کو پندیر داورد و قطرہ کو دوطرہ لکھا ہو اور معنی جو لکھے ہین انکی نسبت تو مجھ کو غرض
نہیں سب کے معنی لکھنا اور ربط دینا سہل نہیں چلوئے مغربی ہو جسکا کھا مشکل

آگے جاننا و قوتی کا واسطے امامت اس قوم کے

قول که می گویم برون این پنج هفت و بر نویس اکنون و توفی پیش رفت و بدتجیات و سلام لهما کین ۱۰ مع جملة
انبیاء و معجزین و معجاشد جللی آیمخته که کوزه با دریک لکن در ریخته و زانکه خود معجوز جز یک پیش نیست و کیش
زین روی جز یک کیش نیست و زانکه هر معجزی بوزن و در بر صور و اشخاص عاریت بود و معجوز حق را کی کند
لیک بریند اشت گره میشوند معجزی تا فته بر حاطی و حاکم آن انوار را چون رابطی و اجرم چون سایه سوا
اصل اند و ضال هم گم کرد و زانکه اش بماند یا نچای عکس ای و انود و سر می و کرد و کرامی شود و در حقیقت
ماح ماه نیست او و گره چهل و یکش که در و معجوز و معجوزی آن عکس را کفر شد چون آن غلط شد و ما
که شت و ان گشت گره آن و لیر و با با بود آن پذیرا شد زیر زمین بان غلطان پریشان میشود و شهنوی
را ند و پشان میشود و زانکه شهنوت یا خیالی را ند و اند و در حقیقت و دور و اما ند و اند و با خیالی میل تو چون
پر بود تا بدان پر حقیقت بر شود و چون بر اندی شهنوتی تیرت بر حیت و انگ گشتی و ان خیالی از تو گشت
پر نگردد و چنین شهنوت مران تا پیرمیت پر و سوی جان و خلق پذیرا شد و شرت میکند و بر خیالی پر خود
پر میکند و ام و در شرح این نکته شدم و معلوم و معسر مران تن و دم و باز گردم زانکه قصه شد و از و وقت
نگ و خلق موقوف ناز و معنی فرماتد این معجز تیری بین ایسی کون جوخ حس و در هفت افلاک سه

باہر ہو لیکن اب تو یہی لکھو کہ وقوفی نماز کے لیے لگے گی امتحانات میں جو السلام علیہنا وعلیٰ عبادنا الصالحین ہو
یہ لفظ ایسا کہ جلد انبیاء کی روح اس میں خمیر و لفظ صالحین سب کو شامل ہو آئین سب کی مدح میں آئینہ ہونے کو یا
ایک لکھن میں گزے کے گزے لوٹ ویسے ہیں اس لیے کہ جو مدوح ہو وہ خود واحد ایک ہی ہو اور اسی سبب
جتنے مذہب ہیں سب میں سوا ایک مذہب کے مذہب نہیں ہو ویسے چاہے کتنے مذہب ہوں اور وہ جبر ہو
کہ ہر مدح نور حق کی طرف جاتی ہو اور جو صورت و اشخاص کی مدح کرتے ہیں عاریت ہو اس کی مدح کی کہ اصل وہ ہو
اس لیے کہ گو مدح کی ہر ایک ہر ایک ہو جو شایان اس مرتبہ اس مدح کا ہو مگر تو اپنے پندار و گمان کی بدولت
مگر اسی میں پڑا ہو اور جدا جاتا ہو یہ ایسا ہو جیسے کسی دیوار پر دیوار ہیں اور دیوار ان انوار کی رابطہ پس جب
سایہ نے اس نور کو اپنی اصل کی طرف ہانکا جیسے کہ سایہ بچھے نور کے پوتا ہو مثل راندہ اور راندہ کے قویہ گراہ
راہ گم کردہ اس کی تعریف و تحسین سے باز رہ گیا ہر چند کہ وہی صورت و شخص ہو جو نور کے وقت میں تھے اور
نور روح یا ایسا سمجھو کہ ایک چاہ سے عکس ماہ کلنا ہو ہوا اور کسینے سر کنوئین میں جھکا لیا اور تعریف کر رہا
تو وہ حقیقت روح ماہ کا جو نہ عکس کا اگرچہ اس کی جہالت و نادانی عکس کی طرف متوجہ ہو رہی ہو اس کی مدح
ماہ کی ہو نہ عکس کی اگر اس میں غلطی کی اور مدح عکس ہی کی جانی تو کفر ہو گیا اس لیے کہ وہ اپنی بد نصیبی سے گراہ
اور اس بات پر دلیر ہو گیا کہ اوپر نہیں دیکھتا نیچے ہی دیکھ رہا ہو کنوئین کے عکس کو دھل ماہ کو جو اوپر ہوا ان
بتوں سے جو ہر قسم مخلوق پر غلو پریشان موتی ہو کہ مندر و زکر کی خواہش اور شہوت رانی ایسی ہوتی ہو
پھر آخر پشیمانی اور رجسہ کی یہ کہ شہوت رانی انکی خیال سے ہو چکی کچھ اصل نہیں اور جو حقیقت ہو اس سے
بست ہی بہت دور ہیں خیال کی طرف تو تیری رغبت مثل پر کے ہونا چاہیے کہ اس رغبت کے پر نہ
بلند ہی حقیقت پر چڑھ جائے اور جو تو نے اس خیال کے ساتھ شہوت رانی کی تو کیا گذرا جو کچھ اپنے
پر تھے وہ بھی کھو دیے تو لنگر ڈار گیا اور خیال تیرے پاس سے لٹکا ہوا خبردار اپنے پر بچائے رہا اور اسی
شہوت رانی سے کہ تو تیرے میل کے پر تھکاوٹ کی طرف لیجا نہیں مخلوق تو گمان کرتے ہیں کہ ہم اس شہوت
سے عشت کر رہے ہیں اور ہو یہ کہ ایک خیال کے گزشتہ ہو کے پر اپنے فوج رہتے ہیں اب فراتے
ہیں کہ میں اس کو چھوڑتا ہوں اور اس کی شرح کرنے کے واسطے تیرا قندار ہوں ضرور اگر دیکھا کہ افعال
مجھ کو ملت دے کہ میں غلی و عشت میں ہوں لہذا اس کے اس قصہ کی طرف لوٹتا ہوں جو شروع تھا
اس واسطے کہ قصہ بہت دراز ہو گیا اور وقت تنگ ہو اور قوم نماز کے انتظار میں انخلاف شرح ضال

رہ گم کردہ کو مہ گم کردہ لنگ کو لیک

آقدا کرنا قوم کا وقوفی کے پیچھے

پیش در شہد ان وقوفی در نماز بقوم چون طلسمی ما و طراز اقتدا کردہ نماز شاہان قطارہ در پی آن مقتدا علی مدار
چونکہ با کبیر مقرون شدہند چو قربان از جہان بیرون شدہند منی تکبیر نیست ای اہم بکایند پیش تو اقربان شدہ
وقت لودج رفتہ کبیر سکتی ہمچنین در فوج نفس کشتی گوئی انداکبر و این شوم را دسر برتا وارہ جہان از دنیا
تن جو امیل جان بہون غلیل کہ جہان بکبیر جہیل بگشت گشتہ تن در شہوتہا و از شدہ بہم اللہ بسل در
نمازہ چون قیامت پیش حق استغفار زودہ و در حساب و در مناجات آمدہ مدیتا و پیش برزدان اشک زید بشال
راست نیز رستخیز حق ہمیکوید باوردی ملا اندرین مہلت کہ وادہ من ترازہ عمر خود را در چہ پایا این بدو
قوت و قوت در پہ فانی کردہ و گویہ دیدہ بکا مسودہ بیخ حسن و در کجا پا لودہ و گوش و چشم و ہوش کو ہر پاس
عرش باخج کردی چہ خریدی تو ز فرش ملک منی اب فراتے ہین کہ تو فانی ناز کے لیے آگے ہوئے پس
قوم ایسی تھی میسے طلسم ساوہ اور یہ افس طلسم کا طراز آخر کرب و نصبت آن شاہون نے قطارہ بہ
مقتدیون کی طرح اس مقتدا زان مدار کی اقتدا کی جبکہ تکبیرون سے مقرون ہوئے تو ایسا حال ہوا
قربانیاں فوج ہوتی ہین اس جہان سے جنت کو ملی جاتی ہین اب فراتے ہین و امام ہی منی تکبیر کے ہین
کہ اے خدا ہم تیرے سامنے قربان ہو گئے حج کے وقت تو کیا اللہ اکبر کہتا ہے ایسے ہی نفس کشتی کے
زوج میں مقتدا کبر کہ اور اس شخص کا سر کاٹ کے اس کے بیچ سے اپنی جان کو چھڑا دینا تیرا امیل جو جان تیری
خلیل ہو اس جان نے اگر اس جسم فریبہ تکبیر کسی ہو اور وہ شہوتوں اور آرزو سے کشتہ ہو چکا ہے تو وہ ہم
سے نماز میں بسمل ہوگا جب قیامت کے دن خدا بقالے کے سامنے صفین باہر مٹی جائیگی اور حساب
و منامات میں پڑیگی اور سامنے اس کے کھڑے ہو گئے آنسو بہاتے ہوئے جیسے اور است نیز رستخیز
کے سواے کچھ دن معذب کے اسوقت اللہ تعالیٰ پوچھ گیا کہ میں نے اتنی مہلت تجھ کو دی تھی تیرے
لیے کیا لایا تو نے عمر اپنی کس بات میں تمام کی اور قوت و قوت کس کام میں لایا دو گویہ بہا آنکھوں
کے بننے تجھ کو دیے تھے تو نے انکو کمان رگڑا اور بیخ حسن کو کمان صاف دیا لودہ کیا گوش و چشم ہو
کیسے یہ ہارے گو ہر عرش کے تھے جو تجھ کو دیے تھے تو نے انکو فوج کر کے فرش خاک سے کیا خرید اقولہ
دست و پا و دست چون بیل و کلند میں بنشد نہ جہان کی شد نہ ہمچنین پیماہی در دنا کہ صد ہزاران
آید از ہوان پاک مدور قیام این گشتا واد و رجوع و زخالت شد و قیام آد رجوع و قوت استاد و زخالت
نماندہ در رجوع از شرم قیسے بجا اندہ باز فرمان میر سردار سردار کوئی راسخ حق پشہ سر ہارہ از رجوع
آن شرمسارہ باز اندر رفتہ آن ظام کارہ باز فرمان آیدش بردار سر از سجود وادہ از ہوانہ فیہ رجا وادہ
و گرہ شرمسارہ اندر افتد باز در رجوع وادہ باز گویہ سر بر آرو باز گویہ کہ بخوار ہسم جسٹ او تو موبہ

قوت پائیدار ہو دیش + کہ خطاب بہیتی بر جان زدش پس نشیند قندہ زان بار گران + حضرت شمس گوید
سخن گو بایان ہفتت و ادم گو شکرت پہ بود + وادمت سرمایہ بین بجای سود + چون نہ سرمایہ بود اور
نہ سود شافی باید کہ آرد عذر زود + معنی اللہ تعالیٰ فرمایگا کہ میں نے تجھ کو ہاتھ پانوں جو کلند و سیل
مثل ہیں کہ عبارت آلات جوارح سے ہر چیز کو میرے ہی تختے ہوئے ہیں اگر میں نہ چاہتا تو آپ سے
وہ کب ہو جاتے غرض ایسے ہی لاکھوں پیغام دردناک یزدان پاک سے آئینگے اور قیام میں یہ بیان
اس سے رجوع کر سکی یہ انے ہی نہ امت اٹھا لینگا کہ بار وادمت سے دہرا ہو جائیگا کہ وہی رکوع ہی جب بار
خجالت سے قوت کھڑے ہونے کی نہی تو رکوع میں جھک کے تسبیح خوان ہو اچھو حکم آئیگا سر اٹھا رکوع
سے اور اللہ تعالیٰ کے سوالات کے جواب کہ پھر یہ شرمسار خاک رکوع سے سر اٹھا کے منہ کے بل گر لینگا
پھر اسکو حکم آئیگا سر اٹھا سجدہ سے او اپنے کیے ہوئے سے غبر وے دوسری بار - سر اٹھا کے او شرمندہ ہو
سانپ کی طرح کچھ منہ کے بل گر لیا پھر کیگا سر اٹھا اور بتا کہ میں تجھے بال بال کی جستجو کر دینگا اسوقت ہسیت
حق سے قوت پانوں پر کھڑے ہونے کی نہی کی باعث اس بار گران ہسیت کے بیٹھیکا حضرت رب العزت
سے خطاب ہو گا کہ خوب بیان کے ساتھ بات کہہ بنے تجھ کو نعمت دی تو بتا اسکا شکر کہاں ہو بنے تجھ کو سرمایہ
دیا تو دکھا اسکا سود کہاں ہو تو نے کیا ہو جب نہ سود ہو گا نہ سرمایہ و ونون ندارد تو لا بد ضرورت کسی
شافع کی ہو گی کہ وہ فوراً اسکی طرف سے عذر کہے

بیان اشارت سلام کا جو سیدھے ہاتھ کی طرف ہو گا قیامت میں ہسیت محاسب حق تھا
سے اور انبیاء سے ہمتانت کرنا اور شفاعت چاہنا

قولہ رہت رہت کہ در سلام + سوی جانان انبیا و آن کرام + یعنی اسی شاہان شفاعت کا میں لکھیم
سخت و کمال بیزش یا اسی کلیم + انبیا گویند روز چارہ رفت + چارہ آجنا بود دوست افزا رفت + مرغی ہو گئی
ای بد بخت رو + ترک ماگو خون ما اندر نشو + روگردانہ بسوی دست چپ + در تبار و خویش گویش کہ نہ
ہیں جواب خویش گو با کر گارہ ما کہ ایم ایچا جہ دست از ما بردنی ازین سو فی از ان سو چارہ شد + جان کن
بیچارہ دل صبارہ شد + از ہمہ نومید گرد و آن دغا + پس بر او ہر دو دست اندر و عا + کہ ہمہ نو گشتیم ای خدا
اول و آخر توئی + ہشتاد ہست امید کی غایت درسد + گرد و او امین رحل من مسدود نمازین خوشا شاد تھا
بین + تا بدانی کہین بخوابند یقین + بچہ بیرون آرا + بیضہ نماز + سر من چون مرغ بی تعظیم و ساز + معنی منبہ الفتح
سکار و حیا کر و فریب وادون + یعنی پھر سیدھے ہاتھ کی طرف سلام میں منہ کرتا ہو طرف ار و اح و کرام کے
کہا ہو بادشاہ جو میری شفاعت کر دے کہ مجھ کو اسی کلیم اس کیچڑے کہ میں اندھا ہوں نجات لے انبیا کیلئے

یہ دن تیسرے چارہ کا نہیں جو وہ دن کیا اور چارہ اور اس کے ہتھیار سب وہیں تھے مجھے دنیا میں وقت
 و سطر بتو تو اس پر نصیب ہو وقت کا مگر فہم سے غرضت کر کیا ہمارا خون کرایا چاہتا ہے چہرہ پائین
 ہاتھ کی طرف منہ اپنی قوم و کتبہ کی جانب کر گیا سب کہیں گے کہ اس کا مگر عید گریختار اپنا جواب کر دے مگر
 ہم کو نہ ہن جو ہن سے کتا ہو پس اور خواجہ سے الگ ہی رہ اب خیال کرو نہ اور ہر سے کوئی تدبیر نہ چری
 نہ اور ہر سے لہذا جان پہچان رہی اور ول صد پارہ ہوا آخر جب وہ وقتا سب سے نوید ہو گا تو ہاتھ دعا کے
 اٹھائے گا کہ اے خدا میں سب سے نوید ہوا اور اول و آخر تو ہی ہوا اور کبھی ہر شے کی منتی مجھ کو امید ہو کہ پری
 نہایت پہنچے اور وہ گنگے کی رسی سے سج جالے بس نماز میں اس قسم کے اشارے خوش ہیں پانچ غور رکھ
 تو تو جانے کہ بالیقین یہ سب باہین ہو گئی یہ تمنا ایسی ہو جیسے اندھا اور یہ اکتھم و سامان اس کا مثل کچھ کہیں
 تو اس اندھے بچہ نکال اور تعظیم و ساز کے ساتھ بچا لا ورنہ بیہودہ و مرغ کی طرح سرست مار جیسے وہ چکا تا بہت ہو
 بانگ دیتا ہو بانگ کو جانت نہیں

سننا و قونی کا نماز میں شورا بل کشمی کا ڈوبتے وقت

قولہ آن و قونی و رامت کر دسا ز اندران ساحل و آدور نماز و ان جماعت دہی اور قیام و اینت
 زیبا قیوم بگزیدہ امام و ناگماں شمش سوئی و زیبا قتا و چون شین ز سوئی و ریاد او و او و ویران موج دید او
 کشتے ہو در قضا و در بلا و در شتے ہم شب و ہم ابر و ہم موج عظیم و آن سہ تاریکی و از غرقاب ہم تند با و
 ہجو عزرائیل خاست و مہو جا آشوبت اندر چپ و است و اہل کشی از ہما بت کا ستہ و نعرہ و و او و لیلیا
 ہر خاستہ و دستا و در فوج ہر سر سبزہ کا فو و لی ہر مخلص شدہ و با خدا با صد تضرع آخراں و محمد با و نذر نا
 کر وہ بجان و سر رہنہ و سجود آغا کہ بیچ و دوی شان قبلہ ندیدہ از بیچ بیچ گفت کہ بیچارہ ہست این بادیگی
 و انزان ویدہ و مان صدندگی و از چہ امید بزیہ تمام و دوشان و فعال و دم بابا و ام و زاہد و فاسق شہ
 آدم متقی و چو در ہنگام جان کنڈن شقی و بی زبیب شان چارہ بودونی زہرست و میلہا چون مرد ہنگام
 و عاست و در دعا ایشان و در زاری آہ و ہر فلک زایشان شدہ و در سپاہ و دیو آدم از عداوت تیرہ بین
 بانگ دھوکا می گسک پر شان لعین و مرگ و مہکائی اہل الحکار و نفاق و عاقبت خواہد ہر دن این اتفاق
 چشم تان تر باشد از بعد خلاص کہ شویہ از ہر رشوت دیو خاص و یا دمان ناید کہ روزی در خطر دوست
 تان بگرفت یزدان از قدر و معنی حکم بالفتح در دو بلا و بیچ فرماتے ہیں کہ قونی اس ساحل پہنا ز
 بین داخل ہوا اور اچھے طور پر امامت میں موافقت کی اور وہ جماعت پیچھے اس کے قیام میں قائم ہوئی
 بس کیا ہی دھبی قوم جو جماعت میں بختی اور کیا ہی چیدہ پر گزیدہ امام ناگاہ آئے وریا سے جو آواز

ہوا واد کی سنی تو اسکی آنکھ دیا پڑی دیکھا کہ ایک کشتی موج دریا میں تھما و بلا اور خرابی میں ٹری ہوئی ہو
 آدھی رات اور بادل اور موج عظیم ان تین تواندھیر یوں میں ہو اور غصہ ڈوبنے کا ہوا ایک تند باد جو
 مثل عزرائیل کے تھی آٹھی جسے موجوں کو اودھار دھرے جوشش و شور میں ڈال دیا اہل کشتی ہریت
 کے مارے سوکھ گئے اور غرے اور وادیا کے شور مچائے تو دیکر کہ سر پٹے تھے اور کافروں کے
 اسوقت میں با اظلاص ہو گئے تھے سیکڑوں عہد اور نذرین اسوقت خدا تعالیٰ کی بڑے عجز و ذاری
 مابین تھیں شگے سرحدوں میں وہ لوگ پڑے تھے کہ کبھی انھوں نے سبب شیخ پیچ و نیا کے قہر کا
 سہہ نہ دیکھا تھا ویسے تو کہا کرتے کہ اس طاعت و بندگی سے کیا فائدہ ہو اور اسوقت بندگی میں سلاطین
 و زبکیان دیکھیں تھیں ہر ایک کی امید ایک دوسرے سے منقطع تھی خواہ دوست تھے خواہ خان عمر
 خواہ مان باپ کہ اب کوئی دم میں تفرقہ کامل ہوا جاتا ہوا وہ ایسا وقت تھا کہ زاہد و فاسق رب متقی و کفر تھے
 جیسے جان کنڈن کے وقت کشتی سعید بنامہ غرض انکو چپ و رہت کسی طرف سے امید نہ تھی
 نہ کچھ بن آتا تھا بس معمول ہو کہ جب جیلے نہیں رہتے تو دعا کا وقت ہوتا ہی بنا برین سب و عامین تھے
 اور طرفیہ کہ اہل کشتی تو دعا و آہ و زاری میں تھے ایسے کہ جلی آہ کا دو سیاہ فلک تک پہنچا شیطا
 کو کہ اسکو عداوت تو نبی آدم سے ہو ہی کیا بن آئی اویہ تیز بینی اسنے کی کہ کشتی والوں کو اسنے لگا کر
 کہ اویہ میں سگ پرستو اور اہل بحار و نفاق آخر بھی کبھی مرگ جبکہ اتفاق پڑ گیا بلکہ کھین تسلیم خلاص ہوا
 تیرہ سوں اچھا کہ اس شہوت کے ساتھ جو نذرین ملتے ہوا اور عہد کرتے اور نو بہت غفار یہ تو غلوں نہیں ہوتے
 تو اس کے نزدیک خاص شیطان بنو کے ٹکڑے ہرگز یا و لوگوں کا کسی دن کسی عمل خطر میں خدا تعالیٰ نے تمھاری
 ہستگیر کر کے بچو قدر سے بچا لیا ہو غرض اسکی یہ تھی کہ یہ لوگ بے توبہ کے ڈوب جائیں اور خدا سے
 منحرف ہو جائیں قولہ امین بھی آمند و از دیو لیک + امین سخن رہش و جز گوش نیک + رہت فرمودست
 یا مصطفیٰ قطب و شاہنشاہ و دریای صفاء کا سچے جاہل و یہ خواہد عاقبت + عاقلان بنید زاول مرتب
 کار ہار انغا و از غیب ست و سر عاقل اول وید و آخر ان مصر و اوش پوشیدہ باشد و آخر ان + عاقل و
 جاہل نہ بیند و رعیان + ورنہ بینی واقعہ غیبی عنود + حزم و سیلاب کی آمد ہو بود المعنی الحاصل یہ ندا
 شیطان سے اسوقت آ رہی تھی لیکن اسکو سوا گوش نیک کے سن کون سکتا ہو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے کہ قطب و شاہنشاہ اور ویا صفاء کے تھے کیسی ٹھیک بات ہمسے فرمائی ہو کہ جاہل جو
 کچھ نتیجہ کام کا انجا م میں دیکھنا پاتا ہو عاقل اسکو پہلی ہی دفعہ سے دیکھ سوچ لیتے ہیں حلیہ کام غیب و
 پوشیدہ سے شروع ہوتے ہیں عاقل اسکو دیکھ لیتا ہو اور مصر جو جہالت پر اڑا ہوا ہو آخر اسکا دیکھتا ہو

ذکر سوم
 اگر قویہ کہے کہ جو بات غیب سے ہوتی ہو اسکا نہ اول ظاہر میں کسی عاقل جاہل کو دکھایا
 دیتا جو آخر اسکا نسبت اس کے فراتے میں کہ اے محمد اگر یہ اقتدا غیب کو تو دیکھتا نہیں ہو لیکن جزم
 و احتیاط تو مت چھوڑے کہ جزم یہی شہر ہو جسکو سیلاب بھی نہیں بہا سکتا

تصویرات مرد و حازم

قولہ جزم چہ پوید گمانی ورجہان + و مہدم و دین ہادی ناگمان + انچنانکہ ناگمان شیریں رسید +
 مرد را بدید و دریشہ کشید + او چہ اندیشہ دران برون بہن + تو بہان اندیش امی اوستا و دین بیکش
 شیر قضا دریشہ باد جان ہشغول کار ویشہ باد انچنان کہ تفرقی ترسند خلق + زیر آب شور زفتہ تا کھن
 از تیر سیدی ازان مقررین بگنہماشان کشف گشتی در زمین + جلمہ شان از خوف غم در عین غم + در بے
 ہستی قتادہ و در عدم + ہستی فرماتے ہیں جزم کیا چیز ہو یہ گمانی ہو کہ جہان میں ہر وقت ہر قسم کی بگمانی
 کرتا ہو اور وہ ہم سہی سمجھے رہے کہ ایسا نہ کوئی بلاناگمانی آجائے مثلاً یہ خیال کہ ناگمان گمان جنگل
 سے شیر آیا اور فلان کو بچھا ڈالا اور کھڈر کے جنگل میں لیگیا پس ہم تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ایسے
 خیال میں کیا کیا باتیں اور تجویزین سوچ گیا لا بد اساتو دین وہی اب بھی سوچتا رہے دیکھ تو یہ کیا
 غلط ہو کیا شیر قضا کا جنگلوں میں کھینچ کھینچ کے لیے لیا رہا ہو اور ہمارے جانین اپنے کام و پیشان
 میں ہشغول ہیں اور ساری مخلوق فقر و محتاجی سے ایسی ڈرتی ہو کہ گویا خلق تک اب شور میں دوڑے
 ہوئے ہیں یعنی انہیں تلک کام اگر ایسے ہی اس فقر و آفرین سے ڈرتے تو سارے خزانے زمین کے
 اپنے نہ کھل جاتے تمامی یہ لوگ غم سے تو ڈرتے ہیں کہ مبادا کہ جہی سے نہ آجائے اور عین غم
 میں ہیں گویا ہستی کے لیے عدم کو دوڑتے ہیں

دعا و شفقت و قونی خلاصہ اہل کشتی و کشتی میں

قولہ چون وقونی آن قیامت را بدید + رحم او جویشہ و اشک او وید + افت یارب بنگاہ و فضل شان
 دست شان گیر ای شہ نیکو نشان + خوش سلامت شان با صل با برہم ای رسید دست تو در بخور
 ای کریم و امی رحیم سرمدی + در گذار از بد گالان این بدی + اے بدادہ و رایکان صد چشم و گوش +
 فی از شہوت بخش کرد کہ عقل و ہوش + بیش از استحقاق بخشیدہ عطا + دیدہ از انا جملہ کفران و خطا +
 ای عظیم از ناگناہان عظیم + تو توانی محو کردن در جرم + باز حرص و کاز خود را سوختیم + دین و عار را ہم
 ز تو آموختیم + حریت کن کہ بیک آموختی + در چنین ظلمت پر از نور و مفتی + ہوشیگر و رہنما تو یقین دو + جرم
 بخش و عقوبت کبشا گرد + اے معنی جب وقونی نے وہ قیامت اہل کشتی کی دیکھی اسکا رحم جوش میں آیا

اور انہوں نے اپنے لئے اور کہا کہ اگر آپ اسے محل پر نظر مت کرنا کی دیکھ کر تو بادشاہ بیکشتان پر
 ہو جو خوش بخوش اور سلامت کنارہ پر لگا وے کہ تیرا ہی قابو ہو جو پر جلتا ہو تو کہیم و جیم سرمدی جو تیرے
 ہمیشہ ہمیشہ ان پر سنگا لون سے اس کی کو میٹ دے تو نے چشم و گوش سی شو کو سارا اطمینان دلی
 اسے ہو سیکڑون مفت دیے اور بے مزد و رشوت عقل و ہوش سپی خیر عاتقہ کی ہمارا کچھ اتفاق
 یہ تھا اتفاق سے قبل ہو کہ سب کچھ عطا کیا اور ہم سے ہمیشہ ناشکری و خطا دیکھی اور عظیم ہمارے گناہ ہیں
 جو گناہ عظیم ہیں جنکو کوئی نہ بخشے ایسے فحش و منکر و نکو تو بخش سکتا ہو جتنے حرص و ہوا کے گو کہ آپ کو
 جلا دیا لیکن آپ دعا بھی تو جتنی سے لکھی ہو سہا سہی کرم کی برکت سے کہ جس سے تو نے یہ دعا
 سکھائی ہو گویا ایسے اذہاد و ہدین یہ چراغ روشن کیا ہو ہمارا ہاتھ پکڑا رہا تو بنیق یعنی اسباب حصول
 مطلوب کے موافق کروے اور گناہ بخش دے اور معاف کر اور گناہ یعنی مشکل جو اپنی پڑی ہو
 آسان کر وے تو قولہ ہمین میرفت بظقتش دعا آزمایاں چون مادران باوقاء اشک میرفت از دو
 چشمش ہاں دعا بنچہ و ازوی می برآمد برسا آں دعا می بخودان خود و گریست آں دعا از
 نیست گفت داورست دآن دعا حق سیکند چون او فداست آں دعا و آں اجابت از خداست
 واسطہ مخلوق فی اندر میان بیخیزان لا بکردن جسم و جان ہندگان حق جیم و ہر دبارہ خوی حق
 داور مرد و مصلح کار و مہربان بی رشوتان یاری کنان ہر مقام سخت و دور و زگران مہین بچوان قوم
 امی مبتلا ہین غنیمت و ارشاد پیش از بلا ہرست کشتی از دم آن پہلوان ہوا ہل کشتی را بجسد خود
 گمان ہ کہ گریز خوی ایشان در مذرہ بر ہفت انداخت تیری از ہنر پارہ نذر و بہان اور شکا
 ہوان نوم دانند و با بان غرار عشقتا با دم خود و باز نکین میر با نذر جان مارا از کمین ہ از ضلالت سہا
 ہر دم و نذر قس گہ نذر و زشادی بر چوند ہ رو ہا پارا نگہار از کانی ہ پا چوند و دم چہ سودا می چشم شوق
 پا چور و با بان و پای ما کرام میر با نذران ز صدگون ہ تمام ہ میلہ پارک ہ چون دم ماست ہ عشقتا
 با زیم با دم چہ و رست ہ دم بچنا نیم نہ ہلال و مکر تا کہ میران گریہ و از بازید و بکد طالب حیرانی
 خالقان شمیم ہ دست طبع اندرا لومہیت زویم ہ تا با فسون مالک و نیا شویم ہ این فی بینیم کا کدور
 گویم ہ در گوی و و جہی امی قلمبان ہ دست و ادار از سال دیگران ہ چون بدستانی رسی دیباہ
 خوش ہ بعد از ان دامن طلقان و کیش ہ امی مقیم جس چارہ پنج و شش ہ نذر جان و دیگر از ہم کیش ہ
 المعنی مولانا فرماتے ہیں کہ جیسا کہ میں نے او پر بیان کیا ایسی ہی دعا اسوقت اس کے فلق پر مثل مادران
 مہربان باوقا کے مہر سی تھی اسنو اس کے دو آنکھوں سے متے تھے اور یہ دعا بے اختیار آسان پر چڑھی ہ

جائی تھی فرماتے ہیں دعا بخود اور ہر پیر و عابد بخود ہو وہ گفت داعی کی نہیں ہو خود دعا
کی ہر ایسے کہ دعا تو مقام فنا میں ہو کہ کچھ ہی نہیں تو بس وہ دعا حق کرتا ہو اس وقت میں دعا واجب
و دون حق سے ہیں اس وقت اس دعا میں کچھ واسطہ مخلوق کا نہیں ہوتا اور جسم و جان اس سے
بیخبر ہوتے ہیں جو خوشامد و ذاری کر لیں بلایسے ہی جو خاص بندے حق کے ہیں اور مرہبان و ربوبار
وہ اصلاح کار مخلوق میں عادت حق کی رکھتے ہیں اور یہ لوگ مرہبان بے رشوت مددگار ہوتے ہیں
جہاں کہیں کوئی مقام سخت ان پر پڑتا ہو یا کوئی رد و گران اپنا کرتا ہو یا جس تو خوار ہو یا مبتلا اور
اس قوم کو ڈھونڈو اور خبردار قبل بلایں پڑنے سے انکو غنیمت جان اب فرماتے ہیں عجیب عالم
ہوا کہ وہ کشتی تو اس وقت ہی پہلوان کے دم سے چھوٹی اور ہلاک سے ہی اہل کشتی کو یہ گمان ہوا کہ
ہماری کوشش ہے مگر کہ ہمارے بازو نے ایسے خوف کے موقع میں کیسا تیرا پسے ہنر کا نشانہ ہے
لگایا مولانا فرماتے ہیں رو بہا ہوں کوشکاری کے پنجہ سے پائون تو بچاتے ہیں اور اس بچاؤ کو رو بہا ہوں جب
نا آزمودہ کاری و عدم و حقیقت کے دم سے جانتی ہیں یہ عاشق دم کی بنی ہیں اس خیال سے کہ یہی
ہماری جان شکاریوں کی تاک لگات سے بچاتی ہو اور ایسی بہکی ہوں کہ دم ہی کو چومتی جانتی ہیں
اور ہمارے خوشی کے ناحق کو دتی ہیں اب گنتے ہیں اور رو بہا سنگ و کھنجر سے اپنے پائون کو بچاؤ
اسے شمع چشم پائون ہونا چاہیے دم سے کیا فائدہ ہوا نہ تو بس ہم بھی رو بہا ہوں اور کرام لوگ
ہمارے پائون کہ وہ ہکو سیکڑوں طرح کے انتقام خدا سے بچاتے ہیں اور جو آسمین ایک جیسے
باریک ہمارا ہوتا ہو وہی ہماری دم کی طرح ہو جسکے ہم عاشق ہر طرح ہو رہے ہیں کیسے ہم اپنے تہلال
و مکر پر دم ہمارے ہیں اور نازان ہیں کہ زید و بکر و بکو و کیک کے حیران ہوں آپسے طالب ہرانی
مخلوق کے ہم ہونے کے دست طرح کا الوہیت میں والا کہ اس انھوں سے مالک دنیا کے ہو جان
اور یہ نہیں جانتے کہ ہم تو ایک گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں ملک دنیا کیسا چھرا تو قلیبان کا
تو کھنڈن اور گڑھے میں پڑا ہو تو اردن کی مونچھوں سے ہاتھ الگ کیوں نہیں رکھتا جیسے خوشا
کے وقت خوشامدی دائرہ مونچھوں کی طرف ہاتھ لیجاتے ہیں غور تو کر جب تو کسی بستان زیبا و
خوش میں پہنچے جہاں ہزاروں سایے پھر مخلوق کا دامن سایہ کے لیے مت کھینچ آجو تو ہر قیمتی
چارونچ و شش کا ہونچھو لازم ہو تو اردن کی جان سے جو عمدہ چیزوں کو دیکھئے اوکو کھینچ اور
بہل کر چار سے مراد عنما مرابع اور پنج سے پنج حس و بیشش سے شش بہت قولہ ای جو خرمبہ
مرعب کون خرمبہ گاہے یافتی بابا ہر چوں مذات ہندگی دوست و ست پس شاہی انکی بہت

کجاست و در ہوا می آنگاہ گوید تیرہ ہی بہتہ از بر گردن جانت رہی در وہا این دم ملیت رہل وقت
 کن دل برخداوندان دل و در پناہ شیر کم نایک باب در وہا تو سوی جیفہ کم شتاب و تو ولا منظور حق آنگاہ
 نشوی بہ کہ چو جوی سوی کل خود وی بحق ہوگو بہ نظر ما بردست نہیت بر صورت کہ آن آب گلست
 تو ہوگوئی مراد دل تیرہست و دل فرار عرش باشدنی بہست و در گل تیرہ یقین ہم آب بہت
 لیکل از آن آب نشاید بہت و نہا کہ اگر بہت مغلوب گشت پس دل خود را لگو کا نیم دست
 آن دلی کہ آسانا بہترست و آن دل ابدال یا پیہر بہت بہا کی گشتہ آن ز گل صافی شدہ و نہ
 تو نوی آمدہ وانی شدہ و ترک گل کردہ سوی بحر آمدہ و رستہ از زندان گل بگری شدہ و معنی کون فر
 احمق و بی تیرہ کہتے ہیں از شل فرہندہ کے درین کون فر کے تونے ایک ہوسہ گاہ جو دم ہر مع
 راہ ہر کے پائی ہو ہوگو چو ما چا کر تو کہتا ہو بندگی خدا یتالی کی ہاری و دو ہوگی ہر ہنین کرتی پھر
 کیسے بندگی کریں کیا کہنا ہو میل بادشاہی خوب تیرے دل میں اٹھتا ہو یہ کہان سے آیا بندگی کا
 ہنین اٹھتا اس شوق میں کہ کوئی ہوگو واہ واہ کہے اور تیرہ ریت کرے کیسی کوئی راہ تونے اپنی
 گردن جان کے ذمہ کر لگی ہو احوار و باہ اس حیلہ کی دم کو چھوڑا و اپنا دل جو ایل دل ہین اپنہ
 وقتن کر دے اور یرت سمجھ کہ یہ میرا دل ہو تو ان شہرون کی پناہ میں ہو جا تو پھر تھے کباب کی کمی
 کب رنگی احوار و باہ لیا اس مردا جیفہ دنیا کی طرف مت و ڈر تو ایدل اس وقت منظور نظر حق کا ہوگا
 کہ جس کل کا جزو ہو اسی کل کی طرف رجوع کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ ہاری نظر دل پر ہوتی ہو نہ صحت
 یہ کہ صورت ایب نا پھر شہر آب و گل سے ہو کتا قال ان اللہ لا یطیر الی صور کم و اما لکم دکن نظر الی قلوبکم
 و اما لکم شہر الی ہتھاری و دیکھتا ہو نہ تھارے مال لیکن تھارے دلون اور سانوں کو
 دیکھتا ہو تو یہی کہتا ہو کہ میرا بھی دل ہو دل تو بالائی عرش ہوتا ہو نہ پستی میں جو گل تیرہ ہوا ہو ہوگیا
 اس میں بھی پائی ضرور با یقین ہوتا ہو لیکن اس پائی سے وضو ہنین ہو سکتا اس سبب سے کہ کو
 پائی اس میں ہو لیکن مغلوب کل کا ہو پھر تو اپنے سنے لٹھرے دل کو کیسے کہتا ہو کہ دل ہو جان وہ
 دل کہ آسانوں سے برتر ہو وہ دل ابدال یا پیہر کا ہو کہ وہ گل سے پاک ہو کے صافی ہو گیا
 اندکے فضل و فروزی سے تھا لہذا کافی وافی ہو آسلیے کہ گل کو چھوڑ کے بحر کیرن آیا ہو اور زندان
 محل سے نجات پائی اب وہ دل گئی ہنین ہو بگری ہو قول آب و مہوس گل ماندست ہیں و بحر جہت جہت
 کن مارا نظیں و بحر گوید من ترا در خود کشم و لیک میدان کی کہ من آب خوشم و لاٹ تو محمود میدار و ترا
 بکون آن پنداشت کن و من در آد آب گل خواہ کہ در دریا رو و گل گرفتہ پائی اور امیکشت

گر ہا نہ پای خود از دست گل گل باند خشک او شد منتقل آن کشیدن چیت از گل آب و جذب تو نقل
 و شراب ناب را نہ بچنین ہر شوقی اندر جہان و خواہ مال و خواہ جان و خواہ نان و خواہ باغ و مرکب تیغ و
 مجرہ و خواہ ملک و خانہ و فرزند وزن و ہر کی زانہا ترستی کند چون پای آن خمارت نشکند این خمار
 غم دلیل آن شدت کہ بدان قصو و سستی است بدست و جز با نڈازہ ضرورت زین گیر نہ تا نگر دو غالب بر تو ایتر
 سر کشیدی تو کہ من صاحب دلم و حاجت غیری ندارم و اہل علم و آتخا نہ کہ آب و در گل سر کشد کہ من آب و چرا جویم ہر دو
 اول تو این آلودہ را پنداشتی و لا جرم دل و اہل دل برداشتی و خور و اداری کہ آن دل باشد این کہ
 بود و عشق شیر و آبین و لطف شیر و نگاہین عکس دست ہر خوشی را آن خوش از دل حاصل پس بود دل
 جوہر و عالم عرض سایہ دل چون بود دل را غرض بمعنی زواتے ہن خبر و اہوای بحر رحمت ہمارا آب بھی
 محبوب گل ہو گیا ہو تو اسکو مٹی سے جذب کر لے جو کہتا ہو کہ میں تو کچھکچھ تیغ لون لکین تو تو اس شبنم میں ہو
 کہ میں آب خوش ہوں بس یہی لاف تیرا کچھکو خر و مگر رہا ہو اس گمان و پندار کو ترک کر کچھ مجھ میں آ اور
 جو آب گل ہو پیئے کچھ پانی وہ بھی چاہتا ہو کہ میں دریا میں جاؤں لیکن اسکا پائون گل گرفتہ اسکو کھینچتا ہو
 اور اسے پائون اپنا گل سے چھڑا لیا تب تو گل خشک ہو کے رہ گئی وہ دریا کو چلا گیا اور یہ کشیدن میں نے گل سے
 آب کو کھاننا کیا ہو تیرا جذب اور تیری کشش جو نقل و شراب میطرت رہتی ہو اور اسکی طرف کھنچا ہوا ہو اس
 جذب کو اپنے آپ سے نکال لیتا ہو کشیدن نقل و شراب سے عام شرب و اکل مقصود ہو جہیں شراب و
 گز کہ بھی دخل ہو اور ایسے نکالنا جذب ہر خواہش کا جو جہان کی اشیاء سے ہن انہیں خواہ مال ہو
 خواہ جان و خواہ نان و خواہ باغ و مرکب کہ جہاز راعت و سواری کو شامل ہو خواہ تیغ و سپر کہ مراد تانی
 اسلحہ سے ہو خواہ ملک و مکان خواہ فرزند وزن کہ انہیں سے ہر شے کچھکو مست کرنے والی ہو جسدہ
 انکو پانچا وہ خار جو انکے جذب کا کچھکو ہو رہا ہو ہرگز نہ میں ٹوٹ گیا یہ نہ جان کہ خار میں شراب پینے سے
 خار جاتا رہتا ہو اس سے جسدہ کچھکو لیگا اس قدر خار تیری حرص کا بڑھ گیا بس یہ خار غم کا دلیل اس
 بات کی ہو کہ اس سے جو مقصود تیرا دستی ہو یعنی خوش عیشی یہ مقصود بد ہو کچھکو چاہیے کہ اشیاء مذکورہ ہر
 بقدر اپنی ضرورت کے اختیار کر زیادہ مدت سے تا تجھ پر غالب و حاکم نہ ہو جائیں کچھکو یہ غرور و سرکشی کہ
 میں صاحب دل ہوں اور کسی غیر کی حاجت نہیں خود بخود و اہل ہوں ایسا ہی جیسے آب و در گل سر کشی کرتا ہو
 کہ میں آب ہوں میں کیوں کسی سے مدد کا طالب ہوں تو نے اس دل آلودہ گل کو دل گمان کیا ہو
 اسی سبب سے اہل دل سے دل اٹھالیا ہو کہ اسکا طالب نہیں ہو اچھا ہم تجھی سے پوچھتے ہن کہ وہ
 دل جو عاشق ہو ایسا ہی ہوتا ہو کہ شیر و شہد کے عشق میں آلودہ ہو دل ایسے لطف کی چیز کہ شیر و

شہد کی طاعت میں جو لطف دیکھتا ہوں اس کے لطف کا عکس ہے کہ ان پڑ پڑا ہوا اصل لطف وہ ہے کہ ہر خوشی میں جو خوش چیز ہو وہ اس خوشی کو اس دل سے چاہل چوس جان لے کہ دل جو ہر جہاد رسا جہان عرض پھر جو یہ دل ہیں انکو سایہ دل سے کیوں غرض ہوگی کہ ہل کو فرج سے کیا مطلب ہے جو کہ آن دلی کو عاشق مالت و جاہ و باز بون این گل و آب سیاہ و باخیا لاتی کہ در ظلمات و دہی پرستہ شان برای گفتگو دل نباشد غیر آن دریا ی نور دل نظر گاہ خدا و نگاہ کور دہی دل عرضہ داران خاص عام و دیکہی باشد کہ امت آن کہ نام و ریزہ دل بہل دل بوجہ تا شود آن ریزہ چون کوہی از وجود محبت اندرین خطہ وجود زہری افشاں از دھان وجود اسلام حق سلامتہا تا رسیکند بر اہل عالم اختیار ہر کردہن در دست و معدن این شمار دل بر انکس میرب و دہن تو آن نیازت و حضور ہرین منہ در دہن آن سنگ فجور تا نہ در دہنت آن سنگ تا نہ دانی نقدرا از دنگہ سنگ پر کردی تو دہن از دنیا ہم ز سنگ سیم و ز جوں کو دکان ما آن خیال سیم و ز جوں زربوہ دہن صدقت در بدو غم فرو دہ کی نہاید کو دکان را سنگ سنگ تا نگہ عقل دہن شان سنگ پیر عقل آمدن آن مولی جو شیر و مولی کنج درینجا اسی خیر و لعلی جو دل کہ عاشق مال و جاہ کا باز بون و دبا یا ہوا اس گل و آب سیاہ کا ہر پاؤہ خیالات کہ جنگی ظلمات میں انکو بوجہ کہ یہ مجھے گفتگو کریں وہ دل نہیں ہو دل تو ایک دریا سے نور ہر سواے ایسے نورانی دل کے دل نہیں ہو نور غور تو کہ وجب دل نظر گاہ خدا کا ہو تو کو کہیے ہو سکتا ہو وہ دل نہیں جو لاکھوں خاص عام میں ہو بلکہ امنین سے جو ایک میں ہوتا ہو وہ دل ہو بس اکو ڈھو ڈھکہ کہ وہ دل کو نہا ہو کر ادا سٹے تاکید کے ہو یہ دل جو تیرا ہی یہ ایک ریزہ تا نیر ہر اسکو چھوڑا و جکوہ دل کہتے ہیں وہ ڈھو ڈھکہ کہ وہ اور ہی شو و جب وہ عجایگا قویہ ریزہ بھی اس سے ایک بہار ہو جائیگا دل اس فطرہ وجود میں بسبب غفلت و شوکت اپنی کے ایک محیطا ہوا دریا سے عظم اپنے احسان وجود سے زرقشانی کرتا ہو اور سلام حق سے جو ہمینی بگڑ مذی و بی بھی کے ہو ہزاروں سلامت اہل عالم پر اپنے اختیار سے شمار کرتا ہو بس جس کیکا دہن درست اور طیار ہوا سکو شمار دل کا پھونچتا ہو اور وہ دہن کیا ہو تیرا نیاز و حضور بس خبر دار ہو جا اور ایسے دہن میں فوجوں سنگ ہو اسکو ت رکھتا یہ سنگ فوج کے تیرے دہن کو نہ پھار ٹوالین جس سے شجکوم اصل و ذات شرا عیب و عار اسکا معلوم ہوے کہ یہ نقد ہوا دریا رنگ رنگ کے بہت معنی لغت میں لکھے ہیں منجملہ آنکے اکثر بیان چپان ہیں تو نے دہن کو جہان سے سنگ پر کیا یعنی سنگ بھر لیے اور نیز سنگ سیم و تر سے مثل لڑکوں کے یعنی میسے لڑکے اپنے خیال میں پتھروں کو سیم و زرقشانی لیتے ہیں اب تیرے

خیال میں تو دیکھیں اور ہواور سیم و زردہ ہیں نہیں بحقیقت پھر بن لایا نہیں پھر ون سے پھر
و اس صدق کو بھی پھانرا اور تیر کے لیے تم بھی برہا یا پیسے لڑ کون کو پھر پھر نہیں معلوم ہوتے سیم و زردہ
سمتے بن کھلو بھی یہ سیم و زردہ کہ بحقیقت پھر ہی ہو پھر نہیں معلوم ہوتے بن جب پھر معلوم ہون کہ عقل
تیرا اس پر کے اپنی طرف کھینچا سو اس کے پھر عقل ہو یا ہے مویا ہے ہو یا ہے مویا ہے ہو یا ہے مویا ہے
نقصیر یہ اپنی جی تو لی بات ہو جہیں ایک بال کی گنجائش نہیں خوب سمجھ لے

انکار کرنا اس جماعت کا دعا و شفاعت و قوفی پر اور ناپید ہونا انکار پر وہ غیب میں اور
حیران ہونا و قوفی کا کہ یہ ہوا پر اڑ گئے یا زمین پر چھپ گئے

قولہ چون پیدا کن شئی و آدم کلام شد نماز ان جماعت ہم تمام و نفعی انشا و شان باہد کہ بن و قوفی
کہ کروا ناو شر ہر کی با یکدگر گفتہ سر از پس پشت و قوفی متکثر گفت ہر کی بن نکر و تم کنون و این عانی
از بدون فی ابودون گفت مانا کاین امام مازدردہ بود افضل و لاہ مذا جاتی بکرہ گفت آن و گیر لای یار
آزین و مر اہم تیار انجمن و او فضولی بودہ است و انقباض و کرد و بختار مطلق اعتراض و چون نک کر و
سپس تا بکرہ کہ یہ میگونیہ ان اہل کرم و یک از ایشا زائدیم و در مقام و رفتہ بود و از مقام خود تمام
فی پ و فی راست فی بالا و در پر چشم تیر من شدہ بر قوم خیر و دور و با بود و گوفی آب گشت و فی نشان پا
و فی کرمی بدشت و در جناب حق شدہ اندر رہہ و در کلامی روضہ رفعت آن رہہ و در تعمیر ماندہ ام کہ قیام
چون پوشانید حق از چشم ما و انچنان نہان شدہ از چشم او و شغل غوطہ ماہیان و در بگوئی معنی نفعی ہضم آہستہ
باتین کسی پر کرنا جب وہ کشتی اٹخ قاپ ہے کبی اورا و در نماز اس جماعت کی تمام ہوئی بعد نماز باہر
نفعی پڑ گئے یعنی ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ فضولی اور یہ شریعی کہنے کیا و قوفی کے پس پشت تو
یہ لوگ تھے ہی پوشیدہ ہر ایک چھپے چھپے کہ رہے تھے اور ہر ایک شکنا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہو یعنی
دعا بجا و کشتی کی نہ ظاہر کی نہ باطن کی کہ شاید ہمارے امام نہ دیکھا کے دعا کی اور یہ افضل و لاہ
کی طرح مذا جات ورائی دوسرے کے کہہ کہ ہاں امویہ نہ ہم کھلو بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہو اسلئے کہ اسکو
قبض اور کر فکلی مٹی اسی نے یہ فضولی کی اور فخر مطلق پر کہ جو چاہتا ہو وہ کہتا ہو اعتراض کیا یعنی
حائل ہوا اور بیچ میں پر گیا اب و قوفی کہتا ہو کہ میں نے اپنے پیچھے بنگاہ کی و ایکوں کہ یہ اہل کرم کیس
کہ رہے ہیں لیکن میں نے اسے ایک کو بھی اپنے مقام پر جہان کھڑے تھے نہ دیکھا سب اپنے اپنے
مقام پر چلے گئے تھے نہ جابہ ہت پایا نہ چپ نہ زبرد نہ بالا یہ حال دیکھ کے جیت کے مایہ گوشت تھیں
نیز تھیں خیر ہوتیں کہ یہ سب دوسرے تھے جو پانی ہو گئے کہ نہ انکے پاؤں کا نشان ہو نہ کہیں جھگن میں گرد

انی محال رخ و کوپ اترتغال بدیش ازین گفتم بعض از حال او و لیک تقویق آمد و شد رخ تو بهرسم
 لگو نمیش کجا خواهد گریخت + چون از ابر فضل حق حکمت بر ریخت + صاحب گادش بدید و گفت این +
 ای اطلت کاه من گشته رہین + این چرخش بگو گا و مرا + ابله طرا بلفاف اندر آگفت من روزی از حق
 میخو اتم + قبله را از لایعی آرا اتم + سالها بود دست کار من دعا و تا که بفرست و گاوی را خدا + چون بدید
 گاو را بر خاتم + روزی من بگو کش میخو اتم + آن وعای کہ نہ نام شد متجاب + روزی من بگو کشتم نک
 جواب + او کشتم آدگر سیانش گرفت + پندش ز درویش ناگفت + المعنی فراتے ہین وہ حکایت
 عقیر کی جورات دن فرما و دندان کرتا تھا اور خدا سے روزی حلال انگلتا تھا اس طور کہ نہ کوئی رنج
 کسی شکل کا اٹھائون نہ ہ کر دن و گین اپنی جگہ سے نقل کر دن مجھکو یاد آگئی کہ سابق بعض حال اُسکا
 بمنے بیان بھی کیا لیکن اسی تقویق آگئی کہ رنج تو ہو گئی یفے نہایت ہی پوشیدہ پھر فراتے ہین کہ کمان
 پہاگ کے جانیگی ہین اُسکو ضرور کہو بھا کسواسے کہ ابر فضل حق سے یہ حکمت مجھپر پٹ چلی ہی پھر کیسے نہ کہون
 پنا سپہ فرما کہ جسکی گامے اُسے گھڑن گھیر کے رنج کر ڈالی تھی اُسے اس سے کہا کہ اترے ظلم میں میری جگہ
 پھنسی تو وہ شخص ہوتا تو نے میری گامے کیون مار ڈالی ای امرن چالاک انصاف تو کر اُسے کہا میں وہی
 خدا سے مانگا کرتا تھا اور قبلہ کو اپنی خوشامد و زاری سے آراستہ کرتا تھا جو کہ مقابلہ و شکے بپرو زاری
 مانگتے ہین لہذا میرا لہ کہتا ہو کہ میرے ریا عباد و بیانیان کیون قبلہ کی بھی آرایش ہو گئی جین ہو گین کہ دعا کے
 سیر کام ہو سو خدا سے قتالی سے ایکے گامے میر سے واسطے بھیجی ہین نے جو گامے کو دیکھا اُتھا
 اسلئے کہ وہ روزی میری تھی جو میں مانگا کرتا تھا جس وہی دعا مدت کی میری مقبول ہوئی وہ روزی
 میری تھی میں نے مار ڈالی اسلئے یہ جواب اسکا ہو جو تو پوچھتا ہو وہ شخص شکے غصہ میں بھر گیا اور گریان
 اسکا پکڑا اور چند گھوٹے اُسکے منہ پر پر پھر ہو سکے مارے شگفت شگفتن سے صبر کرنا اخللاف

شرح میں کہ جواب ہنوں کو تک بتا لکھا ہو

جانا و نو نون فی صم کاسا سنے داؤد علی نبینا و علیہ السلام

تو لے میکشد رخ تاب و او دہنی کہ کیا ای ظالم کیج غی + حجت بار و ربا کن ای دعا عقل و رتن آور
 باخویش کہ ایچہ میگئی دعا چہ بد مخند + بر سر ریش من و خویش ای لونہ + گفت من با حق دعا پا
 کردہ ام و اندرین لایسی خون خور و دام + من یقین داند و عاشد متجاب + سر زین ہر سنگ ای سنگ
 خطاب + گفت گرد آید پان ای سلین + اثر بنید و فشارین لعین + ای دغانا چند خائی ز اثر را
 حجت قاطع بگو چہ بود دعا ای سلمان + حال مرا + چون اذکان او کند بہر خدا + اگر چنین ہو دی ہمہ عالم بین

ایک عالم ایک برہمنی میں دیکھتے ہیں جو وہی گدا میں ضریر محنت گنتہ بند ہی دامیر و روز و شب اندر دعا و انار
تیار رہا کہ گویا کہ تو وہ مال ہی خدا ہے تو نہ ہی محسوس نہ ہی یقین مای کشاینہ تو بکشا یندا ین و کسب کو نہ
بجو لایہ دعا و جز لایہ فی تیا بند از عطا و قوم گفتند ین سلافت کو ست و ین فروشنده دعا با علم چو ست
این دعا کی باشد از اسباب ملک و کی کشت ین را شریعت خود بملک بیع بخشش یا وصیت یا عطا
یا زبشن ین شود ملک ترا مگر کہ ین و فقرست ین شرع تو گنا و را تو بازده یا جس و اعنی یہ شخص کہ حضرت
علاؤ دے کہ پاس کھینچے لیے جاتا تھا کہ آخر ظالم احمق دیوانے آنکے پاس چل یہ سر و سر و جنتین ناگوار چھڑا اور
ای دعا ہم ہوش میں چو اور آپ میں آئی کیا دعا دنا کر با ہو جس سے لوگوں کو آپ پر بھی ہنسوتا ہوا اور تحقیر
کہ ین نے خدا سے دعائیں کہیں ہیں اور اس خوشامد و زاری میں جبری محنتیں اٹھانی میں مجھ کو یقین یہی
میری دعا قبول ہوئی تو جا ہی منکر میرے خطاب کے اب اپنا سر تھیرے مار بھر آنے کہا ای مسلمانو خدا پر اپنا
آکے اس لعین کا تار و نشا را تو بنیان تو دیکھو کیا بک رہا ہو آخر دعا باز کب تک راز خانی کر گیا کوئی محبت
تیرے لایہ دعا کیا کر رہا ہو ای مسلمانو خدا کی واسطے یہ تو ہوا کی دعا میرے مال کو اسکی ملک کیسے کر سکی
آخر ایسا ہی ہوتا تو لوگ عام جہان کے ایک دعا کرتے اور اماک ہر کمین کی بیبی تے آندھے فقیر بہت
و عائن مانگتے ہیں یہ تو بڑے ہی محنت و اسیر ہو جاتے کہ دن رات دعا و ثنا میں رہتے او کیسی خوشا
و زاری سے کہتے ہیں کہ ایچھا اہلو مال دے تو ہی دینے والا ہو اگر تو نہ دے تو کون دے سکتا ہے ین
کچھ شک ہی نہیں تو ہی اس شکل کو آسان کر کہ تو ہی مشکلا کشا ہو جو آندھے ہیں اکھا کسب یعنی کائی کی
جگہ خوشامد دعا کی جو اسی سے وہ کھاتے کھاتے ین مگر لب نان سے زیادہ عطا سے نہیں پاتے لوگ
جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ مسلمان ہو یا ہل ہو ین فروشنده اور سراسر دعا اور ظلم ہو ہی اسی دعا اسباب
ملکیت سے کہ بہتی ہو اس بات کو شریعت اپنی لڑی میں کب پروگی یعنی قبول کرگی بیع ہو بہ ہو کہتے
ہو یا اور کوئی عطا اسی قسم سے وہ ملک تیری ہوگی یہ جو تو کہہ رہا ہو یہ شرع کو نہ دے ذکر کا ہو جس لازم
یہ ہر کیا تو گائے دیدے یا فنیہ کو جا قول اندر آدر جس در زندان او و در نہ گاوش را بدہ حجت کو
او بسوی آسان کنیر در و کا یخاوند کریم لطف خود سن دعا با کردہ ام زمین آرزو و واقعہ مارا کہ داند غیر تو
و دل میں آن دعا اندا حتی و صد امید اندر و لم افرامتی سن نیکو دم کرا فہ آن دعا ہو یوسف دیدہ ام
بس خواہما دید یوسف آفتاب و اختران و پیش او سجدہ کنان چون کافران و اعما و دش بود
بر خواب درست و در چہ دزدان جزا ترا می نہ جبت و زاعما و ابوہو دش بیچ نعم از علما ترا م شہد کم
انتقاد و داشت او بر خواب خویش کہ چو شمعے میفر و زیتن زایش چون در افگندند یوسف ایسا

بانگ آمد سمع اور ادا کہ کہ تو روزی شد شوی ای پہلوان دانا فی دین جبار روی شان و قائل این
 بانگ ناید در نظر نیک دل و شناخت قائل از اثر توفیق و رحمتی و مسدیدی و در میان جان و قناعت و شادمانی
 چاہ شد بروی بدان بانگ طویل بگلشن و بزخمی چو آتش بخلیل ہر چہ کہ بعد از آتش میرسد و او بدان قوت
 بشادی میکشد و چہ نکہ ذوق آن بانگ است و در دل ہر مومنی تا مشربست و تہا نہا شد در بلا شان
 اعتراض و فی زمر مومنی حق شان انقباض و اضمحنی و ہی لو کہ جو جمع ہو گئے تھے اس سے کہتے تھے
 یا تو اسکے قید و زندان میں جایا اسکی گالے دیدے زیادہ حجت مت کر وہ آسان کی طرف منہ کرتا تھا کہ
 ایچا و نہ کریم لطف خود میں نے جو دعائیں تیری جناب میں اس آرزو سے کہیں ہیں اس واقعہ کو میرے
 سوا سے تیرے اور کوئی نہیں جانتا تیرے دل میں یہ دعا تو نے ہی ڈالی اور سیکڑوں امیدیں پیدا کیں
 میں نے یہ دعا کچھ پہودہ نہیں کی یوسف کی طرح میں نے بہت خوابیں دیکھی ہیں جیسا کہ قرآن میں ہر رات
 رات احد عشر کو کہا و افسوس القہر راہ تم کی ساجدین بیشک میں نے دیکھا گیارہ ستاروں اور چاند سورج کو
 کہ ٹھکو سجدہ کرتے ہیں جیسا کہ یوسف نے دیکھا کہ آفتاب و ستارے ٹھکو سجدہ کرتے ہیں جیسے کاف
 انکو سجدہ کرتے ہیں انکو بھر و سا اپنے خواب پر تھا اور خوب تھا و درست ہے کہتے تھے کہ چاہ میں بھائیوں
 ڈالا جب اور زندان میں نہ لیجانی بھیجا جب وہ اٹکی جستجو میں ہے اور اٹیکے بھروسے پر انکو کسی
 بات کا غم نہ تھا نہ غلام چوئے کا نہ کسی کی ملامت کا ہے کوئی کسی کے انکو اپنے خواب پر
 اعتقاد تھا کہ قبل از وقوع اسکے شوق میں شمع کے مثل روشن ہو رہے تھے جب یوسف کو بھائیوں نے
 کنوئین میں ڈالا تو انکے سمع باطن میں خدا کی طرف سے ندا آئی کہ تو ایک دن ای پہلوان بادشاہ ہوگا
 اور یہ ظلم انکے انکے سامنے انکو بتایا گیا کہ جہاں فی القرآن و او ضینا الیہ نبیہم بامر ہم ہذا ہم لایسخر و نہی
 کی ہمنے طرف یوسف کے ضرور ضرور خبردار کر گیا تو انکو اس کام سے جو کر رہے ہیں اور وہ نہیں جانتے
 کہ تو یوسف پر اب مقولے مولانا مرح کے ہیں کہ یہ بانگ جو خدا کی طرف سے آتی ہے اسکا کوئی قائل و
 بانگ کنندہ نظر نہیں آتا مگر نیک دل انکو پہچانتا ہو یعنی قائل کو اثر بانگ سے کہ اس نیک دل کو ہر نیک
 سے ایک قوت و راحت اور بھر و سا اسکی جان میں پیدا ہوا ہے ایسے ہی جب بانگ طویل یوسف کو
 پہونچا تو چاہ اپنے ایک گلشن اور ایک ہزم ہو گیا جیسے آتش خلیل پر کارار ہو گئی پھر بعد میں لینے اس بانگ
 کے جو ہر بانگ کو پہونچتی تھی وہ اُسی کی قوت سے بخوشی اسکو اٹھاتے تھے جیسے است کی آواز کا مزہ شکر
 ہر مومن کے دل میں رہیگا اور جو آوریہ مزہ بانگ کا اسواسطے چکھایا جاتا ہے کسی بلا سے انکو و آخر میں
 اور کسی امر مومنی حق میں دل گرفتگی و انقباض منوالخلاف شہج میں نہائی کو بالی لکھا ہو قولہ

نہ دیکھے وہ اس دنیا میں آگے بندہ صاحب بہت واراوت نہوا است کو شب بلحاظ پوشیدگی اور خواب یا اعتبار گزشتگی کے کہا ہو اور اگر کوئی ہو بھی تو ترو کے ساتھ اور عدد کہ اگر بالفرض ہم بھر کر کے تو سال بھر شکایت کرے راہ دین میں کبھی قدم بڑھاتا ہو کبھی بٹاتا ہو بڑے ترو کے ساتھ اور بے چین اس کا یہ حال ہونے خواب است کی نہیں دیکھی آئندہ تمہارا فرمایا کہ اب زیادہ شرح اسکی بھر کرینگے اتو منی طلب تو ہو گا اس معاملہ میں اپنا قرضدار سمجھ لے اور اپنے پاس گروہان لے اور اگر مجھکو جلدی ہو تو اہم شرح سے سن لے اور یہ بھی ہو کہ اس بابت کی ایسی کچھ شرح سخت و گراں بھی نہیں اہم اتو اپنے گدھے کو گامے کے مدعی کی طرف ہانک اور حوالہ اہم شرح کا اسوجہ سے ہو کہ فرمایا رب لغت نے اہم شرح لک صدرک و وضعنا عنک و زرک کیا نہیں کھولا ہمنے تیرے واسطے سینہ تیرا اور لک کیا ہے تجھ سے بوجہ تیری بشرت کا بنے کشود سینہ کی بشرت سے الگ ہوئے میں ہو الذہن وہ دعا جو آسان کی طرف منہ کیے کہ رہا تھا منجملہ انھیں مقولوں کے یہ بھی ہو کہ کہا ایذا اس جرم کے سبب مجھکو مدعی نے اندھا کہا ہو یہ قیاس اسکا ابلیس کا سا ہو کہ آپکا اچھا جانا میں اندھا کہی طرح دعا کہ کرتا رہا ہوں سوا خالق کے میں نے بھیک کس سے مانگی ہو اندھا تو مخلوق سے بقتضاے جہالت امید رکھتا ہو میں خاص تجھ سے امیدوار رہا ہوں کہ تجھی سے ہر دشوار سہل ہوتا ہو ایک اندھے نے کہ خود اندھا تھا مجھکو اندھوں سے شاکر کیا لیکن اپنے اندھے میں سے میری جان کی نسیا زو خلاص ہو نہ دیکھا مجھکو تو عشق کی کوری کی کوری ہو میسا اوصن کہا ہو جبک المشی یعنی ویم محبوب رکھتا ہے کسی شو کو اندھا بہر اگر دیتا ہو میں تو اندھا غیر خدا سے ہوں نہ خدا سے بلکہ خدا سے خوب مینا بس اونیکی میں مقتضا عشق کا ہو اب تو کہ بنا ہو مجھکو اندھوں میں مت رکھو اسی دہل نہ کر یہ جو دائرہ دنیا کا ہو جسکا ملاذ نقطہ تو ہو اس نقطہ پر میں گھومنے والا ہوں مینے تیری ہی ذات کے گرد رہتا ہوں اور تصدق ہوتا ہوں بس جیسے تو نے یوسف صدیق کو خواب دکھائے کہ امیر انکو تکیہ ہو گیا تھا خاص مجھکو بھی تیرے لطف نے خواب دکھائے جس و عابجی میری بازی اور کھیل نہ تھی تو میرے بھید کو جانتا ہو مخلوق نہیں جانتی جو میرے اسرار میں یہ میری باتوں کو راز و بیودہ جانتے ہیں الخرافت شرح میں خوابی نزدیک کو خوابی خربسوی کو جزو اند کو خوام بازی ہو کو مود قول حق نہا است و کہ و اندر از نینب بغیر عام سر و ستار عیب فہم گفتش رہ من کن حق بگو رہوچ سو می آسان کردی نمود شیدی آری غلطی گانی لا عشق و لاف قربت میرنی با کلامی روی چون دل مردہ روی سو می آسان نہ کردہ غافلے در بشر افتادہ ازین و آن مسلمان می ہند رہو بر زمین ہمای خدا این بندہ را کو کن گر ہم من سر من پویا کن

تو ہمیدانی و شبہا می درازد کہ میخوانم ترا با صد نیاز و پیش خلق این را اگر تو قدر زیت پیش تو چون چراغ
روشنیت مگاہی خواہند از من بچہ داد + چون فرستادی نکردم من خطا یعنی جوابات کہ حق ہو وہ بھی
ہوئی ہو پھر سوائے علام السورہ تارعیب کے اُس بھی بات کو کون جانے یہ وہ دعا گو کہ ہاتھ کا سینہ می
نے اس سے کہا اماند ہے آسان کی طرف کیا دیکھ رہا ہو میری طرف منہ کر کیسا مکر تارہا ہو اور کیسا غلطی
ڈال رہا ہو کہ عشق و قرب الہی جتا ہو ولی تیرا مردہ ہو پھر ہی صورت ہو چو منہ آسان کی طرف کرتا ہو غرض
شہرین ایک شور مچ گیا کہ وہ سلا بن منہ زمین پر رکھ رکھ کے کستا ہو کہ چیخا تو جھک کر سواست کر میں اگر یہ
ہر چون مگر جید میرا چھپا میں نے صیبا جھکو مجھ کو ناز کے ساتھ لبنی لبنی را توں میں یاد کیا ہو یا تو جانتا ہو
یا وہ راتیں جانتی ہیں اگر محافق کے سامنے اسکی قدر نہیں ہو کہ نہیں جانتے تیرے سامنے تو چراغ
روشن کے مثل ہو احو بار خدا یا یہ لوگ مجھ سے گلے مانگتے ہیں میں کہاں سے دوں اگر ایسا ہی تھا
تو تو نے میرے گھر کیوں بھیجی پھر اس میں میری خطا کیا ہو

سننا حضرت داؤد کا بات متنی صیغہ کی بظاہر

عقل چونکہ داؤد نبی آمد بر دین گفت ہین چو دست این احوال یون مدعی گفت ای ہبی اند داؤد کا
من در خانہ او اوقات و کشت گاوم را پیش کش کہ چراغ گاوم کشت اویان کن ماجرا گفت داؤد کش
اگو اسی بوالکرم چون تلف کردی تو ملک محترم ہین پرانگندہ گو حجت بیا رہتا بیکسو گرد این دعوی و کار
گفت اسی داؤد بودم ہفت سال در روز و شب اندر دعا و اندر سوال ہین ہی حتم زبوان کا خی خدرا
روزی خواہم حلال دہی عنایہ و وزن بڑا کہ من واقف اند کہ دوکان این ماجرا و اصف اند تو پس
از ہر کہ خواہی این خبر تا بگویدی شگجہ بی ضرر ہم ہویدا پرس ہم نہان ز خلق کہ چہ میگفت این گدا می
زناہ و لوق بعد ازین جلد دعا و این فغان گدا و اندر خانہ دیدم ناگہان ہستم من تاریک شدنی بہر وقت
شادی آن کہ قبول آمد منوت ہستم آزارا ہم در شکر آن کہ دعا می شنیدان غیبدان یعنی جب
حضرت داؤد نبی باہر نکلے انکو دیکھ کر کہا ہین یہ کیا حال ہو اور کیسا ماجرا مدعی نے فریاد کر کے کہا اے
نبی اند میری گالے اسکے گھر میں چلی گئی اسنے اسکو مار ڈالا اب اس پوچھیے کیوں مار ڈالا اور وہ میری
گالے مار ڈالنے کی بیان کرے حضرت داؤد نے اس سے کہا کہ بتا اے بوالکرم تو نے اسکی ملک
محترم کو کیوں تلف کیا اور نہ در پیہودہ مت یک حجت معقول پیش کرتا یہ دعوی اور لحاظ فیصل ہو کہا
داؤد سات برس ہوئے کہ بت دن یہ دعا و سوالی خدا سے کرتا رہا ہوں اور زبوان پاک سے یہی مراد
تو عنوڈ تھا کہ ای خدا در حق حلال بے عنایہ و سب مرد و زن میرے نالہ پر واقف ہین اور سب کے

اسکو بیان و وصفت کر کے دالے تم جس سے چاہو اس خبر کو پوچھو جسے سمجھتے ہو۔ دن کی کسی قسم کی بات نہ کہتے تھے۔
 کے کہنے سے تھا راجی چاہے ظاہر پوچھو جی پاس ہے پوشیدہ پوچھو ساری باتوں سے کہ یہ فقیر پانی کی گڑھی
 والا لکھیا کہا کرتا تھا بس بعد ان جلد و عافان کے ناگمان اپنے گھر میں تین نے ایک گھر سے پانی پیرنی
 آکھین اندھی ہو گئیں گرفت کے واسطے نہیں بلکہ اس خوشی سے کہ عمارت قبول ہوئی میں نے اسکو
 مار ڈالا اس نیت سے کہ اسکو اپنی دعا کے شکرانہ قبول ہوئی ہو

احکم کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا گائے مارنے والے پر

قولہ گفت داؤد این بہنما رہنمود حجت شرعی دین دعویٰ بگو + تو را واداری کہ من بی حجتہ بنم از شرع باطل
 مستثنیٰ این کہ بنحیث ضروری واداری در یج را چون بیستانی حارثی کہ سب اچون در اعمت دان عورتی و کجای
 و ظل بود آن تو را پانچ کاری ہروی آن کہ تبت و روزن این پیدا ہو تو شد درست + روزہ مال مسلمان کے گنو
 رو جو دوام و در باطل مجبہ گفت ای شہ تو ہمیں سگویم کہ ہیکوینہ اصحاب تم لہجہ راجع بفتح افزونی مزدعات
 و محال زراعت حضرت داؤد نے اسکا عذر منکے کہا کہ یہ دعا و عافان کا بیان اسکو دل سے دھو والی و
 اس دعویٰ میں حجت شرعی بیان کرتا اس بات کو رو اکتھا ہو کہ میں بدون کسی حجت کے شرع میں کوئی راہ
 باطل پیدا کروں یہ گائے کسی نے تجھ کو بخشی تھی یا تو نے فریختی تھی یا تیری وراثت کی تھی تو جو محصول کھیت کا
 لیتا ہو کیا تو اسکا شکار ہوئی یا یہی حال کہ کپ کا ہوا ہو کہ جب تک نہ ہو گیا محصول اسکا نہ پا گیا جو
 ہو گیا اور کاٹ گیا وہی تیری ملک ہو نہیں تو یہ ظلم پھر ٹھیک ہو گیا جا مال مسلمان کا دیدے ٹیر ہی باتیں
 مت کر اگر پاس خمین ہو کسی سے قرض لے اور اسکو دے یہ وہ باتیں مت بتائے کہ اسکا اموال شاہ
 تم بھی ایسی ہی کہنے لگے جو یہ اصحاب تم جھگو کہ رہے ہیں

اداری کرنا اس شخص کا فیصلہ داؤد سے خدا کے سامنے

قولہ پس دل آہی بر آورد و گفت + اسی خدا ہی ہر کجا طاقی و جفت + سجدہ کرو و گفت ای دانای سوز
 در دل داؤد داغنازان فروزہ و عرش نہ انچہ تواند رد و لم + اندر انگندی برازای مفضل + این گفت و گریہ و شہ
 ہائے ہائے و تا دل داؤد بیرون شدہ باہی گفت ہمیں اموز ای خواہان گا و ہستہ و دایہ عاوی را مکتاف
 تا روم من سوی غلوت در نماز پرسم این احوال از دانای راز + خوی دارم و نمازنان التفات معنی قہ
 معنی فی الصلوٰۃ و در وزن جانم کشا و ست از صفا + میر سید بیواسطہ نامہ خدا تادم و باران نور از و زخم +
 می خند و رخ نامہ و معدنم + و وزخت آن خانہ کان بی روزنت + اسلم من ای جلدہ و وزن کردنت +
 بیشہ در ہر بیشہ کم زن پیا بیشہ نین و رکندن وزن ہا میانیا فی کہ نور آفتاب + عکس جزو شہد برونت از حجاب

تو ان دانی کہ حیوان دیدیم پس چہ کرتا بود بر آدم من چون خورشیدم درون نور غرق من عالم غویش کرد
 از نور فرق و از غم سوس نماز و آن خلا بہ تعلیم است رہ مطلق را کہ نہ نمار است گردان جہان در حرب
 خد عاین بودای سلکوان نیست و ستوری و گردہ رستم گرد و ازوری را از انجمن ہمچنین و او میگفت این شق
 خست کشتن عقل خفاں مقرر پس گریانش کشید از پس کی کہ علامہ در یکی دانش من شکلی بمعنی پس آس
 و خاکو نے دل سے ایک آہ کر کے کہا کہ ایذا تو ہر جگہ طاق و ہفت ہو یعنی سب سے علو بھی اور سب سے
 ساتھ بھی اور سجدہ کر کے کہا ایسا دانا سے سوز و دل و او کے دل میں وہ چمک ڈال جاوے صاحب فضل
 تو نے پوشیدہ میرے دل میں ڈالی تھی یہ کہا اور گریہ شروع کیا اور بے ہوشی سے لگا یہاں تک کہ
 و او کے دل نے بھی اپنا کھانا چھوڑ دیا اور بے اختیار ہو گیا اور مدعی سے جو گالے اپنی چاہتا تھا کہا
 آج مجھکو مصلحت دے اور ان دعویوں کو مت کر یہ تے تا میں نماز کیواسطے اپنی خلوت گاہ میں جاؤں
 اور اس حال کو دانا سے راز سے پوچھوں میری نماز میں توجہ الی اللہ سے ایسی عادت پری ہوئی ہو
 جیسا کہ پیش میں جہلت قرۃ عینی فی الصلوۃ قرار دینے پائیگی اور شہرانی ہوئی ہو قرار دینے کی سیر کی گئی
 کی نماز میں مسبب محنوں کے و نیز شاہدہ کے سیری جان کا ایک روزن نہایت صفا کے ساتھ کھلا ہوا
 کہ اس سے بڑا سطل نامہ خدا کا مجھکو پہنچتا ہوتا نامہ اور باران نور و دونوں اس روزن سے میرے گھر میں
 پڑتے ہیں نامہ سے مراد حکم اور وہ نور بھی میرے ہی سعدن کا ہو کہ اصل کھانا میرا وہی ہو اور روزن اس
 سبب سے ہو کہ جس گھر میں روزن ہو وہ روزن ہو اور یہی روزن کہنا اور بندہ چلن کی ہر شے لیے بن کا شتا
 درختوں کے پائوں پر مارتا پھرتا ہو یہ مت کر فیہ دار اس روزن کھودنے میں جہاں تک ہو سکے تیشہ چلا
 یا تو یہ نہیں جانتا کہ نور اس قباب کا عکس اس خورشید ظاہر کا ہو کہ حجاب سے اس پر تیار ہو خورشید ظاہر عبارت
 اسی آفتاب سے اور آفتاب الی نور الی سے کہ دونوں جہانیں ظاہر ہو ہوا ہو تو نور ہو کھو جاتا ہو جسکو حیوان نے بھی
 دیکھ لیا ہو تو نے بھی دیکھ لیا پھر جب یہ حال ہو تو آدم پر مجھکو بزرگی کیا ہوگی جب حیوان سے بنائی میں باہر
 ہو تین مثل خورشید کے نور میں ڈوبا ہوا ہوں اور نور سے ایسا وصل آپ میں اور نور میں فرق نہیں کر جاتا
 اب اس حالت میں جو نماز و خلوت گاہ کو جاتا ہوں یہ مخلوق کو تعلیم ایک راہ کی ہو صرف اس واسطے خلوت و نماز
 ہو ورنہ مجھکو کیا حاجت ہو میں جس منزل و مقام پر ہوں وہاں یہ نماز و خلوت سب کچھ و زشت ہیں لیکن میں
 اس کچھ کو قائم کرتا ہوں تا جہاں سیدھا اور رہت ہو جائے جس کی پہلوان وہ جو حدیث ہو الحرب خدع
 لڑائی و حوک کا ہر وہی بات جو ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ امر کچھ ہو لیکن جہاں تو بغیر اسکے سیدھا نہیں ہوتا
 کیا کہ ان اجازت نہیں ہو ورنہ ویکھے کیسے راز بکھیرتا اور کیسی و حول دریا سے راز کی آٹا تالیاں ڈال

فقیر سوم
 ۸۷
 ہوتاں معرفت شیعہ شیعہ ہر دوی ہم
 ہی قسم کی باتیں کہہ رہے تھے کہ مخلوق کی عقل نے چاہا کہ حقیق ہو جاؤں اپنے لوگ سچو دہوش ہو گئے
 قریب ہو گئے جو پیچھے سے کسی نے گریبان دکھا کھینچا اور کہا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا سب سچ ہو چھکوان
 سب باتوں سے ایک بات میں بھی شک نہیں ہے

جاتا داؤد کا خلوت میں اور ان اسرار کو یاد کرنا

قولہ یا خود آمد گفت را کہ تادہ کرد لب بدست و عنم خلوت گاہ کرد و در فرو بست و برفت آنکہ شتاب
 سوی محراب و دعای سباج و حق نمودش اپنے نموش تمام بگشت و اوقف بر سزا و انتقام و ویدا حوالہ
 کہ کس واقف ہو و راز پہنائی کہ بیڑی فرو و روز دیگر جلدی خلقان آمد ہمہ پیش او و ہمہ صفت نو و ہمہ پچنین
 این ماجرا ہا با زرفت و زود و دان مدعی تشیع ز رفت و زود کاوم را بدہامی تابکارہ از خدا ہی پوشش شری
 بداد پچنین ظلم صریح ناسزا و میر و و عہد پیو بلا گاو کشتہ خوردہ بی ترسی و بیم در جواب ازودہ تزویران
 فیس کہ چہ چندین سال ہوم و در دعا بدن طلب کردم ز حق و او او مرا اسی رسول حق چہین باشد روا
 ملک من بگا و چون داوش خدا یعنی حضرت داؤد اس گریبان گیرنے سے حالت بیخودی و وحید سے
 آپ میں آئے اور باتیں کہ کین لب بند کر لیے اور خلوت گاہ کا قصد کیا دروازہ بند کر لیا اور جلدی سے
 طرف محراب و دعای سباج کے گئے حق تعالیٰ نے پورا پورا کچھ انکو دکھایا وہ دکھایا بس یہ اس معاملہ کا
 کے سزا و انتقام پر اوقف ہو گئے اور وہ احوال دیکھے جن سے کوئی واقف نہ تھا اور ایسا راز پہنائی کہ جس سے
 یہ حیران ہوئے تو سرادہ ہوا مخلوق حاضر ہوئے اور داؤد کے سامنے صفت مار کے بیٹھے پھر ویسے ہی
 اس ماجرے کا ذکر شروع کیا اور مدعی نے بڑی موٹی قشع کے ساتھ کہا کہ اتنا بکار جلدی میری گاے
 دیدے اور اپنے خدا سے شرما ایسے ظلم صریح نالافتخا و فسوس کہ پیغمبر کے وقت میں ہوں کہ گاہے
 میری مار کے دکھایا نہ کسی کا خوف نہ کسی کا ڈر اور کہا تو جواب میں کہ وہ فریب اس لیم نے لائے کہ میں تو
 کتنے برسوں سے دعا میں خدا سے مانگتا تھا اُسے مجھ کو دی جھلا اعر رسول حق یہ بات روا ہوگی
 کہ گاہے تو میری ملک تھی خدا نے ہکو کیسے ویسے ہی اختلاف شرح میں گاہے گشت کو کشتہ بکان عربی لکھا
 حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا گاہے والے کو کہ تو خیال گاہے کا چھوڑوے اور تشیع
 کرنا اسکا حضرت داؤد کو

قولہ گفت داؤدش خوش کن رہو بل و این سلمان را زکاوت کن بکل و چون خدا پوشیدہ بتوایحوان و نموش
 کن حق بتاری بدن و گفت داؤد پلا چہ حکمت این چہ دادہ از پی من شرع تو خواہی نہادہ زلفت است
 آوازہ عدلت چنان کہ معطر شد زمین و آسمان و برگان کو این اتم زلفت و زمین تعدی ملک کہ شہادت

مرد و بیگاہ کو دیکھا پھر ہوا فسوس تپ سے گدھے اور خاشاک راہ سے کہ تو نہ سمجھا کام سے صدر
 و بیگاہ کو دیکھنا کہ کام کے بننے بگڑنے سے دربار حاکم تحقیق کے حکم کو جانے رہے کہ وہاں سے
 جاری ہوا جاتی رہے بالی بچے اور تیری جو رو سب کے بندے ہوئے زیادہ مت بک پھر تو دونوں
 ہاتھوں سے اپنے سینہ کو پتھر سے کوٹنا تھا اور جہالت سے کبھی آسمان پر جاتا کبھی زمین پر آتا
 اور مخلوق بھی اس حال کو دیکھ کر ملامت کرنے لگی اس لیے کہ حضرت داؤد کے بھید سے غافل
 تھی مولانا فرماتے ہیں کہ ظالم مظلوم سے اس شخص کو کیسے معلوم ہو جو خود بیکاری و سخرہ حرص
 ہوا کا مثل تنگ کے بنا ہوا ہو وہ کیا جانے ظالم کون ہو مظلوم کون ہو ہاں وہ شخص ظالم کا پتہ
 مظلوم سے لگا سکتا ہو جسے اپنے نفس ظالم کا سر کاٹ ڈالا ہو تمہیں تو یہ ظالم جو نفس ہر تیرے دونوں
 ہن و شمن پر مظلوم ہی کا ہوتا ہو اپنی دیوانگی و غضب سے یہ نفس ہر سگ طارہ جو لینے حار کو چھینے
 والا کہ ہمیشہ حملہ مسکین ہی پر کرتا ہو اور جہالت کا ہو سکتا ہو مسکین کو کاٹتا ہو یہ تو شرم شیریں کو ہو
 دکتوں کو تو خوب جان لے شیرہا یہ کاشکار نہیں چھینتا ہو ایسے ہی یہ گاسے والا کتے کی طرح
 ہر کہیں دیکھا پڑا ہوتا ہو اور حملہ کے لیے چھینتا ہو یہ بھی سگ کی طرح داؤد کی طرح چھپتا اس لیے کہ عام آدمی
 مظلوم کو مار مار کے بڑا ظالم ہوتا ہو چھڑا اس فریق کے لوگوں سے سبے داؤد کی طرح تنگ کر کے کہا
 کہ ای نبی برگزیدہ تم ہمہ نہایت تحقیق ہو تھے ایسی بات نہیں ہونا چاہیے یہ تو ظلم فاش ہو کہ تنہا ایک
 ٹیک نام کو ایک مردہ تن کے سبب تھکایا کہ وہ ایک شہزادی کی شرافت کا ٹھکانہ تھا

اراکوہ کرنا حضرت داؤد کا تا خلق پر بھید شکار کرین

قولہ گفت ای یاران زمان آن رسیدہ کان سر مکرم او گرد و پدیدہ جملہ بخیر تیا بیرون ویم تا ازا
 سر نہان واقف شویم در فلان صحرا درختی بہت ثمرت و شاخایش انہد و بسیار بخت سخت راسخ
 نیمہ گاہ میخ او بودی خون می آیدم از پنج اوہ خون شہرستان در تن آن خوش درخت و خواجہ بہشت
 این منحوس سخت سال او پر بہشت این قلعہ بان وین غلام دوستای از او کان و این جوان
 مر خواجہ را باد سپر طفل جو و راوند از دین خبر تا کنون حکم خدا پر شد آن آخراں شکاری نین قلعہ بان
 کہ عیال خواجہ از دوزی ندیدہ فی بہ نوز و نہ موسما ی عیدہ پیشوا یا از ایک تھنہ سخت و یاد او
 او نہ مقما ی سخت و تا کنون از ہر یک گاہ و آن لعین و عزیز فرزند او را بہ زمین و او بخود بہشت
 پرورہ از گناہ و در نہ می پوشیدہ ہش را کہ کافر و غاسق درین دوہ گزندہ پرورہ خود را بخود پر میدہ
 ظلم مستورست در ہر جان و می نہ ظالم پیش مردان و کہ پسندیم کہ دارم شاخا و گا و دوزخ را بہ جہنم از ملا

انجمنی حضرت و آؤد کے کہا کہ ایسا رواج وہ وقت آگیا کہ یہ مجید چھپا ہوا ظاہر ہو جائے حسب کھو
 تو باہر چلین اور اس راز نہان سے واقف ہوں قلالتے جنگل میں ایک بڑا موٹا درخت ہو شاخیں انہو
 اور بہت ایک دوسری پریشی ہوئیں نہایت مضبوط فیہ گاہ کہ اس کے نیچے خیمہ کھڑا کر لے اور کئی چھین
 گاڑ لے گاڑا کی جڑ سے جھکونچوں کی کٹی ہو اس درخت خوش کے تن میں بچ سے خون ہو گیا ہو کہ اس
 منوس سخت لے جان اپنے خواجہ کو مارا اور مال اسکا سب اس ویش نے لیا چو اور یہ اسکا غلام ع
 اور آزاد لوگو یہ کیفیت اسکی اور آؤد سنیہ جوان جو یہ خاص اس خواجہ کا لڑکا ہو یہ اسوقت میں سچہ تھا
 اسکو اس بات سے کچھ خبر نہیں ہو اب تک خدا کے حکم نے اسکو چھپایا آخر اس ویش کی ناشکری سے
 کہ عیال خواجہ کی روزی کبھی نہ کھی کہ اپنے مال سے انکو دے کہ آخر یہ مال انھیں کا ہی بیاتک کہ
 کبھی نوروز عید کو بھی نہ آیا جو اسکے پیشوا تھے انکو ایک لقمہ میں گل گیا اور حقوق سابق سے کوئی یاد
 نہ لایا چنانچہ ایک یہ لعین ایک گائے کی واسطے یہ کر لہو کہ اس کے بیٹے کو زمین پر شک و دل بزدل
 کروں اسنے پردہ اپنے لٹا ہ سے آپ اٹھایا نہیں تو اس کے جرم کو اللہ تعالیٰ چھپا ہی رہا تھا
 کا و فاسق اس دور گزند میں اپنا پردہ خود آپ پھاڑ بے ہن ظلم ایک شہر مستور ہو جیسے جان میں
 اور اسرار رکھے ہن یہ بھی ہو مگر ظلم اسکو لوگوں کے سامنے رکھ دیا ہو کہ دیکھو جھکو کہ میں ایسے
 سینکے کھتا ہوں اور کھتا ہوں بلکہ ظاہر و بر ملا و نوح کا بل

گو اہی ویا دست و پاکا و زبان کا ظلم پرو نیا میں بھی

تھو کہ پس جین ہا دست و پات در گزند و بضریر تو گو اہی سید ہند چون موکل مشو و بر تو منیر کہ گویو
 اعتقاوت و اگیو خاصہ در ہنگام شتم و گفتگو و می کند ظاہر سرت را موبو چون موکل مشو و ظلم و جفا
 کہ موبو اکن مرا ای دست و پا چون بریگیر دگو و سرگام و خاصہ وقت جوش شتم و انتقام پس جان کس
 کہ موکل می کند تا لوای را ز بر صحرا ز نند پس موکلہای دیگر روز مشر ہم تو آمد آفرید از بہر شرا ای بدو
 آمد و ظلم و کین کہ ہر ت پید است حاجت نیست این و نیست حاجت شہر گشتن و در گزند و بضریر
 آتشیت و آفتند و نفس تو ہر دم بر آرو صہ شرا کہ بہ بینید مہم صاحب نارد جز و نام سوی کل غ
 روم من و نام کہ سوی حضرت شوم و ہمنان کا میں ظلم حق ناشناس و بہر گادی کرد چندین البکا
 واد و صد گاد و برد و صد شہر و نفس نیست ای پرداد و ی بر و تیر روزی با خدا زاری نکر و یار بے
 نام و روزی بر و کای خدا خصم را خشنو و کن و گرنش کرد و نامان تو سو کن و کرد خطا شتم ویت
 و با قست و عاقبت جان ز بردی در دست و سنگ میگرد و با شفقار و اور این بود و انصاف و فضل میان شہ

المعنی بتائید صدر فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تو اعضا گواہی دینگے یہ تو ثابت دیکھیں ہی ہو گیا حال
اللہ عزوجل شہد علیہم سمیع و البصیر ہم باکالوایعینون وقالوا جلدوہم لما شہدتم قالوا انطقوا انشا اللہ
انطق کل شیئ گواہی دینگے اوپر انکے کان اور انکھیں اور جلد ہن جو کچھ وہ کرتے ہیں اسپر اور اپنی جلد
سے کہیں گے کہ تم نے ہم پر کیسے گواہی دی وہ کہیں گے کہ ہکو اللہ نے گویا کر دیا ایسا اللہ کہنے ہر چیز کو دیا کیا یہ تو
جب ہو گا جب ہو گا تیرے تو ہاتھ پاؤں حالت گزند میں آتے درخت میں چوٹھے ظہور میں آتا ہو تیرے دل سے
یہیں گواہی دے رہے ہیں شہر بعد میں بتی تیرے مرضی کہ ضمیر اور دماغ شخص کو علامہ علیہ رحمۃ فرما کیا ہو فرمایا کہ
جب دل تیرا تجھ کوکل مسلط ہو تو کہتا ہو کہ تو اپنے اعتقاد کو حیرے دل نے جار کھا ہر کھارو کے مت
خاصہ وقت ختم و گفتگو کے تو مجھ تیرے راز و پوشیدہ امور کو ظاہر کر دیتا ہو اور جب ظلم و جفا تجھ کوکل ملتا ہو
تو ہاتھ اور پاؤں سے کہتا ہو کہ تم مجھ کو ظاہر کر دو اور جب سزا گواہ لگام اپنی پکڑتا ہو تو وہ خاصہ صفت
کہ جس وقت میں ہوش ختم و انتقام کا ہوتا ہو میں ہوش ختم کہ انکو موکل کرتا ہو اسکا مطلب یہی ہو کہ تیرے بھیک کا جھنڈا مٹاتا
کھا کر مینی خوبیاں شہادت کے ساتھ یہی ہوش ختم و دوسرے موکل مشر و نشر کے دن اس مشر و
مشر کے واسطے پیدا کر سکتا ہو کہ یہ دل و سر اور ہاتھ پاؤں خاک ہو جائیں اسو فلان تو وہ ہو کہ دولوں
ہاتھ سے ظلم و کین میں پلا ہو اکیا یہ بات تیرے دل و گوہر سے ظاہر ہو کچھ حاجت اسکی نہیں ہو کہ نور
ظاہر ہو نہ اسکی حاجت کہ تو گزند و درخت میں شہر ہو قضا و قدر تیرے دل آتشین کو غوب جانتے ہیں نفس
تیرا ہر دم بیکڑوں چنگاریاں اور شعلے بھالتا ہو اور کہتا ہو کہ مجھ کو دیکھو کہ میں اصحاب نابھوں میں جزو ناگ
ہوں اپنے کل کی طرف جاتا ہوں میں نور میں ہوں جو طرف حضرت حق کے جاؤں ایسے ہی اس ظالم
حق ناشناس نے ایک گائے کی واسطے کہنے اور کیسے کر بھیلار کھے ہیں اور خود اس سے سو گائے اور
دوسوا دھن لیکیا بولیں ہر نفس یہ ہو تو اس سے الگ ہو جائے کہی خدا کے ساتھ زاری نہ کی کسی
دن درو کے ساتھ آہ کی نہ کہ اسکا میرے دشمن کو فروش کر جو میں نے اسکا نقصان کیا ہو تو فائدہ کہ
اگر میں نے خطا سے مار ڈالا تو اسکی دیت اپنے خون بہا عاقل پر ہو اور عاقل میری جان کا کون تھا تو ہی
روہیت سے ہر چہرہ ستغفار سے کہ ہو جاتا ہو یعنی کیسا ہی دل سخت ہو سنگ بے نور ہو مگر ستغفار سے
وہ ہو جاتا ہو اسنے ستغفار بھی نہ کی جیسا کہ فرمایا اولئک یدل اللہ علیہم سبلت یعنی ستغفار تو جو

سیات منات ہو جاتے ہیں

جانا مخلوق کا اس درخت کی طرف

قولہ چون ہوں رفتند سوی آن درخت گفت و تش از پس بندہ بخت تا گناہ و جرم ادب را کہم

تا تو ای عدل چھو انکم گفت ای سگ جبر این را کشتی تو غلامی خواجہ زین رو گشتی خواجہ رکشتی و بروی
مال اوہ کردی و ان آفتکارا حال او مکان رفت اورا کینرک بودہ است و باہمین خواجہ ہما بنودہ است
ہر صبح او را نچیدہ مادہ یا کہ نہ بلک وارزش باشد آہنا سرسہر تو غلامی کب و کارت بلک ورت شرع
جستی شرع بتان رو گوشت و خواجہ رکشتی باہتم دار زار ہم مینا خواجہ گویان دینارہ کار دراز شتاب
کردی ویر خاک و از خیالے کہ بدیدی سہناک بلک سرش باکارہ و در زیر زمین و باز کا وید این زمین ا
ہچنین نام این سگ ہم نوشتہ کار و برد کردہ با خواجہ چہین مکروہ و ہر چہین کردہ چون بیشکا قندہ
در زمین آن کار و با سہر فکندہ و ہر و خلق باقتاد آتزان و ہر کی نہا میرزا از میان و دانگی سکو
درخت آور و بروہ گفت زمین حالت و میدانی گیدہ و زمان از شاخ و برگ آن و رفت آمد از صغ
عبارت و از سخت ہکامی رسول حق بگفتی تو رست و صغیخ المہین گفت گواست خواجہ ان
برینا چون کشت و از فولادک و شہنا بودش بہت جہل از او گوشتہ و در خواہ و زانکہ در نطن گشتہ بود
و شاہ و المعنی فولاد و بود و معزوف پولاد و کات و پیچ شہر سے باہر اس و بہت کیطون گئے
حضرت داؤد نے کہا کہ اسکی شکین باندہ ہوتا ہے درگناہ و ہم کیا ہو ظاہر کردین اور جبکہ اعدا کا
صو امین کٹھا کرین جو خوب ظاہر ہو جائے اور اس سے کہا کہ اسی رنگ تو نے اسکے دادا کو مار ڈالا
تو غلام اسکا تھا اسکو مار کے خواجہ بنا ہو تو نے خواجہ کو مارا اور مال اسکا لیکیا اب خدا نے تیرا حال
بہتر کیا ہے کیا چھپا رہا ہے اور تیرے ہر دو اسکی کینرک ہو جو خواجہ پر تو نے ظلم کیا ہے جس جو کچھ آئے جانا
لوہ فایا لو کی سب مذک وارت آئے ہرین جو غلام ہو نیز اسکے کار اسکی بلک تو شرع بہت ڈھونڈھا
لے شرع یہ ہو جا اچھی بات ہو تو نے خواجہ کو کیا ظلم سے زار و زار کر کے مارا اسی بگہر کہ وہ داری کرتا
اور پنے دانتھا تھا اور چندان سے چوڑی زمین میں کیا گیا تھا جس خیال سے جو سہناک چھکھو معلوم ہوا
کہ جو سہناک کا یہ چھری کے زمین کے تلے واپس چھری میں کہ گھوڑو جیسے آئے گھرو کے چھری اور سہ
اکھاڑ ہو کہ ہم اس اسکا اس چھری پگھسا ہوا ہو یہاں سے اس نے اپنے خواجہ سے کیا ہو اور ایسا ضر
اسکو ہو پنا یا ہو لوگوان سے ایسے ایسے ناپائیدار کہ بہت در تو امین سے وہ چھری اور سہ نکلا بس مخلوق میں
شہوہ لوہ لوہ کر گیا ہر ایک سہنہ زار کا سہنا سہنا ان ہوے چھر حضرت واہ و نے درخت سے طیب
پودے نہا کہ تو اس حالت سے جو کچھ واقع ہو بیان کر اسوقت شاخ و برگ اس درخت کے صغ الہی
سے آواز میں آئے اور از سخت سے کہا کہ اسی رسول حق جو کچھ تم نے کہا سب سچ ہی تھا ای بات کا
صغ عالم گواہ ہوا اس گئے نے جو اپنے خواجہ کو بیان مارا تو فولاد کے ذشنے آئے ہاتھ میں تھے

عالم

یہ حال دیکھ کے سب داؤد سے عذر خواہ ہوئے اس واسطے کہ انہیں بے گمان ہوئے تھے اور کہنے تھے

الخلافت شمع میں ہر ملک کارف بدستین بنیہ کے لکھنوی

قصاص کرنا حضرت داؤد کا خون کو

قول بعد از ان گفتش یہاں داؤد خواہ داد نو دستان تو زمین روی سیاہ، ہم ہر ان پیش بفرمودا
 قصاص کی کند مکش ز علم حق خلاص، علم حق گریہ ہوا سا با کند، چونکہ از حد بگذر و رسوا کند، خون
 نجسہ در رفتہ در ہر دلی بیل حبشہ وجود کشت بشکل، مقتضای داوری ربین، سر پر آرد از ضعیفان این
 کان فلان خواہد چہ شد حالش چہ گشت، پہنچا نکہ جو شد از گناہ گشت، جوشش خون باشد آن رہبنا
 خارش دل وادبست، اجراء چہ نکہ پیدا گشت بہ کار او، سحر و او دوشد فاش و دو تو د خلق جلد سر پہنہ آندہ
 مسجیدہ ہر زمینہا سیزدہ ماہہ کوران آئی بودہ ایم، و انچہ میفرمودہ بشنودہ ایم، ورتو ما حد گون چاہ
 دیدہ ایم، یک معذویم چون بی دیدہ ایم، سنگ با تو در سخن آمد شہید، کز برای غم و طاعت ہم گیر، توبہ
 سنگ و فلاخن آمدی، صد ہزاران حصہ ابر ہم زوی، سنگہایت صد ہزاران پارہ شد، ہر کی غم قصہ را
 خود خواہ شد تا چن اندر دست تو چون بوم شد، چون زہ سازی ترا معلوم شد، کوہا با تو ز سائل شد
 با تو میخوانند چون قری ز نور، صد ہزاران چشم دل بکشا وہ شد، از دم تو غیب را آمادہ شد، وان تو خیر
 از ہم کان وائم شد، و مدگی بخش کہ سر دقا تم ست، جان جلد سبغات اینست خود کہ بخشد مردہ را جان
 ابدہ کشتہ شد ظالم جانی دہہ شد، ہر کی از اذرا بندہ شد، یعنی طاقت و نام ایک سرور بنی اسرا
 کہ سقا تھا جالوت نام کا فر سے لڑتا تھا داؤد نے کہ یہ طاقت کے سپاہیوں سے تھے جالوت کو مارا یہ طاقت
 اپنے وعدوں سے چھو گیا اور حضرت داؤد کا دشمن ہو گیا اسکے مرنے کے بعد داؤد حاکم ہو گئے فلان
 ہندی گوہن پھر حضرت داؤد نے اسی دعا کو کہا کہ اے داؤد خواہ آ اور اس رو سیاہ کے اپنی داؤد
 کہ تیرے بد کو اسنے مارا تو بس اسی چھری سے اسکا صا و انتقام فرمایا ہر سو کہ علم حق کا تو بہت بڑا
 جس سے اب تک بچا رہا مگر اسکا کر ب برابر چلا جاتا تھا وہ کب خلاص ہونے دیتا اسکے لیے کہ علم حق کا
 رعایت و مدد ہر کسی کرتا ہی جلدی انتقام میں نہیں کرتا لیکن جب وہ حد سے گزرتا تو فریاد کرتا تھا
 خون ایسی چیز ہے کہ یہ ہرگز نہ ستوا، اوچین نہیں لیتا خود بخود اسکی جستجو اور جو میں شکل ہوا اسکے کشف کی بہت
 دراز و ہر دل میں ضرور پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جو مقتضای داوری رب دین یعنی روز قیامت کی
 کہ اس دن وہ ہر شے کی داد دیکھا ہر قریب و بعید کے دل سے بے اختیار ظاہر ہوتا ہے اور یہی
 داد ہو جاتے ہیں اور ہر کوئی ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کہ فلان خواہ کیا ہوا اسکا کیا

حال ہو جیسے گلزار شکستہ ہونے سے اسکی کشت ویر کا جوش پیدا ہوتا ہو اور جو خارش دلون میں اور
 بحث و کوریہ ماجرا کی پیدا ہوتی ہو غوب جان لو کہ یہی جوشش غون کی ہو جیسے اسوقت میں بعید اس
 کام کا کھلنے والا ہی تھا سوچو داؤد نے اسکو غاش اور ڈھرا کر دیا ساری مخلوق ننگے سر و درتی آئی اور
 سب سر زمین پر رکھ رکھ کے سجے کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو سب کو رحلی ہیں ہر کو کچھ نہیں
 سوچتا جان جو کچھ تم فرماتے رہے ہو اسکو مٹنے سنا ہو اور تھے ہم نے لیکڑون رنگ کے محاسب
 دیکھے ہیں لیکن ہم معذور ہیں کہ بے دیدہ ہیں پھر نے تھے باقین کیوں کہ مشور ہو پھر نے خود کہا کہ غفلت
 مخلوق کی لڑائی کیوں اسطے لو تم تین پھر اور غلامن لیکڑے اور پھین تین پھروں سے لاکھوں شمنو کو
 لوٹ پوٹ کر دیا چنانچہ وہ ہر ایک پھر تمہارا لیکڑون ٹکڑے ہو کے دشمن کا غوغو اربا لو ہا تمہارے
 ہاتھ میں موم ہو جسوقت کہ درہ سانی تمکو معلوم ہوئی اور مٹنے کی پہاڑ تمہارے رسائل و شکو ہوئے
 رسائل یعنی ہر زبان اور ایسے شکر گزار جیسے اندھا مادر زاد نو پالے سے شکر گزار ہو لاکھوں چشم دل کی
 مچی ہوئی تھیں کھول دین اور تمہارے دم کی برکت سے عالم غیب و معرفت کے جانے کو لاکھوں داماد
 ہوئیں اور یہ قوت انکی ہر مخلوق سے قوی تر اسلئے کہ وہ دالم جو اور زندگی بخش اور ون کی کسوٹ
 کہ سر ہو اور سر قدیم جس اور پھرے تو ہیں ہی یہ عجزہ سب معجزوں کی جان ہو کہ مردون کو حیات اپنی
 بخشتے دردم مراد دم دنیا دار سے وہ ظالم تھا مار گیا لیکن یہ کیسا اچھا ہوا کہ ہر ایک ہمسے ندا کا بندہ ہو
 کفر و ظلمات سے چھوٹا ایمان سے بہرہ ور ہوا اختلاف مشن میں غزو کو غلبہ
 تشبیہ نفس کی غوفی سے جو مدعی گامے کا تھا اور وہ کشندہ عقل و رد او و حق پانچ کہ
 مناسب حق ہو اور اسکی یاری و قوت ظالم کو مار سکنا اور تو نگر ہونا و رمی بکیشج سے
 قولہ نفس خود را کش جہانی زندہ کن و خواہد کششت اور ابندہ کن مدعی گام و نفس تست ہیں +
 فویشتن را خدا جبروت و مبین دآن کشندہ کا عقل تست رو بر کشندہ کا و تن شکر شد و عقل ہیست
 و ہی خواہد زحق در رمی پیرنج و نعمت بر طبق در رمی پیرنج او موقوفون ہیست + آنکہ کشندہ کا و را کامل
 بد ہیست + نفس گوید چون کشتی گام و سن در آنکہ گام و نفس با ش نقش تن و خواہد زاده عقل ماندہ بیوہ نفس
 خونی خواہد کشت و پشیمان در رمی بی سرخ میدانی کہ حییت و قوت ارواحست از ذاق سنیت + لیک
 موقوف مست بر قمر بانی گام و کینچ اندر گام و وان اسی کینچ گام و دوش چیز خور و ام و در تمام و دان
 و در دست نہ تو زمام و دوش چیز خور و ام افسانہ است + ہر چی آید ز پنهان خانه است و چشم بر آسا
 از یہ و وقت کہ از خوش چشمان کرشم آموختم حبیب + اسباب ہمایی و کرد و سبب مگر و ان اسکن نظر

انبیاء و قطع اسباب آمدند معجزات خویش بر کعبان زدند و فی سبب مکرر الہنگام فتند و بی زحمت چنان
گندم یافتند و رنگیہا ہم آمد و شد از سعی شان بدست بر بارشیم آمد کس کشان، جلد قرانت در قطع سبب
غزور ویش و ہلاک بولہب، لمغنی چاش خرمگاہ سے صاف کیا ہوا فراتے ہیں جیسے حضرت
داؤد نے ایک نفس مردہ کو ہانکے ایک جہان کو زندہ کیا میں نے کفر سے خلاص دین سے مشرف ہو کر
تو بھی اپنے نفس کو مارتا تجھے بھی رشد و ارشاد پا کر ایک جہان زندہ ہوا اور اس نے تیرے خواجہ کو
جو روح ہو مارتا تو اسکو سبزدہ کر نفس تیرا ایسا ہو جیسے وہ خون فی دعویٰ ارگاہے کا تھا خبردار ہوا اسنے خواجہ کو
مار کے آپ کو خواجہ اور بزرگ بنایا ہوا اور وہ جسے گاہے اری ہو وہ تیری عقل ہی جو کشندہ گاہے تن
کی ہو اسکا انکسارت کر عقل ایک سیر ہو اور خدا سے روزی فی رنج و نعمت پہ طبق مانگتی ہو آب روزی
بیرنج ہلکی کس بات پر موقوف ہو اس بات پر کہ گاہے تن کو جو اصل ہی کی ہی ہمارے تا نفس کہے کہ
نہ نے میری گاہے کو کیوں مارا اس سبب سے کہ گاہے بھی نقش تن کا جو افسوس کی بات ہو خواجہ عقل
تو مفلسی و فنا کشی میں ہے اور نفس خونی خواجہ او پیشوا ہو جائے یہ بھی جانتا ہو کہ روزی بیرنج کیا ہو
وہی چیز ہو کہ فوت ارواح کی ہو اور ایک رزق روشن و بزرگ ہو لیکن یہ رزق سنی موقوف اسی پر ہو کہ
گاہے تن کو قربان کرے اور جان لے کہ اسکے اندر گنج ہو بلکہ گنج کیا گنج گاہے بھلا ہو اور گنج گاہے بھلا گنجون
جہشید سے تھا کہ ہر ام گور کے وقت میں ایک کھیت میں تنخانہ کے اندر عمارت وسیع مکی جہنم میں سیر ہو
گاہے تن اور ہر قسم کے چرنڈ پر نذر مصلع باقسام ابر غرض سید و سیماب زندہ تھا ہلو گاہے میں سمجھ کے ضرور ہی
مارے دوش سے مراد و زادل ہو فراتے ہیں کہ میں نے روز و رات میں کچھ نعمت عشق کی کھائی ہو اور
لذت اس نعمت سے پائی ہو اس سبب سے کہ کچھ نہیں سکتا مجھ کو تنہا راز ناگفتنی کا منظور ہو ورنہ
تیرے فہم کے ماتھ میں پوری لگام دیدیتا چہر اسی کے ٹالنے کو فرمایا کہ یہ جو میں نے کہا کہ دوش پر میرے
خودہ ام انہ اس سبب نہیں کہ سکتا اور اس بات کو سبب پر موقوف کر کے مذہب بیان کا کیا فراتے ہیں
یہ تو ایک افسانہ جو جو کچھ ظہور میں آتا ہو سب پنهان خانہ یعنی غیب ہی سے ظہور کرتا ہو میں نے جو
آنکھ اسباب پر لگا کی وجہ یہ ہو کہ خوش مشیون سے کرشمے سیکھ لیے ہیں دیکھو وہ کیسے جیلے حواسے
کاموں میں کرتے ہیں تو بھلا ہر جنکو اسباب سمجھتا ہو فقط یہی نہیں ہیں انہر اور اسباب ہیں تو انکو کو
اس طہر پر نظر مت کر انبیاء بھی جو مبعوث ہوئے اور یہاں آئے انھیں اسباب کی قطع برید کو آئے
نا تو صید ہو جائے اور معجزے کیوں پینے نہاک ہفتہ تک پہونچائے جسے سب کے دریا کو پھار دینے
اس سبب سے جونی بہری ہو الگ ہو اور بے زراعت صاف صاف گندم پائے انھیں کی سعی سے

شک کے قورے آتا ہو گئے اور بڑ کی پتھر پتھر بنے۔ کچھ بھی ہوئی اور اسے انہی کے سارے اقران قطع سبب میں ہر جہین غرور و پیش کی اور ہلاک ہو گئے کی ہو تو کسب سے مراد کفار جنگی پتھر سبب پر جو

مشل

قولہ مرغِ پاپلی دوسرے سنگ انگندہ لشکر زفتِ حبش را بشکندہ پیل را سورخ سورخ انگندہ سنگ مر
کو سیا لا برز مردہ دم گما کشتہ بر قتلون تا شہد و مردہ ہاندم کہ یقین حلق بریدہ ہمداز جای خویش
خون خود جو بر خونِ پالامی خویش ہمچنین ذرا ذرا قرآن تا تمامہ رخص اسباب ست و علت و السلام
کشتہ این نزع عقل کا افراسو و بندگی کن مائے امید اشد بند معقولات آمد فلسفی ہشوار عقل عقل
آمد صنفی عقل غفلت مغر عقل تست پوست بعد حیوان ہمیشہ پوست جوت مغر حوازی پوست ارد
سد لالہ مغر نوزاد حلال آمد حلال چو کاشتہ عقل بعد بر بان و ہر عقل کل کی کام بی اقبال
عقل فقر کند یکسر سیاہ عقل عقل آفاق دار و پر راہ و از سیاہی و رسیدی فارغست نورناش چل
جان بازغت یعنی جانیہ صدر فرماتے ہیں انکو تو غور کر! بیل جیسے مرغِ خرد و کو چاک و عینِ تپہ زان لہجہ
اور ایسے بڑے لشکر ہشہ کو شکست دے گئے ہیں جب اشکِ اذیل کا لشکر حبشہ پر آیا جہین با بھی بہت تھے
تو درود کنکریاں انکے بخون میں قہین اور ایک ایک منتھار میں اُنکے ڈالنے سے یہ حال ہوا کہ ہاتھوں
کے جسم سورخ سورخ ہو کے چلنی ہو گئے پھر اٹھی کی کیا حقیقت اب بھلا بتاؤ تو ایسے پتھر کسی مرغ کے
کسان چلوتے ہیں جو ایسی بندی و زیارتی پائین سوائے قدرت حق کے ایسے ہی حضرت موسیٰ کے وقت
میں عیسیٰ نے ایک بنی اسرائیل مارا گیا تھا اسکا قاتل معلوم نہیں ہوتا تھا حکم ہوا کہ سامری کی گائے بیج
کو بکے اسکی دم قتل کی لاش پر اور وہ قاتل کو تبا و گجا او۔ اسی وقت کفن میں زندہ ہو جائیگا چنانچہ
ایسا ہی ہوا کہ وہ مٹن بریدہ آٹھ کھڑا ہوا و نہین اپنا اسنے اپنے خون پالا سے طلب کیا اور یہی بنا
ابن ایسے ہی تمام قرآن میں اول سے آخر تک بالکل رخص اسباب و علت سے مذکور ہو کر ان ردون
سے دور جاکتا رہے اسکا دن میں انکو عقل مدے یہی سادست کی بات ہو خوب جان لے ان
ہا تو ان کا کشف و علم عقل کا راز کا جو اور ضبط بین ڈالنے والی ہو کام نہیں ہو اگر تو اسکا کشف چاہتا
تو نہ کی کرتے پتھر سب کھل جائیگا ایسے کہ معقولات اپنے عقلی باتیں فلسفی کیوں اسے سمجھ نہ سکتے اور قید
ہیں وہ نہیں کہہ رہے تھے تا و طرٹ اجائیں اور جو صنفی و ہرگز یہ ہیں وہ اس عقل کی عقل ہو ای و مفود
تخلیص ایک شہسوار ہیں یہ عقل کی جو عقل ہو وہ مغر ہو او تیری جو عقل ہو پوست ہر جہی اس عقل پتھر
کما طالب ہو حیوان ہو کیونکہ اکثر حیوان ہی طالب پوست بھوسی بھوسہ چھلکے بھل ہی کا ہوتا ہو اسکا سودہ

اسی کا خواہاں ہو کر جو منہ منہ ہیں اس پست سے سیکڑوں بیاریاں اور آزارا خدیان رکھتے ہیں ان کے لیے
 صدر پینے مغر حلال ہو کر آبرو برباد کیا کہ عقل جو تشریفے ہوئی شکل اس عقل کی ہر سیکڑوں حجت برہان
 میں جھکواؤ الٹی ہو جاتا تو سے شک شکوک کے ہیں اور وہ جو عقل پر اسکا کوئی قدم بے اقیان و یقین کے نہیں
 جو قدم رکھتی ہو اقیان پر کھتی ہو تو ہی عقل و فکر کے دفتر بالکل سیاہ کرتی ہو اور جو عقل کی عقل ہو حسان کو
 ماہ سے بہرہ رکھتی ہو جو مراد شدت نور سے ہو عقل سیاہی و سفیدی سے سخت ہو اور کاغذ و درشتائی سے
 اور نور اس کے ماہ کا دل و جان پر بایان و فروزان قبول این سیاہ و کان سپید از قدر یافت و دان شب
 قدرت کا خروار تافت و تیت ہمایان و کیسہ از درت ، بنی زری ہمایان و کیسہ از برت و چہاں کہ
 قدرتن از جان ہو و قدر جان از پرتو جان ہو و در گریبی جان زندہ بی پر جو کون و بیج گفتی کا دران ا
 سینوں ، ہیں بگو کہ مطلقہ جو سیکڑوں ، بقرنی بعدا کی رسد و گریہ ہر قرنی سخن آری بود ایک گفت
 سابقان یاری بود ، فی کہ ہم نوریت و بخیل و زہور شد کہ او صدق قرآن اسی شکور و زری بے رخ
 جو فی بی حسیب و کو بہشتت اکو و میریل سبب ، بلکہ زرقی از خداوند بہشت ، بی صدراع غیاں بیج و کشت
 و انکہ نفع مان دران مان دادا دوست ، بہریت آن نفع بی توسیط دوست ، ذوق پنهان نفس نمان
 چون اسفر بہت نمان بی سفر و ملی را بہرہ است ، رزق جانی کی بری با سے حیت ، و جز بعدل شیخ
 کو دادا دوست ، نفس چون شیخ بیہ کام تو و ازین و ندان شود و رام تو و صاحب این گا و رام آگاہ شد
 کہ وہم و او دادا آگاہ شد و عقل گا ہی غالب است و در شکار ، ہر سنگ نکست کہ باشی شیخ یا رہ نفس اثر بہت
 با صد زور و فن و روی شیخ اور از تر و دیدہ کن و گر تو خواہی اپنی از اثر و بد و دستش از دان کن یکدم رہا
 خاک شود پیش شیخ با صفا و تاز خاک تو بر دید کیسیا ، گر تو صاحب گا و را خواہی زبون ، چون نہران
 سینش کن آن موسی حرون ، چون بز و یک ولی اللہ شود ، آن زبان صدر گزش کو تہ شود صد زبان
 اور ہزار نش صد لغت ، زرق و و تسانش نیاید و صفت ، دہی گا و نفس آہ فصیح ، صدر ہزاران حجت آرد
 تا صبح ، و المعنی اور یہ رنگ سیاہ و سپید کی صفین جو دونوں ہیں ہیں دونوں نے تقدیر سے پائی ہیں
 کہ ایک کو سیاہ ملا دوسرے کو سفید اور وہ دونوں عقلمین مذکور ہیں مغر و تشر اور اسی شب قدر کے
 نور سے ہر کہ تہ ، کہ مطلق و دونوں میں چکا بس جو عقل اس رنگ سے خالی ہو ایسی جو جیسے ہمایان کعبہ
 بے زر کہ ، دونوں کی قدر زہر ہی سے ہو چاہے کیسہ ہو چاہے ہمایان ایسے ہی قدرتن کی جان سے ہو
 اور جان کی قدر پر تو جان سے بس اگر تو جان ہو اور زندہ ہو اور کبھی تک پر تو جانان کا تیری جانین
 نہیں صحت میں جو تو نے کافروں کو میٹھون کہا تو بڑی بیج بات کہی تو تو خود مردہ ہو اور ان کافروں کا

جنگو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اسے سمجھ سکیں اور زمین پر تواریخ لکھ سکیں والا اس کو جو جیتے جی مردہ درگور ہو آب جو کافر دن کو میتوں کہنے سے منع فرمایا اسی کی نسبت فرماتے ہیں کہ زمین خبردار ہو کہے جاتی تری قوت مناطہ ایک نہ رکھو درہی جو اس میں ہے ایک قرن بعد پانی آئیگا یعنی اس کلام کو ہمارے جاری زندگی میں نور و نطق ہوگی نہیں جیسے اکثر شعرا نے یہ مضمون ادا کیا ہوا البتہ بعد ہم سے ایک قرن گذر جائیگا اور قرن چاہے سو برس چاہے اسی برس چاہے چالیس برس اور چاہے تیس برس اور اس عرصہ میں اگرچہ اور سن آریاں بھی ہونگی یعنی لوگ اپنا اپنا سخن ظہور میں لائینگے لیکن کیا ہو گا کلام سابقوں ہی اسکے یا رہ جائینگے اور اُس سے طلبائینگے کیا نہیں جانتا تو اسو شکوہ کہ توریث و انجیل و زبور قرآن سے پہلے ہیں آفریدہ سب گواہ صدق قرآن ہی کی ہوئیں جابجا مصدق لما نعم آما ہو آب کہتے ہیں وہ روزی و حوثہ جو میریج و حسیاب ہو یعنی ایسی کہ نہ کوئی بیخ اسکے ساتھ گاہو نہ حساب اس ایسی کہ گویا جبریل نے تجھ کو بہشت سے سب لادیا بلکہ بہشت کیا خداوند بہشت سے وہ بزرگ مانگ جو بے صداع باغبان اور کھیتی کے ہو کسوا سٹے کہ وٹی میں جو نفع ہو وہ اسکا عطا کیا ہوا ہو اور اسی کی داد ہو اسیکا مطالب ہو کر نان سے جو نفع قوت جان کا ہو وہ حاصل ہو جائے اور بے توسط پوست وہ تجھ کو دے کہ خود نان بھی ایک پوست ہو اسکا واسطہ بھی نہ رہے ذوق نان کا جو پنہان ہو یہ نفس ہو کہ وہ بھی پنہان ہو اور وٹی ایسی جیسے سفرہ کہ دونوں ظاہر ہیں لیکن وہ باطن ہے سفرہ ہو وہ حاصل ہوا کا ہو تو کسی سنی حیت اور کوشش تمام کہ گیارہ ذوق جانی اپنی سنی سے نہیں پائیگا البتہ شیخ کے عدل سے جو داؤد تیرے وقت کا ہو جیسے داؤد نے عدلی کر کے اس دعا کو روزی پر ہو نچایا اور اُس کے ساتھ یہ بھی کہ جب نفس تجھ کو شیخ کے ساتھ دیکھیا اور تیرے کام اسکے موافق تو یہ بھی بن و دمان یعنی نہایت دانت اگچہ اس کے تیرا مطاع و تابع ہو جائیگا دیکھ لے صاحب گامے کا جو مدش تھا اُسے بھی تو اس وقت تک چین نہیں آیا جب تک دم داؤد سے آگاہ نہ ہوا عقل بھی تیری جی سگ نفس پر غالب ہوگی اور اسکا شکار کرے گی جب شیخ تیرا بار و بد و کار ہوگا نفس تیرا ایک اثر دبا ہو چکر و فن اور شیخ اُس کے حق میں زور و آنکھ بھڑنے والا کہتے ہیں شام کے ملک میں ایک سانپ قہما ہو چکے دیکھنے سے آدمی مر جاتا ہو مگر زور سے اندھا ہوتا آدھیا سٹے اُس ملک کے لوگ زور داپنے پاس رکھتے ہیں اب اگر اس اثر دبا سے شہینتی اور ناروغ البالی پناہا جو تو دم بھر دامن شیخ کا مت چھوڑا اور اُس شیخ با عفا کے سامنے خاک ہو جاتا تیری خاک سے کہ یہ پیدا ہوئے کہ تو چاہتا ہو کہ میں صاحب گامہ کو جو نفس ہو اور گاو تن و باکون اور زور کر دے تو گوکہ ہوں کھچ اسکو اور حوں خوب سنجی و شہقت میں رکھ کہ حقیقت کسی دلی اثر کے پاس جاے تو وہ زبان اکی

سوزنی ہو رہی ہو گواہ ہو جائے اب فرماتے ہیں ایک زبان کہوں نہیں سیکڑوں زبانیں اور پھر انہیں
سیکڑوں لفت پٹنے بولیاں پھر اسکے کہ و جلیوں کی کوئی کیا صفت کر سکے مدحی گما و تن کا نفس ہو گئی کسی
جنتیں اس گما و کے معاملہ میں لانا ہو اور کیسی فصاحت سے انکو اور کرتا ہو حالانکہ وہ جنتیں سب صحیح و درست
ہیں فرض یہ ہو کہ تن پروری کے لیے کیا کیا باتیں بتاتا ہو قولہ شہر ابغیرہ الا شاہ ما درہ تاندر و شہ
گما درہ نفس اتیج معصفت و یہیں و خیر و شیر اندر تین مصفت سالوس او باور کن و خوش با او بر
ہم کن و سوی جو صفت آور و بہر و ہنود و اندر اندر ترا و قروج عقل نورانی و نیکو طالبت نفس
ظلمانی بروچن غالب ست و زانکو اور خاند عقل تو غریب و بر و خود سگ بود شیر مہیب و باش شیران
سوی بیشہ روز و دین سگان کور انجا نگر و ند کر نفس و تن نہ اند عام شہر و دیگر دو جزو جی اقلب قمر
ہر جنل و ست یار و شود و جزو و او و کہ سخت بود و کہ مہل گشت جس تن ناند ہر کہ احتی در
مقام خود کشاند و خلق جملہ علی انداز کہیں و یار ملت میشود علت یقین و ہر نفس و دعوی و او و دی کنند
ہر کہ بی کینہ کف دروی زندہ از صبا دی بشود و آواز طیر مرغ اہلہ میکند ان سوی سیر نقد و از قلب
فتنا و غریب و ہرین اور و گریزا اگر یہ منو ست و رستہ و بر بہتہ پیشا و یکیت و گریختن دعوی
اور و شکیت و یخینیں ہر گز کی مطلق ست و چو نش این تئیر ہو و تہ ست و ہین اور و گریز و چوں
آہو و شیر سوی اوشتاب می و آہ و لہ و لہ معنی تباہید صدر فرمایا کہ نفس گورہ مار فریبی ہو ایسا کہ
تمام شہر کو فریب دے و ہو کہ میں لائے مگر چو شاہ شہر کا ہو اسکو غریب نہیں دے سکتا اسلئے
کہ وہ آگاہ ہو آگاہی راہ کیسے یا سکتا ہو نفس وہ مسکا ہو کہ مطلق ہو تو شیخ ہو اور ہاتھ میں مصحف مجید
لیکن ستین میں خیر و شیر نہان اسکا قرآن بالکل کر کا ہو ہرگز اسپر یقین مت کر اور نہ اسکا ہر
آپکو بنانہ اسکا اپنا ہر ہننے دے ہر ہر کے معنی برابر والا ورنہ سکو و نفس پر اطلاق تائیت کا بھی ہو
یہ وہ ہو کہ و جنو کا و ہو کا ویکر تجھکو حوض کے پاس لائے اور نہ قعر جوین و الدے سینے ادنی کی کے قعر
سے بہت بڑے کنادہ میں تجھکو ہو پونے ہو چتے ہیں یہ تو تبا و عقل تو ایک نورانی شوط لب خدا کی
نور غلامانی ہو کیسے اسپر غالب و خلعت تو نور کے سامنے نہیں ٹھہرتی اسکی وہ یہ ہو کہ نفس تو گھر میں کیا
مالک بنا بیٹھا ہو و عقل ایسی ہو رہی ہو جیسے مسافر کو ٹھہرا پھر کیسے دل نہوا سلیے کہ اپنے گھر پر گنا شیر
ہوتا ہو ورا ٹھہرا کہ شیر اپنے بیٹوں کی طرف متوجہ ہوں کہ وہ مراد و ج سے ہو پھر یہ کہے کہ نہیں ٹھیک
سیکڑے مگر نفس و تن کے عام لوگ شہر کے نہیں جانتے اسواسطے کہ یہ سواے وحی قلب کے جو خدا تعالیٰ سے
اسپر نازل ہو کسی سے مقولہ و زبون نہیں ہوتا بس جو اسکی جس سے ہو وہ اسکا یار ہو جاتا ہو سب

اور انوکے کہ وہ تیرا شیخ ہو کسواسطے کہ وہ بدل گیا اور جنس تن سے مراد جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے مقام پر بٹھایا اور یہ ساری مخلوق ایک بڑی علت ہو کہ گھات میں اپنا کام کر رہی ہو اور سب ایک دوسرے کی طرف رجوع ہیں اور کیوں نہ ہوں اسواسطے کہ علت کی طرف علت ہی جاتی ہو اور اسکی یار ہوتی ہو ہر شخص ناچیز و عہوی کرتا ہو کہ میں دانو ہوں جیسے منے منہ ظہور میں آیا کہ میں جو بڑے تیرا کو پکڑتا ہو اور بیعت کرتا ہو جیسے مرغ احم صیاد سے آواز مرغ کی سنتا ہو اور آدھر کو دوڑتا ہو جسکو بیعت شاخت و تیرہنو کہ نقد کون پر قلب کون وہ نگراہ ہو خبردار تو اس سے بھاگ اگر یہ معنوی ہی کیوں نہو اسکے سامنے ہیر و آزاد سب ایک ہیں اور ہر چند عہوی یغین کا کرے ہرگز نہت جان وہ بیشک شک میں ہو تیرا یا شخص چاہے نو کی مطلق کیوں نہ موجب اسکو یہ تیر نہیں ہو تو احم ہو خبردار ایسے شخص سے تو ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن بھاگتا ہو تو اسودانا بیدھڑک ولیہر ہو کے آوہرست جا اختلاف شرح بجز اہل دم میں کو بہا ل کو گو بھاگ غبی اور جنس کو جس لکھا ہے

بھاگنا عینی علیہ السلام کا پہا پر اور ایک شخص کا پیچھے آنکے جانا اور ہول کرنا

قولہ جیسی مریم کیو ہی میگہ سخت شیر کوئی خون او میخاست رحمت در آن کی در پی و دید و گفت خیر و در پست کس نیست چہ گزیری چہ طیر و ہشتاب و آسپان میتانت جفت و گزشتاب فوج اب او گفت ایک وہ میدان دینی جیسے بر اندام پس سجدہ و عیسیٰ ابجوانا و گزنی و مضات حق یک خطہ بایست کہ مراد بکر گزشت شکایت و از کہ این موسیٰ گزیری ای کریم نہ سپت شیر و نہ خصم و نون ہم گفت از احم گزیری ہر دو میرا تم خویش را بندم مشوہ گفت آخر ان سچا نہ توئی کہ شود کور و کور از تو مستوی گفت آری گفت آن شغیبتی کہ فسخین خیب اما یوتی و چون بخوانی آن منون بر مردہ و بر جہد چون شیر صید آورده گفت آری آن تم گفتا کہ تو مئی زہل مرغان کنی ای خوبہ و بروی بروی سبک تا جان شود و و رہوا اندر زمان پران شود یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم کو دیکر ایک پہاڑ کی طرف بھاگتے جاتے تھے ایسے جیسے کہ کیکے پیچھے مار ڈالنے کو شیر پڑا ہو ایک شخص اسکے پیچھے دوڑا اور کہا خیر تو تمھارے پیچھے تو کوئی نہیں ہو پھر پرند کی طرح کیوں بھاگے جاتے ہو مگر یہ ایسی تسابی سے جفت شدہ ہوے جاتے تھے کہ تسابی کے نام سے اسکو جواب بھی نہ دیا و شخص ہوا ایک میدان تو انکے پیچھے دوڑا پھر رسی گوش سے اُنے انکو بلایا کہ واسطے مضیات خدا کے ایک خطہ ٹھہرو کہ جسکو تمھارے بھاگنے میں ایک بہت بڑی مشکل و تم از کریم کس سب سے اس طرف کو بھاگتے ہو نہ تمھارے پیچھے شیر ہوتا ہو نہ دشمن نہ خوف ڈر کی کوئی بات کہ احم سے بھاگتا ہوں لے بس جا اسواسطے کہ میں لوگوں سے آپ کو چھڑانا چوں لو سیرا

پہلے اور بندہ بنتے کہا آفرودہ سیما کیا تم نہیں ہو جسے اندھے بہرے لپٹے ہوئے ہیں کہا جان
 میں ہی ہوں پھر اسنے کہا کیا وہ شاہ تم نہیں جو جواضون عینکے مادا و موطن ہو کہ حقیقت میں پراسون
 پڑھتے ہو تو خوشی کے مارے شیر شکار آفرودہ کی طرح کلہاڑی مارنے لگا ہو کہا جان میں ہی ہوں کیا تم
 نہیں ہو کہ تنے مٹی سے مرغ خوبصورت بنائے اور اسپر دم بھیہو نکلنے سے غور آنہ جان پڑ گئی اور وہ
 نہ اڑ گیا قول کہ گفت آرمی اغت پس یامح پاک + ہرچہ خواہی می کنی از کیت پاک + باچنین برہان
 کہ باشد دجہان + کہ باشد مرزا از دنگان + گفت عیسی کہ بذات پاک حق + مبدع تن خالق جان در حق
 حیرت ذات و صفات پاک + کہ بود گردون گریبان پاک + اور کان ضنون و اسم اعظم سا کہ سن + بر کرد
 بر کور خاندن شد حسن + بر کہ سنگین بخو اندم ششگان + شرق را برید بر خود تا بناف + بدین مردہ بخاند
 گشت جی + بر سر لاشی بخو اندم گشت شی + خاندنم آفرودہ لاجمق بود + عدد ہزاران باؤ درانی در شد
 شاہ خاما گشت و دان خوبز گشت + ریگ شد کردی ز روییچ گشت + گفت حکمت حیت کا بنجا اسم حق
 سود کرد اینچا بنیواد + اسم حق + آن ہمان رخت و این رنجی چاہا + دانشد اورا و این را شد و اورا لغلی
 چہ آئے حضرت عیسی سے کہا کہ ای روح پاک تم تو جو چاہتے ہو سو کرتے ہو پھر تمکو کسا ڈھڑی اسی برہان
 قومی بد تمکو حاصل ہوا کے ساتھ کون ایسا ہو جو تمہارے بندوں سے نہو حضرت عیسی نے کہا کہ تم
 ہوزات پاک حق کی جو بنائے والا تن اور پیدا کرنے والا جان کا ہو سابق یعنی روز ازل میں آفرودہ
 اسکی ذات صفات پاک کی حرمت کی جسکے شوق میں گردون گریبان پاک ہو اور وہ ہر روزیچ کا چوٹ
 چاکا گریبان ہی ہو وہ اسون اور اسم اعظم جو میں نے کور کر پڑھا اچھے خاصے ہو گئے اور کوہ سنگین پر
 پڑھا تو اسنے صفات ہو کے اپنے فرقہ کو ان تک بھاڑ ڈالا مردہ کے تن پر پڑھا زندہ ہو گیا اور لاشی
 کے سر پر پڑھا شو ہو گیا اور ایکو میں نے اسم حق کے دل پر دوستی کے ساتھ لاکھوں + پڑھا اور کچھ علاج
 نہوا و بالضم و تشدید دوستی تنگ خارا تو اس سے بل گیا اور اسم حق کی غوثہ بدلی گویا ریگ ہو گئی
 کہ جس سے کچھ کہتا ہی نہیں اس شخص نے پوچھا کہ میں حکمت کیا ہو کہ وہ ان تو اسم حق بیچارہ ہو گیا اور
 بیان اسنے سب سے پڑھا یا یہ سچ حق اور کورنا کری سب ایک ہی ہیں جیسا کہ ویسا وہ پیکر کیا سبب
 اسکی دوا ہوا اسکی نہوا اختلاف شرح میں بیت کونیت اور بخو اندم کہ بخو اندم لکھا ہو قول کہ گفت رنج
 اسمحق قمر خداست + رنج کوری نیت قمران ابلاست + ابلا بخوبیت کان رحم اور وہ اسمحق رنج بیت
 کان زخم آفرودہ + آفرودہ + دست ہوا و کرد دست + پارہ ہر دست نیار و بر دست + از آفتان بگریز چون
 عیسی کر نیت + محبت اسمحق ہے خونا بر نیت + بر آفرودہ رنج اسمحق + جم بود چارہ جوئی کان رنج

انکے لاندہ گاہ را و دود ہوا و آئین دزد و ہم احمق از شاہ گرمیت را و دزد و دوسری وہاں چہین کو دیکھ کر
 سگے مندہ آن بسیار اذرتہ از بیم بودہ ایمست او آن بی تعلیم بودہ نہ مہر را پر کند آفاق را چہ غم آن
 خورشید با اشراق را احمق حضرت عیسیٰ نے کہا کہ رنج احمق سے اور کوری سے بڑا فرق ہو رنج احمق خدا کا
 تہوہ اور کوری خدا کا قہر نہیں ابتلا ہو بیٹے اسکی آزمائش بس ابتلا ایسا رنج ہو کہ رحم پیدا کرتا ہو اور
 احمق ایسا رنج ہو کہ زخم لاتا ہو یعنی عذاب و عقاب جو شو کہ عالم میں اسکی داغ زدہ اور زہر کردہ ہو کوئی
 چارہ اس پر تاکہ نہیں ڈال سکتا ہو کیسکا مقدو کیا کیا کہ فرما طبع علی قلوبہم سمع کی گئی انکے دلوں پر آب
 فراتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ احمقوں سے بھاگے تھے ایسے ہی تو بھی بھاگ اٹکی محبت نے بہت خون
 بسائے ہیں جس سے مراد خرابی میں ڈالنا ہے جو احمق کے رنج میں مبتلا ہو سرور و مکاری کھاتا ہو اور
 اس بد نصیب کی چارہ جوئی کا رحم متلاشی نہیں جو احمول ہو کہ ہوا تھوڑا تھوڑا کر کے پانی آبادوں کا
 پیرا تھی ہو ایسے ہی احمق تھے تمھاری خوبیاں چراتا ہو تھوڑی تھوڑی کر کے چنانچہ فرمایا کہ گرمی تیری جو
 مراد حرارت عشق سے ہے چراتا ہو سردی تیرے والہ کرتا ہو اور ایسی ہی سنگت ہے نیچے رکھتا ہو جو مراد تہا
 سردی سے ہے کیلئے کہ جہارے میں پتھر بہت سرد ہوتا ہو آب فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کو جو احمقوں سے حد تھا
 تو کسی خون کے سبب سے نہ تھا اسیلئے کہ وہ تو ہر خون و بیم سے سخت تھے مگر یہ بھاگنا اور دن کی تعلیم
 تھا تو یہ کیفیت کہ اگر زہر سردی سے تمام جہان کو بھردے تو اس خورشید با اشراق کو کیا غم انکی گری
 اور روشنی تو کھو نہیں سکتا اختلاف شیعہ بجا العلوم میں برودست کو دوست جوئی کو چوٹی لکھا ہے

قصہ اہل سبا اور حاکم اٹکی اور خاندان پندہ نصیحت انبیاء کا امین

قولہ یادم اہل سبا کہ زہم احمق صبا شان شد و باد آن سبا ماند بشہر بس کلان و در فساد بشہر
 از کو دکان و کو دکان افسانہ نامی آورند و در افسانہ نامی سر و پند ہر لہا گویند در افسانہ نامی گنج میجو
 و رہبہ ویرانہا بود شہری بس عظیم و مدلی و قدر او قدر سکہ پیش فی بس عظیم و بس فراغ و بس از بد سخت
 تو تو بچوں پانید مردم وہ شہر مجمع اندر و دلیک جلدہ تن ہاشستہ روزہ اندر و نوع خلافت بشمارہ لیک آن حبلہ
 سہ نام سختیہ کا بہانہ کہ اہل سبا ان تاختن مگر نہ راست باشند نیم تنہا آن کی بس دور میں و دیدہ کوٹہ
 از سلیمان کو دیدہ پای مورہاں و گریس تیز ہوش و سخت کرد گنج و روی نیست کیچو سنگ درد و ان و گر غور و
 بہ ہند لا رشتہ لیک و امنہای جامہ او و رازد المعنی سگر و بختیں و را و شد و کاف فارسی شمی کا پالہ خرم
 فرماتے ہیں کہ اوہر میں نے اہل سبا کا قصہ شروع کیا تھا وہ رہ گیا اب ان احمقوں کے ذکر سے بھر دیا گیا
 الحمد اسکہ بیان کروں کہ وہ بھی ایک احمق ہی کے دم سے خراب ہوا اور صبا وطن کی وہاں کے لوگوں کا

و با ہو گئی اور وہ سیام شاہ ایک بڑے شہر کلان کے تھا کہ لڑکے بھی اس کا قصہ پڑھتے ہیں ایسا مشہور
 تو چاہے تو اُسے اسکو سن لے کہ لڑکے اُسکے قصے لاتے ہیں کہ اُنکے قصوں میں نہایت ہی سر و نصیت
 درج ہوتی ہو اب فرماتے ہیں کہ اُنکے افسانے بڑے ہی لیکن چوہیہ کہ چوہیہ کے بڑے حاصل کرے
 اسلئے کہ ہر چند جلد ویرا فون میں گنج نہیں ہوتا مگر طالب گنج کو چاہیے کہ کبھی ویرا فون میں ٹو ہو ٹوٹے کا آخر
 گنج کا ٹھکانا ہو تو ویرا فون چنانچہ فرمایا کہ سب تھا تو ایک شہر عظیم بزرگ لیکن قد میں ایسا جیسے ایک چوہا
 سیالہ مٹی کا اس سے زیادہ نہیں دیکھی جو رائی لنبانی و بزرگی نہایت ہی نہایت مگر آبادی میں زلفت نہیں
 گچھ چچھ کھا کھس تو بتوتے تھے اوپر شل پایز کے جس سے پرت اور بوئے ناخوش و دونوں مقصود ہیں آدمی جتنے
 دس شہر میں ہوں اس ایک اکیلے میں جمع تھے لیکن سب سے تن نجس ناپاک کہ چوہو بھرائی تھے پر نہیں ٹپتے
 تھے مخلوق میں بشما جمع تھی لیکن وہ سب تین قسم کے کہ سب عام اور پختہ حواریئے کرانجان و کہ
 انکی جانوں کے کبھی جانان کیطون ایک دیر بھی کی گئے کبھی توجہ جدا انوے بس اگر ایسے ہزاروں ہوں
 تو ایک تن کیا نیم تن بھی نہیں جس ایک قسم تو وہ کہ دور میں تو بڑے مگر انکھوں کے اندھے اور اندھے کیسے
 کہ سیلیان کو تو دیکھیں نہیں اور بزرگے پائوں دیکھیں اور دوسری قسم تیز گوش مگر سخت بہرے حسین نام کو
 گنج نہیں اور زر کے بجائے پتھر پئے اچھی باتوں سے بے بہرہ اور بڑائیوں سے بھرے ہوئے اور قسری
 قسم ننگے برہنہ لاشہ تازا و مردار بخار لیکن دامن جامہ کے نہایت لنبے چو کہ گفت کو را ایک گروہی میرشد
 من بھی نیم کہ چہ قومند و چند گفت کر آری شنیدم باگ شان و کہ چہ یگویند پدا و نہان و آن برہنہ
 گفت ترسان دان منم کہ میرند از درانی و امم کو گفت ایک بنزدیک دندہ و نیز بگزیم پیش از رخ و بند
 کر میگاہ کہ آری شعلہ میشو و نزدیکی را آن ہلہ و آن برہنہ گفت آوہ و امم از طمع برزدن ادا نیم و شکر را
 ہشتند بیرون آمدند و زہریت و درہی اندر شد دندہ اندران دہ مرغ فریاد فتنہ و لیک ذرہ گوشت بر
 وی فی شرد و کورید و آن کر آوارش شنید و عجب گرفت و دہمن و کشید و مرغ مردہ خشک و زخم کلاخ و آتشی نہا
 زار گشتہ چون باغ و پس طلب کردند و یکی یافتند بی سروبی بن سبک نشناختند بہرہ سر آتش نہا و داند آن ستن
 مرغ فریاد بگاہ لدر مرغش آتش کرد و چندان ای سپر کا ستوان شد پختہ کوش پنہ دران ہمو و نہ چون
 از صید شیر ہر کی از خوردنش چون پلی سپر ہر سرہ دان نور دندیس فریاد شدند چون سہ پل بس بزرگ و وہ
 شدند و آتشیان کرد و فرسی ہر یک جوان و در گنجیدی ز زرقی در جہان و با چہین کبری و ہفت اندام رفت
 از شگاف در بون جہنم و رفت و راہ مگر غلق ناپا ابرہیت و ز نظر ناپا کہ آن ہوا بہریت و نیک پیانی
 کار و انہا تفسیر و زین شگاف و در کہ بہت مفتی بہرہ درار چوئی نیانی آن شگاف و سخت ناپا و و چندین یافت

اسی دنیا والی مسام الدین جان دانا بیک گفت شرح این بیان ای سپر حضرت شریعہ شریفی دہم استنار
روی در بیگانہ نیت و المعنی کہ گویہ تبیین خبردار باش آوہ آوہ تہذیب بکسر بفتح پست و خوار بناغ بفتح جوب
خشک و تار عنکبوت بہت اندام سرستینہ پشت ہرود دست چہرہ پا بجم غلاب و حسب باطن و داغ دل و گل
تلی بقیہ چہرہ پتہ عمدہ بعض نے چہرہ گل زبان بطن فہ و ست و پا کو کہا ہر دو فاف بیہنا عروس کا شوہر کے
گھر اور ہم بستر کرنا اب فرماتے ہیں کہ بخلا انھیں تین ہشتہ رو کے کوہ نے کہا کہ میں گیا دیکھ رہا ہوں کہ
کوئی دم میں ایک گروہ چکی قوم کو میں جانتا ہوں اور یہ بھی کہ وہ میں کتنے آرہے ہیں ہرے کے کہا کہ
ہاں میٹاک آتے ہیں میں نے اکی آوا دینی اور جو طاہر انھوں نے کہا وہ بھی رشتا اور جو چھپا کے کہا
بھی رشتا جس نگے نے کہا کہ درتا میں بھی ہوں اس بات سے کہ میرے دہن لینے دیکھ کے نہ گزرتے ہیں
انہ سے نے کہا لودہ نزدیک گئے آٹھ سو دواہو رخمی ہونے پر طے جانے سے پہلے بھاگ چلیں
بہرے نے کہا ہاں خبردار ہر جا شور غل تو ہے بہت نزدیک ہو گیا ہر جگہ نے کہا اے دہن میرا لاج
سے کاٹ لینے میں مزور نیست نہیں ہوں غرض اس اندیشہ سے شہر کو چھڑ دیا اور شہر سے بھاگ کے
ایک گاؤں میں گھس پڑے اُس گاؤں میں انھوں نے ایک مرغ فرو پایا اور ایسا فرجیر ذرہ بھر کشت
نہیں نہایت لاغر و ضعیف آندھ سے نے اسکو دیکھا بہرے نے آواز سنی نگے نے اپنے دہن میں دبا لیا
اور وہ مرغ مردہ اور خشک کہ قون کا لویا گر دیا ایسا چکی طریان دار مثل تار عنکبوت کے پتھر انھوں نے
تلاش کی اس مرغ کے پکانے کو تو ایک دیگ ایسی پائی جسکا نہ سر نہ بن جلدی اسکی طرف دوڑے بس
ان تینوں نے اس مرغ کو دیگ میں کر کے من و ہر سے اگل پر رکھ دیا اور اسکے نیچے اوپر اتنی اگل
جلانی کہ طریان تو اسکی بچتہ ہو گئیں لیکن گوشت کچھ خبر نہیں ہوا پھر وہ تینوں اس دیگ میں سے کھانے
لگے جیسے شیر شکار کھاتا ہر بڑے بڑے چٹے اور ہر ایک اسکو کھا کھانے باغی کے مانند سیر ہوا یہ تینوں
اسکو کھا کے خوب موٹے ہوئے ایسے جیسے تین ہاتھی بزرگ و کلان آہ رہیا تنک موٹے ہوئے کہ ہر ایک
جوان مڑائی کے مارے جہاں میں نہیں سنا تھا لیکن باوجود ایسی بزرگی و کلانی اور زہنی و ثوابی
کے شکاف دروازہ سے نکل کے چلے گئے اب فرماتے ہیں کہ راہ مرگ خلق کی بڑی ایک راہ نامیدہ کہ
کہ نظر نہیں آتی اور بڑی بڑھکھانے دیکھ لے اسی راہ میں سے پڑ پڑ قافلے قدم بقدم ایک دوسرے
کے رکھتے چلے آتے ہیں اور اسی شکاف در سے کہ وہ مخفی ہو اور جو دروازہ پر تلاش کر گیا اس شکاف کو
تو ہرگز نہیں پا سکتا نہ پدید ہو اور اسی میں یہ سب زفات یعنی شباب و گمان ابھیا راغی
کی طرف متوجہ ہو کے کتے ہیں کہ دنیا والی شریعہ شریفی دہم اسکی پھر بھی خوب ظاہر بیان کرنا چاہیے اور ہر چہ

ایمانہ مدت جان اسلیے کہ آشنا بیکانہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہو
شرح کور دوبرہن اور گرتیز شتوا اور برہنہ دہن اولی

خو کہ کرا مل ادا ان کہ مرگ مائشیدہ مرگ خود نشیدہ نقل خود نریدہ مرص نامیاست مینہ موبو عجیب
خلقان و بگوید فاش او عجیب خود یک ذرہ چشم کور او اہمی نہ میند گر چہیت او عیب جو عجیب
کہ امانش برہنہ واسن مرد برہنہ کی درندہ مرد دنیا مفلس ست و ترسناک بیسج اور نہیت از دوزخ
باک و او برہنہ آمد و عریان رود و زخم دزدش جگر خون مینویدہ وقت مرگش کہ بود صد فوجہ پیش
خندہ آید جانش ازین ترس خویش و آئزمان و اند غنی کش نیست نہ ہم ذکی و اند کہ بود او بی ہنر
چون کنار کو کی پراز سفال بد کو بران لرزان شود چون بال بد گرتانی پارہ گریان شود پارہ گریان
وہی خندان شود چون باشد طفل راداش دمارہ گریہ و خندش مدار اعتبار مختشم چون عاریت ملک یت
پس بران مال دروغین می طپیدہ خواب می میند کہ او نہت مال نہ ترسد از دزدی کہ بریاید جوابی نہ چون ز
خواہش برکت یہ گوش کش پس ترس خویش تسخر آیدش بہچنین ترسائی امین عالمان کہ بودشان
عقل علم انجمن ہمانی قرآتے ہن کہ تو قوال کو جان کہ ہر چند ہمارا دنا سنا کہ ہم مرجانیگے مگر اپنا نہ نہیں
حالانکہ ہمارے ساتھ ہی یہی مرجانیگے ایسے ہی ہمارا نقل ہونا عالم باقی کو عالم فانی سے دیکھا اپنا نہیں
دیکھا اور کور کون ہر مرص ہو کہ مخلوق کے تو بال بال کا عیب دیکھتی اور فاش کرتی ہو اپنا ذرہ بھر عیب
نہیں سو مجھتا اور یہ بھی نہیں کہ عیب جو نہو عیب جو حد و جواب رہا عورینے نگاہی ڈرتا ہو کہ میرا داسن
کترینگے بھلا تگے کا داسن ک کوئی کترنگیا بس یہ عور مرد دنیا کا ہو کہ مفلس ہو اور ترسناک اسکے پاس یا اسکے
واسطے کچھ نہیں مگر چرون کا ڈر اسکو چوتا ہو یہ نہیں جانتا کہ نگا کیا تھا عریان جانگیا اسکا ہو ہی کیا
لیکن چرون کے غم سے جگر خون ہوا جاتا ہو جیسا کہ فرمایا و لفقہ متھونا فرادی کا خلقنا کم اول مرۃ ضرور
تم ہمارے پاس تنہا مال و مائشیا سے جیسا کہ نگوہنے پیدا کیا تھا پہلی دفعہ اسکی مرگ کے وقت سیکڑوں
نوسے تو ہونگے مگر اسکی جان اسکے خوف ہنسکی کہ دیکھ تیرا تھا ہی کیا جسکے لیے ڈرتا تھا تب غنی جانگیا
کہ میرے پاس کچھ نہ نہیں ہو محض بے زر ہوں اور ہر ذرہ کو سو جھیکا کہ مجھ میں مطلق ہر نہ نہیں کل بے ہنر
ہوں جیسے لڑکے کہ گٹیوں سے جھولی بھر لیتے ہین اور اسپر کیسے لرزان و ترسان کہ کوئی لے نہ لے
جیسے خاص مال کا مالک کہ اگر ان گٹیوں سے تھوڑی تو لے لے تو روئے لگیں اور اگر اور تھوڑی دیک
تو نہیں خوش ہوں اب جو لوگوں کو دوائش سے دمار نہیں ہوتا اٹھا گریہ اور خندہ بھی بے اعتبار ہو
لیکن عجب تو مختشم سے ہو یہ کیسے مال عاریت کی ملک دیکھ کے اس مال دروغ پر ٹپتا رہتا ہو

جو تین جاتا کہ خواب دیکھ رہا ہو کہ میں مالدار ہوں اور اسی مال خوابی کے خوف سے کہ کوئی چال میری
 نہ کرے ایسا بے ڈر رہا ہو جو وقت کان بھینچنے والا کان بھینچنے کا تو خواب نہ چوکیگا اور اپنا سحر آپ
 کرچکا کہ کیوں غیر مال کے چوری جانے سے ڈرتا تھا ایسا ہی خون ان عساکروں کا ہو جو عقل و
 علم کا واسطہ حصول جاہ و مال دنیا کے ہو اختلاف شرح میں زمین ترس کو داندین کشان کو کشاید
 قولہ از کئی این عاقلان خود فزون و گفت ایزد در شبی لایعلیون نہ ہر کسی ترسان نہ دزدی کسی نہ خوشین
 علم پذیر کسی نہ گمیدار کہ روزگار ہم ہی بر بند خود داند و زگار سود مند نہ گوید او کارم بر آورد خلق و عرق
 بیکار بیت جانش تا بخلق و خود ترسان کہ نعم دامن کشان چون رہا نم دامن و چنگال مشان نہ
 صاحبزادان فضل انداز علوم و جان خود را می زند انداز علوم و داندان خاصیت ہر جوہری و دویان
 جو ہر خود چون غری کہ سپید انم جوہر لایچہ نہ خود را فی تو بچو نہی یا عجوزہ این روادان تار و ادانی و لیکن
 خود را و یا تار وائی بین تو یک نہ تیت ہر کار میدانی کہ صیت قیمت خود را اندانی حقیقت نہ سب باد
 مسہد افشتہ و نگرسی سہی تو یا مشقتہ جان جملہ ملکہ انیت این کہ بدانی من کم در دیم دین و آن
 اصول دین بدستی و یک نہ بنگار در اصل خود کو بہیت نیک و از صولت ہول خویش نہ کہ کہ ہونے
 اصل خود اسی ضرورہ یعنی انھیں عاقلان خود فزون کے حق میں ایزد پاک نے قرآن شریف میں لایعلیون
 فرمایا ہوا لا انتم ہم لیسفہار و لیکن لایعلیون آگاہ ہو تحقیق و دمنافق ہو قوت ہیں لیکن آپ کو نہیں جانتے
 ہر کوئی راو کی چوری سے ڈرتا ہو یعنی مال تو اور کا ہو یہ عابری مالک بناؤ گداؤ تار ہوا ورتا شایہ کہ
 آپ کا یہ عالم کیا خوب علم ہی جانتا ہو اکثر کتا ہو کہ لوگ میری اوقات ضائع کرتے ہیں اور حال اسکا یہ کہ
 مطلق نہیں جاتا کہ اوقات سود مند کون ہیں کبھی کتا ہو مخلوق نے مجھ کو میرے کام سے بیکار کر دیا
 اور ہو یہ کہ جان اسکی خلق ناک بیکاری میں ڈھلی ہوئی ہو تنگا کتا ہو میں اپنا دامن اس کے چنگل سے
 کیسے چھڑاؤں مشکل یہ کہ میں دامن کشان ہوں بس لاکھوں طرح کے فضل اور انداز علوم سے وقت
 اور جان جیسی تاریکیوں میں ٹری ہو انکہ اصلاً نہیں جانتا ایسے ہی ہر جوہر کی خاصیت تو جانتے ہیں
 اور اپنے جوہر کے جاننے میں مثل گدھے کے ہیں و دعویٰ یہ کہ میں بچو نہ لایچہ نہ کہ جانتا ہوں تو اسے
 عجز و ضعیف نہ بچو نہ کہ جانتا ہی نہیں بہر وادار تو تو ہر شے کا جانتا ہو لیکن خود کر کے اپنے بھیمین دیکھ
 تار وادار و انجھ کو معلوم ہو کیسے بڑے حق کی بات ہو تو ہر شے کی قیمت جانے اور اپنی قیمت نہ جانے
 تار وادار کے سعد و شمس تو خوب جانتا ہو آپ کو نہیں دیکھتا کہ سعد ہو یا رے ناشتہ یا شمس ساجے
 علموں کی جان و ملا صدہی بات ہو کہ قیامت کے دن تو آپ کو جان لے کہ میں کون ہوں ہول

جو دین کے ہیں وہ باخود علم اصول توفیقے جان لیے مگر جیڑی اہل ہر کو جان چکو۔ کیونکہ وہ ایک کوہ بلند ہے
خوب جان کے کہ تیرے ہولی ہونے سے تیرے حق میں اپنے ہول کا جانا بہت بہتر ہوتا تو
اپنی اہل کو اسے مرد بزرگ جانے پہچانے

فقہ اہل سب کی خیر می و ناسکری میں

قول اہل شان بدبودان اہل سب سیر میدی در صاحب نقاد وادشان چندین ضیاع وبلغ رانغ +
اویب وازہست از بہر فراغ + بیکمی افتاد از تپنی شمار تنگ میشد معبرہ بر بگزار + آن ہنشا سیوہ
رہ را میگرفت + از تپنی سیوہ رہر ورتگفت + سہ بر سر بردشتان شان + پر شدی ناخست از ویشان
باد آن سیوہ فشانہی بیکے + پر شدی دان سیوہ وامنہا سی + خوشہ ہی رفت تا دیر آئوہ + بر سرور دے
روند و میوہ + مر وگنن تاب از تپنی زندہ بستہ بودی بر میان زمین کہ + سگ کلیہ کو فنی در دیر یا + تخمہ بودی گرگ
صوا از نو آگشتہ این شہر و وہ از دزد و گرگ + برتر سیدی ہم ادگر گرگ شکر + جامہ ایشان اگر چہ کیشی
آتش سوزندہ شان صابون شدی + ورتورانہ فشنہی جامہ را د بعد یک ساعت شدی خوش با صفاء
اگر گویم شمس غمتہ سے قوم + کہ زیادت میشد آن پو یا فیوم + مانع آمد از غنہا می + اہل یار وند امر فاستقم
الغنی قلیع بکمر گائون در زمین مژدہ رانغ جنگل معبرہ بالفتح جایی عبور سکا بالفتح + تشدید لام پاره کلیچہ
نان میدہ خمیری اہل سب جو ارباب نقاسے بھاگتے تھے یہ سب نقا کہ انکی اہل بد تھی آتش لٹائی سنے
انکو کتے گائون اور زمینیں مژدہ اور رانغ جنگل + اپنے اور بائین دو نون طوف سے ویے تھے
تا بفراغ نما طرندگی کرین از ہیکہ کثرت سے سیوے کرتے تھے راستون پر کل جانے کی جگہ راہرو کہ
میں ملتی تھی و رخت ایسا سیوہ شمار کرتے تھے کہ راہ روک لیتے تھے اور راہرو کثرت سیوہ سے
متعجب ہوتے تھے اگر کوئی پچارہ سر پر رکھ کے ذرا دیر کو ذرخت کے نیچے جانا ایسا سیوہ خود بخود
گرتا تھا کہ دم بھر میں پچارہ اسکا بھج جانا + جیوا ہش اسکے ہوا بدون توڑنے بھاٹنے کسی کے ایسا سیوہ
بھوتی تھی کہ دامن بھر جاتے تھے پیچھے خرمکے چلے لے لے اوپر سے نیچے گرتے تھے سرور و رن
پر زور سے لگتے تھے در کایہ حال کہ بھاڑ جھونکنے والا بھی تو کمر زمین باندھے ہوتا ہو ایسی کثرت درگی
نئی کتے میدہ کی روٹی خمیری پائون کے تلے کچل ڈالتے تھے بھیڑیوں کو اسقدر جنگل میں شکار و
توشہ لٹا کہ ہمیشہ خرمین ہوتے تھے ای بیہمی انسیت ایسی کہ شہر و گائون دزد و گرگ سے سخت
تھے بڑے بھیڑیے سے ادنی بھیڑیہ نہیں ڈرتی تھی کپڑے انکے اگر میلے ہو جاتے تھے تو آتش
سوزندہ اسکی صابون ہو جاتی تھی اس طرح سے کہ کپڑے اپنے غنور میں ڈال دیتے تھے

ایک ساعت کے بعد اپنے صاف و پیر صفا کمال لیتے تھے اس کے انکی نعمتوں کی جو مثالیں ان کو عطا کی تھیں شرح کروں اور انہی کہ یہ نافرمانی یعنی روز بروز زیادہ تو ان باتوں سے جو میری مقصود ہیں مانع ہو جائیگی اس واسطے اس کو چھڑ کے لکھتا ہوں کہ انبیاء ان کے پاس حکم مستقیم لے گئے یعنی مستقیم لکھاتے اور امر حق پر مستقیم رہے

آنانا تیرہ پینیروں کا واسطے نصیحت اہل سب کے

قولہ سیزہ پیغیر استجا آمدند مگر ان را جگر بہر مشیدند کہ ہا نعمت فزون شد شکر گوید مرکب شکر از بخند و جگر شکر منعم واجب آمد در خرد و در نہ بکشاہد چشم انداہین کرم سہید و این نوکس کند کہ جنین نعمت بشکرے بس کند سرخشت بشکر خواہ سجدہ را یا پاشند شکر خواہ رقعہ را بشکر نعمت فزون کند صد ہزار سال گل ز خاری سزند یعنی فراتے ہیں تیرہ پیغیر اہل سب میں ہوئے اور مگر انہوں کے راہ پر بنے کہ خبردار ہو جاؤ تمہاری نعمت نے بہت افزونی پائی ہو تم شکر خدا کا کرو اور اگر کب شکر کا نہ ملے تو تم اس کو ہلا کو خیال تو کہ عقل کے نزدیک بھی تو شکر منعم کا واجب ہو اور جو شکر نہیں کرتا آپس دروازہ غصہ کا کھولا جاتا ہو اور خبردار کرم کو دیکھو اس کے موافق شکر کر دے کسی نے مانا ہو کہ اسی تو الفاروں نعمت اور ایک فیہ شکر کہا اور بس کر کے بیٹھ رہے سخت ہوتا اس کے شکر میں سجدہ چاہتا ہو یا لون سخت ہوتا اس کے شکر میں جو عبارت مدام قیام نہان سے ہو اگر شکر نعمت کا کر گیا تو تیری ہی نعمت بڑھ گئی انکھوں گل اکیٹار سے بھینکے کما جارفی القرآن لمن شکرتم لازیدنکم اگر شکر گئے نعمت بڑھے گی اختلاف شرح میں

مر کو اکو پنے کو لکھا ہو

جواب قوم کا انبیاء کو علیہم السلام

قولہ قدیم گفتہ شکر مارا بروہ غول دما شیم از شکر و ز نعمت ملول بہ اعنتے چہ سیر شدہ جان با ازیت شکر دہ گویم بر گوید ہین پیش ما این نعمت آمد اعنتے بہ شکر محنت کس نگفتہ بہت اسی قے ما چنان پرمردہ شکر تیر از عطا کہ نہ طاعت مانوش آید نہ خطا مانینخواہیم نعمت با باغ دما علی خواہیم اسباب فراہم المعنی قوم نے انبیاء کی نصیحت سنے کہ کہ شکر ہو کہا ان شکر تو ہمارا شیطان لیگیا ہم شکر و نعمت و شکر مانوش ہیں نعمت کیسی ہماری توجان اس سے سیر ہو گئی اب ہم شکر کس بات کا کریں تم ہی بتاؤ ہمارا نزدیک تو یہ نعمت ایک بڑی محنت ہو پھر اسی نعمت کا شکر بھی کسی نے کیا ہو ہم تو اس عطا سے ایسے پرمردہ و خسروہ خاطر ہیں کہ نہ ہو کو طاعت خوش آتی ہو نہ خطا ہم دونوں سے بیزار ہیں ہم یہ باغ و بہشتیں کچھ نہیں چاہتے نہ سامان و اسباب فراغ کا اختلاف شرح میں نعمت کو نعمت محنتی کو محنتی لکھا ہو

جواب نبی کا قوم سے

[illegible]

دوست را از دلفری و دستی بقتل با عاقل بگیرد از سموم نفس خون باطنی و ہر چہ گیری تو من را آگاہی
گر گیری کہ ہر نگلی شود و گر گیری مہر دل بگلی شود و ور گیری نکتہ بکریطیف و بعد و رکت گشت
سیدوق و کثیف و نکتہ این اسب شنیدم کہ نہ شد و چیز دیگر کہ بجز آن ای عضد و چیز دیگر تازہ نو گفتہ
باز نواز و شوی زار و نفیر و دفع علت کن چہ علت خود شود و ہر حدیث کہ نہ پیشت نوشو و تا کہ از کہ نہ
بر آرد شلخ نو و بگلند صغوشہ کہ نہ ز نو و طبیبان ہم شاگردان حق و بحر علم و دیدار انا نطق و آن
طبیبان طبیعت و بگریہ کہ بدل از راہی بنزد آمد مابدل بوی اسطوخوش بگریہ کہ نہ فرست مابا علی
منظریم یعنی تبتے اگر چاہتا ہو کہ کل کو دوست سے نفیر و شکایت نہ کروں تو دوستی عقل و عاقل کی
اختیار کرے بے کلفت ہو اسکے کہ جب تو ہو از ہر ناک نفس سے علتی ہو رہا ہو جو چیز اختیار کر لیا خود اگر
کاشے گا اگر گوہر تھہ میں لیا تھہ ہو جائیگا اور اگر محبت دلی وہ جنگ بنجائیگی اگر کوئی مکتہ بکریطیف
یا لیا جب اسکو دریافت کر لیا ہو وہ اور کثیف ہو جائیگا ایسے ہی یہ جو تو کہ رہا ہو میں نے اسکو بہت
سنایا سب پرانا ہو گیا اب اور کوئی چیز اسکے سوا احو عضد میرے سامنے بیان کر کرتے ہیں کہ ایسے
تازہ نو کا اگر تو طالب ہو تو یہ لے جسے کہا ہوا جان کر تو کل کو اس سے بھی بیزار و متنفر ہو جائیگا اس
کیا فائدہ تو علت جبکہ فساد ہو اسکو دفع کر جب یہ تجھے جدا ہو جائیگی تو ہر بات پرانی تیرے آگے نئی
ہو جائیگی تو بالفتح گیاہ خود رواور کا نا دور کرنا بس یہ تو تو کہ نہ میں سے نئی شاخ نکھائیگا اور کیا پائو
خوشے پرانے نئے سے تیرے حق میں شگفتہ ہونگے ہم طبیب شاگرد حق کے ہیں کہ بحر قارم نے جو
ہمکو دیکھا پھٹ گیا اور ہمارے لیے راہ کردی چنانچہ رودیل حضرت موسیٰ کے حکم سے پھٹ گیا تھا
یہ قول انبیاء ہو اور آئندہ نیز اور دنیا کے طبیب کثیف طبیعت کے ہیں کہ دل کو نبض کی راہ سے
دیکھتے ہیں اور ہم دل کو بوی اسطوخوش دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ ہم فراست میں ان طبیبوں سے اعلیٰ
منظر پر بیٹھے ہیں منظر بالفتح کوئی صورت آنکھ اختلاف شرح میں گوہر بچاوت فارسی کی جگہ کہ اور
جو علت کو چہ علت قولہ ان طبیبان غذا نیند شمار جان حیوانی بدایشان استوار و طبیبان فعلیم
مقالہ علم پر تو نور جنال مد کا تخمینہ فعلی ترافع بود و بچنان فعلی درہ قاطع شود و اینچنین قولے ترا
پیش آورد و اینچنان کہ بزرگوارش آورد و اینچنان از نیک و بد پیش تو بہنیم و بنا ہم جد کہ تو خود ہی
حق گزین در خواہی آن نہر و شرک سنگ و گوہر شد عیان و آن طبیبان را بود و بوی دلیل این دلیل ما
بود و میں دست مزدی می بخوام از کسی بدست مرد و مرد از حق بے رہن صلا بیاری ماسور و وار و
از یک باب بخور و این ہی وہ طبیب تو غذا و بیویون کے ہیں انکے فساد کی اصلاح کرتے ہیں اور

روح جیوائی کو قوت پہنچانے میں ہم طیبہ یا قیال و افعال کے ہیں ہم قول و فعل کی درستی کرتے ہیں اور جلال کے پر تو سے ہلکا لہام مہوتا ہے کہ یہ فعل اس قسم کا جھکنا منع ہوگا اور وہ فعل اس طرح کا تیرا راہ مار ہوگا اس قسم کی بات جھکنا مالک کے منصوبہ میں پہنچانے کی اور ایسی بات میرے لیے ٹونک یعنی غلاب پیدا کر گئی جس پر آنچنان اور اپنپن و دو طرفہ قسم کی باتیں نیک و بد تمھارے سامنے رکھ دیں گے اور سب پر تمام دکھا دیں گے اس وقت میں یہ اور وہ دونوں تمھارے سامنے ہونگے چاہے جسکو اختیار کرو دہر و شکر اور رنگ و کہ ہر سب عیان ہوگا آن طلبیوں کے لیے بول دلیل ہو یعنی راہِ سب طرف مرض کے اس سے حال مرض کا دریافت کرتے ہیں ایسا واسطے بول کو دلیل کہتے ہیں ہمارے لیے وحی خدا جلیل کی دلیل ہو وہ اپنی اس منت کی دست مزد چاہتے ہیں ہم کسی سے نہیں چاہتے ہماری کونہ خدا سے ہر جو بہت بہت ہو ملتی رہتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے قل ما اسألكم عليه اجر ان اجرى الا علی اللہ نہین چاہتے ہیں ہم اتنے اسکی مزدوری ہماری مزدوری سوا اللہ کے کسی پر نہیں ہے تو اب ہماری وار و کی طرف سے اکیسا کیا ہو اور اسکو جو بیماری سے ناسور رکھتا ہو صلا ہی آئے اور شفا پائے

معجزہ چاہنا قوم کلہ مغیر و ن سے

قولہ قوم گفتند ای گروہ دعویٰ کہ گواہ علم طب نافعی و چون شائبہ ہمیں خواب و غوریدہ ہو یا بشیہ و درویش و پیر و چون شمار دامین آب و گلیہ بکلی شام صیا و منزع و لید و حب جاہ و سروری دار و ہران کہ شمار و خویش از میجران ما ستواہیم اینہ لاف و دروغ و گردون اندر گوش و افتاد و بدوغ و انشا گفتند کاین دان علتست ما یہ کوری حجاب و دست و دعویٰ مار اشنیدید و شامی نہ بینید این گہ در دست ما است حالت این گہ مرغلن را ما ش گردانیم گرد چشمہا ہر گہ کہ یہ کو گوا گفتش گواست ہ کوئی بیند گہ منس عاست ہ افتابی و سخن آہ کہ خیر کہ برآمد روز و برجہ کہ ستیزہ تو گوی آفتاب کو گوا گودیت ای کور از حق وید و خواہ روز روشن ہر کہ او بجا میرا غ عین جستن کوریش و ارد و بلاغ المعنی قوم نے امینا سے کہا کہ ای گروہ دعویٰ تو کرتے ہو لیکن تمھارے علم طب کے نافع ہو گا کوئی گواہ بھی ہو ہم تو دیکھتے ہیں جیسے ہم مقید خواب و غور کے ہیں ویسے ہی تم ہو جیسے ہم اس کو نہیں چہ تے کھاتے ہیں ویسے ہی تم ہو کما جافی القرآن یا حل مائنا کلون و یشرع مایشرعون کھاتا ہو جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہو جو تم پیتے ہو دوسری جگہ مالکذا الرسول یا کل الطعام ویشی فی الاسواق کیا ہو اس رسول کو کہ کھانے کھاتا ہو اور بازار و ن میں پھرتا ہو پھر جب تم اس آب کھانے کے دام میں پھنسے ہوئے ہو تو میرے دل کے صیاد کیسے ہو تم میں اڑان ہی کہاں ہو اصل یہ ہو کہ لالچی اور محب جاہ و سروری کے ہو

یہ علاج منگو بغیر پاتا ہو کہ لوگ عزت کرینگے اور اپنا سر و دار بنائینگے بس یہ بختدار الاف و دور فاع ہمارے درکار ہمارا
نہیں پیش کر دے تو کالوں میں موجود اور اسکی تلاش میں منگے میں پڑنا آجیائے کہا کہ یہ بھی اسی علت کا
فساد ہو کہ باہر کی اور حجاب رویت کی پر دعویٰ تو ہمارا تھے سنا لیکن یہ گہر بخت کا جو ہمارے ہاتھ
میں ہو اسکو تم نہیں دیکھتے سو یہ امتیاز خلق کا ہو کہ دیکھیں کون اس گہر کو مانتا ہو کون نہیں مانتا ہم
اسکو کہ کون کی انگلیوں کے سامنے پھرتے ہیں جس جو کوئی گواہ چاہتا ہو اسکی یہ بات میں گواہی
چاہنا اسپر گواہی دیتی ہو کہ وہ گہر نہیں دیکھتا گرفتار کو رہی کا ہی اسی اثنا میں ایک ایک قصاب جو مرد کسی
شخص پر ہاتھ ڈرنے سے ہو بولٹھا کہ آٹھ مہلے کی گردن نکل آیا جھپٹ لڑائی مضبوطی سے کر تو تو
اس سے بھی کہتا ہو کہ اس قصاب اسکا گواہ کہان ہو تو وہ تجھے کہتا ہو کہ ایسا اندھے تو خدا سے انگلیں مانگ
دن تو کھلا ہوا ہے اور تیری انگلیں اندھ کی حالت سے بھی ہیں لہذا تو چراغ ڈھونڈتھا ہو بس یہ
تیری بین سوجھ کو رہی اور ہر ایک کی پر مطلب بخت بھی کی بھلش در روشن گئے ہو اور گواہ ڈھونڈنا
جو چراغ سے مراد ہو کہ رہی و بزل ہی ہو تو کہ در نمی بنی گمانی بردہ کہ خطیاست و تو اندر پردہ
کو رہی نور اکمن زمین گہمت داس داسش دور انتظار فضل بایش بفضل بیعت مگر در یادیت زمین
تھاوت روی دل تہا بدت دور بمانی در چین کوری ابد آمیند پنهان شد باز تو در بندہ در میان ہو
گفتہ ہیں روز کوہ غول پر رسوا کر دست امی تذخوہ صبر و خاموشی جذوب حمت و دین نشان جہت نشان
انسانیت و انصاف و ایثار و جود و آید از جانان جز امی انصاف و مگر بخوابی کس پیش این طبیب
بر زمین نہ در و سر ای طبیب گفت اقرون راتو بطروش و سخن بدل جان و بدل ماہ و بدل مژ
نشان و زنجیر فضل ہو کہ حسد از رو قصاب بر جاہ نذر چون طبیبان انکس اید دل خود بہر پند و شبہ
در خود و بخل و دین کوری چہ ستم شایستہ لیاک اکرام طبیبان از دہیت و این طبیبان را
بجان ہارہ سوزیدہ تار شاکر و عجز کندہ شویہ و المعنی کس ٹوٹا ماراں کا پتہ اگر تو دیکھتا نہیں اور کہاں
تھکوا ہشتی کا ہو کہ میں ہی اس سے پردہ میں ہوں تو خاموش رہ اور اپنے منہ سے کچھ کہے اندھے
کوفی ہر نہ کر اور نہ دے کے فضل کا منتظر رہ شاید وہ فضل بے علت تیری خبر لیے اور اس شقاوت سے
تیرے دل کے منہ کو کھیر دے کہ تو گر ایسی ہی کوری میں ہمیشہ رہا تو جان مے تیرا آئینہ منہ چھپ گیا
پھر تو نہ دیکھے پائے ڈارا انصاف تمہ کو دن تو کھلا ہوا ہو اور امی تذخوہ ایسے ظاہر حال میں ہو چھپتا ہو
کہ دن کہان ہو کیسا آپ کو فیضیت کرتا ہو بس صبر و خاموشی کہ باذوب یعنی کھینچنے والی رحمت کی
بین اختیار کرو نشان کہ دن کہان ہو اسکی جہت حمت کر کہ یہی علت ہو دیکھ تو خدا سے قسائے

اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے: **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** ان کا تسمو الہیہ واجب پڑھا جائے قرآن کو یہ کہ سب سے
 چپ ہو جاوے تو اس جانان سے جسکا تو نے حکم مانا تجھ کو بدلانے اگر چاہتا ہو کہ کس سے بچا رہوں مجھے
 لویہ کے یہ پیار نہ ہو باؤں تو جلدی اس ورنہ طبیعے سامنے سر زمین پر رکھے راہ اطاعت سے غافل
 رت ہوا اور گفتگو فضول و بیہودہ کو چھوڑا، رنڈل جان و نڈل جاہ و نڈل سرین دین رخ مت کر سیکو
 اختیار کرتا فضل خدا یتقالی کا ایسی شایہ منت تیری کرے جسکو شکے فلک کو بھی تیرے جاہ چرند
 جب تم طبیعوں کے دل کی نگہداشت کرو گے کہ ناخوش نہ ہونے پائین تو خود اپنا حال دیکھو گے اور
 شرمندہ ہو گے کہو گے کہ اس کو رمی کا وقع کرنا مخلوق کے قابو میں نہیں ہو لیکن یہ بخشش طبیعوں کی
 ہر ہماری ہدایت کے سبب سے ہو جس ان طبیعوں کے بھان و دل بدے بنو تو مشاک و غریبیں لبست
 ہو جاوے جو اعمال صالحہ میں اختلاف شرح میں مینا کو صبا اور ربانی کو مائی بہنیر کو بد جاہ تو کو جاہ و کھانا

مستم کرنا قوم کا انبیاء کو علیہم السلام

قولہ قوم گفتند اینہ ز رقت و کرامت کہ خدا نالک کند از زید و کبریا ہر رسول شاہ بایہ منس و آب گل
 خالق افلاک کو چھوڑ کر خود ویتا چوں شام پیشہ نرا دایم ہزار ہا کو ہا کو پیشہ کو گل کو خدام از آفتاب چرخ
 چہ بود و در راہ اینچہ نسبت وینچہ پیوندی بود و تا کہ در عقل و دماغی در و دتا کی این گنت ہیود کب
 اینچہ ز رقت و پریشدست و عشاء خود کیا کہ آسان کو لیسان دمی نگیر و مغز این داستان مدحاً لباً ما
 عقل دایم اینقدر گندنا مائی شناسم از گندنا یعنی مخفی تر ہے کہ شجہ میں اس حکایت کو گندنا و گزر پر تمام
 کر کے با جملہ حکایت کو این بدان بانی ہے مصدر کیا ہو سیری دہشت میں این بدان الخ اور کز مہ الخ اور
 حیلہ کر نہ یہ تینوں شعر تہذیب اور ہی کی داستان کے اور قصہ پر داستان ہدی کی اضر کہ الخ سے مناسب ہو
 معافی ہتھار میں اختلاف و پریشانی صنف و غنہ کی غلطی ہوگی جیسے کہ متذہن پریشی نہیں ہو قوم نے پھر
 یہی جواب دیا کہ یہ سب تمھارا کمر و فریب ہو گیا ہنر و ہر کہ خدایتا لی اپنے ہزاروں سے نکل پیدا ہو کر کیا اپنا
 نائب کرے تم قاصد خدا کے ہوا و رقا صد ہر شاہ کا احسب جس سے ہوتا ہو پھر تم آب و گل اور در خالق افلاک
 تم ایک جنس کب ہو گیا ہنر و مغز گندھے کا کھایا ہو جو تمھاری طرح ہم بھی مجھ کے ہزار ہا کا بانی بن کیسا ہمارا
 کیسا پیشہ کیسی گل اور کمان خدا بھلا زہ کے پاس سامان آفتاب چرخ سے کچھ ہوتا ہو تمھاری اکی کیسی
 نسبت اور کیا ہو چوچھو گا کہ ملاؤ ہی نہیں تا عقل و دماغ میں ہمارے یہ بات تمھاری گھنٹے تم کہاں تک یہ
 گفتگو ہیود و ہمسے کرو گے یہ کیا تمھارا کمر و فریب ہو اور کیسی دغا سوچو تو تم خود کیا چیز اور سی کیا اور کہاں کیا
 جسکو بانہنا چاہتے ہو ایسی مجال و ہیود داستان ہمارا مغز قبول نہیں کرتا اور کچھ نہ سی اتنی عقل تمھو

جب بھی ہو کہ گننا اور سیکہ پیمان لین

حکایت خرگوشوں کی قوم کی طرف سے بطور مثال

قولہ این بدان مالد کہ خرگوشی گفت من رسول مادم با ماہ جفت و کز مرہ پیلان بران چشمہ لال بسہ
 شچیران بدنامہ ردال و جو محروم و زخوف از چشمہ دور و جیلہ کردند چون کم بودہ دور و از سرکہ باگ دو
 خرگوش دال بسوی پیلان و در شب غرہ ہلال کہ بیا رابع عشری شاہیل تا درون چشمہ یابی این دلیل و
 شاہ پیلان من رسولم بش نیست و بر رسولان چشمہ زجر و عیش نیست و ماہ میگویہ کہ اسی پیلان و دیدہ چشمہ انشا
 وان کیسہ رویدہ ورنہ من تان کور کردہ ام ستم و گفتہ اگر گردن بردن انشا ختم ترک آن چشمہ گویند و رویدہ
 ناز و خم تنغ من امین شودید و یک نشان نہت کا ندر چشمہ ماہ مضطرب گرد و در پیلان جوادہ اسی فلان شب
 حاضر کا اسی شاہیل تا درون چشمہ یابی این دلیل و چونکہ ہفت و ہشت از مرہ گذریدہ شاہیل از چشمہ
 سپردیدہ چونکہ زو فرطہم سل آن شب در آب مضطرب شد آب و مرہ کرد و مضطرب پیل باور کرد و از وی
 این خطاب و چون درون چشمہ مرہ کرد مضطرب و ترس ترسان باز گشتہ آن مرہ و بعد از انان نامہ کے
 و ایشان ہمہ ماہ نازان پیلان گویم اسی گروہ و کا مضطرب ماہ آردہ ان شکوہ و احسنی گول بکاف فارسی
 وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہ نسل ہوئی جو خرگوش نے کہا کہ میں رسول ہوں اور ماہ کا جفت کہ فلان چشمہ
 لال پر ہاتھیوں کے گلہ سے سارے پنجو جگل کے دیال میں ہیں جس باس آئے لال کے محروم و مرہ کے مارے
 پاس نہیں جاتے تھے وہ دور بہتے تھے سب کمزور ہاتھیوں کے مقابل کب لہذا یہ جیکہ کیا کہ ایک بڑھے
 خرگوش نے سرکوہ سے بزور ہاتھیوں کی طرف شب غرہ ہلال میں آواز کی کہ اے رابع عشر شاہیل اور اندر چشمہ کے
 تو جیکو دلیل میرے جوئے کی معلوم ہو رابع عشرہ درجہ اندازہ ہاتھی کی اونچی فانی کا ہو اور کیا عجب چودہ ہاتھ سے مراد
 ہو آتشہ پیلون کے میں ہوں زیادہ کچھ نہیں در رسولوں چشمہ زجر و عیش نہیں ہو جو چاہیں کہیں سن ماہ کا کتا کہ
 اے پیلو بھاگو یہ چشمہ میری ملک ہو اس کے کنارہ کرو ورنہ میں چکاؤ اندھا کرو ونگا تنھا کے سبب لہذا
 میرے زجر کا جتا دینا تھا جتا دیا اور گردن اپنی اس باسہ کی کرتی تھی اس چشمہ کو ترک کرد و اور چلے باو تا میری تنغ کے
 زخم سے بچے و ہوا ایک نشان یہ کہ چشمہ میں پاؤں کے پانی لینے سے کیسا مضطرب و تھرا تھرا ہو تو فلان شب میں تا
 اندر چشمہ کے دلیل دیکھ لینا جب ہفتہ ہشتہ چاند کا تیرہ موگیا شاہیل یا اور چشمہ کی گھاٹ غرہ سے چرنے لگا جب پیل
 اس رات میں کہ ماہ کی روشنی برحق ہوئی تھی سو بڑا اپنی باقی میں ڈالی پانی کی جنبش سے ماہ بھی لٹنے لگا
 اور صورت مضطرب کی نمود ہوئی پس نے دیکھا کہ خطاب خرگوش کا یقین کیا کہ چشمہ میں ماہ کا مضطرب
 دیکھا اور ایسی ہی اُسے آواز دی تھی جس وہ مرہ کا نپٹا ڈرتا سب ہاتھیوں کا کچھ لوٹ گیا اور پھر

انہیں سے کوئی ایک وہاں نہیں آیا بساں ذکر وہ ہم ان حق باقیوں سے نہیں کہیں ماہ کا خطرہ کا کوئی

جواب انبیاء کا انکی طعن پر اور مثل لاننا انبیاء کا

قولہ انبیاء گفتند راہ بند جان بدست ترک و ای سفیدان بدتان دای و دنیا کہ دوا از سچ تان بدگشت ہر
 قہ جان آہنج تان بظلمت افرویدین چنانچہ آن چشم را چون خدا بگماشت بر بول خشم را چہ میس جہش ہم
 از شما کہ ریاست ما فروست از شما چہ شرف یا پرستی مجرورہ خاصہ کشتی ز سرگرن گشتہ چہ دای و دنیا آن دیدہ
 کور و کبود آفتابی اندر روزہ نمودہ کا دمی کو بوشیل و ندیدہ دیدہ اہلس خبطینے ندیدہ چشم دیوانہ بہا شرفی
 نمودہ دران طرف جنبیدہ کورا خانہ بودہ ای بسا دولت کہ آید گاہ گاہ ہمیش بد دولت گرد و از راہ مای بسا
 معشوق کا بد ناشافت ہمیش بختی نما ند عشق باخت و احمقان را انہیں حرام جہت و مے نسانہ
 گر طران را راہ رست و این غلطہ دیدہ را حوان است و دین مقابہ قلب اسوار القضاست
 چون بت سنگین شمارا قبلہ شد بدعت و کوری شمارا طلہ شد چون بشاید سنگ تان انبار حق چون شاید
 عقل و جان ہر از حق بد پشہ کمرہ ہمارا شریک بد چون نشاید بد ہزار مالیک دیاگر مردہ تراشیدہ
 شاست بد پشہ کمرہ تراشیدہ خدایت و عاشق خویش و منتگد خویش بد و مہ ماران را سراست کیش و
 فی ورا مدم دولتی و نمستی و فی دران سرراستی و ملاقی و معنی انبیاء کے آنکے جواب میں کہا کہ اسی سفید
 تنہ راہ نصیحت کی اپنی جان پر بہت ہی سخت کر کے بند کر دی جس میں مطلق گز رہنہیں آئے ہوس تو تھارا
 وہ رنج ہو جس سے وہ از ہر وقہ ہو کے تھارسی جان آہنج ہو جاے یعنی جان کی لیا و امنے جو بد راغ
 نصیحت کا جلایا انکی آنکھ کی آنسے اندھیری بڑھائی اس سبب کہ مذانے تو اپنا انکے دل غصہ
 تعین کر دیا ہو تم کہتے ہو کہ یہ خیال سرداری کے یہ ایسا کرتے ہیں اور ہماری بیسی ڈھونڈتے ہیں
 تم ہمارے کیا چیز ہو جو ہم سے ریشی چاہیں گے ہماری ریاست تو تھارسی ریاست سے بہت زیادہ ہو
 جو دیا کہ مجرورہ کو ایک کشتی دے کیا شرف اور خاصہ کشتی بھی ایسی کہ گوہر کی بھری ہاے اسوس
 ان آنکھوں کو روکے جو دے جس میں ایسا بڑا آفتاب ذرہ معلوم ہوا جیسے حضرت آدم شرف و جمال میں
 بیشک دیکھتا تھے مگر اہلس کی آنکھوں نے آنکھوں ہی دیکھا یا جیسے دیوانہ کہ اسکی آنکھ کو بہا حنہ ان
 معلوم ہوے اسواسطے کہ اپنی اصل خانہ سے جنبش کرتی ہو اکثر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ دولت
 بد دولت کے پاس آنا چاہتی ہو اور اسکی بدولتی کے باعث راہ سے لوٹ جاتی ہو اور اکثر کوئی
 معشوق ناشافت انجان میں کسی بد بخت کے پاس آ جاتا ہو اور وہ اپنی بد بختی سے اُسکے ساتھ
 عشق بازی نہیں کر سکتا جس احمق کو ایسی ہی محرومیاں بدلا ہیں اسواسطے کہ راہ رست گمراہوں سے

۱۵۴

۱۔ انسان معرفت خراج منوی مولوی کا دم

مواظقت نہیں کرتی ہیں، زمان ہمارا چارسی کنگھ کو غلطی میں ڈالتا ہو کہ کچھ کا کچھ سوچتا ہو اور یہی سہا
قلب کو چل کے سورہ نقصنا کی طرف لیجاتا ہو جسے ست سنگین کو اپنا قبلہ بنایا کوری و لعنت تمھاری
زیب و زینت ہوئی اسلئے کہ سوچتا نہیں تپھر کو قبلہ کیا ہو آب خیال کرو جب تپھر تمھارے نزدیک
شریک خدا کا ٹھہرا تو جب کچھ منوا اور عقل جان اگر ہمارا حق کی ہونین تو بڑا غضب ہوا کیل دئے
پشتہ مردہ تو شریک ہا کا ہوا اور جو زندہ ہمارا بادشاہ عظیم کا ہو تو تعجب ہو یا شاید بد بونو جب کہ پشتہ مردہ
تراشا ہوا تھا ماہی اور زندہ تراشا ہوا خدا کا لہذا اپنے تراشے کی عزت کرتے ہو تم اپنے عاشق ہو
کہ ذرا ایذا پاس ہلین آنے دیتے اور عاشق اپنی صنعتگی کے حتی کہ پوجتے ہو خوب دم مارا اور پھر کا
میل ملا ہو کہ ایک مذہب کے ہیں اس سب سے کہ اسکی دم سرکشی رہتی ہو جیسے ایک مذہب والے
متحد ہوتے ہیں او کیا خوب کیفیت ہو کہ دم میں اسکی نہ کوئی دولت و نعمت نہ اسکے سر میں کوئی راحت
ولادت و اختلاف شرح میں آہ پند کی جگہ آوہ بدل کو پردہ جزا است کو چراست او قبلہ کو قید لکھا ہو
قولہ کہ و سرگردان ہو دان دم مارا لافق اندو و درخور عیان ہر دو بار استچنان گوین حکیم غزنوی کہ در
اکسی نامہ کہ خوش بندوی کہ کم فضولی کن تو در حکم قدر در خوا کہ شخص نر یا گوش خرد شد مناسب عضو
و ابدانہا شد مناسب و صفا با جاننا و وصف ہر جانی مناسب باشد بیگان جانی کہ حق تراش
چون صفت با جان قرین کر دست او پس مناسب دانش چون چشم و روہ شد مناسب و صفا در خوب
زشت و شد مناسب حرفا کہ حق نبشت و دیدہ و دل بہت میں الا صعبین چون قلم در دست کا تب
ای حسین و صبح لعلت ست و قمر اندر میان و کلاک دل قبض لوطی زین تان و اسی قلم بنار کبرا جللا
کہ میان اصبعان گیتی و حبابہ قصد و جنبشت زین صعبت و فرق تو بر چار راہ مجمع ست و این حروف
حالمات از نسخ اوست و نظم و نخت ہم زغم و فسخ اوست و جز نیاز و جز نقص راہ نیت و زینت
ہر قلم آگاہ نیت و این قلم دانہ ولی بر قدر خود و تدفوع کہ نہ زبانہ و اپنے در خوا گوش و پیل و نیت
نازل را جہل میخندہ کے رسد ان این شہد اساختہ رسوی آمد گاہ پاک لعلت متن و این مثل کہ در
آن حضرت کہ کہ علم سر و چرا و آیت ست و اسی نصیق صدر فرمایا و کیو دم مار کی شہم گھام کے
سرکھٹ جاتی ہو اس سبب سے کہ و وزن یا رہین با ہم لافق و سزاوار مناسب یکا یکہ شہر بعدین
اشارہ ہو طرف قول صیم لکی غزنوی کے چنانچہ فرمایا کہ حکیم غزنوی نے بھی الہی نامہ میں کہا ہو میں بھی
کہوں اگر تو خوش ہو کے مئے اور وہ یہ ہو کہ تو حکم قدر میں فضولی جو اپنی طرف سے زیادتی کرتا ہو
تہ کر اس واسطے کہ تقدیر لکی نے جیسا جبکہ مناسب سمجھا ہو ویسا اسکو پیدا کیا ہو مثلاً گوش خرد کے

مناسب شخص جسم مرکب ہیں جس خرمین مادہ تیری نصیحت سننے کا نہیں ہی کیسے جسے گناہ پھر تو بہت سے
 وفضل مت بنے جیسے اعضا مناسب اجسام کے بنا کے ہیں ویسے ہی مناسب جانوں کے جانوں میں
 وصف پیدا کیے ہیں اس میں کچھ گمان نہ ہو کہ جس موقع پر خدا تعالیٰ نے جان کو تراشا درست
 کیا ہو اسی وقت مناسب اسکے اسکے وصف بھی اس میں رکھ دیے ہیں پھر غلام اُس کے کیسے ہو سکتا ہو جس
 ہر گاہ اُسے صفت کو جان کا فرین اور صاحب کر دیا ہو تو بھی اُس صفت کو جیسی کچھ ہو اسکے مناسب
 جان لے جیسے چشم و رو کو موقع چشم رو ہی پر تھا ایسے ہی خوب درشت میں جو وصف ہیں وہ اُن کے مناسب
 ہیں خوب میں خوب درشت میں درشت کہ یہ حرف سب سے لکھے ہوئے ہیں اور اُن کے مناسب یہ کہ دل
 ہر کسی کا اپنی انگلیوں میں ہو جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم ہر اس کو اختیار ہو جیسا چاہا دیا ان حرفوں کو
 بنایا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہو قلب المؤمن بین الاصلعین من صاحب الرحمن یقلبها کیف یشاء
 قلب مومن کا درمیان دو انگلیوں کے انگلیوں جن سے ہر بس پھرتا ہو وہ قلب کو جیسا چاہتا ہو اور
 ان دو انگلیوں سے ایک لطف کی ہر ایک قدر کی اور اُن کے ج میں قلم دل کے چاہے اُسے اس قلم کو
 قبض کی طرف پھیرا چاہے بسط کی طرف جو کہ قلم دل کو کہا ہو لہذا فرمایا کہ اس قلم آپ کو دیکھا اور غور کر
 اگر تو اجالی ہو کہ کسی انگلیوں میں تو ہی تیرے جملہ قصد اور چہریش انھیں انگلیوں سے ہی خواہ
 سماعت خواہ شقاوت اور تیرا سر جو راہہ مجمع پر رکھا ہو مجمع سے مراد حشر کہ نیک و بد کا حال کھینکا
 یا چار راہ سے مراد شریعت طریقت حقیقت معرفت کہ ان چاروں باتوں میں تیرا سر رکھا ہو انکو اختیار کر
 تیرے جملہ حال کے حرفوں اسی کے طالع کے لکھے ہوئے ہیں اور تمامی غرض و فسخ تیرے ہی نے ہی غرض کرنا
 وہی فسخ کرنا ہی جیسا کہ فرمایا و ما تشاؤون الا ان یشاء اللہ نہیں چاہتے ہو تم کر دہی جو اللہ چاہے اس حسب
 حال یہ ہر تو سوائے نیاز و نفع کے کوئی راہ نہیں ہو نہ ہر قلم کہ وہی دل ہر اس گردش سے آگاہ کہ ان
 آتا ہو جتنا کہ اندازہ اس قلم کا ہو اور اس کی گردش سے ہر نیک و بد کا اندازہ پیدا کرے زیادہ غیر ممکن ہے
 خطاب انبیاء کا قوم سے ہو کہ یہ جو تم ملی و خرگوش کی مثل میں ہے کہ حکم ازل کو حیلہ سے ملایا یعنی ازل
 پانی اس چشمہ کا پلویں کی قسمت میں نہ تھا نہ خرگوش کے حیلہ سے نہ کوئی شہلین بنانا اور اُس نگاہ پاک
 کی طرف ڈالنا یہ کب دنیا ہو اور کب تمھارا حق ہو مثل لانے کی مالک تو وہی درگاہ ہو جو علم ظاہر و باطن کی
 آیت ہو کہ وہ ہر شے کے حال سے بخوبی واقف ہو جیسا کہ فرمایا و لدہ اشل الاعلیٰ اور واسطے اللہ ہی کے
 مخصوص ہو مثل علی الخلف شرح میں آنحضرت اور پختہ تصنیف غائب لکھا ہو میری دانست میں ناظر ہونا
 چاہیے کہ بعد میں بھی خطاب ہو نہ غیب بہت

بیان اسکا کہ ہر کسی کا حق مثل لائے کا نہیں ہوا اور خاص کار خاں اسی میں کہ بے انتہا ہی
 قولہ توجہ دانی سر نہی ہاں کل تا بزلن و یا برخ آرمی مثل موسیٰ آثر کہ عصا دید و نبودہ اثر دہا ہر اسو
 لب بر کشودہ چون چنان شاہی مانند سر جوب + توجہ دانی سر این دام و محبوب + چون غلط شد چشم موسیٰ
 در مثل + چون شود موسیٰ مغضوبی مدخل + آن مشالت را چو اثر در با کند تا پیا شیخ جزو جزوت بر کند تا بر مثل
 آورد پس لعین + تاکہ مشہود و دحق تا یوم دین + این مثال آورد قارون از الجاح + تا فرود شد در زمین سخت
 و تاج + این مثال آورد و مرد و جوب + تاکہ پشہ منفر سر خوردش قبول + این مثال بدیش گشتہ قوم عاد + تاکہ تھو
 شان خورد و ہر و آرد ز باد + این مثال آورد شداد لیکم + تاکہ شد محروم اد ہر دو نعیم + این مثال آورد و فرعون
 از غلط + تاکہ اندر آب سیاشد سقط + این مثال آورد ہر بد بخت دون + تاکہ شد در قعر و نرغ سرگون + این
 مشالت را چو از غ و بوم دان + کہ لایشان سپت شد صد خاندان + لغنی کل ترکی میں گنجی عربی میں
 گوئی کا سقط و بختیں مردن اسب و خورد و غلط و خطا قبول + تاکہ تھو کسی چیز کا بھید کیا جائے پس بہتر یہ ہو
 کہ گویا ہمارہ نہ یہ کہ زلف یا رخ کے ساتھ کوئی مثل اسکی لائے موسیٰ نے جسکو کہ عصا دیکھا وہ عصا نہ تھا
 اثر دہا تھا جب اسکے بھید نے خود ہی لب کھولے تو جانا کہ اثر دہا ہو آب خیال تو کر جب ایسے بادشاہ
 بھید ایک لکڑی کا نہ جانیں تو تو اس دام و دانہ کا بھید کیا جانے دام و دنیا دانہ مخلوق یعنی یہ دنیا
 اور یہ مخلوق کیسے کیسے اسرار مخفی رکھتے ہیں اور جبکہ چشم حضرت موسیٰ کی بیان و صفت عصا میں غلط ہوئی
 تو بیان موسیٰ بن فضول مدخل کیسے ہو سکتا ہو یعنی کیسے ہو سکتا ہو منقول ہو کہ عالم ارواح میں حضرت
 موسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے یہ کیسے فرمایا ہو علما رہتی کا نبیا رہتی ہر اہل عالم
 سیری امت کے ایسے ہیں جیسے انبیاء بنی اسرائیل کے بھلا کیسے ہو سکتا ہو کہ عالم ہر رتبہ نبی کا ہو آپ نے
 اسوقت روح پر فتوح امام غزالی رحمہ کو سامنے کیا حضرت موسیٰ نے اپہر سلام کہا اسخون نے جواب سلام
 میں در حمتہ اللہ و بکاتہ زیادہ کیا حضرت موسیٰ نے کہا تم نے یہ منقول کیوں کیا علیک السلام کافی تھا امام صاحب
 نے کہا کہ تھے مالک جبینک یا موسیٰ یعنی کیا ہو تیرے ہاتھ میں یا موسیٰ اسکے جواب میں انوکھا علیہا
 و اہش علی غنی ولی فیہا ماربا خرمی ٹیکتا ہوں میں اسکو کٹرے ہونے کے اور چلنے کے وقت اور اپنی
 بکریوں کے واسطے تپے جھاڑتا ہوں اور اور بہت میرے قضا صد اس عصا میں ہیں کیوں فضول کیا
 جواب تو صرف یہی تھا ہی عصا ہی لہذا فرماتے ہیں کہ اور وصف عصا کے بیان کیے اثر دہا ہونے کا
 بیان کیا اسکے بیان سے چشم انکی غلط ہوئی اسواسطے کہ اثر دہا بھی ہو جانا اسکا انکو معلوم نہ تھا جب
 معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا انصا یا موسیٰ وال دے اسکو اسی موسیٰ فالتھا فاذا ہی حیت تھے

پھر نال دیا اسکو سنا گمان وہ ایک اژدہا ہو گیا رینگتا ہوا حضرت موسیٰؑ اور اسے خطاب ہوا اذہم مطہرہ ۱
 سیرتہ الاولیٰ اٹھالے اسکو ابھی ہم اسکو پہلی عادت پر لٹا رہے ہیں حاصل یہ کہ جب راز اشیا کے چھپے ہوئے
 ہیں ہم کیا دیکھتے ہیں اور وہ ہو گیا لہذا رب الفرت کی مثل میں ہر شے کو نہیں لانا چاہیے اور نیز عذر
 و اعتراض فقہوی حضرت منشی کا ہو جو مثال کہ تو اسکی شان میں لانا ہو اگر وہ چاہے تو اسی مثال کو اٹھو یا بھاؤ
 اور وہ اژدہا اس طور پر چھکو جواب دے کہ ترے جزبہ کو اکٹھے ڈالے دیکھ تو یہی مثال تو ابلیس لعین لایا تھا کہ
 آدمؑ میرا بی فو قیت جہائی تھی پھر کیسا قیامت تک مرو و رہو ا اور ایسا ہی لجاج قارونؑ نے کیا کہ مع
 تحت ذلج زمین میں دھس گیا اور یہی مثال تھی کہ فرو دے جو سخت جاہل تھا اپنے پیہر سے کی کہ ہم تم
 ایک سے ہیں جسکے سب سے پیشہ نے کیسا جھٹ پٹا اسکے سر کا منہ کھالیا قوم عاد نے بھی یہی مثال سوچی
 کیے طوفان باد نے انکی پڑیاں فورہ جڑو کیں اسیے ہی شدا و لکیم بھی یہی مثال لایا جسکے باعث دونوں
 نعیم سے محروم رہا نہ اپنی بنائی بہشت سے بہرہ یاب ہوا نہ خدا کی بنائی بہشت سے من بعد فرعونؑ نے
 اپنی غلط فہمی سے موبئی کے ساتھ دعویٰ مساوات کا پیدا کیا پھر دیکھو کیسا آب دریا میں سقط ہوا سینے
 گدھے کی طرح مر گیا اکیصل جو بہ سخت ناپا چیز یہ مثال لایا قرد و زخ دین او نہ حاسر کے بل ڈھکیلا گیا بس تو
 ان مثالوں کو ایسا جان جیسے زاغ و بوم کہ دونوں نخر و شوم ہیں ان ہی آوازوں کی بدولت سیکڑوں
 اونچے اونچے خاندانوں نے نیچا دیکھا ہوا الخلاف شرح میں عصا وید کہ وہ یہ لکھا ہوا اور شروع داستان
 پہلے مصر میں با توکل لکھا ہے میں نے تو اسکو با ش کل بنا دیا ہو آگے نا طرین نعیم انصاف مند جو سمجھیں
 یا کہیں سے اسکی دوسری صورت پر صحت ہو

مثال لانا قوم نوح کا استنار طیار ہی کشتی میں اور بنانا اسکا

قولہ نوح اندر با و کشتی بساغت ، صد مثل گوازی تشریحات ، دہیا بانی کہ چاہہا بابت ، بساغت کشتی چہ
 نادان ابلیس ، آن کی میگفت اکیشتی تبار ، وان کی میگفت یرش ہم بآز ، آن کی میگفت و نبالش
 کثرت ، وان کی میگفت بپشت کثرت ، آن کی میگفت بالاش کجاست ، وان کی میگفت پایش کثرت
 چراست ، آن کی میگفت کین مشک ہستی ، وان کی میگفت کین خربہر کیت ، آن کی میگفت جو چون
 میخورد ، درد بارت کی بنزل می برد ، آن کی میگفت بیکاری نگریا شد می فروقت عقالت شذر سر ، او
 ہی میگفت این بغمان خداست ، این بچہ کہا سخن او گشت کاست ، بمعنی کثرت کثرت مبدل کثرت تاج کثرت کعب
 ظفر و سحر و دروغ و خوشاد حضرت نوحؑ نے جنگل میں کشتی بنائی سیکڑوں مثل گوا سٹے استنار جنس کے ڈھرنے
 جیسا کہ قرآن مجید میں و یصنع الفلک و کلما مر علیہ ملا من قومہ سخن دامنہ اور بنانا تھا وہ کشتی اور جسوقت کہ

کہہ رہے کوئی گروہ اہل قوم سے جو جیتے اور تسخ کرنے تھے اور کہتے کہ ایسے بیابان میں جان نہ کھانا پانی
کشتی بناتا ہوں کیسا بھان ہوا کیسی ہو تو قہی ہو ایک کہتا تھا اس کشتی کو ڈرامیک کہتا تھا کہ اسکے ذرا پر بھی نہ پانی
کوئی کہتا تھا دنیا لاسکا کچ ہو کوئی کہتا تھا کہ پشت اسکی کٹر ہو کوئی کہتا تھا پالان اسکا کمان ہو کوئی
کہتا تھا کہ اسکے پانوں کیون ٹیڑھے ہن گویا اسکو گدھا ٹھہراتا تھا ایک کہتا تھا یہ تو ایک غالی رنگ ہو
کوئی کہتا کہ یہ گدھا ٹیکے واسطے ہو ایک کہتا کہ یہ گدھا دانہ کیسے کھاتا اور گردانہ نہیں کھاتا تو تیرا جو
نزل پر کیسے لیجا ہوا ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکاری ہو یا شدت نہ چاہیے سے عقل تیری سر سے جاتی رہی
حضرت فوج کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہو تھا رہے تسخ سے ہر گز کم نہ ہوگی نہ کٹے گی جیسا کہ قرآن میں در باب
تسخر مائل ہو قال ان تسخروا منا فانا منكم کما تسخرون فسوق لوان باتیہ غلاب بخیرہ وکیل علیہ عذاب مقیم
لہما فوج مے اگر تسخ کرتے ہو ہم سے سو بیشک ہم بھی تسخ کریں گے تھے جیسے تم تسخ کرتے ہو پس قریب جان لو گے
تم اسکو کہتا ہوں وہ انقضیت کر گیا وہ اسکو اذنا دل ہوگا اسپر عذاب ہمیشہ کا الخلاف شرح میں بجائے
اس کشتی کے اس کشتی لکھا ہو

فکر اسکا کہ گڑھا کھودتا تھا اور کہتا تھا ڈھول بجا تا ہوں

قوله این مثل بشنو کہ شب دندنی حنیدہ و درین دیوار حفرہ می بریدیم بیداری کہ اور بخور بود و طفق آہستہ آہستہ
می شنود رفت برہم و فرو و آہستہ سر گفت اور در چہ کاری اسی پیردہ خیرا شد نیم شب پسکینی و تو کوئی
نفتا و ہلن ای سنی اور چہ کاری گفت میگویم دہل گفت کو با بگ و ہل ای بوسل گفت فردا بشنوی
این بانگ ادفعو یا حتر و اویتا دمن چو قہم بشنوی بانگ دہل آوازمان واقف شوی بر جزو کل آن
بر وقت و کثر و پراختہ و سران کی را تو ہم نشناختہ و در غلط آقا دہ ای نیم خام بختہ شود آتش اور اسلام
معنی قرآن میں کہ موافق ذکر صدر کے ایک مثل مجھے اور میں لے کہ ایک چور سرکش نے ایک دیوار کی
بڑھین نقب لگایا ایک نیم بیدار کہ بخوری سے کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا اُس نے اسکی کھٹ کھٹ جو آہستہ آہستہ
کر رہا تھا سنی اور حجت پر گیا نیچے کو سر لٹکا کے اس سے کہا کہ او پر کس کام میں تو ہو کیا کر رہا ہو خیر تو
اس نیم شب میں کھوان کھودتا ہو تو کون ہو کہا دہلن ہوں اسی رفت و بلند می والے پوچھا کیا کام
کرتا ہو کہا ڈھول بجا تا ہوں کہا او بوسل ڈھول کی آواز کمان ہو تو بوسل بیٹے اسی باپ را ہوں کے کہ
نئی نئی راہیں بھاتا ہو کہا کل سس آواز میں لینا کہ نعرہ یا حتر و اویتا کا پلندہ ہوگا اب قول خنیں ایشاک
ہو کہ ہم تو پہلے اب تو جب آواز دہل کی سنیکا اسوقت واقف ہوگا جو کچھ جزو کل ہو کہ وہ دروغ و کثر اور
بناوٹ ہو در تو نے اس کج کیا بھیجی نہ جانا غلطی میں پر گیا میں اوادھ کو پختہ ہوئی آگ میں اور سارا اسلام

[illegible]

سوئے میں برآتا ہوں ہوشیار نہیں ہوں جو ایسی سوراوی کرتا ہوں کہ ان وہ کہاں آفتاب کہ اُس کے
مقابل ایک ذرہ بھی نہیں آتی بدگوہر ولا کھوں شہروں کو اس بادشاہ کے خشم غلبے سے گون کر دیا
جیسا کہ فرمایا وہ کم سن فریاد انگنا بہت فریاد میں کہ ہنئے انکو ہلاک کیا شہان میں اللہ نون دائرہ ہو کہ وہ راہ
آسمان سے بیٹے آسمان اُسکے حکم کی ہیبت سے سیکڑوں شگاف اپنے پیچ میں پیدا کرتا ہو کہ انھیں کے
اگر آفتاب و ماہتاب طواف کرتے ہیں اور پھرتے ہیں اُسکے ختم کا تو کچھ کہنا ہی نہیں جو مردا کی
راہ کے ہیں لکھنا ان ختم ہم کہ بدل کے جگر کا پانی خشک ہو جائے اور اُنکے ختم نے ہی عالم کو خراب
ویران کیا ہو تم جو مردوبے حوط غور کرو اور دیکھو شہرستان لوط کو کہ وہ سیا سنگاہ ہو کیسے لوط پوٹ
کر دیے گئے تم پیل کر رہے ہو پیل ہو کیا چیز دیکھو تین پرندوں نے کیسے بڑے بڑے ہاتھیوں کی
ہڈیاں کوٹیں جو ابرہہ کے ساتھ تھے تسمیع سے مراد قلت ہو نہ عدد میں سو جو تو کیسے ضعف مرغ اہل اور
جنے ہاتھیوں کہ ایسا پھاڑا چر اجمار نو محال الخلاف شرح میں دو شعر جو پہلے اس حکایت کے
آخر میں حکایت سابق کے بھی لکھے ہیں یعنی مکر میں تو کہ کیت کو نشید آں طوفان نوح و یہاں انگور غور
روح و معج شان شکست و اندر آب ریختہ ذرہ ذرہ آب شان برگی سیت کیت کو نشید احوال شود
و انکہ صبر عادیان رامی ربود چشم باری در چنان پلایان کشا کہ بد نہی پیل کش اندر و غا و آسپناں پلایان
و شایان ظلم و زیر خشم دل ہمیشہ در جوہم تا ابدار ظلمتے در ظلمتے میروند و نیت غوث و جنتے بدنام نیک
بد مکر نشیدہ ایہ جلد و بدند و شانا ویدہ ایہ دیدہ رانا دیدہ می آرہ لیک چشم تا زوا کشاید مرگ نیک
گرد و عالم پر بود خورشید و نور و چون رومی در ظلمتی مانند کورہ بی نصیب گئی اذان نور عظیم و بستہ روزن
باشی از ماہ کریم و نور و درون چاہ فرشتی ز کاخ و چہ گندہ دار و جہا نہای فراخ و المعنی نمود نام ایک شخص کا
نسل نوح علیہ السلام سے انکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ بسبب نافرمانی کے آگ کے عذاب سے جلے عاد
بھی نام ہی ایک شخص کا نسل حضرت نوح سے انکے ہو پیغمبر تھے کہ طوفان باد سے ہلاک ہوئے غوث بالفتح فرما
و فرمادرس یہ بھی قول نہیں انبیا کا ہو کہتے ہیں کون ایسا ہو جنے ذکر طوفان نوح کا نہیں بنایا لڑائی
انہوں کے لشکر و روح کی نہیں تھی روح سے مراد حضرت موسیٰ باعتبار پاک جلالی کے کیسا سوچ لے انکو
توڑ پھوڑ کے پانی کے انکیا اور پانی نے اُنکے ذرہ ذرہ کو توڑا اور کین ہو جنے احوال خود کا نہیں
کہ آگ سے انکو جلا دیا وہ کیسے باوجود انہوں کو اٹھا اٹھا لیا تھی اور زمین پر پستی تھی ایک بار تو انھیں کھل
اور ان ہاتھیوں کو دیکھ جو لڑائی میں تھے کہ انکا کشندہ کون تھا کیسے پیل تھے اور کیسے اُنکے کشندے
تھے انہیں اب تک زیر خشم دل اور رجوم ہیں اور اب تک ایک ظلمت سے دوسری ظلمت میں پھنسا

نہ کوئی فرمایا پس نہ مطلق رحمت آنکے حال پر اب بطور ظفر کے کہتے ہیں کہ تم بھی اسے کہا جانو مجھے تو
 ایک دہکنا نام بھی نہیں سنا چاہے اور سنبھلے دیکھا ہو مگر تم نے کچھ نہیں دیکھا حالانکہ سب کچھ دیکھا لیکن ناویہ
 جنتہ بوٹھرتھاری اکھیں مرگ خوب کھول دی گی اگر دونوں جہان نور شیدہ نور سے بھر جائیں جو مراد ہریت
 سے ہوا اور تو اندھے کی طرح ظلمت میں چلے جو عمارت ضلالت سے ہر توتو اس نور عظیم سے بے نصیب ہو
 اور اس کو کریم سے اور زن بستہ اسکے کہ تو تو خود کلج چھڑکے چادہ میں گھسا ہی ہر جان فلح کا کیا گناہ وہ تو
 انگہ نہیں قولہ جانکہ اندر وصف گرگی مانا و چون بہ میزد روی یوسف را کوہ کن داؤدی سنگ کہ ریڈ
 گوش آن سنگین دلانش کم شنید آفرین بر عقل و بر انصاف با و ہر زمان و اللہ اعلم بالرشاد و صدقوا
 رسلا کرانیا سب باد صدقوا و حاسبا ہا من سب باد صدقوا ہم ہم شمس طالعہ یونہو کم من مخالفی و القار عہ
 صدقوا ہم ہم بدور ہرہر قتل ان یلقو کوا بالساہرہ صدقوا ہم ہم مصلح الدبی ما کرہوا ہم ہم مفتاح الرجبہ
 صدقوا من لیس یہو اخیر کم بلا تملوا لا تصد وغیر کم پارس کی گویم ہیں تازی بیل سہ وی آن ترک باش
 از جان دول یعنی یہ مثالیں بھی کلام سابق پر ہیں کہ جو جان کہ ہمیشہ وصف گرگی میں رہی ہو وہ
 یوسف کی صورت کو کیسے خوبصورت کیجیگی دیکھو کن داؤدی سنگ و کوہ تک پہونچا اور آن سنگین و کوہ
 کانون نے نہیں سنا یعنی تھرا شہزادہ ہوا اگر یہ نہوے جس ہر دم تھاری عقل و انصاف پر آفرین ہو کیسا
 بڑا کام کیا کہ انبیاء کی بات دُستی اور اللہ رشد و ہدایت کا خوب جانتے والا ہوا اب مولانا مر فرماتے ہیں
 کہ او اہل سب ان رسولوں کرام کی تصدیق کرو اور تصدیق کرو ان روحوں کی جنکو اُس نے اپنی قید میں کیا کہ
 اس عالم سے اور تصدیق کرو انکی کہ وہ آفتاب و شمس ہیں کہ امن دینگے وہ تمکو زبان و رسوائی کے
 موقوفوں سے قیامت کے دن اور تصدیق کرو کہ وہ بدر و شمس ہیں قبل اس سے کہ وہ ملاقی ہوں گے
 زمین جشرین اور تصدیق کرو انکی کہ روشن چراغ اندھیرے کے ہیں اور بزرگی کرو انکی کہ وہ کہمیان
 امید کی ہیں اور تصدیق کرو انکی کہ امید وارتھاری خیر کے نہیں ہیں اور گراہمت ہوا و تغیر کو منع
 کہ وہ اب فرماتے ہیں کہ ہم تو پارس کی گوہیں پارس کی کہتے کہتے عربی کہنے لگے اب عربی کو چھوڑیں اور
 اپنے ترک کے جان دول سے ہندو و غلام نہیں

بیان معنی حزم و مشال مرد حازم

قولہ ہیں گواہیہا می شاہان بشویدہ بکر ویدنکساہنا بکر وید یا بحال اولینا ان بکر وید یا سہو گن
 بحر مخی بر پریدہ حزم چہ بود ورتبیر احتیاطہ از دوکان گیری کہ درست از خباطتہ آن کی گوید ورتب
 ہفت روزہ نیست آب و سہت یک پانی سوزہ وان گرگوید در غشت این زبان کہ بہر شب چہرہ رسانی روا ہے

حرمِ آن باشد کہ برگیری تو آب و تار ہی از تنس و باشی و صواب و اگر بدو در راه آسین را بریزد و بر باد
وای بر مرد متین و ای خلیفہ داؤد گمان وادی کنید و حرم بہ روز میعاد کی کنید و آن عدوی گرد پرتان کہ گشت
سوی زدنش ز عیسیں کشید و آن شہ شطرنج دل رما ت کرو و از بہشت ہنر آفات کرد و چند جا ہندش
گرفت اندر برود تا بکشتی و رنگدیش روی زرد و اینچنین کردست با آن پہلوان بہست سستش منگرید
ای دیگران واد و بابای مارا از جود تاج و پیرایہ بچالاکی رہود و کردشان آنجا برہنہ خوار و زار و
سالمہا بگرسیت آدم زار زار و معنی خبر واد رہو جا و گواہیان شاہون کی جو پیغمبر ہیں سنو ایسے گواہ کہمان
ملنگے اور سابقہ آنکان ہر ایمان لانے ہیں تم بھی ایمان لاؤ یا اولین کے حال پر غور کرو کہ انکے
کیا حال ہوے یا آخرین کی طرف حرم و ہوشیاری کے ساتھ اڑو حرم جانتے ہو کیا چیز ہو و تدبیر ہیں
احتیاط کرنا اور دونوں سے اسکو اختیار کرنا جو خط سے دور ہو شاکہ ایک شخص کو تا ہو کہ اس راہین
سات و ن تاج پانی نہیں ملتا اسلیے کہ پانی و مان مطلق نہیں جو ریت پانوں جلائے والا ہو اور
دوسرے کو تا ہو کہ یہ جمیٹ ہو تو بہان رات کو ٹھہر گیا چشمے روان دیکھ گیا آب حرم یہ ہو کہ تو پانی اپنے
ساتھ لپی تو غوف سے چھوٹے اور صواب سے قرین رہے جس گراہ میں پانی ملے تو اسکو بھیچے
اور جو نہ تو واسے مرد متین پر ایسا ساؤ گار پر جو حق حرم سے ہو آؤ خلیفہ زاد و بیٹے ایسی ہی آدم کو سوا
بموجب اتنی جاعل فی الارض خلیفہ کے آدم کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا ہو فوب واد کرو اور عدل سے
متجا و زہد اور درویشا دیکھو اسطے حرم بھی لاؤ وہ دشمن جسے تمھارے باپ سے اپنا کینہ لیا کہ وہ شیطان
ہو واد و باب آدم و علیہین۔ تا اس زمانہ کہ طیف کھینچا زندان دنیا موافق الدنیا سجن المؤمنین ونا
زندان المؤمنون کا ہوا و نسبت دشمنی کے خود خداے تعالیٰ نے فرمایا ان ہذا عدو لک لڑو جبکہ آدم
یہ ابلیس ترا اور تیری زوجہ کا دشمن ہو اسی نے انکو جو بادشاہ شطرنج ول کے تھے مات کیا اور بہشت
سے نکال کے بیکاری اس آفات کا بنایا انکی لڑائی میں کتنی جگہ اسنے واد چلائے یہاں تک کہ ایک
کھیت میں دسے زرد انکو چھڑا رہی ڈال دیا کہیکے یا آدم مل واک علی شجرۃ الخلد و ملک لایلی ای آدم
راہ تبا و ن تلو درخت خلد پر جس سے ہوشیار ہیں رہو اور وہ ملک پوچھو پانا ہی ہنو آب جانا تنے لے
ایسا کام آن پہلوا اود کے ساتھ ہوا تمہیں کیا ہو پس درون کو ہم جتانے دیتے ہیں کہ اسکو بہست
مرست دیکھو یہود و مسیح پر چشمہ چھوٹے مان باپ دونوں کا تاج و لباس چھین لیا اور چالاک سے
بنگیا جیسا کہ قرآن میں ہے جو فرعون لیا الشیطان لعید ہی لہما دوری عنہما من سواہما سو و سو سے میں الا
اون دو زمانہ کو شیطان نے غرور سے جو کچھ چھپایا گیا ہو انکی عورات سے یعنی ننگے ہو جائیں

اتنے انکو وہاں پر پہنکا اور غور و نظر کر کہ آدم برسوں اس غم سے زار و زار ہوئے رہے منقول ہو جب گندم
 انھوں نے کھایا کھاتے بستی انکے جسم سے چھٹ پڑے ننگے ہو گئے بھاگتے پھرتے تھے اور درختوں کے
 پتوں سے آپ کو ڈھانپتے تھے الحکلاف شرح میں پائے سوز کو شہر لکھا ہوا اور دای کو وادی ۔
 قول کہ زرا شک خیم اور دیکھ نہت و گدرا اندر بریدہ لاست تبت و توقیاسی گیر طریش ۔ کہ چنان سر
 در کند ز دریش ۔ اخذ کو کل پرستان از شرش ۔ تنج لافونی دنیا اندر سرش ۔ کہ ہی بید شارا را کہین مکہ شام
 اور انی پسینہ میں ۔ و اما صیاد و ریز و داناہا ۔ و اندیہا باشد ۔ و پھان ۔ و غامہ بر کجا و اندہ دیدی الحکمر
 تا بہ بند و دام بر تو بال و پر و چونکہ دانہ دیدی بگریزای حمام ۔ و رہ چون خودی در افتادی بلام و شاہ
 کو تیرک دانہ گشت ۔ و زریاض قدس بہر گل شکفت ۔ ہمہ بیان قانع شد وادام بست پیچ دہے
 تیر و بالش ۔ انبت ۔ المعنی او پر جو فرمایا ہو کہ برسوں ۔ روئے اب اس رونے کا بیان ہو کہ انکے روئے
 سے گھاس جم اٹھی اور جو ہر صورت سے زاری کرتے تھے قبول نہیں ہوتی تھی لہذا کہتے تھے کہ انکی ہر
 و قمرین کیسی لاینت ہوئی ہو آخر کار جب کچھ کلمات رب العزت ہی سے انکے قاب پر اٹھا ہوئے انکے
 موافق گریہ و زاری کی تب توبہ قبول ہوئی چنانچہ قرآن مجید میں جو تعلق و ہمین رب کلمات تبارک و
 انہ ہوا التوا بالرحیم پس کیر لین آدم نے اپنے رب سے چند باتیں سو تو بہ کہ ٹیپر بیشک وہی جو معاف
 کرنے والا اور مہربان اب توقیاس کر اسکا طاری کو گدایا ۔ یعنی جبکہ اندھا بحال ہوتا ہو اس سے
 انکار کرتے ہیں چھو احوال پرستو پیستہ میں پروردگار کے شہادت اور توحید احوال کے ۔ سر پر رتے ہو کہ
 نکو گشت ۔ نہ تاک رہا ہو اور تم اسکو نہیں دیکھتے ہو موافق قول اندر ایقاع کے ۔ نہ یہاں ہم قبیلہ
 من حیث لا تر و نمہ بیشک دیکھتا ہو وہ نکو اور اس کے گروہ اس شہادت سے کہ تم اسکو نہیں دیکھتے
 ہمیشہ صیاد وانی بکھتر تہا ہو لیکن دانے ظاہر ہونے میں ۔ اور پوشیدہ و خامس تو جہان دانہ پوش
 اس سبب تا تیرے بال و پر کو دام نہ اندھا ۔ لہذا اسی حمام جبوتہ خود دیکھنے ۔ وہاں سے بھاگ
 اور اگر تو نے کھالیا تو جان لے کہ جال میں پھنس گیا کیسا خوش و مرغ ہو جسے ترک دانہ کا کیا اور یہاں
 قدس سے اس کے واسطے گل کھلا اور وہ اسی گل کی جو سو گھسو گھسے کے رہا اور اسی پر قانع ہو کر وادام
 چٹکیا پھر کسی دام نہ اس کے بال و پر نہ بندھے الحکلاف پہلے شعر کے معنی شرح بحر العلوم میں بھی لکھے
 اور میں نے بھی نظر میں انکو بھی غور فرمایا ہے انکو بھی ہیں انکے معنی کما کتاب لگوہوں و جلال ناپے شرح میں بھی لکھے

و خاصت حال اس مرغ کی کہ فزیم کو حرم ہو اسے ترک کیا

قولہ باہر غے فوق دیداری شست ۔ دیدہ سوی دانہ و دامی بہت ۔ یک نظر او سوی محرامی شست

ایک نظر حرمش بداندہی کشیدہ این نظر با آن نظر چالیش کردہ ناگمانی از فرد خالیش کردہ رفت و روانہ
خود دواندہ دام ماندہ صائدش گشت و بخورد و کام را اندہ بان مرغی کان نزد در گذشتہ و دان نظر کند
و بر صحران گماشت و شاہ پر وبال اوخت کہ تا امام جلد آزادان شدہ و ہر کہ اورا مقتدا سازد برست
در مقام امن و آزاد می نشست و در آنکہ شاہ مازنان آمد و لیش ہتا گلستان و چمن شد نہ لیش و حرم ازہ
راہنی و اورا ہنی و حرم و اینچنین کن گریختی تدبیر و عزم و بار بار در دام حرم صاف قادی و حلق خود را در بریدن او
بازت آن تو آب لطف آزاد کردہ و توبہ پذیرفت و شاہ لاشا و کردہ گفتان عدم کذا عمدنا کذا و نحن و جن
الفعال باہر از المعنی چالیش خرامیدن تو آب تبشیدہ و او توبہ پذیرندہ پینے ایک مرغ کسی دیوار پر بیجا
اور نہ تھیں طرف دانہ مع دام کے لگائیں بیخواسانہ کے ساتھ دام بھی تھا و او حسین معیت کی ہو
ایک نظر تو اسکی صحران کی طرف تھی کہ اڑ جاؤں اور ایک نظر حرمس کی تھی وہ دانہ کی طرف کھینچتی تھی کہ
اسپر گروں آخر اس نظر نے جو اس نظر کے ساتھ فراموش کیا تو یکا یک اسکو خورد سے خالی کردیا کہ نہ اندہ
پر گیا اور دانہ کھایا اور جال میں رہ گیا شکاری نے اسکو مارا کھایا اوکا مران ہوا اور وہ مرغ بنے
اس نزد کو چھوڑا اُسے دانہ سے نظر اٹھا کے صحران کی طرف متعین کی وہ سفا و ہر اور پر وبال اس کے
اُس کے واسطے نجات اسی سبب سے وہ جلد آزاد و دن کا امام ہو اب جو کوئی اسکو اپنا امام بنائے وہ بھی
چھوٹ جائے اور مقام امن و آزادی میں بیٹھے اس سبب سے کہ جو لوگ حرم والے ہیں دل اسکا اُن
سب کا بادشاہ ہو اسوجہ سے گلستان اوچین اسکا گھر و اُس سے حرم راہنی وہ حرم سے راہنی بس اگر
تو کوئی حرم و تدبیر کرتا ہو تو ایسا ہی کر تو بھی بابا دام حرم میں پھنسا ہو اور اپنا حلق بیدین کے حوالہ کر دیا
پھر بھی کھجور کے لطف توبہ پذیر نے آزاد کر دیا توبہ تیری مان لی اور کھجور شاہ دیکھا اور اسی سبب سے
کہا ہو کہ جیسے تم لوٹو گے ویسے ہی ہم لوٹینگے یمنے جو گناہ سے توبہ کی طرف لوٹو گے ہم قبول کرینگے اور بخش
دینگے اور اگر توبہ کے بعد گناہ کی طرف لوٹو گے ہم اسکا بدلہ لاکرینگے اور سزا دینگے ہمنے اٹھاون کو معرفت جزا
کیا ہو جیسا کہ فرمایا ہے بلکہ ان یہ حکم دان عدتم عدنا قریب ہو کہ رب تمہارا تہرہ رحم کرے اور جو پھر لوٹو گے
تم بعد رحمت کے توبہ لوٹینگے بلکہ میں انخلا و شرح بحر العلوم میں صحران میگردنجاے یک کشیدہ لکھا ہو
قولہ چونکہ جفتہ را بر خود آورم و آید آن جفتش دوانہ لاجرم و جفت کریم این عمل را با اثر چون رسد جفتہ
رسد جفتہ و گرد چون باید غارتی از جفت شوی و جنت می آید پی او شوی جوی و بار دیگر سوی این ام آید
خاک اندر میدہ توبہ را دیدہ و بازت آن تو آب کبشو و آن کردہ گفت ہن بگریز این سو پامنہ و باز چون پو
فسیان بریدہ جان تازا جانب آتش کشید کہ کن این پروانہ نہ یان و شکہ و در پر سوزیدہ ہن گرتو کی

چون رہیدی شکر آن باشد گنج، سوی آن داننداری پیچ و تا ترا چون شکر گوئی بخشد او را و زی
بی دام و بخت و عدد و شکر آن نعمت که تان آزا کرد و نعمت حق را بایدا کرد و چند اندر رنجا دور بلا
گفت از دامن پاکس ایخدا تا چنین خدمت کمن احسان کمن خاک اندر بیدار شیطان رنم و چون صفت
و اوقاف از امتی آن رہی نیستی کہ بودنی همچنان و چون بر کاروت فراموش کردیش و جان خود در دست
و پیش کردیش و معنی یعنی بوجہ و جانا الفعالی الخ کے فعل جزا کا زوج ہو اور جزا فعل کی پیچ
ایک بفت کو ہم اپنے پاس بلا نیٹنگے یعنی کوئی فعل ماضی میں لائیٹنگے تو دوسرا بفت اسکا ضرور
جو جزا ہی مناسب عمل کے جب اس عمل با اثر کہ ہم بفت ہوے اس سبب سے کہ ببل یک بفت آتا ہی
تو دوسرا ضرور آتا ہو جب نے غارت اس بفت سے چھین لی تو وہ بفت شوی ہو جو اسکے پیچھے آئے
اسکے سبب سے پیچہ تم اس دام کی طرف رجوع ہوے اور تو بہ کی آنکھوں میں تمنے خاک ڈالی پھر اس
تو بہ پذیر نے وہ گرہ تیری کھول دی اور شکل آسان کر دی اور کہدیا کہ خبر دار یہاں سے بھاگ جا
اب کبھی قدم ادھر مت رکھنا بعد اس فمائش کے نسیان کا پروانہ تھا کہ پاس آیا اور اس نے تھاری
جان کو آتش کی طرف کھینچا تو فمائش تو آب کی مت بھلا اور اس پروانہ نسیان و شک ہی کو کھوے
اور اپنے بلے ہوے پروں کو جو ایک دفعہ بل چکے ہیں دیکھے رہ اور شکر گزار ہو کہ تجھ کو اس دام سے
چھڑایا پس شکر ہی ہو کہ پھر اس دام کی طرف ہرگز رغبت نہ کر اور پیچ میں نہ پڑ جب تو اسکا شکر گزار ہو گا
وہ تجھ کو روزی بے دام و بخت و دشمن کے بخشے گا شکر اس نعمت کا کہ اس نے تھو آزا کیا سی ہو کہ نعمت
حق کو یاد کرو و بھولو نہیں جیسے رنج و بلا میں دل سے کہتے تھے کہ ایخدا بھو اس رنج و بلا کے دلم سے
چھڑا اگر پھر ادھکا تو تیری بندگی کرینگے اور تیرے واسطے احسان کرینگے جیسے کہ نذر و غیرہ مانتے ہیں
اور شیطان کی آنکھوں میں خاک جھونکینگے جب نے تھو اس امتحان و بلا سے خلاصی بخشی تو ویسے ہی
ہو گئے جیسے تھے اب جو اس نے چھڑوایا تو اسکو بھول گئے اور اپنی جان کو مست و مہوش بنا لیا کہ کچھ

جاتے ہی نہیں الخلاف شرح بجا العلوم میں اس پر واند کو اور پروانہ لکھا ہو

حکایت نذر کرنا کنون کا ہر چاہے میں کہ جب گرمی آئی تو جاڑوں کیلئے گھر بنائیے

تو کہ ایک درستان چچ کر وہ استخوانش بہرہ سراغ کرد و اند چانش، کو بگوید کہ اینقدر تن کہ منم خانہ از سنگ
اید کر منم چونکہ تابستان بیا پس سچک بہرہ سراغ خانہ سازم ز سنگ و چونکہ تابستان بیا پلا ز کشا
استخوانما پس کرد و پوست شاد و زفت گرد و پاکشد و رسایہ، کاہلی سیری غری خود را یہ و گوید او چون
زفت بہند غیش را و در کدای خانہ گنج ہی کیا و گویش ل خانہ سا اہم عمو و گوید و در زمانہ گنج گوید

نعمت خیر و ن کو بخشید گا اور سیرم کے طعام و قفل حق سے لوش کر گیا تو پھر سے یہ حکم نواری و کلامی اہل باقی برکی
 تم اپنے بخشندہ کی نعمت کا شکر کرو تو اپنے منہوش کے سر کو نہ توڑو یعنی جسٹھ آتمہارا بلند رہے کرنے نہ پائے منہوش
 بہ دل منہوش ماہو علم شکلی کی شش والا ہو کہ نعمت وافر تو کو اپنی طرف کھینچتا ہو اور کفر نعمت کا آدمی کو
 کا تو کرتا ہو جیسا کہ فرمایا کہ شکر تو لازماً کم و کثرت کے بغیر ان عذاب کی شدت یا اگر شکر کرو گے ہم نعمت تمہاری بڑھائیں
 اور اگر کفر کرو گے تو ہمارا عذاب بھی سخت ہو گا فرمیں فتحہ کا بھی جائز ہو الخلاف شرح پیر العلامین
 شکریہ یاد مودہ لکھا ہو بارہ یعنی ایسا بارہ کے معنی تو مجھ کو خوش نہیں پر چشم کو چشم منہوش کو منہوش لکھا ہو
 منع کرنا منکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت اور حجت لانا موافق طریق جبریل کے
 قول کہ قوم گفتند ای نصوحان میں ہوں اپنی گفتیدار و برین وہ کس بود و قفل بردہا می ابنا و حق
 کس نہ اندر بود بر خالق سبق و نقش این کرد ان تصویر گرہ این خواہ شد بگفت و گو و گرد سنگ اصل
 گوئی عمل شود کہ نہ راصد بار گوئی باش نوہ خاک را گوئی صفات آب گیر آب را گوئی غسل شویا کہ شیر
 نار را گوئی کہ نور محض شو پشہ را گوئی کہ سوی ماہور و قلاب را گوئی کہ در پاک شو یا کہ اکیر سے شو
 چا لاک شو بیج از ان اوصاف و دیگرگون شوند آب کی گرد عمل امی از جہنہ خالق افلاک و ہسم
 افلاکیان خالق آب و تراب خاکیان آسمان را و دوران و صفا آب و گل اترہ روئی
 ناء کی تواند آسمان در وی گردید کی تواند آب و گل صفوت خریدہ متی کر دست ہر یکے ار ہے کئی
 کئے گرد و یکدست چون کئے المعنی نصوح بیا نصیحت کنندہ پھر رجوع ہو طرف و کراہل سہاکے کہ قوم
 نے کہا اے نصوح تو ہم بڑے ناصح ہو جو کچھ تمنے کہا اگر اس کا توں میں کس سے یعنی اس مذہب مشرب کا
 تو اس کو نصیحت کافی و بس ہو لیکن ہم کیا کریں ہمارے ولون پر تو اللہ نے قفل لگا دیا پھر تم ہی
 بتاؤ کہ خالق پر کبھی کوئی بھی سبقت لیگیا ہمارا تو نقش ہی اُس مصور نے ایسا بنا دیا یہ تمہاری گفتگو سے
 کیسے بدل جائیگا تم پھر سے سیکڑوں برس کہتے ہو کہ لعل ہو جا اور پڑانے سے سودوہ کہو نیا ہوا
 تو کیا وہ لعل اور یہ نیا ہو جائیگا خاک سے کہو کہ پانی کی صفت اختیار کر لیا آپ سے کہو کہ شہد ہو چکا
 یا شیر ہو جا تو کیا وہ ہو جا نا ہو نا کہ نور معض نہیں ہو کیسے نور ہو جاے مجھ کو کہ ہوا سے بھاگتا ہو کیسے
 انکی طرف جا کے در قلب در خالص یا اکسیر بن سکتا ہو عرض جو اوصاف جبکہ ہیں آنے بدل
 نہیں سکتا پانی شہد نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ جسے افلاک اور افلاک کی مخلوق پیدا کی ہو اور آب
 و خاک و خاک آنے آسمان کو نور و صفا و گردش وی اور آب و خاک کہ تیرہ روئی و بالیدگی آگ لے
 اس میں دوسری بات کیسے اختیار کر سکتا ہو اور آب و گل صفوت و صفا کیسے پاسکتے ہیں گزہ باہر

گزینیان سے پہلے کرنا اختیار کرنا غرض خالق نے ہر کسی کے حصہ میں ایک راہ کی ہو پھر تیری کو بخش سے
کاہ مثل کوہ کے کب ہو جانیگی

جواب انبیاء علیہم السلام کا جبریلین کو

قول انبیاء گفتند کاری آفرید و صفہای کہ شان زان کشیدہ و افزید و صفہای عارضی و دائمی بخش
سیگر و دینی و دنیائی کہ زرشو بیدست پس راگوئی کہ زرشو راہ بہت و ریگ راگوئی کہ گل شو عا جز
خاک راگوئی کہ گل شو جا ز دست و رنج واد دست کا ترا چارہ نیت و آن مثل گنگی قیطع عمیت و رنج
و ادست کا ترا چارہ بہت و آن مثل لقوہ و در و سرست و این دو اہاسانت بہر ایتیان نیت
و این در و واد را اگر زان نہ بکے اعلیٰ پنجہ را چارہ بہت و چون بعد جوئی بیایان بہت و معنی
رضعی نوشو فطرس بین مینی ہوا عقی اما ز عاکوری انبیاء نے کہا کہ ہاں ایسے وصف آئے پیدا کیے ہیں کہ
ان سے تم سرخون بکال سکتے ہو لاکھ نین ہو سکتے آؤر آئے ایسے وصف عارضی پیدا کیے ہیں کہ جسے
کبھی تم بغوص ہوتے ہو یا ناخوش اور کبھی نوشو و اگر رنگ سے تو کہے کہ زربو جا بیودہ ہی ہاں اگر
میں سے کہے کہ زربو جا تو راہ کی بات ہو کہ ایسا ہوتا ہو اور جورت سے کہے کہ گل ہو جا وہ اس سے عاجز
ہو گا کہ اس میں گل ہونے کا اصلا مادہ نہیں پھر کیسے ہو اور اگر خاک سے کہے کہ گل ہو جا تو جا زربو بہت
رہج آئے ایسے ویسے میں جنگی علاج نہیں مشا کو چکایا یا نہ ہایا چوڑی تاک والا ہونا اور بہت رنج ایسے
ہیں جنکا علاج ایسے لقوہ یا در و سرسید و آئے انھیں کے ایتلاف کیواسطے بنائی ہو لاجہت
در و در و بیودہ نہیں ہیں بلکہ اکثر بخون کے علاج ہیں اگر تو غوطہ پہو کے گوش کے ساتھ ڈھٹو تو بہت سکتے

و دوبارہ حجت ان سکرون کی جبریلانہ

قولہ قوم گفتند ای گروہ رنج ما نیت زان رنجیکہ پذیر و دوا سالما گفتند زین فہون و پند و سخت تر سختی
زان بر خط بند کرد و ارا میں مرض قابل ہوئی و آخر از وی ذرہ زائل شدی و سدہ چون شد آبایہ
در جگہ گر خورد و ریا و وجاہی کرد و لاجرم کما س گیر و دست و پا تشکی رنشدند آن تھا کہ المعنی قوم نے
کہا اگر گروہ رنج ہمارا ایسا نہیں ہو جو دوا پذیر ہو بر سین ہو گشتن لوگوں نے ہم پر افسون بھونکے نصحتیں
کیں فائدہ کیا مئے سرہ نہ جاری اور مضبوط ہوئی بس اگر مرض ہمارا قابل دوا کے ہوتا تو کوئی ذرہ
نواہس سے کہہ دیتا یا ایسا ہی جیسے سدہ پڑ جاتا ہو تو پانی جگہ میں نہیں پہونچتا اگر ویا پی لگا دے معلوم
وہ کہاں پہنچا لیا اسی سبب سے ہاتھ پاؤں سوچ جاتے ہیں مگر وہ پانی پینا اس شنگی کو
نہیں پہنچاتا

پچھر جواب انبیاء کا جبر لیون کو

قول انبیاء گفتہ نمیدی بدست بفضل و جنتی باری ہیست + از چندین سخن نشاید نا امید دوست و قزاق
 این رحمت زبید ای بسا کاری که اول صعب گشت + بعد از آن بکشد و شد سختی گذشت + بعد نمیدی
 بے امید هست + از بس ظلمت بسی خورشید هست + خود و گرفت که شمشادین شدید و تفلیک بر گوش و بزل
 برزید و هیچ ما را با قبولی کار نیست + کار تسلیم و فرمانبرداریست + او بفرمودست ما این بندگی نیست
 ما را از خود این گویندگی + جان برای امر و دایم ما بر گری گویا و کاریم + ما حق را با گروہ بے ریا +
 میرسانیم این رسالت با شما + شیر حق جان منی را یاز نیست + با قبول و در تعلقش کار نیست + بشر و تبلیغ
 رسالتش از دست در زشت و دشمن و شدید از بهر دوست + ما برین در که ملولان مستقیم + تا زبور را
 هر جا هستیم + دل فرو بسته نول آنکس بود + که قزاق یار و مجلس بود + ولیر و مطلب با ما حاضرست + در
 شکار جنتش جان شاکرست + در دل مالالہ و گشتست + پیروی و پیغمبری را را نه نیست + بمعنی قزاق
 با لکشر کار بند را بپایا + که ما از تو گوینا امید میبری چیزی + ما امیدت بود خدا + رحمت بی حد و حساب +
 ایسے محسن کے کہ جسکے احسان بابر دیکھتے چلے آئے ہوتا امید ہونا چاہیے نہیں اسی کی رحمت کے قزاق
 کو بکرم و بہت ایسے کام ہوتے ہیں کہ اول میں سخت معلوم ہوتے ہیں اور جب کشور میں پیدا ہوتی ہو تو
 سختی نہیں رہتی تم اس امید سے + امیدت ہو اسکے پیچھے بری بری امیدیں ہیں اور اس ظلمت کے
 پیچھے بہت سے آفتاب ہم خود اسکو مانتے ہیں کہ تم سخت دل ہو گئے اور گوش و دل پر قفل لگ گئے
 تم کہتے ہو کہ ہو تو کیسے قبول سے کام نہیں ہو جا رہا کام تو تسلیم ہو بیٹا اسکے حکم پر کون نہاد ہونا اور
 حکم تو کون کے پاس لیجنا جیسا کہ فرمایا اعلیٰ الرسول والا لہدایع انہیں ہو رسول کے نور کا پیچھا دینا
 اسی نے ہو کو اس خدمت کا حکم دیا ہو خود یہ گفتگو نہیں کرتے جاری جان اسی کے حکم کو واسطے ہو
 اگر کہے کہ ریت میں ہو ہو ہم ایسین ہو نہیں چاہے جے چاہے نہ جے جو حکم خدا کا ہو ہوا ہوا کی رست
 ہم لوگ بیر یا رتے ہیں تمھارے پاس یہی ہو چکا اپنی جان کا خون کسی سے عین ہو تم ہی ہیں
 ہماری جان کا مددگار سوا خدا کے کوئی نہیں ہو نہ ہو کسی کے رو و قبول سے مطالب ہم کسی سے
 مزدوری اس تبلیغ رسالت کی انگلیتین یہ مزد بھی ہماری اسی سے ہو جیسا کہ ما ہو اوج جبری لا علی ہ
 نہیں ہو مزدوری ہماری + اید پر ہم اسی اپنے دوست کے پیچھے زشت و دشمن رو ٹھہرے ہیں کہ کوئی
 ہو زشت جانتا ہو + چہاں ہماری صورت دیکھی جانا کہ دشمن آتا ہو ہم اسلی + وہ میں ملوان سے
 نہیں ہیں جیسے نول آدمی بغداد سے جگہ جگہ ہو ہو رہا ہو اس واسطے کہ ملول اور بستہ دل و شخص ہو آگ

کہ نراقی یار کے دوزان میں پڑا ہوا تھا تو دلدار و مطلوب دونوں حاضرین اور اسکی رحمت جو ہمیشہ شاکر کر رہی ہو
 ہماری جان اسکی شاکر ہمارے دل میں تو ایک گلشن اور ایک لالہ زار شگفتہ ہو پیری و پیر مردگی کو
 انہیں دخل ہی کمان ہوا اختلاف شرح بجا العلوم میں پہلے دونوں شعر اخیر داستان صدر میں گئے
 ہیں میں نے مناسب جان کے اس حکایت کو اتنے مصدر کیا اور بنا کر وہ کو با کر وہ اوڑھ لیا فریبت
 طول میں واو عطف جو محفل و قون و بی ضرورت پروردگار کو درویش لکھا ہو قولہ و اما تروجوا فیم و لطیف
 تازہ و شیرین و خندان و طریف پیش ہا صد سال ایک ساعت یکیت کہ دراز کو تازہ و نہنگیت
 ان دراز کو تھی و جبہماست خود دراز کو تازہ اندر جان کجاست بیصد و نہ سال ان اصحاب کہت
 پیش شان یکت و زنی اندوہ لفت و دانگسی نمودن شان یکت و زیم کہ بتن باز آمدار و لاج از عدم چون
 نیا شد روز و شب باہ و سال و کی بود پیری و پیری و لالہ و در گلستان عدم چون بچہ دیت یکیتی
 از سواقی لطیف این دیت و لذتیک لم یذہر کس کو بخور و کی بوہم آرد جعل انفاس در و نہیت موہوم
 از پیری موہوم آن پہچو موہومان شدی معدوم آن و فرخ اندر وہم چون آرد بہشت و یحیی تا بر کو
 خوب از کوکب زشت و بین گلوئی خود بہرید اسی همان و انجمن لغیر سیدہ قادیان و راہمای صعب پایا
 ہوا ایم درہ براہل خویش آسان کردہ ایم و بین بچہ یار بچوم سعد راہ و زانکہ در ظلمت درید و قوجاہ
 ہر کہ مارا کشت پیر و پادست ماز عذاب نار و در جنت نشست و دانکہ نشند از شقاوت پندہ و در عذاب
 جاودان شہر مبتلا یعنی طریف ناد و نو زادہ لفت و ریغ کھانا اور اندوہ بگین ہوا سواقی باہم قوج
 بزرگ و کوزہ لولہ دارومی و پیالہ می و ہی انبیاء فرماتے ہیں کہ ہم ہمیشہ تروتازہ اور جوان و لطیف
 اور تازہ و شیرین اور خندان اور طریف ہیں ای نو زاد چارے نزدیک سو برس و ایک ساعت
 برابر ہوا سو اسطے کہ ہمسے دراز کو تازہ جو عوارض ہیں و جو ہر سب مدد ہو گئے اسلیے کہ دراز کو تازہ
 یہ صفات جسموں کے ہیں اور ہم روح مجرد رہ گئے پھر روح میں دراز کو تازہ کمان ہیں و ہما کہت
 جنگوتین سو نو برس گزری تھیں اور انکے سامنے ایک دن تھا جس میں نہ کوئی اندوہ تھا و لال
 جیسا کہ قرآن مجید میں ہو و لبثوا فی کھف ثلث مائے سنین و از داوود تسعا اور رسے وہ اپنے غار میں
 تین سو نو برس پھر جب عدم سے انکے تن میں روح آئی اور پوچھا کہ شکو کتنا و رنگ ہوا یعنی کم ہشتم
 تو کہا لبثنا یوم او بعض یوم رسے ہم ایک دن یا بعض ایک دن سے اب بتاؤ وہاں روز و شب یا
 سال و ماہ و ہوا بون پیری پنے کھنکی اور پیری و لال کیسے ہو گنا اور گلستان عدم میں جو بچہ دیت
 یستی سواقی لطیف این دوی کہ آکے لطیف نے ایک بڑا پیالہ شراب لطیف کا بھر کے پلا دیا ہر

اور جو کوئی پیالہ کے لطف کا لصب بنوا وہ لم یذوق ولم یرین فضل ہمیشہ نہ چکھا آنے و معلوم کیا آنے وہ
ایسا رو صیغہ جعل کے وہم میں کہ گلاب کی ندین کئی اس واسطے کہ یہ گلاب کی اسکی موت ہو وہ ظاہر و یقینی ہو
وہ وہم اگر وہ وہم ہوتا تو وہم میں کچھ مرقم مخلوق ہو وہ بھی معدوم ہو جاتا جیسے یہ معدوم ہو جاتے ہیں
دوسری بہشت کے وہم میں کہ گلاب کا پلو کہ بھی بھی رو سے نو بہا کوک زشت سے چمکا جو غرض یہ کہ برنی بھلائی
عین ہو سکتی تمام بزرگوں اپنا گلاب است کا ٹوک لیا اچھا لقمہ یا کیزہ تھا اسے دہن کے پاس لگایا ہو پھر کپڑوں
میں کھلتا لقمہ وہی ہدایت انگلی اگر راہوں کی سختی سے دور تھے تو اس سے مت ڈر داسلیکے کہ زمین
سخت ہونے کی وجہ سے اپنے کو کون بیٹھے بیرون پر کسان کر دی ہیں قبر وار ہو نجوم - عدد موجود ہیں
اپنی راہ و دھوٹا جو اس سبب لانا چھری اور قمر چاہ میں پڑے ہوتے ہیں جو کوئی ہمارا پر و ہوا عدا
و وزخ سے چھوٹ گیا اور زشت بہشت کی اسکو نصیب ہوئی اور جسے اپنی اذیت سے نصیحت
ہماری نہ سنی خوب جان لو کہ عذاب جاودان میں مبتلا ہوا اختلاف شرح بجا معلوم میں ہیں ہاں
آہ کوہ تن اور سپہی کو سپہی اور صعب یایان کو بایا یان رہ کو رہ و گنگسا ہو

مکر را عرض قوم کا انبیاء علیہم السلام پر

قولہ قوم گفتند از شما خود دیدہ و شنیدہ و صدیدہ و مدیدہ جان ما خارج از اذانہ میثما و در غم فکندید
مارا و عنانہ و ذوق و جمیعیت کہ موجود اتفاق شدہ و حال دشت تان در افتراق و طبعی فضل و شکر
بودیم ما در غم و گریہ و شتم از شما ہر کہا افسانہ غم گسریست ہر کہا آواز کہ در شکر سیت
ہر کہا از جوان خال دشت ہر کہا اسبح کمال محمدیت و در مثال قصہ و حال شہادت ہوز غم نگین
شمار شہادت یعنی مسیح با فتح بدل جانا صورت کا پہلی صورت سے جو ہو ہر حال بفتح عقوبت و
رنج او پر جو قول نبیا کا کہ بخون سعد سے رہنائی چاہو یہ آریکا جواب ہو کہ قہ نے کہا بالآخر تو ہر سعد
تو اپنے ہی واسطے ہو ہمارے لیے تو بخون و صند و مزہ ہو ہم اپنے خاصے جدا ذیہ لون سے بہنت اور
سارے رنجوں سے خارج جان تھے تھے ہلکے رنج و غنا میں ڈال دیا جیسا کہ اس قسم کے قول
کفار کے منقول ہیں قالوا انا قیلنا بل لئن لم تنہوا العزیم لکنسک منا عذاب الیم کہا کافرون سے
یشاک ہم بدنامی و بدنگونی اپنی تھے جانتے ہیں کہ تمہارے سبب سے رنج و بلا میں پڑے اگر
تم باز نہیں رہو گے تو ضرور ضرور ہم تمہارے سنگسار کر دیں گے اور ضرور تمہارے عذاب و کورہ لایا جائے
ہمارا لطف و مہر کہ جمیعت کے ساتھ متفق و جمع تھا یہ معنی ہر مجموعی تمام مزے اڑاتے تھے سو تمہاری
بدنگونی سے سب خراب و متفرق ہو گیا ہم شل طبعی کے سر سے سے نقل و شکر کھاتے اب تمہارا

از روئے گمان کے آگاہ کرتے ہیں اور ہم خود نظر بردار شک سے ہم دود و آتش کو اپنی آگاہ سے دیکھتے ہیں
 کہ منکر و ن کی حد کر رہے ہیں تو کھلے تو میگوئی خوش کن زمین مقال کہ زبان ماست قال شوم قال
 ایک فصیح ناصحان کٹر شوخی و مقال بہ باتت ہر جا میردی و افسی بر پشت تو بر میرود و از برای بنیت
 آگاہ گشت و گوشت خاموش غلیم کن و گوید و خوش باش خود رفت این سخن و چون زندانی وہاں برگشت
 تلخ گرد و جلد شادی کر و نت پس بد و گوی چہن بودای فلان و چون نہ بریدی گریبان و فغان
 باز بالا یم تو سنگی میزدی و تا مرا از جد نمودی آن بدی و او بگویند کہ می آزرده تو بگوئی فی کر شوم
 کرد و گفت من کردم جو اندری و پند تا رہا من تر ازین جنگ بند از لیم ہی حق آن نشاختی مایہ اید
 و طیان ساختی و این بود خوی طیان دنی و بد کند با تو چو نیکی کنی و نفس ازین جبریکین شنیش
 کہ لیم ست و د و نیکی کش و با کرمی گر گنی احسان سوز و ہر کی را او عوض مہ قصود ہد بالیمی چون کنی
 قہر و جفا بندہ گرد و ترا بس با و نا کاخوان کار و در نعمت جفا و باز در دوزخ نماشان رہنا کہ لیمان در
 جفا صافی مشوید و چون دغا بیند خود جانی شوند و افسی چہر آبیا و مات ہیں تو کہتا ہو اس گفتگو سے
 خاموش ہو کہ یہ قال بہ قال تھا و چارے حق میں دیان ہو تو او فلان ہم تجھے یہ کہتے ہیں کہ جب تو
 نصیحت ناصحون کی نہیں سچ گیا تو یہ قال بہ ہر حکم تیرے ساتھ ہر ایک ہو چکے لیے پھر گھایہ ایک افسی ضحک
 کا ساتیری پشت پر سوار ہو ناصح جو کسی بام سے تھکا اس حال میں دیکھ کا آگاہ کر گیا بام سے مراد
 علورنگی اور تو ناصح سے کہیگا خاموش ہو مجھ کو غلیم مت کر ناصح بھی کہہ گیا با خوش رہ اس ملک
 جانے دے لیکن جب وہ افسی تیری گردن پر منہ مار گیا تب سارا خوشیاں کرنا تیرا ہو جائیگا تب
 اس ناصح سے کہیگا کہ او فلان وہ افسی یہی تھا اس وقت میں تو نے میکر گریبان شور و فریاد میں کہیں
 نہ بچا ہڈا لایا بام پر سے ایک پتھر نہ مار دیتا مجھ کو بخی وہ بدی معلوم ہو باقی ناصح کہیگا میں کیا کیسے
 کرتا تو تو مجھ سے آزرہ ہوتا تھا تو کہیگا کہ اب تو نے مجھ کو بہت شاد کیا وہ کہیگا میں نے تو بڑی
 جو اندری کی اور نصیحت تجھ کو سنائی تا اس جنگ بند سے تھکا پتھر اڑوں تو نے اپنی لیم ہی سے حق کا
 نہ پہچانا اور مجھ کو مایہ اید و طیان کا بنایا اور کیوں نہ تو یوں دنی کا خا و ہدی یہ ہو کہ تو جو اس
 ایگی کرے تو وہ تجھے بدی کرے اب مقولات مولانا رحم کے ملام ہوتے ہیں کہ تیرا نفس بھی لیم ہو
 اس پر میر کر کے کہو مخنی بنا جبر کے معنی بزدلی سے کام لینا نیکی اسے موافق نہیں آئیگی اگر کسی کریم
 ساتھ احسان کرے تو لائن ہو کہ ایک ایک احسان کا عوض وہ سات سات سر دیکھا لیم کی جہیت
 ہو کہ قہر و جفا سے بندہ مطیع و بار و تابشا ہو کا فر نعمت پار ہے ہیں جفا کر رہے ہیں پھر جب دوزخ میں پڑینگے

میں نے اسکو اور جو کچھ میرے ساتھ تھا سب کچھ لے کر گیا میں نے اسکو پس لینے کو دو دھڑکے کر کے دیا اور طاعت کرین اور کرکھون پر عطا کرتا ہے پھل حاصل ہو لاجرم حق نے اگر متہ و آفتہ دونوں پر پیدا کیں پسینوں کو دوزخ اور کرکھون کو افروزی اور ضری

بیان اسکا حق تعالیٰ نے فرمایا واؤ تملکوا واخلوا ہذہ القریۃ فکلمنہا حیث شئتم غذا وادوا الباب سجدہ و قولوا خطۃ نفقکم خطایاکم و سنہر میا میں اور جب کہا سمجھئے کہ داخل ہو جس قریہ میں اور کھاؤ اس سے جو کچھ چاہو بغیر غبت اور گھسو دور وازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو خطۃ یعنی بخش گناہ ہمارے کہ بخشین ہم خطائیں تمہاری اور قریب ہو کہ بڑھائیں ہم واسطے اسکا کریموالون کے

قولہ ساخت موسیٰ قدس در باب غیر متا فردا رند سر قوم ز پیر دانا کہ جیاران جہند و سر فرادہ دوزخ آن باب صغیرت و نیاز آنچنانکہ حق زحم و اتخوان از نشان باب غیر می ساخت شان مابل دنیا سجدہ ایشان کنند چنانکہ سجدہ کبریا و دشمنی ساخت سرکین و انگلی محراب شان نہ نام آن محراب میر پلوان ملائق این حضرت پاک نمیند نیشکر فی لیک در صورت نمیند این سگان این حرن خاضع شونید و شیر اعارست کھو اگرد وند گناشد شخنہ ہر موش خود موش کہ بوتانہ شیران تہ سداؤ خوف ایشان از کلاب حق بود و خوف شان کی آفتاب حق بود و ابی الاعلیٰ ست درو آن دنیا رب ادنی در غور این اہلوان المعنی حضرت موسیٰ نے بیت المقدس میں جو مراقدس سے جو ایک دروازہ صغیر یعنی چھوٹا سا بنایا قوم دیر کہ آپ کو سجدہ سے باز رکھتے تھے سر چھپکائیں جو صورت سجدہ کی جو اس سبب سے کہ وہ قوم دیر جیار لوگ تھے بڑے گردنکش اور سر فرادہ دروازہ صغیر انکے واسطے اور وہ نیاز دینے سر چھپکائے اسمین گھسا دوزخ جو قیسا ہی حق تعالیٰ نے لحم و اتخوان بادشاہوں سے ایک باب صغیر بنایا کہ اہل دنیا انکو سجدہ کریں اس واسطے کہ یہ لوگ سجدہ خدا میتے کے دشمن ہیں اور انکو سجدہ نہیں کرتے اسنے ایکٹ پیر سرکین داکو انکی محراب بنایا کہ اس محراب کا نام میر و پلوان ہو سرکین مان بنظر تحقیر فرمایا جو جیسے ہندی میں کہتے ہیں گونا گونا گونا یہ اس نظر سے کہ جب لائق سجدہ اس درگاہ پاک کے نہیں ہیں گو بصورت فو کے ہین شکر تو بہتر یہی ہو کہ یہ کہتے ان کہ دعویٰ کے سامنے عجز و نیاز کریں اس واسطے پیر کما کے عجز و نیاز سے ننگ و عا ہو جو موش خود ہین انکی شخنہ گریہ ہو کہ اس سے ڈرتے رہیں نہ موش اس لائق ہو کہ وہ شیر سے ڈرے یہ لگ خدا کے کتوں سے ڈرنے واسطے ہین پھر خوف انکا آفتاب حق سے مناسب کہ ہو اور جہاں آفتاب

حق سے ڈرنے ہیں انکے حصہ میں یہ خوش ہواں سرداروں کا دور ربی الاعلیٰ ہو رہا اولیٰ لائق انھیں
 وحقین کے ہر اختلاف شرح میں سرگین دان کے بکاف تھن کو بکاف فارسی اور گریہ بات کہو گر نہ ہشت
 لکھی ہو تو کہ مریش کی تیرید و شیران مصافحہ بلکہ آن آہو بکاف مشک نافت، رو بہ پیش و یک لیس اسے
 کما سہ لیس ہکاش خداوندہ ولی نعمت قیوس بدیں کن اور شری بگویم دور دست ختم گیر و میر و ہم داند کہ بہت
 محل آن آمد کہ بہکن ای کہیم بالینان تا ندر گرون لیمیم بالیمیم نفس چون احسان کند، چون لیمیم آن نفس
 کفران کند، دین سبب بکاف ہل نعمت شاکر نہ اہل نعمت طاعنی اندوہ کر بہت طاعنی بکار دین بکاف
 بہت شاکر نہ صاحب جہاد شکر کی روید از املاک و نعم شکر سیر و دید بلو او سقم، المعنی جگر بروں خستہ
 بجاعت فارسی امیر و بزرگ ترکی جو بلو بلا و زحمت بتا یہ صبر فرماتے ہیں کہ موش جلیگی شیرون سے کب ڈرتا ہو
 شیرون سے قوی ہو اپنی تنگ ڈرتے ہیں جو مشک نافت ہیں جس قوا سی یا لہ چاٹنے والے کو لٹائی چاٹنے کا
 کے پاس جا جیسا تو ہو ویسا ہی وہی اور ایک خداوندہ ولی نعمت لکھا کر صبا کر اعراض امر میں
 لکھتے ہیں طلب یہ ایک خداوندہ ولی نعمت جا کر اب مولانا اپنے دل سے کہتے ہیں کہ بس کر اگر ایسی
 شرح کرتا ہوں جسکو ہاتھ نہ پہنچ سکے تو میرے حصہ ہو گا اور یہ بھی جائیگا کہ گاہ ہوا کو کم قدر میرے سے مراد مولانا
 کی ہوا انکے ذہن میں حاصل کلام یہ ہو کہ ایو کریم لیمیم کے ساتھ بدی کرتا لیمیم گرون شاہ و طبع فرمان ہو
 اور جبرائیم نفس ہو جو کوئی اس سے احسان کر گیا یہ لیمیم کی طرح اسکا کفران ہی کر گیا ایسا بد ہو اور
 اسی سبب سے یہ ہو کہ اہل نعمت شاکر ہیں اسلئے کہ نفس پرور نہیں ہیں اور اہل نعمت نئی دینی تہ
 گذرے ہوئے اور مکار کہ نفس پرور ہیں طاعنی ایسا ہو جیسے ایک سردار دین با اور شاہ کر وارش
 صاحب جہاد اسلئے کہ شکر املاک نفس سے کب پیدا ہوتا ہو بلکہ اس سے طحان و کر پیدا جوتا ہو شکر پیدا ہوتا
 بلو او سقم سے سینے بلا و زحمت و رنج اور بیماری سے اختلاف شرح میں کش کو کش کی صورت اور
 اور شری بزرگ اور کفران کا الف نعمت کو نعمت بلو او کو بصورت بلو کے لکھا ہو جس سے برا طحان ہوتا ہو

قصہ عشق صوفی کا سفرہ خالی ازینہ شایر

قولہ صوفی ہر صبح روزی سفر دید چرخ میزد با ہمار امید دید بانگ میزد و کپ نوا میوز، قحط و
 در و پار انک دوا چو نکہ در و سوزا و بسیار شد، ہر کہ صوفی بود با او یار شد و کئی وہابی جوے میزد
 تاکہ چہ بین مت و یزد و میشد ند بولہ صوفی کے گفت صوفی را کہ چیت، سفر او سختہ از نان تہیت
 گفت رور و نقش ہمینست، پیچہ از خویش، عاشق نیست، عشق نان فی نان غذا می عاشق ست بہند
 ہستی نیت ہر کو صافقت، عاشق را کار بود با وجود عاشقا زابست ہی سراہ سود مال فی و گر د عالم ہے پر مد

دست فی دگر میدان می بر تہد آن فقیری کو ذمہ داری ہو یا حق دوست پر ہو ہی نہیں باقی دعا شوق
 اندر عدم خیریت نہ ہو چوں عدم یک رنگ و نفس و اندر اعنی بیخ مبدل میز کر سی طعام جیسے روز کا مبدل
 روح جو کس بجسے رو کا کاف آواز نفرت و خندہ و سرخہ ایک صوفی نے ایک دن کسی بیخ پر دستار خوان
 دیکھا دیکھتے ہی وجہ سے ناخچہ اور کپڑے پہانے لگا اور چلا تا تھا کہ یہ بے قہ شے کا لڑتہ ہوا اور قوطان
 اور دونوں کی دوا جبکہ درو و سوز و جھوٹا جو کوئی صوفی تھا وہ بھی اس کا یار و شریک ہو گیا بیخ کا
 ہا ہی چوچائی یہاں تک کہ اور کتنے مست و سیر ہو گئے بس ایک ہو افضل نے کہا صوفی سے کہ
 کیا ہو ایک دستار خوان خالی از زمان لکھا ہوا ہو صوفی نے کہا پلا جا تو نقش ہمیں ہو اور کپڑے
 بیخ کہ میں کون ہوں نہ عاشق ہو مجھ کو عشق نان کا ہو اور نان غذا عاشق کی بس جو عشق میں صحت و قوت
 وہ مقید ہستی و وجود شکر کا نہیں ہو عاشقوں کو جو دوسے کام نہیں ہوتا انکو بے سرمایہ کے سود ہر
 بار وہ ان کے نہیں ہوتے اور گرو عالم کے اڑتے ہیں بے ہاتھ کے گیند میدان سے لیجاتے ہیں
 وہ فقیر جکا ذکر اوپر مذکور ہوا کہ اس نے بوہنی سے پائی تھی کیسے نہیں کٹے ہاتھوں سے بننا تھا
 عاشقوں نے اپنا خیمہ عدم میں کھڑا کیا بس مثل عدم کے یک رنگ و نفس و اندر جیسے عدم آپ
 آپ ہر نہ ہمیں کوئی رنگ ہو نہ کوئی شکر انخلا و شرح میں پہلی ہم اندر بیخ کو بیخ لکھا ہو قولہ شریعہ
 کی شتاب و فوج لوت و مرہری را ہوئی باشد لوت پوت آدمی کی ہو بردار ہوئی او و چونکہ فوجی است
 ضد فوجی را پیش قطبی خون بردان آب نیل و آب باشد پیش سطلی جیل و جادہ باشد بجز اسرا کیلیاٹ
 عرق کہ بات رزق و ان خوان و با ویدیر عادیان گرو تہر و لیک ویدیر ہو ویر قوش ظفر و گلستان باشد
 برابر ابراہیم نار دایک بر فرو و باشد ہر مارہ بر مندر باشد آتش خاندان و لیک باشد ہر دگر مرغانی
 نزد عاشقوں در دو غم حلوا بود لیک حلوا بر خان بلوا بود اعنی لوت پوت اقام طعام سے لذت
 ایسے لوت طعام لذت قطبی قوم فرعون سطلی ایک شخص سہا کا سے کہ وہ بارہ فرستے بنی اسرائیل کے تھے
 شیر خوارہ مرہ طعام لذت کا کب پچا تھا ہو اور پری کو صرف ہو ہی طعام کی لوت پوت ہوتی ہو وہ کھائی
 نہیں پری تو آدمی کے طعام سے ہو پاتی ہو آدمی کو پری کی بو نہیں پاتی ایسے کہ اسکی خواہش کی خواہش
 کے منہ پر غل کا پانی قطبی کے لئے بنے خون تھا اور سطلی کے لیے وہی پانی کا پانی اسرائیلیوں کی ہو سطلی
 نیل راہ بن گیا اور فرعون طعام کو غرق گاہ ہو گیا ہوا عادیوں پر گرو و تہر ہو گئی لیکن ہوا و انکی قوم
 با و طفر تھی آگ ابراہیم پر گلستان ہوئی مگر فرود کے حق میں نہر مارہ بنی سمندر پر آگ ایسی ہو گویا اسکا
 خاندان اوپر ندوں کے حق میں سراسر زیاں ایسے ہی عاشق کے نزدیک در دو غم حلوا ہو گئے

یہ علاوہ خان دنیا پر محبت دیا

مخصوص ہونا یعقوب علیہ السلام کا روی یوسف علیہ السلام سے بجا م محبت حق تعالیٰ کے اور کھینچنا بوی حق کا بوی یوسف سے اور محروم رہنا بجا یوسف کا ان دونوں کے

قولہ اپنی یعقوب ازخ یوسف پریدہ و اپنے او از بوی او اندر کشیدہ و اپنے دروی بود و اندر وی ہدیہ حاصل و بدان باخوان کی رسیدہ این در عشقش خویش در پد میکند و ان کہین از ہر او پسکندہ سفر او پیش این از انان تہیت و پیش یعقوب تہ پر کو شہتی رت در دمی ہاشمہ نہ میزد روی حورہ لا صلوة گفت والا با کھنور بحق باشد فوت پوت جاناہد جوع زین رویت توت جاناہد جوع یوسف بود و یعقوب ابوی نانش میرید از دو جہاد انکہ بست پیر ہن رامی شناخت مہوی پیرا بان یوسف می نیافت و انکہ صاف و رنگ رہ ز انسو جہاد چونکہ بہ یعقوب می بویہ ہو اعنی جو کچہ یعقوب نے صورت یوسف سے دیکھا اور جو کچہ انھوں نے انکی بوسے جذب کیا اور جو کچہ انھیں تھا یعنی فزا انکی انھوں نے اُسکی دیکھا یہ خاص انھیں کیو اسطے تھا اخوان ہر چند اخوان تھے مگر یہ حصہ انکو کب پہونچا یعقوب انکے عشق میں آپ کو کہنوئین میں گراتے ہیں اخوان بقتضاے کینہ انکے واسطے کہ ان کھود تے ہیں انکے حسن کا رتار خوان انکے سامنے روئی سے خالی تھا یعقوب کے سامنے نعمت سے بھرا ہوا اسواسطے کہ انکے بھوکے تھے جھلکاروے ہاشمہ جسکی ہندی دلدری ہوئمہ حور کا کب دیکھے اسواسطے حضرت نے فرمایا ہولا صلوة الا بحضور القلب نہیں ہونا زکرا حضور قایم کے ساتھ کہ یہ حضور کہیں کو میر نہیں عشق جانوں کیو اسطے فوت پوت ہوا و اقسام طعام لذہ جوع نے اسی سبب سے گھڑی فوت جانوں کی ہاندھی ہو کہ اسطے کہ اچھی چیز کو ہر کوئی سبب تیا جوتھا و دیکھو یعقوب یوسف کے بھوکے تھے کتنی دور جگہ سے انکی روئی کی ہوا انکو پہونچتی تھی تو وہ شخص جو چاہتا تھا کہ میں پیرا ہن لیلون اور اسی جگہ پہون میں تھا وہ پیرا ہن یوسف کی بوجہ اس میں تھی نہیں پاتا تھا اور وہ جو سو فرسنگ راہ سے بھی آدھر تھے چونکہ یعقوب تھے او عاشق ہوا انکی سوگتھے تھے قولہ اسی بسا عالم ز دانش بی نصیب و حافظا علمت انکس بی نصیب ہستع از وی جی یا بدشام اگرچہ باشد مستع از جنہ عام اگرچہ پیرا ہن پیش عاریت و چون بہرست آن نخاسی جاریت و جاری پیش نخاسی سرسریٹ و در کف او از ہر اسے شتریت و قسمت حق ست روزی خواہ فی ہر کسی اسوی دیگر راہ فی یک خیالی نیک بلغ آن شدہ و یک خیالی زشت راہ این زدہ و این خیالی الاثر باغی شدہ و ان خیالی عالمی بر ہر دودہ آن خدائی کر خیالی بلغ ساخت و وز خیالی دوزخ و جائے گداخت و پس کہ دامن راہ گاشنہای را

۱۲۲

اوقات حضرت رب العزت کی جو توائف کیلئے ہوں ان کے فضل کا پکا کوسو سطرے اور شہر یار گرفتار سے
کی یہی برآوردہاں کیا ہو اسکا امر و فرمان بس کیا وہ نیکویت ہو جسکی جان پر ہرگز گاری ہو چنانچہ ایک تو وہ
کہ مر غرار وجہ آکس میں ہو جو شریعت ہو کسواسطے کہ شریعت کے معنی لغوی جوے بزرگ کے ہیں اور ایک
وہ کہ ایسے پہلو میں غذا بین ہیں یا عریضے شرع اور اذنان اور دونوں ایک دوسرے سے متعجب
تو اس بات سے کہ اسکو ایسا فوق و درہ کس سبب سے ہو اور یہ اس سبب سے کہ ایک کے جس وقت تہذیب
جواد و رجوع نہیں ہوتا یہ کہتا ہو خبردار ہو ایسا نکاح لب کیوں ہو یہاں کہ یہاں چٹھے کے چٹھے ہیں
اور کیوں زد و چور ہا ہو یہاں سیکڑوں و دانین ہیں خبردار ہو انہیں اس انہیں میں آوہ کہتا ہو
ایمان میں نہیں آسکتا یہ کہتا ہو اور علان تیرے پانچوں تو کیسے نہیں بانہ دیے ہیں پھر کیوں نہیں
آسکتا یہ کہتا ہو نہیں نہیں میں نہیں آسکتا تو ہی امین کفرارہ اور ٹھہراپ کہتے ہیں اس میں اپیل کی گئی
میں کافی شاید اس سے راز فتنہ کو تو معلوم کر لے چنانچہ ایک قصہ بیان کروں تو کان کھول کے سن
تو اس سے قصہ پانچواں اور ہر باب چوتھ

حکایت ایک امیر اور اس کے غلام کی واپس غلام کا نماز و مناجات میں

قہر و زمامی بود امیری از گرام، بود سنقر نام اورا یک غلام میر شد محتاج گریا و سحر بانگ و سنقر
 پلار و امیر و طاس و ایزار و گل از آلتون بگیر تا پلار و پیرامی ناگزید سنقر آه طاس و ایزار کو بر گرفت
 رفت با او و بدو مسجدی در رہ بدر بانگ صلا آید اندر گوش سنقر بلبل بود سنقر سخت موقع در
 شام گفت ای میر من ای بنده نواز تو دین و کان زانی سیر کن و تا گزاردم فوض خواهم کم کم برفت
 سنقر میر بر و کان نشست سنقر ان باره پنداشت - میر از بهر دل آن زنده جان و کر و یک ساعت
 توفیق بر و کان چون امام قوم برون آمدند از نماز و در و بالانج شدند سنقر آنجا ماند تا نزدیک
 جاشت میر سنقر از زانی چشد آشت گفت ای سنقر چرا نمی برون گفت می نگذارم ای ذوق من
 سیر کن تک آہم ای روشنی بعیتم غافل کہ در گوش منی بالمعنی آلتون بالفتح و و معروف کیند
 نام حرم طغشاہ ایک وقت میں ایک امیر تنہا بزرگون سے اور سنقر نام اسکا ایک غلام تھا
 متوجہ کو امیر محتاج حمام کا ہوا سنقر کو پکارا خبر دا ہوسر ٹھا طاس و ازار اور می آلتون سے لے حمام
 چلنے کے کہ ضرورت ہو سنقر نے طاس و ازار لیا اور اسکے ساتھ چلا راہ میں ایک مسجد تھی اُس سے
 آواز بانگ صلا کاں میں سنقر کے آئی صلا آواز انعام و طعام میان تیمنا فرمایا جو سنقر نہایت
 حریص نماز کا تھا کسا امیر سے امیر ای بنده نواز تو اس دکان میں تھوڑی دیر صبر کر تو میں فرح

ادا کر لیں اور کم کم پڑھ لیں شایدا اسکا درد ہوگا جس منقر مسجد کو گیا اور میری کان پر بیٹھا حاضر نماز و نفرت کرنے والا نماز سے اور شراب غرور و گمان سے سرسٹ میرے پاس خاطر اس زندہ جان کے ایک عشت توفیق کیا جب ما قوم نماز و دروسے خارج ہو کر باہر نکلے منقر نہیں نکلا چاشت تک وہیں رہا اسیر منقری ویر منقر کی توقع لگائے رہا آخر کچھ را کہ او منقر سب چلے گئے تو کیون نہیں نکلتا ہو گیا ابھی مجھ کو جھوڑا نہیں ہو کیسے آؤں تو او دو دفنوں اور او رشتی ذرا صبر کر میں اب آتا ہوں میں تجھ سے غافل نہیں تو تو گمان میں میرے خود ہی موجود ہی پیر کپار تا کیا ہو اختلاف شرح میں غوام کم کم کی نسبت لکھا ہو کہ ویر نکر ونگا قرأت قصیر کم کم کے ساتھ پڑھ کے آتا ہوں یا کم کم سے یہ مراد کہ آپ کو فنا کروں انتہی مولانا مرنے فرمایا ہوتا کہ اگر ارم فرض و غوام کم کم لینے فرض ادا کر لیں اور کم کم پڑھ لیں اور جب بانگ صلوٰۃ سکے یہ مسجد میں گیا ہو تو ضرور نماز بجا عت ادا کرے جسکی قرأت کا اختیار امام کو ہونے اسکو کم کم پڑھنے کا ہاں درد اسکا بعد نماز فجر کے کم کم ہو تو بعد میں اور فنا سے مراد تو یہاں جیسی ہو جیسی ہی ہون کیا کہوں قول ہفت فہت صبر کردہ بانگ از و تا کہ عاجز گشت از تیشا مرد و پاشش این بودی نگذا روم تا برون آیم ہونو زای محترم و گفت آخر مسجد اندر کس نماز کیست امیدارہ استیگت نشاند گفت آنکہ بہت است از برون بہت است او ہم مرا اندر اندرون و آنکہ نگذا روم تا کانی و می نگذا روم تا کہ برون و آنکہ نگذا روم کہ ایو پانی و او برون سو بہت پانی ایو ہی و با بیان را بخر نگذا روم برون و خاکیان را بخر نگذا روم و برون اصل ہی ناب و دیوان از گشت و حیلہ و تیرا اینجا ہلاکت و قتل زحمت و کشایدہ خدا و است و تسلیم زان و اندر رضا و قورہ و رہ گرسٹو و منھا ہما و این شیش نیت جزا د کبریا چون فراہم شست شود و تیر خوش و بیابی از بخت جوان از پیر خوش و چون فراہم خودی مایوت کنند و بند گشتی آنکہ آنرا دت کنند و گرۃ خواہی خری و دل زندگی و بندگی کن بندگی کن بندگی از خودی بگذر کہ تیا بی خدا و فانی حق شو کہ تیا بی بقا و گزرا باید وصال رہتین و نحو شود و اللہ اعلم بالیقین و المعنی یعنی اسطرح اسل میرے سات دفعہ اسکو پکارا اور صبر کیا یہاں تک کہ اسکی تیا سے عاجز ہو گیا تیا بکبر دفع کرنا اور انتظار و عشوہ اسکا جواب یہی ہوتا تھا کہ او محترم مجھ کو ابھی چھوڑنا نہیں ہو جو میں مکلون اسیر نہ کہا کیسی بات ہو مسجد میں اب تو کوئی رہا نہیں وہ کون ہو جو مجھ کو وہیں رکھا ہوا اور مجھ کو وہاں جہاں ہو گیا وہ ہر جسے مجھ کو باہر باندھ رکھا ہو اندر نہیں آنے و تیا اسی نے مجھ کو اندر باندھ رکھا ہو باہر نہیں نکلنے دیتا وہ جو مجھ کو نہیں چھوڑتا کہ اندر آئے مجھ کو نہیں چھوڑتا کہ باہر مکلون وہ کہ مجھ کو اور حرقہ رکھنے کو نہیں چھوڑتا اسی نے پاؤں اس غلام کا اندر باندھ رکھا

اب مقبولے مولانا کے چین کچھ کیوں کو تو دیا باہر مٹنے کو نہیں چھوڑنا اور خدا کیوں کو اندر نہیں لے دیتا
 اس واسطے کہ اصل باہی کی آب سے ہو اور اور حیوانات کی گل سے یہاں میلے اور تیر سب بیہودہ اور
 باطل ہیں پڑا مضبوط و مستحکم قفل اس بات پر لگا ہوا ہو کہ سوا خدا کے کوئی اسکا کھولنے والا ہی نہیں
 پس اس صورت میں سوائے قلیلم و رضا کے کیا چارہ ہو اسکو اختیار کرنا چاہیے ذرہ ذرہ دنیا کا اگر
 گنجیان ہو جائے تب بھی اسکی کشائش سوا جناب کبریا کے ممکن نہیں البتہ ایک مابت ہو کہ تو ابی
 تیر پرین بھول جائے اور میٹ دے تو تجھکو یہ سخت جوان اپنے پر سے ضرور حاصل ہوا سیکھے کہ جب
 تو آنکھوں و اموش کر گیا تو قضا و قدر تجھکو یاد کر گئے اور جب بندہ بنے گا تب ہی تو تجھکو آزاد کرے گی بلکہ
 تو آزادی و دل نہندی چاہتا ہو تو بندگی گراؤ نہ کہ اس بندگی کی بنظر خریدنا کہ خدا کو تو جب ہی پا گیا جو خود
 کو چھوڑ گیا اور بقا جب ہی ملیگی جب خدا میں آپ کو فنا کر گیا لا جرم اگر تو طالع وصال راہین
 یعنی ٹھیک ٹھیک کا ہو تو محو ہو جائے اللہ شہرا جاننے والا ہو یقین الخلاف شرح میں عاجز کو
 عابد مقتدا جا کر مقتدا چھا لکھا ہو

نوسید ہونا انبیاء کا قبول منکروں سے قولہ تعالیٰ حتی اذا اتیسار الرسل

قولہ انبیاء گفتند باخاطر کہ چند رسیدیم این ادا و آراء و عطا و پنہ چند کو ہم آہن سروی زنی، در میدان
 در قفس ہیں تا یکی جنبش خلق از قضا و وعدہ است و تیزی دندان رسوز معدہ است و عقل اول نہ
 بر عقل دوم نہ ماہی از سر گذہ گرونی ز دم، لیک ہم میدان و خبر بیان چو تیر و چونکہ بلغ گفت حق
 شد ناگزیر و تونیدانی کہ آخر گیتی و چند کن چند انکوائی چستی و چون نہی پرشت گشتی بار بار و بر تو کل
 میکنی انکار را، تونیدانی کرین ہر دو کئی و غرقہ اندر سقر یا نا تخی و گویائی تا ندانم من کیم و در نخواہم
 یافت در گشتی و ہم من درین رہ ناہم یا غرقہ ام، کشف گردان کر کہ امی فرقہ ام و من نخواہم رفت
 این رہ با گمان و بر امید شکاسچون دیگران و هیچ باز رگانی ناید ز تو، دانکہ در غیب است سر این
 دور و دتا جبر تر بندہ طبع شیشہ جان و در طلب فی سوز دار و فی زیان و بل نہان دار و کہ محروم است
 و خوار و خوار دیا، کہ باشد شعلہ خوار و چونکہ بر گوشت جملہ کار و کار وین اولی کران یابی رہا و
 نیست دستور و درینجا قریع باب و جز امید اللہ اعلم بالصواب، المعنی آنہا نے اپنے دل سے
 کہا کہ کب تک ہم این و ان کو و عطا و پنہ کرین یہ تجھڈا لوہا جسین کہ مطلق گرمی ہدایت کی
 نہیں کب تک کو طین اسکو درو ہی جانے رہ خوار ہو اس پنجرہ میں کیوں پھنسیں آہن سرو کو فتن
 بیفائدہ کام کرنا ساری جنبش مخلوق کی حکم و وعدہ الہی سے جو جیسا جسکو ہو جیسے تیزی دندان و دندان کا

سوزِ مدہ سے ہوتی ہے یعنی جہدِ مدہ سہل و خوش کرنا ہے ویسے ہی و انت طعام تیر ہوئے ہیں
 و کچھ عقل اول سے عقل دوم پیدا ہو چکی کہ سر کی طرف سے کاٹتے تھے تھے ہیں نہ دم کی طرف سے
 یعنی جب ابتدا سے محروم ہوا تھا میں کیا ہو گا لیکن پھر کہتے ہیں کہ سید ان بھی ہوا و زخم بھی تو لاؤں
 کہ تو نہ کو اپنے تیر کی طرح مانے جا بیٹھتے رہ اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے بے لطف کہا ہے یعنی یا ایہا الکحل
 بے لطف ما انزل الیک من ربک اسی رسول ہو سنا جو تم مخلوق کو جو کچھ نازل کیا لیا ہے تمہارے رب سے
 پس اس کی تعمیل ضرور تو بھی تیر نہیں جانتا کہ میں کون ہوں بس یہاں تک جہد کر کہ جان لے کہ میں یہ ہوں
 خیال تو کر جب تو پشت کشتی پر بار پانا لا تا ہے تو توکل پر اس کام کو کرتا ہے تو نہیں جانتا کہ ان دونوں کے
 تو کون ہے یعنی آیا غرق اندر سترنا جانی یعنی اس ستر میں ڈوبنے والا یا بچ جانے والا اگر تو یہ کہے
 کہ جب تک یہ نہیں جان لوں گا کہ میں کون ہوں کشتی و دریا کی طرف نہیں جاؤں گا شہدہ تفسیر اس شعر
 کی ہے یعنی یہ بھی ظاہر کر دے کہ میں کون فرقہ سے ہوں آیا اس اہمین ناجی ہوں یا ڈوبا ہوا ہوں
 میں راہ میں جو گمان کے ساتھ ہوں نہیں جاؤں گا جیسے اور لوگ اس امید خشک پر جاتے ہیں تو پھر جب یہ
 اندیشہ تیرے دل میں پیدا ہو گئے تو تجھے کوئی بازگانی نہیں ہو سکی اس سبب سے کہ ان دونوں
 طرفوں کا بھید تو غیب میں ہے نہ کھلیگا نہ تو بازگانی کریگا جو تیرے طبع اور شیشہ جان یا نام و نمر
 وہ اپنی طلب میں نہ سو رہا تھا ہوا زبان بلکہ زبان ہی رکھتا ہے کہ محروم و خوار ہو اس لیے کہ نور ہی پانچ
 جو نوار خوار ہوئے تھے سخیاں اٹھانے والا اور ہر گاہ کہ جگہ کام امید پر موقوف ہیں تو بس کام دین کا اچھا
 کہ اس میں نجات حاصل ہوگی چنان اجازت و روا نہ جانے کی نہیں ہے سوائے امید کے اور اللہ خوب
 جانتا ہے ساتھ ہی کے قریح بالفتح (درین) و کو فتن

بیان اسکا کہ ایمان مقلد کا خوف ورجا ہے

قوائم دای در ہریشہ امیدست و بوی کہ چہ کردن شان ز کو شش شد چہ و دل + باد او ان چون
 و کان رود + ہر امید و بوی روزی مید و دہ بوی کہ رہی نبود چہ نہ روزی بدخوف حیران بہت تو
 چونی قوی بدخوف حیران ازل و کرب تو چہ نہ سست نہ جستجو یا نیدین کاہل وین بازار + ہر
 سودن دہنیا و اولیا یا نیدینانی کر نہ ہی خدا کو یا میخو اندام شو کہ یہ زمین دکان رفتن چہ کا شان
 رو نو دہ اندرین بازار چہ بہتند سود + آتش آزارم چہ خفاں شد + بحرین + آرام چہ حال شد
 از دم آفریدہ زندہ شد + ابراز اسبابانی آمدہ + آہن آزارم چہ موم شد + باد آزار بندہ و محکوم شد
 شد و در دفع دشمن چہ مار و عنکبوتی شد + مرین را پر وہ دہا یعنی ہو کہ بود و معرفت شاید و گرفتارین

و اسے اس بات پر کہ ہر پیشہ میں امید کی یقینی شے نہیں اور ہر کسب جو معنی شاید ہمارے ہر کسب کی جتنی طبیعت میں
 آگ ہوئی ہو اگرچہ گردن پوشہ دانے کی منت و شقت سے مشکل تھک کے کیون نہو جائے مگر ہوگا وہی جو
 قدر ہر کسب کو جو ہر کوئی اپنی دکان کی طرف جاتا ہو امید ہو کہ روزی پر و ڈرتا ہو لیکن شاید وہ روزی
 یہی نہو تو کیوں اُسکے پیچھے جاتا ہو اس واسطے کہ خوف حرمان تو اس میں لگا ہوا ہو پھر تو کیسے اس پر مضبوط
 قوی ہو رہا ہو اور جب ازل سے خوف حرمان کا تیرے کسب میں ہو تو کیا سبب اسکی جستجو میں سست
 نہیں ہوتا اور دین کے کام میں سست ہوتا ہو یا تو فی اہل اس بازار کے نہ دیکھے بیٹے انبیاء اولیاء کہ وہ
 خانہ سے میں ہیں یا تو خدا کے کرموں کو نہیں جانتا کہ وہ جھکواپنی طرف بلاتے ہیں کہ ادھر آجئے انبیاء
 اولیاء کا بلانا اُسکے کرموں کا بلانا ہو جب اس دکان سے گئے کیسے کان شوبات اخروی اُنکے سنے
 آئے اور جب تک اس بازار میں رہے کیسے کھٹے فائدے کے باز رہے چنانچہ ایک وہ تھے کہ آگ
 آگنی مٹے ہوئی اور پائون کی غفلت بنی اور یہ وزیر و زیور کہ وہ حضرت ابراہیم میں ایک وہ جھکا فرما ہوا
 و حمال دیا بنا کہ اُنکے بار اٹھا کے کنارہ پر رکھ دیے اور صحیح سالم پار کر دیا وہ حضرت موسیٰ میں ایک
 وہ جنگے دم سے مردہ زندہ ہوا میں نے حضرت عیسیٰ ایک وہ جھکا ابراہیم سائبان بنا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم میں ایک وہ جھکا تابع آہن ہوا کہ اُنکے ہاتھ میں مثل موم کے ہو گیا یہ حضرت داؤد میں ایک
 وہ جنگی سپہا بندہ اور محکوم ہوئی میں نے حضرت ہود جنگی است پر طوفان باد کا آیا تھا ایک وہ جنگے دفع دشمن
 میں لائٹھی سانپ لگئی کہ یہ حضرت موسیٰ میں ایک وہ جنگی مکرٹی پر وہ دار بنی کہ آنحضرت میں کہ مکرٹی نے
 غار کے منہ پر چلا پور دیا تھا جس غار میں شورش کفار سے آپ پیچھے تھے اسلئے کہ مکرٹی کے جا رہے
 کہ اُنکے دفع ہوا اور نہیں جانتا کہ اس میں نہیں ہیں سلام اللہ علیہم جمیع الخلافہ میں یا منیالی
 انہی شعریان بعد میں بعد اس شعر نام شاعرانہ کے لکھا ہوا اور چاہیے تھا داستان صدر میں بعد از نیری
 کابل ان کے جھکو دھوکا ہوا کہ میں نے بیان بد کو نہ دیکھا جو یہ حاشیہ جھکو لکھنا پڑا شرح میں جو کچھ اسکی نسبت
 لکھا اور بیان بعد میں محض بے ربط ہو

بیان حدیث نبوی کا جو فرمایا ہوا ان اللہ تعالیٰ اولیاء اخفاء ربیبک واسطے اللہ تعالیٰ
 کے اولیاء پوشیدہ ہیں

قولہ قوم دیگر سخت پیمان میر دندہ شہرہ خلتان و دیگر کی شونہ + ایندہ و اردو چشم ہیگیس + بر تہفتہ برگیا
 یک نفس ہم کرامت شان ہم ایشان و حرم نام شان بشونہ اہل ہم پیشش جہت عالم ہم
 اگر اہل دست + ہر طرف کہ بگری اعلام دست ہر گری گویدت آتش در آہ اندر از دود و گوسور و مرا +

کوڑا آتش بزرگس و نسرین کندہ و زمیانش غنچہ با سر بر زلفہ و حقیقت آتش از بہیت چو است ، گار ز سوزان
 اہلبیاست ، یعنی سدا انبیا و اولیا کے ایک قوم اور بہن کہ نہایت ہی چھپے پھرنے بہن اور وہ
 سوائے علم خدا کے اور مخلوق میں مشہور نہیں ہوتے یہ لوگ سب کچھ رکھتے بہن بزرگی و عزت لیکن
 وہم بھوکو بھی انکی بزرگی پر آنکھ کیسی نہیں پڑتی سبنا چڑ جانتے بہن خدا نے انکو کرامت بھی دی اور
 اور حرم ایرومی کے رہنے والے لیکن بہن ایسے پوشیدہ کہ ابدال نے بھی جو بڑے مقرب بہن
 اور نظام عالم اپر منصف نام آنکا نہیں سنا شش جہت عالم کی سب انکا اکرام سے قائم ہر جہت
 کہ تو دیکھے انھیں کے نشان برپا بہن اب اگر کوئی کریم تجھے کہے کہ آگ میں گسٹھ تو فوراً گھس
 یت کہ کہ مجھکو جلاوگی اس واسطے کہ وہ آگ سے بزرگس و نسرین بنا سکتا ہو اور ہمیں سے غنچہ
 پیدا کر سکتا ہو وہ آگ آگ نہیں ہو انکی بہیت سے پانی ہو اور انبیا کے دستار خوان کی وجہ

حکایت ڈالنا اس بن مالک کا مندریل تو بہن اور نہ جانا اسکا

قولہ از انس فرزند مالک آمدہ است کہ بہانی و دینے شہ است ما و حکایت کرد کہ بعد طعام دید
 انس دستار خوان را از رو قامد چرکن و آلودہ گفت ای خادمہ ما اندرا فگن در تنورش یک و نہ
 و ز تنور یہ زالش در فگندہ آفریان و دستار خوان را ہوشمند جلد ہمان دران حیران شدند انتظا
 و دو کندوری بزد بعد یک ساعت بر آورد از تنور یک پاک و سپید و از ان او ساخ دورہ و قوم گفتند
 ای صحابی عزیز چون نسوزید و نپزی گشت نیز گفت زانکہ مصطفیٰ وست و دہان میں بانیہ
 اندرین دستار خوان و ای دل ترسندہ از نار و عذاب و با چنان دست و لبی کن اقتراب چون
 جاوی رہنچین تشریف داد و جان عاشق را چا خواہد کشا و در کلخ کعبہ را چون قبلہ کرد خاک
 مردان باش ایجان و رہنورہ معنی کندوری بالفتح و دستار خوان و سجہ ہفت تین چرک و یریم بندی ملی
 او ساخ جمع انس بن مالک کی پھل جو کہ ایک شخص انکی معافی میں گیا تھا اس شخص نے دایت
 کی کہ بعد تناول طعام کے انس نے دستار خوان کو زور زد و کچھا میلا اور آلودہ خادمہ سے کہا
 کہ اسکو تنوری دیر تو کہ میں ڈال دے آئے تو پرا آتش میں نہایت اس دستار خوان کو ڈال دیا
 اسکو دیکھ کر سب معان حیران ہوئے اور اس انتظار میں کہ اب دھوان دستار خوان سے
 اٹھتا ہو ایک ساعت کے بعد اسے تنور سے نکال لیا صاف و سپید تھا سب ملیون سے دور
 قوم نے پوچھا ای صحابی عزیز کیا وجہ کہ یہ جلا بھی نہیں اور صاف بھی ہو گیا کہا حضرت مصطفیٰ
 نے اس سے ہاتھ بہت پوچھے بہن اور منو بھی پوچھا ہو آپ مقولات مولانا رحمہ کے ہیں کہ

اسی آل کر تو نار و عذاب سے مورتا ہو تو ایسے دست و پا سے قربت حاصل کر جب جہادی بیٹے کپڑے کو
 آنکھ سے دست و پا سے مورتا ہو تو ایسے دست و پا سے قربت حاصل کر جب جہادی بیٹے کپڑے کو
 کے پھر وہ ان کو قہل بنا دیا ایسے ہی مردوں کی خاک بن اسلئے کہ جو ایسوں کی خاک بنتا ہو وہی لڑائی
 میں فتحیاب ہوتا ہو انخلا ف شرح کی سرخی میں مندیل کا ڈالنا آگ میں لکھا ہو جو بھنی و تار و چار
 کے ہو اور حکایت سے ڈالنا و تار خوان کا ظاہر قول بعد ازان گفتند با آن خادمہ + تو گویا مال خود بائیں
 چون نگہندی زدو این از گفت وی + گیر ما و بر دست و را سر لپی + اینہیں و تار خوان قیمتی + چون
 نگہندی اندر آتش اسی سہی + گفت وارم از کریان عثمید + از عبا و اندوارم میں مید + میزری پر
 اگر او گویدم + در و اندر عین آتش بے ند + اندر اقم از کمال عقیدہ نیتم از کرام ایشان نامیہ
 سرور اندازم نہ این و تار خوان ہذا عطا دہر کریم + ازوان دای برادر خود برین کیسز + کم بنا بد صدق
 مرد از صدق زن + آن دل مردی کہ از زن کم بود + آذلی باشد کہ کم دشکم بود + المعنی بعد اس سے
 تو گویا نے اس خادمہ سے کہا تو ان سب سے حال اپنا نہیں کہتی تو نے جلدی انکے کہنے سے کیسے
 آگ میں ڈال دیا ہے نا کہ وہ اس کے بھید سے واقف تھے ایسا و تار خوان قدر و قیمت والا تو نے
 ایسی کلمات کیوں آگ میں ڈال دیا تو توجہ سے واقف نہ تھی مگر ظاہر حال تو اسکا دیکھتی تھی کہا ٹھکرو
 کریں پر اعتماد ہو میں اللہ کے بندوں سے یہ کیا بات ہو بڑی بڑی امیدیں رکھتی ہوں یہ سیز کیا
 چیز ہو اگر وہ مجھ سے کہیں کہ ذات آگ میں بے پچھتاوے کے گھس جا تو کمال اعتقاد سے فوراً گھس جائیں
 اور فوراً بچھتاؤں کہ یہ کام کیوں کیا اس واسطے کہ میں انکے اکرام سے نا امید نہیں ہوں خوب جانتی ہوں
 جیسے یہ کرم ہیں میں تو یہ و تار خوان کیا ہو کریم + ازوان کے اعتماد پر اپنا سر جھونک دوں اب
 مولانا مہ فرماتے ہیں + ای برادر تو بھی آپ کو اسی کہہ رہا اسلئے کہ مرد کا صدق عورت کے صدق سے کم
 نہیں ہونا چاہیے وہ دل اس مرد کا کہ عورت سے کم ہو وہ دل ہو جو شک سے بھی کم ہو جو عمل بول و برا ہو
 قدمہ فرمادہ سی کرنا رسول علیہ السلام کا کاروان عرب کی کہ تشنگی و بے آبی سے
 ورا نہ اور دل بر ہلاک نہادہ تھے اور بارکش بھی انکے قریب بہلاکت تھے

قولہ اندران واوی گردی از عرب خشک شد + تخط باران شان قرب + ورمیان آن بیابان ماندہ
 کاروانی مرگ بر خود خواندہ + ناگہانی آن مغیث ہر دو کون + مصطفیٰ پیدا شد از رہ ہر خون + وید کا کجا
 کاروانی بس بزرگ + بر تفت ریگ + درہ صعب شرگ + اشتراں شان رازبان آویختہ + خلق اند
 ریگ ہر سو ریختہ + جوش آد گفت ہیں + و تردید + چند باری سوئی کن گنجان دید + کیا ہی بزرگتر مشک + و رد

دوی میر خود بدوی میر و دو اک شتر بان سید با شتر بدوی من آرید یا فرمان مراد سوی کتبان آمدند ان کتبان
 بعد یک ساعت بدیدند کچنان بدنه سید با شترے + راویہ چر آب چون بدیدے پس بدو گھستند
 میخا آمد ترا این طرف مخرا بستر فیہ لوری + گفت من نشا سم اور اگیت او گفت او آن ماہ روئے
 قند غو + سید و سرور محمد نور جان + مہتر و بہتر شفیع مجران + نوعلما تعریف کروندش کہ بہت + گفت مانا
 او مگر آن ساحت بلکہ گروہی راز بون کرد او بسو + من نیام جانب او نیم شہر + المعنی قرب بکمر اول و فتح
 ثانی مشکماے آب جمع قرب کتبان بلغم خاک قودہ بلند اور ریگ تودے بلند جمع کتب راویہ + راویہ او شتر
 آبکش و ظون آب از چرم شہر + لکسر ہندی بالشت فرماتے ہیں ایک جنگل کا ذکر ہو کہ اس میں ایک گروہ عرب
 تھے پانی کا وہاں قوط تھا میر نہ تھا اس سبب سے مشکین انکی خشاک ہو گئی تھیں اس میں یہ جانب
 پڑے تھے اور خافہ کا قافلہ تھا سب کہتے تھے کہ اب ہم مرے اتفاقا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کہ فریاد رس و دونوں عالم کے ہیں انکی مدد کو پیدا ہو گئے دیکھا کہ ایک بہت بڑا قافلہ ریت گرم پڑ
 پڑا ہوا اور راہ انکی سخت دور دور از ہوا وٹ زبان منھ سے نکلتے ہوئے ہیں اور مخلوق ریت پر ہیں
 کے مارے پڑی ہوئی ہو آپ کو رحم کیا فرمایا جلدی دوڑو اور چند آدمی متفق ہو کے اس ریگ تودہ کے
 پاس جاؤ ایک حبشی اونٹ پر خشاک لیے آتا ہو اور جلدی اپنے امیر کے پاس لیے جاتا ہو اسکو مع اونٹ
 موافق اس حکم تلخ کے ہمارے پاس لے آؤ وہ طالب آب کے موجب حکم اس ریگ تودہ کی طرف گئے
 بعد ایک ساعت کے ویسا ہی دیکھا جیسا آنحضرت نے فرمایا تھا کہ ایک غلام حبشی مع اونٹ لے
 ہوئے پانی کے جاتا ہوا اور ایسا جیسے کوئی تحفہ لیے جاتا ہو اس میں حبشی سے کہا کہ تجھ کو خیر اور سے
 فخر بستر اپنی طرف بلاتے ہیں گناہین نہیں جانتا وہ کون ہیں کہا وہ ماہر و قند و سید و سردار ہیں
 محمد بن جو نور جان ہیں اور مہتر و بہتر اور شفیع مجرمون کے ہیں اور سواے اسکے ہر قسم کی تعریف کی
 جیسی کہ انکی ہو کہ شاید یہ وہی ساحر ہو جسکے سحر میں ایک گروہ دبے ہوئے ہیں میں اسکی طرف
 آؤ وہ بالشت بھر بھی نہیں جانا چاہتا ہوں قہو کہ کشاکش آؤ دیدند انطرف + اونغان ہوا داشت
 بالشیع و تفت + چون کشیدہ نش پیش ان غریزہ گفت نوشید آب و بردارید نیز + جلد راز ان شک او
 سیلاب کرد + اشتراک و ہر کسی لان آب خورد + راویہ چر کر و در مشک از مشک او + ہر گردون خیرہ مانہ از
 رشک او + این کسی دیدست کہ یک راویہ + سرور کرد و سوز چندین راویہ + این کسی دیدست کہ یک
 مشک آب + گشت چندین مشک پربے اضطراب + مشک خود رویش بود از موج فضل + میر سید از املو
 از بحر امل + آب از جوشش ہیگید و ہوا + وان + اگر دوز سر دوی آہا + بلکہ بی سباب برین زمین مکرم +

آب رویا نکوین از عدم + نور طغلی چون سبھا دیدہ + در سبب بھل چھپیہ + با سبھا از سبب غافل +
 سوی یارن رو پوش از رو با ملی + چون سبھا رفت بر سر میزنی + ربا و ربا با میسنی + رب میگورید و سوی سبب
 چون رصنع یا و کروی ای عجب + المعنی آفت با لضم آب دهن انداختن و بالفتح گرمی با وینام طبقہ کوونخ
 غرض وہ صلیقی تو آنا نہیں چاہتا تھا لوگ اچکو کھینچ تان کے لئے اُسے بدگوئی و غصہ پر شور اٹھایا
 جب اچکو انفریزینے حضرت کے سامنے لینگئے کمالو یہ پانی پیو بھی اور بھر بھی تو سب کو اسی مشک سے
 سیراب کیا اونٹون نے اور ہر کسینے اُس پانی سے پیا اپنے اونٹ با کرش کو اچکی مشک سے اور او
 مشکون کو بھریا یہ معاملہ دیکھ کے ابرگروون بھی رشک سے حیران رہ گیا کہ ایسی آب رسانی میں بھی
 کرسکتا آب مقولے مولانا رح کے ہیں کتنے ہیں ایسا کسینے دیکھا ہو کہ ایک شتر آبکش سے سوز کتنے
 ہاویون کے سرد ہو جائیں یعنی ان لوگوں کو ایسا سوز شگی کا تھا کہ کتنے ہاویے جمع ہوں تو کہیں ایسا
 سوز ہو جائے ایک ہاویہ کی کیا اصل ہو پھر کتنے ہیں ایسا کسینے دیکھا ہو کہ ایک مشک آب سے آتی
 مشکین بے اضطراب بھر گئی ہوں بے اضطراب سے یہ مراد کہ پکویہ گھبراہٹ نہ تھی کہ پانی کم ہوا جائے
 یہ مشک کا بیکو تھی ایک موج فضل کی تھی ظاہر رو پوشی لینگئی مشک بنگئی کہ سبب نکلے حکم کے بحر سے یہ
 اصل اسکو سوچتی تھی پانی پیدا ہونے کی از روئے حکمت یہ صورت ہو کہ پانی جوش کھانے سے ہوا
 ہو جاتا ہو اور وہی ہوا سردی سے پانی ہو جاتی ہو وہ پانی ایسا تھا بلکہ بے اسباب و خالی اس حکمت سے
 کہ اس پانی کو نکوین نے عدم سے پیدا کیا یعنی وہ نکوین جس سے ہر شے عدم سے عالم کون میں آئی
 اور ہست ہوئی کہ وہ آفریدہ خدا کی ہو غرض یہ پانی خاص خدا کی طرف سے تھا تو نے لڑکا نہیں سے
 سبب کچھ ہیں لہذا سببوں پر چپکا ہوا ہو اپنی جہالت سے اور ایسا سببوں سے مشغول کہ سبب سے
 محض غافل اور اس رو پوش کی طرف مائل جب یہ سبب جو ناپایدار شے ہیں جاتے رہتے ہیں تو سرشتیا ہو
 اور بہت ہی ہست رہنا بنا کرتا ہو پھر سبب یا ہو تا ہو اس وقت میں رب کہتا ہو جائے کیا غرض سبب
 کی طرف رجوع ہو اب قبضے صنعت کو چھوڑ کے کیسے مجھ کو یاد کیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہوا الحلاف
 شرح میں بیشک خود رو پوش و دو موج بجائے خود رو پوش اور دو موج کے لکھا ہو اور بجائے زان رو با ملی کے
 زان مائی قولہ آفت زین پس من برا ندیم ہمہ + نگر م سوی سبب ان دمدہ + گویدش ردو العاد و اکار
 تست + ای تو امدت + ہمیشہ تہست + لیک من آن نگر م رحمت کمنہ + رحمت پرست بر رحمت تنم +
 نگر م عہد بت ہم عطا + از کر م ایندم چہ خواہی مرا + از من آید جملہ حسان و فدا + وز تو بد عہد ہی نسیان
 و خطا + حاصل آنکہ در سبب چھپیہ + لیک معذوری ہمیں را دیدہ + قافلہ میران شدہ انداز کاراڈ

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ روپوش مشک فروراء غرقہ کردی ہم عرب ہم کردار۔ المعنی لینے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تو تو سب کا گرفتار تھا اب میری طرف کیسے رجوع ہوا تو کہتا ہوں کہ میں نے اس سبب فریب سب کو دور فرج کیا اب میں کیسے طرآنکھ اٹھا کے بھی نہ دیکھو گناہ اللہ تعالیٰ کہتا ہو کہ یہ بات تیری بھی سبب نہیں ہے تو تو بہ و عہد میں نہایت شست ہو کچھ اسکا اعتبار نہیں تیرا کام تو رد و العاودا ہر پانچ فرما ہوا رد و العاودا لہذا نہوا عندہ وانہم لکان فیوان اور اگر ٹھائے جاویں طرف دنیا کے تو ضرور پچھ گن ہوں گی طرف یوشین بیشک وہ اپنے قول میں جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم عمل صالح کر گئے لیکن تیری ان باتوں کو ہم نہیں دیکھتے ہم رحمت ہی کر گئے اس واسطے کہ رحمت جاری بہت ہے ہم اس پر عمل کر گئے ہم تیری بد عہدی پر لیا ظاہر نہیں کرتے ہم اپنے کرم سے تجھ پر عطا ہی کر گئے سوتا تو اس وقت مجھے کیا چاہتا ہو کہ تجھ سے جملہ وفا و احسان ہی ہونگے اور تجھ سے بد عہدی اور خطا و نسیان ہی ہوگا اب مولانا رہ فرماتے ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ تو سبب میں لپٹا ہوا ہو و جب یہ ہو کہ تو نے سبب ہی کو دیکھا ہو اگر اس میں سچیدہ ہو تو کیا عجب معذوب ہو کچھ رجوع طرف اصل حکایت کے ہو کہ قافلہ کے لوگ کیفیت مذکورہ دیکھ کے حیران ہوئے اور پوچھا اے محمد یہ کیا ہے یعنی مجھ کو جو کہ ایک چھوٹی سی مشک کو تنے روپوش بنایا اور اس سے عرب و گرو سب کو ڈوبو دیا کرو با لضم ایک قوم صحرائین ہیں ایسے ہی عرب سے قوم عرب مراد ہے اہل خلافت شیعہ میں پرانیدم کی جگہ برائیم اور عہد بدت کی جگہ عہد بدت بدیم جو موزون نہیں لکھا ہو بھر جانا مشک اس غلام کا غیب سے بوسیدہ معجزہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور سپید ہو جانا غلام سیاہ کا

قولہ اے غلام اکھنڈ تو چہ میں مشک خود بتا گئی در حکایت نیک و بد۔ آن سید میران شہداد برہان اور سید سید اولامکان ایمان اور شہید ویداد ہوا برہان شہدہ مشک اور روپوش فیض آن شدہ۔ آن نظریہ پوشما ہم برورید۔ تا معین شہید غیبی رسید چشمہ پر آب کرد آمد غلام شہدہ موشش ز خواجہ و مقام دوست و پائش ماند از رفتن براہ و زلزلا انگند در جانش آگہ باز بہر صلت بازش کشید کہ خویش آبار و امی مستفید وقت حیرت حیرت بیشترت۔ این زمان درہ در آچالاک و حیرت۔ دستہ می صطفی برور و نہاد۔ بوسہ بامی عاشقانہ پس برادر صطفی دست مبارک بر رخسار آن زمان مالید و کرد و فرخش۔ شد سپید آن رنگی زادہ حبش۔ ہچو بدرو روز روشن شد شبش۔ المعنی بعد سیرابی قافلہ کے حضرت نے کہا کہ اے غلام اب تو اپنی مشک بھری ہوئی دیکھ لے تا حکایت میں جگہ نیک و بد نہ کہے وہ سیاہ انگلی یہ برہان تو ہی نبوت کی

دیکھ کے حیران ہوا اور غنچہ اسکے ایمان کا لامکان سے کھلنے لگا یعنی ہدایت ہوئے گی دیکھا اُس نے
 کہ ایک چشمہ ہوا اور عالم بالاسے تو ریزان ہوا اور میری مشک اُسکے فیض کی روپوش ہوئی اور
 میلہ ظاہری بنی من بعد اُس نظر نے ان روپوشوں کو بھی بھاڑ دیا تو ارمین چشمہ غیبی کو بھی بکھپا
 یعنی اصل مہر کی طرف رجوع ہو گیا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا خواجہ اور مقام دونوں کو بھول گیا
 ہاتھ پاؤں اُسکے سچیں حرکت ہو گئے خدایتعالیٰ نے ایک زلزلہ اسی جان میں ڈال دیا آپ نے
 اُسکو پیڑوں سے پھر قومی کی طرف کھینچا اور کہا کہ اوس عقیدہ پر اپنی طرف متوجہ ہو کہ تو بہت غائدہ پائیوالا
 بیخود کیوں ہوا جاتا ہو یہ وقت حیرت کا نہیں ہر حیرت تو تیرے سامنے گھڑی ہو کہ ایک وقت میں حیرت
 جھٹکو ہو جائیگی اور حیرت سے مقصود حیرت محمودہ جو عین معرفت ہو اسوقت تو ہوش کے ساتھ اس راہ میں
 چلتا دھالاک نہ کہ داخل ہوا اُسے ہاتھ مصطفیٰ کے اپنے منہ پر رکھ لے اور عاشقوں کی طرح
 چومتا تھا بس آپ نے دست مبارک اپنا اُسکے منہ پر رکھا اُسکے منہ کو مبارک دھونچ کر دیا یعنی وہ ننگی زاوہ
 حبش کا سپید ہو گیا اور رات اُسکی ایسیاہ رنگی ویساہی بدراور درویش ہو گئی قولہ پوسنے شد در
 جمال و در دلالہ گفت رو اکنون بدہ و اگوی حال او ہمیشہ بی سرو بی پایست بی پای می نشست
 در رفتن ز دست پس بیاد رہا و در مشک پر روانی و سوسوی خواجہ از نواحی کاروان خواجہ برادر منتظر
 نشستہ بود و کان غلامش دیر می آمد نہ زود خواجہ از درویش بدید و خیر و مانہ از شیر لالہ نہ رہا بخواند
 و از ویہ ما شتر بامست دین پس کجا شہ بندہ رنگی جہیں اعلیٰ دلال بکوش و بفتح ناد و کرشمہ کہنے وہ غلام حبشی با تو
 سیاہ رنگ تھا یا آپ کے ہاتھ پھرانے سے یوسف حال غنچہ و دلال والا ہو گیا پھر آپ نے کہا اب
 اپنے کانوں کو جا اور سب سے یہ حال کہ بس وہ کانوں کی طرف چلا اور اس حال سے کہ نہیں جانتا تھا
 کہ میرا پاؤں کہاں پڑتا ہو اور ہاتھ کہاں ہو ایسا بے سرو پا بمت چلا جاتا تھا بس دوشکین بھری
 لیکے قافلہ سے اپنے خواجہ کی طرف روان ہوا خواجہ راہ میں منتظر بیٹھا تھا کہ غلام جلدی نہیں آیا دیر
 لگائی جب در سے اُسکو دیکھا تو حیران ہوا اور حیرت سے کانٹوں والوں کو بلایا اور کہا کہ شتر کش
 تو جا رہی شتر ہو لیکن غلام نہ لگی صورت چار کہاں گیا وہ نہیں و الخلاف شرح میں جہیں کو نہیں لکھا ہو
 میری دہشت میں جہیں ہوا رنگی صورت موافق ذکر جزا و راہ کمال کے

دیکھنا خواجہ کا غلام کو سفید رواور بھیانا اسکا اور غلام سے کہنا کہ تو نے میرے
 غلام کو مار ڈالا اور اُسکے خون نے مجھ کو کھڑا کر دیا

خود کہ ان کی ہر ریت می آید درویش بدید و خیر و مانہ از شیر لالہ نہ رہا بخواند و از ویہ ما شتر بامست دین پس کجا شہ بندہ رنگی جہیں اعلیٰ دلال بکوش و بفتح ناد و کرشمہ کہنے وہ غلام حبشی با تو

و قسم
 یا اگر آویز گشت این بگم و اختر شش و دوا سجا از قدر چون سیم پیش کش کیستی و ازین دواوی و
 یا ترکیستی و کو غلام را چه کردی رست گو بگر گشتی و اما حلیت مجو گفت که گشتم تو چون آدم چون
 سپای خود برین خون آدم گفت فی نی درگیر دامت رست باید گفت سر این فست و کو غلام من
 گفت ایک منم کرد دست فضل بزوان روشنم و دیده ام صدری و دبر بر گشته ام و صاحب غنلی و قدح
 گشته ام و بی چسبگونی غلام من بکاست و این سخاوی رست ازین خبر بہت گفت اسرار تر آبان
 غلام جلد و اگو م بیک من تمام دزان زمانی کہ خریدی تو را دنا بکنون باز گویم اجابتا بدانی کہ
 ہام در وجود دیگر از شد نیز من سچی کشود ہر نگ و گیر شد و لیکن جان پاک و فارغ از رنگت و زار کا خان
 تن شناسان زو و را گم کنند و آب نوشان ترک شک و خم کنند یعنی سبی بالفتح کلید زجر و تنہیہ
 خواہ کوتاہی میر غلام تو زنگی صورت تھا یہ تو ایک بدر ہو جو دوسرے جلا آتا ہو جسکی صورت کا نور
 نور روز پر غلبہ کر رہا ہو میرا غلام کہاں ہو مگر وہ گم گیا یا اگر گم نہ ہو یا لیا جو مار گیا یا اسی بد گہرنے
 ہسکو مار ڈالا خدا کی قدرت سے اسکا اونٹ لیکر آیا ہو غرض جب وہ سائے آیا اس سے کہا تو کون ہو
 آیا کوئی میں زاوہو یا ترکی ہو تیا میرے غلام کو کیا سچ سچ کہ اگر مار ڈالا ہو تو ہر کردے حیدت
 و حوث سے کہا اگر میں نے مار ڈالا تو تیرے پاس کیسے آیا کوئی بھی اپنے پانوں آپ سے اپنے
 خون میں آتا ہو کہا نہیں نہیں اس بات سے ماسن جھکو نہیں بجا گیا جھکو سچ سچ بھید اس
 فن کا کنا چاہیے تیا میرا غلام کہاں ہو کہا سی ہو جو میں ہوں خدا کے فضل نے مجھ کو اس
 تاریکی سے روشن کر دیا میں نے ایک صدر کو دیکھا ہو اور بدر ہو گیا ہوں اور صاحب فضل
 و قدر ہو گیا ہوں پھر خواجہ نے جھک کے کہا کیا بکنا ہو میرے غلام کو تبا کہاں ہو خبر دار ہو سکا
 سچ کے بھ سے خلاص دیا گیا غلام نے کہا تیرے بھید جو وہ غلام جانتا تھا لے ایک ایک
 پورے پورے جھکو بتانا ہوں جبوقت سے کہ جھکو تو نے فرید اب تک کی ساری سرگزشتیں
 تو تو جان لے کہ میں اپنی ذات و وجود میں وہی ہوں اگر چہ میرے رنگ سیاہ نے جوشل
 شہر کے تھا صبح کھلائی ہو اے سپیدی رنگ تو میرا بدل کے ضرور اور ہو گیا لیکن جان پاک
 میری سب رنگوں اور ارکان خاک سے فارغ ہو گئی اب مفید تن کی نہیں ہو مگر جو تن اس
 ہیں وہ جھکو ملدی یخول جاتے ہیں اور جو آب نوش ہیں یعنی معنے کے طالب ہ ہ مشک
 خم کو ترک کرتے ہیں اُدھر نہیں جوع ہوتے قولہ جان شناسان اذ عدد ہا فارغند و غرقہ ویرا
 بچوند و چند جان شود از راہ جان باز شناس + نارتیش شوند فرزند قیاس چون ملک بقل یک شتر نام

ہر حکمت پر دو صورت لکھتے اندر آن ملک عقل ایک گوہر ہے در پی ہم بحر و نال و سبز و آن ملک چون مرغ
بال و پر گرفت و این فرد گنہاشت پر و فرقت و لاجرم بر دو مناصر آوند و بد و خوش رو پشت ہم دیگر شد
ہم ملک ہم عقل حق را و اجری و پرد و آدم، امین و ساجدی نفس و شیطان نیز اول واحدی و بودہ
آدم را عدد و واحدی و آنکہ آدم را بدن دید اور مید و وانکہ نور موئن دید اور حمید و آن دو دیدہ روشن
بودہ ازین و بین دورا دیدہ ندیدہ غیر طین و این باین اکنون چو خورشید بماند چون شباید بر جہود نخل
خاں کی توان شہید گفتن از غم کی توان بر باد دین و دیش کہ یک گرد و دم بگوشت کی کس است و ہای و
ہوئی کہ بر آورد ہم بس است مستحق شرح را سنگ و کلنج و ہا طقی گرد و شرح بار سخی و ہنی یقینے تن شناسون کا
توحش شاداب جان شناسون کا شن کہ وہ عدو سے خارج ہیں انہیں توحہ ہو اور در باب چون و چندین
و ہوے ہوا کہ حدیث میں ہر من عرف نفس فقد عرف ربہ جسے اپنے نفس کو پہچانا اسنے اپنے
رب کو پہچانا تو بھی اس تن سے جس میں تعدد ہو الگ ہو کے جان ہو با اور جان کی راہ سے جان کو پہچان
تو ناولین و لڑت جان کا بن غور نہ قیاس کا جو ملک و عقل و دونوں ایک رشتہ کے سر ہیں اور یہ حکمت خدا
تعالیٰ کی ہو کہ دونوں کو دو صورت پر پیدا کیا ہو اصل و نژاد و دونوں کی ایک ہی ہو اور دونوں ایک دوسرے
کے پیچھے ایسے جیسے دم اور سر تن اتنا فرق ہو کہ ملک نے تو مرغ کی طرح بال و پر اختیار کیے عقل نے بال
پر چھوٹ کے فرائض کی بس جب کہ یہ حال ہو تو دونوں محل نفرت ایک دوسرے کے ہوے اور دونوں
خوش رو پشت و بدکار ایک دوسرے کے ملک بھی اور عقل بھی دونوں خدا کے پائے والے ہیں اور دونوں
آدم کہ بد نگار اور سجدہ کرنے والے ایسے ہی نفس و شیطان بھی پہلے سے ایک تھے مگر آدم کے شہ
و دشمن و ماسا اور وجہ یہ کہ جسے انکو بدن اور جسم خاکی دیکھا وہ تو بھگا اور جسے انکو نور موئن دیکھا انکا ہمین
نور امانت ہو مجھکا اور سجدہ کیا وہ دونوں نے ملک و عقل اس نور سے آنکھیں روشن دیکھتے تھے
اور ان دونوں کی آنکھ سوائے طین اور مٹی کے نہ تھی آب فرمتے ہیں کہ یہ بیان تو ہمارا یہاں کا
یہیں ایسا رہ گیا جیسے خچر میں گدھا رہتا ہو اس واسطے کہ یہود پر انجیل پڑھنا کہ منکر انجیل کا ہوا لائق
نہیں ہو جیسے شیخہ کے سامنے حضرت عمر کا ذکر کرنا کہ انکے دشمن ہیں یا ہرے کے آگے ربط سجا نا
لغو نہیں چاہیے مراد یہ کہ سمع کو جب لیاقت اُسکے سننے کی نہیں ہو تو کیسے کہا جائے بس یہ دونوں
شعر کلام سابق میں ہیں لیکن اگر کائنات کے کسی گوشتہ میں کوئی کس باطنی پڑا پڑا یا ہو اُسکے لیے
اتنی ہلے ہو جو چمکنی یہ بھی کافی ہو اس واسطے کہ جو مستحق شرح کا ہو کہ اُسکے سامنے شرح کیجاے
اُسکو تو پتھر چیلے بھی ناطق و گویا ہیں جی مضبوطی کے ساتھ وہ انہیں سے عبرت پذیر ہو سکتا ہو

انکشاف شرح میں اور عدد ہا کہ عدد اور حکمت را بجائے بر نور مومن کو نور ملن اور ازین کو ازین اور
شرح کو شرح لکھا ہو

اس بیان میں کہ حق تعالیٰ نے جو کچھ دیا اور پیدا کیا سب واسطے امتد عارضہ
کے پیدا کیا کہ آپ کو محتاج دوسری چیز کا کرنا چاہیے تا وہ وہی جیسا کہ فرمایا
اسن یحب المضطرا و افاواہ و یکشف السور کون ہر کہ قبول کرے و مضطر کی
جسوقت کہ وہ دعا کرے اور کون ہو کہ اس کے رنج کو کھوے

قولہ ان نیاز مری بود کہ چنان چنان مطلق سخن آفا ذکر وہ جزو ادبی اور برای او بگفت و جزو
جزوت گفت و اردو زلفت و دست و پاشا ہر شہادت ای رہی و منکری را چند دست و پاشی
و رہا شہادت متنی شرح و گفت و ناظر ناظر ترا دید و بخت و ہر چہ روئید از پی محتاج رست تا یا یا
چیزیکہ حبت و حق تعالیٰ کہین سموات آفرید از برای رفع حاجات آفرید ہر کہ جو یا شد یا بدقت
یا در دست اہل رحمت و ہر کہ در دوی دوا آفرید ہر کہ فقری دوا آفرید ہر کہ مشکل جواب
آفرید ہر کہ پستی ست آب آفرید ہر کہ آب آفرید ہر کہ آب آفرید ہر کہ آب آفرید ہر کہ آب آفرید
تا نازید طہلک نازک گلو کی روان گرد و در پستان شیر او رویدین بالا و پستیا بدو تا شہدی تشنہ
حرارت را گرد و بعد از ان از بانگ زبور ہوا و بانگ آب جو نوشی ای کیا و حاجت تو کم نباشد
و خوشی و آب را گیری سوا و می کشیش و گوش گیری آب را دمی کشی و سوی نزع خشک تیا بد خوشی
نزع جان را کش جو اہر حضرت و ابر رحمت پر ز آب کو شربت و تا سقاہم بہم آید خطاب و تشنہ
باش اللہ اعلم بالصواب و المعنی یعنی وہ نیاز ہی مریم کا تھا جو درد سے پیدا ہوا اور کیا یا یعنی مت
قبل ہوا و کنت نسیا نسیا یعنی اور کاش میں اس سے پہلے مرعاتی اور بھوئی بھری ہو باقی جس
ایسے بچے نے سخن شروع کیا اور وہ طفل عیسیٰ علیہ السلام تھے انھوں نے گواری اپنی ما کی پاکی پر دی
اور کہا انی عبد اللہ اتانی الکتاب و جہننی نبیا و جہننی مبارک اینا کنت میں بندہ اللہ کا ہوں دی اپنے
مجھ کو کتاب اور کیا مجھ کو نبی اور کیا مجھ کو برکت والا جہان میں ہو ہوں آپ تو خیال کر کہ مریم کے
جننے بے کلام مریم کے مریم کی واسطے گواہی دی ایسے ہی تیرا جزو جزو بھی پوشیدہ کلام رکھتا ہو
تجھ کو اہی و یگا تیرے ہاتھ پاؤں بھی تیرے شاہرہ ہونگے پھر تو نے منکری کو کیوں ایسے ہاتھ
پاؤں دے رکھے ہیں جیسا کہ فرمایا بھلنا اید ہم و شہد ارجہم ہا کا نوا کیوں باتیں کر اٹھتے ہم
انکے ہاتھوں سے اور گواہی دلائیے انکے پاؤں سے اسکی جو کچھ کہنے میں وہ آور جو

تو مستحق شہر و گفت کا نہیں ہو تو تیرا طعنہ طلق خود خاموش رہند ہو جائیگا میں نے اس شعور میں دھوکا
 کھایا شیخ میں یہاں لکھا ہوا مستحق اسکا ہو کہ بعد مستحق شیخ را سنگ و کلونج کے ہو یہاں محض پر بطور جسکو
 ربط سے ربط ہے وہ اس خط کا تب کو ملا خطہ فرامین عز کرین آئیدہ شعور سب حمل کے ہیں فرماتے ہیں
 اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہو بندہ محتاج کیواسطے کیا ہوتا طالب اسکا جو کچھ طلب کرے پاسے اعظم
 مخلوقات سے آسان ہو یہ بھی رفع حاجات ہی کیواسطے ہو دیکھو کسی حاجت میں اس سے رفع ہوتی ہیں
 جو کوئی جو بندہ بننا ہو آخر کار یا بندہ ہوتا ہو اور اہل رحمت سے مایہ پاتا ہو غور کرو دوا و غذا دونوں
 سعدہ میں جاتی ہیں لیکن درد کی جگہ دوا جاتی ہو اور بھوک کی جگہ غذا ایسے ہی جہاں مشکل ہوتی ہو وہیں
 جواب جاتا ہو اور جہاں نیچا ہوتا ہو وہیں آب جاتا ہو تو پانی متادھو ٹھنڈی کا طالب ہو جو عشق ہو
 تا تحت و فوق سے پیچہ آب جوش کرے یعنی رادد اسرار تعلیم کیا ہو جب تک بچہ ناک گلو نہیں پیدا ہوتا
 شیر لپٹان سے کب جاری ہوتا ہو اور اسی تشنگی کے طفیل بلند یوں اور پست یوں میں پھر یعنی آسان زمین
 میں تو ایسا تشنہ ہو جائے کہ گویا حرارت میں گرمی ہو گیا بعد اسکے زبورہ ہوا سے جو نام سا لکھا ہو
 بانگ ابجو کی اسے کیا سنیکا آج خود گھکھکلائیگا بھلا تیری حاجت گھاس سے تو کم سنو کہ جب وہ تشنہ
 ہوتی ہو تو ہی خوب پانی لیتا ہو اور اسکے واسطے اسکی طرف کھینچتا ہو اور پانی کا کان پکڑے اپنی
 زراعت خشک کی طرف لیجاتا ہوتا وہ سبز و تازہ ہو جائے آب فرماتے ہیں کہ تیری جان کا کھیت
 جبین جواہر چھپے ہیں اسی کے لیے تو ابر رحمت آب کوثر سے بھرا ہوا ہو پھر کیوں نہیں تشنہ بنتا تو
 شطابم رہم شرابا طور کا خطاب آئے لندا تشنہ ہی بنا رہ آگے اندر خوب جاننے والا ہو ساتھ
 صواب کے انخلا و شیخ میں آب اوکشی کو آب را وے کشی لکھا ہو

آنا ایک عورت کا فر کا مع طفل شیر خوار یا س آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے اور گویا ہونا بچہ کا آپ کے معجزہ سے

قولہ ہم ازان وہ یکنے فی اذکار ان + سوی پیغمبر و ان شد در امتحان پیش پیغمبر در آمد با خار و کوہ کے
 دوا ہونے ان را در کنار + گفت کوہ سلم اللہ علیک + یا رسول اللہ قد جننا الیک + اور فی زخم گفتش
 ہیں نموش + کیت افگند این شہادت را بگوش + این کیت آموخت ابو طفیل صغیر کہ زیادت کرد
 و طفلی جریر + گفت حق آموخت و انکہ جریر + در بیان با جریر سلیم سن سیریل + گفت کو گفتا کہ ابلا ی شہ
 می نہ منی کن بالا غنطرت + ایستادہ بر سر توجیریل + در مرا گشتہ بعد گوہ دلیل + یعنی خار یکبر اور جہنی
 جریر نام شاعر باشان ریل جہاد و فرستادہ فرماتے ہیں اسی گانوں کی ایک عورت کا فر جان کا و

غلام تھا حضرت کی طرف بطور امتحان آئی خود اور غنی اور طے تھی اور گوہر میں دو حصے کا بچہ تھا بچہ لے
 لیا اور رسول خدا سلام تپہ نازل ہو میں تمہارے پاس آیا تو انہوں نے اُنکی غصہ سے کہا خبردار بچہ ہو
 لے کر تجھ کو یہ شہادت سکھائی ہو اور کہنے تیرے کان میں ڈالی اور طفل صغیرہ تجھ کو کہنے سکھایا کہ تیری زبان
 طفلی ہی میں جبریل کا حق ہے سکھایا اور پھر جبریل نے میں اپنے بیان میں جبریل کا سبیل ہو
 یعنی ساتھی عورت نے پوچھا جبریل کہاں ہیں کہا تیرے سر پر تو نہیں کیجی تو آؤ لگو تو اوپر اُٹھا کر
 تیرے سر پر کھڑے ہیں اور تجھ کو سیکڑوں راہیں بتا رہے ہیں قولہ گفت می بینی تو گفتا کہ بلے بر سر
 نامان چو بد رکاشے و می بیا مودہ مرا و صف رسول مدبر عاوم میرا مذہب غول ہیں سولش گفت آ
 طفل رضیع و حبیبیت نامت بازگو و شو مطیع و گفت نامم شبی حق عبد العزیز عبد غنی پیش کی مشیت
 چیز میں مرغی پاک ویزار و برسی و حق آن کہ رادت این پیغمبری و گوید یک دو ماہ نہ چوں ماہ بدر
 درس بالغ گفتہ چون اصحاب صدر ہیں حنوط آذم زجت در رسیدہ تا دماغ طفل مادر بود کہ شد بد
 ہر دو میگفتند کہ خوف سقوط و جان سپردن بہ برین بوی حنوط و آنکہ توفیق شہادت خود کند و جامد و
 نامیش صد مروق و زندہ آنکسی را کو معرفت حق بود و جامد و نامیش ضد صدق زندہ آنکسی را کش خدا
 حافظ بود مرغ و ماہی مرد و احارس شور و معنی رضیع شیر خوار حنوط خوشبو مردہ کیوا سطلہ لیا کرین
 سقوط مرنہ چار پایہ کا اور حمل گر جان مروق بالکسر و فتح ولد و تعجب بین لانا و خوشحال کرنا لڑکے نے کہا
 تو جبریل کو دیکھتی ہو کہا ہاں دیکھتی ہوں کہ تیرے سر پر چودھویں رات کے چاند کی طرح کھڑے ہیں
 اور تجھ کو وصف رسول کے سکھاتے ہیں اور پستون سے منہ کو ہونچاتے ہیں پھر رسول مقبول نے
 اس سے کہا کہ اے طفل شیر خوار تیرا نام کیا ہو تیا اور چار اطیع ہو گئے اللہ تعالیٰ کے سامنے تو میرا نام
 عبد العزیز ہو اور یہ لوگ جو ایک شہادت چیز ہیں انکے آگے عبد غنی ہیں غنی سے پاک ویزار و برسی ہوں قسم
 ہو اسکی جسے شکو پیغمبری دی ہو غرض وہ لڑکا دو حصے کا کہ مثل بدر کے تھا ایسا درس بالغ کہہ رہا تھا
 جیسے اصحاب صدر کہتے ہیں کہ بعد ایک خوشبو جنت سے پہونچی جب دماغ طفل و مادر نے اس سے
 بو پائی دونوں کہتے تھے کہ فوف سقوط سے تو یہی اچھا تھا کہ اسی خوشبو پر جان دیدیتے خوف سقوط نہ
 مرنے کا جو ہر یک کو لگا ہو کہ وہ شخص جسکی تعریف خدا تعالیٰ خود کرے حجر و شجر تو سیکر ہوں قسم کہ
 خوشحالیاں کرین اور جبکا موعود خود حق ہو شجر و حجر اسکی صدق تصدیقین کر گئے صدق سے مراد
 تصدیق اور جبکا حافظ خدا تعالیٰ ہو مرغ و ماہی اور جملہ مخلوق اسکے عارس و نگہبان بن جائیں
 شرح میں حق آگے کاف عجبی لکھا ہے میری سمجھ میں نہ آتا عربی ہو

لیجنا امورہ رسول مقبول کو ایک عقاب کا اور ہوا پر لپکا کے ٹگون کرنا اور ایک ماریاہ کا اس سے کرنا

قولہ اندرین بود کا و از صلا مصطفیٰ بشیہ از سوی علامہ خواست آبی و وضو را تازہ کرید دست دروا شست اوزان آب سرد و ہر دو پشت و ہوزہ کردہ را می + ہوزہ را ہر دو یک ہوزہ رہا می شد سوی ہوزہ ہر دو آن خوش خطاب + ہوزہ را ہر دو از دستش عقاب + ہوزہ را اندر ہوا پر دوا چو باد پس لگون کرد و ازان ماری قناد و در قناد ہوزہ یک ماری سیاہ و ازان عنایت شد عقابش نیکو خواہ پس عقاب آن ہوزہ را آورد باز کہ گفت ہن بہان ورو سوی نماز از ضرورت کہ دم این گستاخی + من را وہ دارم شکستہ شایخی + وای گو گستاخی می منہ بیہرورت کش ہوا فتوی دہد پس رسولش شکر کرد و گفت ماہ این جفا دیدیم و خود ہر دو آن و قناد ہوزہ بر بودی و من دہم شدم + تو غم بردی و من از غم شدم + اگر چہ ہر غنی خدا را نمود و دلوران لفظ بخوشنول بود کہ گفت دراز کہ غفلت از توست + وید غم آن عیب را ہم عکس است + مار و ہوزہ بہ نیم دہوا پیش از من عکس است اسی مصطفیٰ عکس نورانی ہر دو وشن بود عکس ظلمانی ہر دو عکس عبادہ شدیم ہر دو عکس بیگانہ ہمہ کوری بود عکس ہر دو ابدان ابدان بہرین ہر دو بی جہنی کہ یخا ہی نشین + لخصی تفسیر آنحضرت اسی حال میں تھے ناگہان آواز صلا و شیش کی آنکے کان میں عالم بالاسے پہنچی بس پانی منگایا اور وضو تازہ کیا اور ہاتھ متھ اس آب سرد سے دھوپا پھر پانی لیں دھوکے ہوزہ کی طرف اسے ہوئی ناگہان ہوزہ ایک ہوزہ رہا لگیا یعنی وہ خوش خطاب جب جی ہوزہ کی طرف ہاتھ لگے ہوزہ کو آنکے ہاتھ سے عقاب لگیا اور ہوا کی طرح اڑن مہرہ کو ہوا پر جواوندھا کیا تو اس میں سے ایکٹا سیاہ گرٹا اس اہتمام و رنج سے عقاب نکالا نیکو خواہ ہوا پھر عقاب ہوزہ کو لوٹ کے لایا اور کہا لو اور نماز کی واسطے جاؤ میں نے ہر صورت یہ گستاخی کی ہو کہ ادب سے شرمندہ ہوتا ہوں اس واسطے شکستہ شایخی شرمندہ ہونے کے معنی میں ہو کہ شاخ شکستہ سر جھکانے ہوتی ہو او شرمندہ بھی سر جھکانا ہو اب تھو کہ مولا نام کا ہو کہ پرند تو باوصف نیک خواہی کے ادنی بات کو بھی گستاخی سمجھیں غرض کہین واسے اُس پر جو گستاخ ہو کے وہاں قدم رکھے اور بیہرورت موافق حکم اپنی ہوا و خواہش بغضانی کے جس صورت نے اُسکا شکر کیا اور فرمایا کہ ہم اسکو جفا سمجھے تھے وہ بحقیقت سخی و فانی تو ہوزہ لگیا میں اس کے درہم ہوا تو بحقیقت میرا غم لگیا تھا میں اٹھا غم میں پڑا اگرچہ ہر غیب خدا سے تقابلے نے ہر پڑا ہر کر دیا ہو مگر اس وقت میرا دل ذرا دیر کو جمال خود مشغول غافل ہو گیا تھا عقاب نے کہا خدا نے کرے آپکو غفلت ہو غفلت تو آپ سے دور و محبوب ہی ہو گئی ہو میں نے جو اس غیب کو دیکھا یا یہ بھی عکس آپ کی

یہ سب روغن ہوتے ہیں اور عکس طمانی سیاہ و تاریک مثل عکس کے جو عبادت کا ہر اس عکس کوئی متاثر ہوا
بیگانہ کا کوئی بس تو ہر ایک عکس کو دیکھو اور سمجھو جان اپنی مرضی موافق پائے اسی کے پہلو میں بیٹھ جا
وجہ عبرت پکڑنے کی اس حکایت سے اور معنی ان مع العسر یسر کے

مولا عبرت ست این قصایجان مرزا تا ناشی رہی تو وہ حکم خلافت ماکہ دریک باقی و نیکو گمان و چون
یہ مینی واقعہ ہوا گمان و دیگران گرد و زد و ابریم آن و تو چو گل خندان کہ سود و دیان ہذا نکہ کل گرگ
برگش میکنی و خندہ گذارد و گروہ نشینی و گوید از خاری چو اقم نغم و خندہ راسن خود ذخا آورده ام و ہر چہ
از تو یادہ کرد و از قصدا و تولیقین دان کہ خیریت از بلا و اما القصص قال و بعد ان الطرح فی افوا
عندائیان الترح و آن عتابش سرغھابی دان کہ او در دیو دان مودہ ما از ان نیکو تا رہا نہ پاش را از
رخم بار ای خنک عقلے کہ باشندی عتاب گفت لا اسوا علی ما تا کم و ان اتی اسر خان اردی شاکم یک
ہرچہ آن فیرت شرمگین مشوہ زانکہ گردش کہ نہ آید باز نو بگر بلا آید ترا نودہ مبر و در زیان بینی علم او ہوا
کان بلا دفع بلا ہای بزرگ و دان زیان منہ زیانهای بزرگ و راحت جان کہ ایجان فوت مال
مال چون جمع آمد ایجان شد و بال و معنی نشینی باضم سرنگون و دو تا فراتے ہیں ایجان یہ قصہ
تیرے واسطے عبرت ہو تو تو رہی حکم میں ہو جو کچھ مسکی بارگاہ جلال سے صدور پائے اور دانا نیک
گمان ہو جائے اور وہ یہ ہو کہ اگر ناگمان کوئی واقعہ ہو دیکھے تو گو اور لوگ اس کے خوف سے زرو
ہو جائیں تو مثل گل کے خندان رہ چاہے موقع سود کا ہو چاہے زیان کا اس واسطے کہ گل کو غور کر
کہ اگر تو اسکی چٹھری پنکھی الگ کر دے وہ اپنے خندہ کو نہیں چھوڑے گا اور دو تا دیگر گونہ میں
ہوگا کہ نکلے مارے کر لپا سے یا سرنگون ہو جائے و یا ہای خندان رہیگا اور یہ کیگا کہ کسی جا
میں غم میں کیوں پڑوں میں تو خندہ کو خارجی سے لایا ہوں خارجی میں تھا جو شکستہ ہوا ہوں تو
چیز تجھے جاتی رہے اور کم جاسے تو یہ عین اس بات کو جان لے کہ وہ گم نہیں ہوئی بلکہ اسنے
تجھ کو بلا سے چھڑا لیا اسکا صدقہ بنی ہو کسی نے پوچھا کہ تصوف کیا ہو کہا فرحت پانا اپنے دل میں
وقت آنے بج کے پھر تمثیلاً فرمایا کہ تو نے یہ تو سنا کہ مونہ لیجانے سے عقاب مایہ عتاب ای ریخ و غم
آنحضرت کا ہوا جیسا کہ اوپر کہا ہے تو غم بودی و من و غم شدم ہیں اس غم کے قیام میں جو مودہ
لیجانے سے ہوا تھا وہ غم بس عظیم تھا کہ پائے مبارک زخم مارے ریخ پاتا حاصل یہ کہ ادنی نقصان
برافع حاصل ہوتا ہو لہذا کیسی خوش و عقل ہو جو بے عتاب ہو کہ ذرا میں سر کے بل نہیں گرتی

ہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو لکھنا اسوہ علی ما فی کلم ولا تقر جاہرا انکم یابوس مت ہو اس چیز پر جو تم سے جانی ہو اور
خوش مت ہو اس پر جو تم کو ملے گی پر دوسرے مصرعہ کے معنی اگر بھڑایا آئے اور تمہاری بکریاں ہلاک
کر ڈالے لیکن جو فوت ہو جائے اس پر غم نہ ہو اس سبب سے جو جاتا رہا وہ پرانا تھا اسکی عوض نیا بھگ
لجھا بھگ میں یہی شعر گویا جزا مصرعہ ثانی عربیہ کی ہوا اگر بلا تیرے سامنے آئے غم مت کر اور جو زبان نکسے
اسکے بھی غم میں مت پڑا سو اسطے کہ وہ دفع بڑی بڑی بلاؤں کا ہوا اور وہ زبان منع بھاری بھاری زبان کا
اور جان میں تو کس خیال میں ہوا مال کا جاتا رہنا خاص راحت جان کی بھی ہو اور ایمان والی کا جمع ہونا بھی
سنت و بال ہوا مال جمع ہوا اور و بال میں پڑا

استدعا کرنا ایک شخص کا حضرت موسیٰ سے واسطے زبان بہانہ کے

تو کہ گفت موسیٰ را یکی مرد جوان کہ بیا موزم زبان جانوران پتا ہو کہ زبانک حیوانات و درہ عربی
جمل کلم دروین خود چون زبانہای بنی آدم ہمہ و پرلی اکبت و مان و درہ و ہو کہ حیوانات اور درہ
ہا شہ از تیرہ ہنگام گذر گفت موسیٰ و گذر کن زمین ہوس کاہن خط دار و ہسی در پیش و پس و عبرت
سیار می از یزدان طلب ہذا از کتابت ز مقال و حرف و لب و گرم تر شد مردان منعش کہ گرد و گرم تر گرد
ہی از منع مرد گفت ای موسیٰ چون تو تہافت ہر کہ چیزی یافت از تو چیز یافت و مرد محروم کردن
زین مراد ہذا لائق لطفت نہا شد ای جو و اس زبان قائم مقام حق قوی و یاس ہا شہ گرم را مانع شوی
گفت موسیٰ یا ربین مرد سلیم و سخوہ کہ پیش کرد یوحیم و گر با یزیدم زبان کارش بود و ورنیا موزم و پیش
پیشہ و لکن حضرت موسیٰ سے ایک مرد جوان نے درخواست کی کہ مجھ کو زبان جانوروں کی سکھاؤ
تا شاید آواز حیوانات و چار پائیوں سے کچھ عبرت اپنے دین میں مجھ کو حاصل ہو میں نے جو دیکھتا ہوں تو بنی آدم
کی زبان کو در پے آب و مان و کر و فریب کے پاتا ہوں شاید حیوانات کا دوسرا درہ ہو جو میں تہذیب و
عاقبت میں ہنگام گذر یعنی مرے بقوت کی ہو حضرت موسیٰ نے کہا جا اس ہوس سے باز آ کہ اس میں پیش
و پس دونوں طرف سے بہت خطر ہے میں تو عبرت و بیداری چاہتا ہوں تو خدا سے مانگ یہ اسے
عطا سے ہو نہ کتاب اور قال اور حرف و لب سے اس کہنے سے یہ شخص اور بھی گرم تر ہوا سو اسطے
کہ ہر شخص اس بات میں جبکو منع کرو منع کرنے سے گرم تر ہو جاتا ہو چنانچہ حدیث ہوا لا انسان حرص
فیما منع کما ای موسیٰ جب سے نور تھا را چمکا ہو نیچے تھا را ہوا ہو تو جس کسی نے کچھ پایا جو وہ تم ہی
سے کچھ پایا ہو مجھ کو تم اس مراد سے میری محروم کرتے ہو یہ بات ای جو اذ تھا رے لطف کے لائق
نہیں ہو اسوقت میں تمہیں قائم مقام حق کے ہوا اگر منع کرو گے تو مجھ کو یاس ہو جائیگی اور یاس

حق سے نہیں ہوتا چاہیے حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب یہ عجب بیوقوفوں کا وہ دل ہو کہ اسکو شیطان برہم نے اپنا بیگاری بنو دیا ہو اگر میں اسکو یہ زبان سکھاتا ہوں تو اس کے حق میں دیا گیا ہو نہیں سکھاتا ہوں تو بد دل ہوا جاتا ہو چو کہ گفت ای موسیٰ بیا موزی کہ ماہرہ کہ دیم اور کرم ہرگز نہ گفت یارب اویشیا فی خود دست خایہ جا ہمارا بروردنیت قدرت ہر کسی رسا ساز دارہ عجز بہتر مایہ پر ہیزگارہ فقر ازین رو فقر آمد جا و دان کہ تقویٰ مائودستش جا و دان ازان غنا و زان غنی مردود کہ قدرت صبر پادہ و شدہ آہمی را عجز و فقر آمدان از بلائی نفس پر حرص و غمان اکن علم آمد آرزو ہای فضول کہ بدان خود کردہ است آن صید غول از روی غل بدو گلخنارہ را گلشن گوارہ آن پیارہ را دامن حق تعالی نے کہا اے موسیٰ سکھا دے کہ جتنے اپنے کرم سے کبھی کسی دعا و عار و سنہین کی ہو کہ اے میرے رب یہ تو سیکھ کے بہت پشیمانی کھا گیا ہا تو انہوس سے پانچا کپڑے پھا گیا تیری تقدیر تو ہر کسی سے ساز دار و موافق سنہین ہوس عجز فیضہ از زبان فیہش سے بہتر مایہ پر ہیزگارہ ہو فقر کو جو فقر کہا ہو سبب تو ہو کہ ہمیشہ اسکا تقویٰ میں ہا تو رہا ہو جیسے کہ حدیث شریفہ و الفقہ فی فقر مایہ فقر اور غنا و غنی جو مردود ہو ہے یہی وجہ ہو کہ انکا صبر تری تقدیر سے رخصت ہو گیا ہو آدمی کیوچا عجز و فقر نفس پر حرص و غنہ کی بلا سے بچنے کی بڑے امان کی چیز تین ہو وہ غم کیا بین آرزو میں فضول خارج از مقدر جبکہ یہ نفس صید غول خود کردہ ہو رہا ہو صید غول نے غول کا شکار اور طہر ہو کہ جو گلخنارہ دھو یعنی مٹی کھانے والا اسکو آرزو گل ہی کی ہوتی ہو اور چیز اسکو اچھی نہیں معلوم ہوتی جیسے پیار کہ با آن لطف و جلالت گلشن ناگوار ہوتی ہو اور گلشن ایک قسم شیرینی لطیف سے ہوا الخ لا

شرح میں پیارہ کہ سچا رہ لکھا ہو

وحی آنا حق تعالیٰ سے حضرت موسیٰ غم کو کہ سکھا اور اسکو جسکی وہ اسستدعا کرتا ہو تو کہ بعد ازان وحی آمد از حضرت کہ رو بہ کریم ہو بلطف خود مستند گفت بہن کہ بہرہ بہشت برکش در اختیار آن دست ابد اختیار کہ عبادت رائکہ ہو روز نگاہ و ایں فکاسہ گردش اورانہ اجر و فی عتاب کا اختیار آمد نیز وقت حساب جملہ عالم ہاں سبح آمند بہشت زان سبح جبری سودمند تیغ و دستش از عجزش بلن تاکہ زانی ہو ویا را ہرن ہذا نک کہ کرنا شد آدم ز اختیار نیم ز نور عمل شد نیم مارہ مومنان کان عمل زہد ہو کہ وہ انہو انہو نیم ہو چو مارہ زانکہ مومن خود بگزیدہ نابت ہا چو نکلی گشت ریت او بہت ہا باز فافر تہرہ از صید و حم و قوتش ز ہر شد دروی پدید آمدنی بعد اسکے وحی حضرت رب الغزن سے آئی کہ

جا اور جو کچھ وہ کہتا ہے اپنے لطف سے اسکو سن لے اور حکم دیا کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے اسکو دے اور اس کے اختیار
 میں اسکا ہاتھ کھول دے اب مولانا مرحوم کے مقولے میں فرماتے ہیں کہ اختیار عجیب چیز ہو عبادت کا
 نمک بھی اختیار رہی ہو کہ جو عبادت و عمل کرے اپنی خوشی رضا سے بلا اکراہ و اجبار خاص واسطے
 خوشنودی و مرضی خدا کے کرے اور یوں تو آسمان بدون اپنی خواہش کے ایسا ملت و دن پھرنا ہو اسی
 سبب سے اسکی گردش سے نہ اسکو اجبر ہو نہ عذاب کسواسطے کہ وہ ہنر سے جو اختیار ہو خالی ہو اور پھر
 حساب میں آتا ہو تمام اہل جہان فوج ہیں کہ اختیار کو احمین و خل نہیں لہذا اس تسبیح سے مثل انسان کے
 سود مند بھی نہیں ہیں اگر کوئی کہے کہ میرے پاس تیغ نہیں جو جہاد کروں عاجز ہوں تو اس عجز میں اسکو
 مت جھوٹینے اس کے ہاتھ میں دیوے پھر دیکھ کہ غرا کر کے غازی بنتا ہو یا راہزنی سے راہزن ہوتا ہو
 بنی آدم کی نسبت جو کہا ہے ولقد کرنا بنی آدم یہ محض اختیار کے سبب سے ہو کہ احمین بنی آدم میں
 آدھے تو دنیوی عمل ہیں اور آدھے زہر مار ہیں مومن تو کان عمل کی ہیں دنیوی کی طرح اور کان عمل کی
 مثل مار کے کسواسطے کہ مومن نے تو ایک ثبات گزیہ کھائی تو یہ ایک زہر عمل کے مثل ہوا جسکا آٹ بن
 مایہ حیات ہو جیسا کہ شہد کی صفت میں فیہ تفرقا للناس فرمایا ہو پھر کافر نے شر سے پناہ لی اور جہنم
 زرد آب زخم اسکی قوت سے احمین زہر ظاہر و پید ہوا جیسا کہ فرمایا یسقی من مار صدیدہ بحجر علیہ پلانے جہنم
 کا فریم زخم سے گھونٹ گھونٹ قولہ اہل الہام خدا عین الحیات و اہل تسویل و ہوا اسم المہیات و در جہان
 این مدح و شایاش و زہی + ز اختیار و رضا طو آگسی + جملہ زندان چونکہ در زندان روندہ تفتی و زاید
 حق خوان شوند + چونکہ قدرت رفت کا سر شد عمل + ہیں کہ تا سرمایہ نسا انداصل + قدرت سرمایہ سویت
 ہیں + وقت قدرت را نگہ دار و بین + آدمی بر شنگ کرنا سوار + در کشت + کیش عنان اختیار
 باز موسی و او پندار ابھر کہ مراد زود خواہد کرد چہ + ترک این سودا گو در خود تبرس + و بود است
 برای مکر دست + ہیں برود و سر خود کم طلب + کاین مراد افگند و در سد تعب + گفت باری نطق
 کو بردست + نطق مرغ خانگی کاہل پرست + المعنی الہام بالکسر خبر غیب جو خدا دل میں کیسے ڈال دے
 غیر و شر سے تسویل سوال کرنا اور کراستہ کرنا وفاقا عار و حیت اور مواظبت کرنا جن لوگوں کو
 خدا سے الہام ہوتا ہو اور خبر غیب کی انکے دل میں پڑتی ہیں وہ چشمہ حیات کی ہیں کہ خود بھی
 حیات والی اور ارووں کی بھی حیات بخش اور جو اہل تسویل ہیں بیہودہ بائین بنانے والے
 اور اہل حرص وہ زہر موت کے ہیں کہ خود بھی مردہ اور ارووں کے لیے بھی موت دیکھ لو اس
 جہان میں جو کچھ کی تعریف و شایاش و واہ واہ ہو وہ بھی اختیار اور ہوشیاری اور ہمیشہ ایک

کما تم کرنے سے ہر قدر دن کو جو وقت ہانگ کے زندان میں ایسا جینگے یعنی دو نرخ میں تودہ سب تفتی و زار
اور حق خوان ہو گئے لیکن کیا ہوتا ہو کہ واسطے کہ وہ اپنی قدرت سے خارج ہوگا جس جگہ اپنی قدرت او
اپنا اختیار اس میں نہیں بلکہ بجز لدا وہ عمل نکھا کا سہ ہوگا جس خبردار ہو جاتا سرمایہ پیرا اجل نہ چھینے کہ وہ
سرمایہ ہی قدرت ہو جس خبردار اس وقت قدرت کی خوب نگہداشت رکھ اور تکر رہ ضائع نہونے پائے اسکی
سو دیا چنگا غور کر آدمی کو خنگ کرن پر سوار کر کے باگی اختیار کی اس کے ورک و دریافت کے ہاتھ میں
ہو پری ہو جس کو بشمول اس خنگ کا ہونا چاہیے اب طرف اہل ذکر کے رجوع ہو کے فرمایا کہ حضرت
موسیٰ نے بتقدضاے حق و محبت پھر اسکو نصیحت کی کہ مرا تو تیری جلدی تیرے سامنے آجائے گی مگر تو اس
خبر کو ترک کر اور اپنے اوپر ترس کھا یہ شیطان نے اپنے بکر کھیا واسطے تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہو اور ادا
کھینچ لایا ہو یہ پیرا اور دوسرے خبردار ہو حکومت دھوٹے کھیا واسطے کہ یہ مراد تیری جھک کر ڈن منجین
ڈالے گی تم کھا بھلا اور نہیں تو نطق کش کی جو میرے دروازہ پر ہتا ہو اور نطق مرغ خانگی کی جو پر والا
جانور ہو بچلے جا رہا ہوں اور برتر کے ان دو کی تباہی و انکلاف شرح میں نہ داہد کہ وہ کھس ہو
قانع ہونا اس شخص کا تعلیم زبان سک و مرغ خانگی پر اور قبول کرنا موسیٰ علیہ السلام کا

قول کہ گفت موسیٰ میں تودانی در سیدہ نطق این ہر دو شود بر تو پدید باہد ادا ان آن بر اسی امتحان +
استاد او منتظر آستان + خامہ سفرہ بنفشہ مذوقتا و پارچہ نان بیات آثار زاد + در بود آزار خود
چون گرد گفت سک کردی تو بر ناظم و دانہ گندم تودانی خورد وین + عاجزم در دانہ خوردن و دین
گندم و خورد و باقی خوب + تو توانی خورد وین فی امی طروب + این لبتانیکہ قسم راست آن ہیرا
انقدر از سگان + امشی سیات نام شبنہ حضرت موسیٰ نے کہ مائے خوار تو جان حکم آگئی ہو بخوان
و و نون جانورون کی نطق پھر ظاہر ہو جائیگی صحیح کو یہ شخص نظر امتحان آستانہ پر منتظر کھڑا ہو کہ دون کچھ
کومین اس میں خامہ نے دستار خوان جھاڑا ایک شکار و فی کرات کی کچی روٹی سے گرا کہ یہی ہم
نقلہ کے آثار پیدا ہوئے مگر غاس کڑے کو جھپٹ لے گیا جیسے کوئی جیتی ہوئی شرط لیجاتا ہو کتے نے
کھا خیر جالیجا تو نے مجھ پر ظلم کیا تو تو گمراہیوں کے دانے بھی کھا جانتا ہو میں تو اپنے وطن میں دانہ کھانے
سے عاجز ہوں تو تو گندم و خورد و باقی خوب یعنی دانے کھا سکتا ہو اور میں امی طروب نہیں
کھا سکتا طروب بفتح اول شادمان یہ لب نان کہ ہمارا حصہ ہو تولفتے سے کو بھی ہم سے چھینتا ہو

جواب قروس کا سک کو

قولہ پس خرویش گفت تن زن عم مخور کہ عوض بدہ خدا زین بد و گراہیلین خواجہ سقط خواہد شد

روزِ قہر اسیرِ غمِ کفنِ خون و مرگِ گنہگار را بیدار شد مرگِ اسب و روزِ می و افروغ و بیدار شد کسب و اسب را
 بفرودخت چون بپشتید مرد و پیش سگ شد آن خس و سگ رومی زرد و روزِ دیگر همچنان نان را فرو و دندان
 خروس و سگ بر لب بر کشت و تکامی خروس مشہودہ چند این دروغ اطلالی و کافوی و بفروغ و اسب
 کشت گشتی سقط کرد کجاست و کورنا خرگوشی محرومی در ہست و گفت اورا آن خروس با خبر کہ سقط شد
 اسب او جایی دگر و اسب را بفرودخت جبت او از زبان آن دیان انداخت او بر دیگران ایک
 فردا اشتر شتر گرد و سقط مرگ را بپشتید این نیرت فقط و زود اشتر را فرو شد آن حریص و بیافت
 از خم در زبان آندم میس در روز شات گفت سگ با آن خروس مای امیر کا زمان باطل و کوس
 سنا کی کوئی دروغ بفروغ و دو معنی ای نا اہل دو معنی دروغ و گفت او بفرودخت اشتر شتاب
 کیا فرو ایش غلام آید صاب و چون غلام او میر و نا نہا و برسگ و خواہندہ ریزند اقربا و بپشتید
 او آن غلامش را فروخت و رست از خزان و رخ را بر فروخت و شکر با میکرو دشا دیہا کہ من در ستم
 از سہ واقعہ اندر زمین و تازبان مرغ و سگ مو ختم مدیدہ سود لقضار او ختم و معنی جس مرغ نے سگ
 بات سکے کہا کہ چپ رہ نعمت کہ اس سے بہتر عوض نہ آجھکوا اور دیگا یعنی کل اسکا گھوڑا مرگا تو خوا
 سیر ہو کے کھا یو سبج مت کر کتوں کو گھوڑے کے مرنے سے عید ہو جائیگی اور بڑی ذری لگی
 بے کوشش و کدائی کے خواجہ نے سکے گھوڑے کو بیچا لا اب گتے کے سامنے مرغاش مندہ ہو و
 دوسرے دن ویسے ہی روشنی کو کچھ بڑھا دیا پھر اس گتے مرنے نے اسپر گفتگو کی گتے نے کہا اے مرغ
 وھو کہ باز آتا بھی جھوٹ تو بڑا ظالم و کاذب و بفروغ ہو تو نے کہا تھا کہ اسکا گھوڑا مرگا تو خوا
 گمان ہو تو اندھا بخومی جو جھکوتارے ہنہن سو جھتے پھر کیا بخوم اور ٹھیک بات سے محروم
 پھر اس مرغ با خبر نے کہا کہ گھوڑا اسکا دوسری جگہ مرا اسنے بیچا لا لقتان سے بچ گیا اپنا نقصان
 دوسرے پر ڈال دیا لیکن کل اسکا اونٹ مرچا کہ یہ نعمت خاص کتوں کو ملیگی اس مرد مرچ
 فورا اونٹ کو بیچا لا اسکے بھی غم زبان سے اسی وقت خلاص ہو لیا تیسرے دن کتے نے
 مرنے سے کہا اے جھوٹوں کے بادشاہ اور بادشاہ بھی کیسا کہ باطل و کوس بڑی دھوم دھام والا
 یہ دروغ بفروغ کب تک بلیگا آجھکوا تو بالکل مٹھا ہی مٹھا ہو کھن کھن بین نام کو نہیں تکرار بنظر
 مزید مبالغہ کہا اسنے اونٹ بھی جھٹ پٹ بیچا لا اب کل کو اسکے غلام کی باری ہو ورنج رسدہ ہوگا
 جب وہ مچھا نوٹسی روٹیاں اسکے اقربا کتوں کے گے بھی ڈالینگے اور سالوں کو بھی دینگے
 اسنے یہ سکے غلام کو بھی بیچا لا اس نے یا کھاری سے بچ کے بہت ہی خوش اور شگفتہ رہا

بڑے شکر کرتا تھا اور بڑی خوشی مناتا تھا کہ میں دنانین تین اقداروں سے بھی کیا جب سے میں نے
 زبان کٹے مرنے کی گئی ہو سو لہذا کی آنکھیں ہی دین ہیں کوئی حکم نہ مجھ کو پانچیں سکتا جو ضرور ہو سکتا

شرمندہ ہونا فروس کا سامنے کئے کے سبب جھوٹ ہوئے تین عددوں

قولہ روزیگر ان ملک محروم گفت مکانی فروس ژاژنا کو طاق جفت دہندہ پناخورد و غ و مکر تو خود
 پیرو جہد و رفع اور ذکر تو گفت ماشا ازین وادیں من کہ بکریم از و غی متحن با فروسان چون دن
 رہت گوہم رقیب آفتاب وقت جوہ پاسبان آفتابیم از و دن اگر کنی بالای ہشتی نگون پاسبان
 آفتاب بند اولیا نہ بشر وقت زاسرار خدا اہل مارا حق پی باہگ غار و واوہ یہ آدمی را دہبارہ گنہگار
 سہوا دار و دہ و از ان آفتاب قتل مایہ شود گفت ناہنگام حی علی اصلاح خون مارا میکند خوار و مباح
 آنکہ معصوم آدم پاک از غلطہ از فروس و می جان آمد نقطہ آن غلاش مرد پیش مشتری بدش زین
 مشتری آن کیسری او گریزاید مالش اولیک خون خود را بخت آن وریا یک یک یک یان و غ
 زیا نہا میشدی جسم و مال است جا نہا را ہدی پیش شاہان در سیاست گسری و می بی تو مال را
 میخری و غمی چون گشتہ اندر قضا و میگیزانی رد اور مال را یعنی دوسرے دن کئے محروم نے
 کہا کہ اگر فروس ہیودہ بکئے والے وہ طاق جفت تیرا جو پرے ساتھ کھیلا تھا اور دھوکا بازی کی تھی
 کہاں ہو کہ ظہور ہیں نہ آیا اس کرو و رفع کا تیرے آخر کچھ اعوانہ و مقدار بھی ہو یا اندازہ سے باہر ہو تو نے
 جو کچھ ذکر و بیان کیا تھا اس سے تو اونٹ گھوڑا کسکا سواے جھوٹ کے ایک چڑیا بھی نہ اڑی فروس
 نے کہا ماشا جھٹھے اور میری منس سے نہایت بعید ہو کہ ہم کسی دروغ سے متحن ہوے ہوں یعنی جھوٹ
 کے امتحان کہہ شدہ ہم جتنے فروس ہیں سب ہونڈی کی طرح رہت گوہن اور رکھو لے آفتاب کے بھی
 اور وقت جو بھی یعنی جب آفتاب اس زمین کے افق پر آتا ہو ہم باہگ بلند جتا دیتے ہیں اور وقت
 کو بھی ٹھوٹھتے ہیں کہ صبح صادق ہوئی یا نہیں ہم پاسبان آفتاب کے ہیں اور روے درون و
 باطن کے اگرچہ تو بظاہر ہمارے اوپر ایک طشت او نہ ہا کے ہر کر دے اور چھپا دے ایسے ہی
 پاسبان آفتاب حقیقی کے اولیا ہیں کہ وہ بشر ہی میں سے ہیں اسرار خدا سے واقف دیکھ تو ہارنگ
 اصل سے حق تو لے نے آدمی کو باہگ نما دیکھو اسطے بطور تحفہ کے دیا کہ حضرت نوح کے جہاز میں
 لوگ ہر وقت جاری باہگ پر نہ پڑھتے تھے اسوا سٹکہ آفتاب تو طوفان کے ابر میں چھپا
 ہوا تھا اور اگر اذان دینے میں ہم سے سو ہو اور بیوقت بول اٹھیں تو وہ سو ہی ہمارا قتل
 ہوتا ہو کہ سہو کے ساتھ ہی مارے جاتے ہیں یہ گفت بے ہنگام جاری جو ہم سے صادر ہو

کہ می علی الفلاح ہی گفت بسبب بی وقت ہونے کے چارافون بلیج کر دی جی ہو آب مقولہ مولانا کا ہو کہ خروس نے تو اتنی دلیکین اپنی راستی کی بمان کین لیکن ہو یہ کہ وہ جو معصوم اور پاک غلط سے ہو وہ خروس وحی جان سے ہو یعنی جان سے جو وحی ہوتی ہو وہ اسکا خروس ہی پیچہ منع کتنا ہو کہ وہ غلام اسکا جو آئے پیا تو مشتری کے سامنے ہی مر گیا جس سے بالکل زبان مشتری کا ہوا کہ آئے تو اپنے مال کو بھگایا پچا یا لیکن خوب چھ طرح جان لے کنون اپنا ہایا بعض وقت ایک زبان ایسا ہوتا ہو کہ بہت سے دیا فون کو ٹالنا ہو ایسا ہو سٹے اکثر لوگ عاقل جسم و مال کو جان پر خدا کرتے کیسا پاوشا ہون کے سامنے جب وہ سیاست گتتری کرتے ہین تو تو مال دیتا ہو اور سچا تا ہو پچہ کیوں حکم قضایں عجبی بنا ہو یعنی ناوان اور حاکم حقیقی سے اپنا مال بھگاتا پچانا ہو اول تو بچ نہیں سکتا اور کیا معلوم کہ اس نقصان مال میں تیرافع ہوا بخلاف شرح میں محروم و گفت بعطف لکھا ہو میری دانت میں عطف بیکار ہو اور گرنا ہنگام کو گو

خبر و تیا خروس کا مرگ خواجہ سے

تو کہ ایک فروخوا ہوا مردن یقین + گا و خوا پر کشت و ارث و حین + صاحب خانہ بخوا ہر دو وقت روز و فونک رسیدہ لوت زفت ہمارو ہای مان و لا لنگ و طعام + در میان کوی یا بدخاص و عام گا و قربانی و نا نہای تنک + برسگان و سائلان ریز و سبک + مرگ سپ و مشتری و مرگ غلام + بدقضا گردان این مغر و خام + از زبان مال و درو آن گر سخت + مال افزون کرد و خون خویش ریخت + این ریاضتہا سے درویشان چراست + مکان بلا برتن بقای جانہا ست + تا بقای خویشا بد سا لکے + چون کند تن را سقیم و بالکی بدست کی جبند با تیار و عمل + تانہ مید وادہ را جانش بدل + آنکہ ہر ہر بی امید سو ہا + آن اخلاصیت + آنکذا صیت آن جدا + آن ولی حق کہ فوی حق گرفت + فو گشت و تابش مطلق گرفت + او غنی ہست و ہزاجہ فقیر + کئی غیری بی عوض گوید کہ گیر دتا + بینہ کودکی کہ سیب ہست + او پیاز گندہ راند ہزدست + بمعنی لا لنگ بفتح لام ثانی و کاف فارسی زلہ و پس خوردہ یعنی خواجہ نے مال تو اپنا قضا سے بھگایا پچا یا لیکن یقینا کل وہ مر گیا و ارث کے اسکے موتہ میں گاسے و بچ کرینگے صاحب خانہ تو مر گیا اور چلا جاتا کلا کار و زاب آیا اور موٹی موٹی نعمتیں آئین روٹیوں کے کڑے اور پچے ہوئے کھانے سب خاص عام کلی میں پان قربانی کی گاسے کا گوشت اور چپاتیان تلی تلی کتوں اور سالکوں کو خوب دینگے وہ گھوڑے اور اونٹ اور غلام کا مرنا اس مغر و خام کی قضا کا ٹالنے والا تھا سونان مال اور اسکے

درود سے توبہ بھگا اور مال بڑھایا لیکن خون اپنا بہایا آب مقولے مولانا مارد کے ہیں مثلاً ایسے فقیر کو
 محنتیں دیا سختیں چٹائی کیوں کرتے ہیں سیدھے تو کہ بلاش سے بقا جان کی حامل ہو جب تک کہ کوئی ایسا
 راہ خدا کا بقا اپنی ند کیوں لگتا تو تن کو اپنے ستم و ہلاک میں کیوں ڈالیکا آدمی کا ہاتھ جو سخاوت و عمل کو
 جنبش کرتا ہے اسی امید پر ہوتا ہے کہ جان انکی بدل اسکا دیکھ لیتی ہے کہ جو میں دیکھتا ہوں اسکا اور جو
 بے اسید فائدوں کے دینے والا ہے وہ خاص خدا تعالیٰ ہے خدا تعالیٰ ہرگز اپنے نظر ناگید کے ہر آدمی کو جو ولی حق نہ ہو جسے
 عادت حق کی اختیار کی ہو اور نور ہو گیا اور تابش و روشنی مطبق و بے قید پائی وہ بھی غنی ہو
 جیسے اللہ غنی ہو اور جملہ خرابے بدل اور اور سب فقیر پھر فقیر بے عوض کب کہتا ہے کہ آہ سے
 جسے لڑکا جب سب دیکھ لیتا ہے کہ ہاں ہر تب پیاز گندہ ہاتھ سے چھوڑتا ہے ورنہ نہیں چھوڑتا
 اختلاف شرح میں خون خویش کی جگہ خویش لکھا ہے لفظ خون نہیں ہے جانش کو جانش اور جزا و
 جملہ میں داد عطف کا کہ موزوں نہیں ہوتا قولہ ایندہ بازار بہرین غرض برود کا نہاشت بہرین خون
 صد شاع خوب عرضہ میکند و ندر و دل عوضنا می تند یک سلامی نشوئی ای مرد دین کہ گایو آخرت
 آن آیتین بی طمع نشنیدہ ام از خاص و عام من سلامی ای برادر و سلام و جز سلام حق تو ہیں آواز بگو
 خانہ خانہ جابجا و کوہ کوہ از زبان آدمی خوش شام ہم پیام حق شنیدم ہم سلام دین سلام باقیان بر تو
 آن من ہی یوم بدل خوشتر جان و زبان سلام او سلام حق شدہ است کاش اندر دو زبان و دو خدا
 مردہ است از خود شدہ زندہ برب و زبان شدہ اسرار خشن و در و لب و مرون تن دریا منت مرقدت
 رنج این تن روح را پائید گیت و گوش بہناده بر آن مرضیت و می شنود و از خوشش این حدیث
 المعنی بتائید صدر فرماتے ہیں کہ یہ سارا بازار یعنی دنیا اسی غرض سے ہے اور سب اپنی اپنی
 دکانوں پر عرصہ کیواسطے بیٹھے ہیں سیکڑوں شاع خوب و نفیس پیش کرتے ہیں مگر دل میں نہا
 عوض کا پور رہے ہیں یہاں تک کہ ای مرد دین اگر ایک سلام بھی کسی سے سنیگا تو آخر کو تیری آیتیں
 وہ عوض کے لیے ضرور پکڑ لینگا ممکن نہیں کہ خرابان عوض کا نہو میں نے تو خاص ہوں یا عام کسی
 سلام اے برادر بے طمع کے نہیں سنا بس سلام ہی ہو سوائے سلام حق کے یعنی اسے کہ جب سلام حق
 طمع سے خالی میں خبردار ہو تو اسکو ڈھونڈ گھر گھر جا بجا گلی گلی البتہ جو آدمی کہ خوش شام ہیں کہ
 خوش خلق کہ خلق کو خوشبو سے تغیر کرتے ہیں اُسے تو پیام حق بھی سنا اور سلام حق بھی سنا اب جو
 باقی سے خوش شام لوگوں سے انکا سلام بھی اسی سلام کی بویو سونگتا ہوں دل و جان سے
 خوش ہو کے اور جو چھنے اوپر کیا ہو سلام حق وہ سلام حق اس سبب ہوا ہے کہ اسنے اپنے خانہ لانا

ہاں کو تک دیا اور فضا فی اللہ ہو گیا اور وہ اپنی ذات کے ساتھ تو مردہ ہو اور رب کے ساتھ زندہ اس لیے
اسرار حق کے اس کے لبوں میں ہیں اگر یہ تن زہد و ریاضت میں مرجاے تو میں زندگی ہو اور بیخ اس
تن کا موجب پابندی روح کا ہو آئندہ شمس اس خواجہ برگ و غروس والے کے بیان میں ہر کہ یہ موش
خوب کان لگائے اپنے مرغ سے یہ باتیں سن، ہاتھ انخلا ف شرح میں من ہی نوشم لکھا ہو میں اس کے
پیچ جا سا ہوں اس واسطے کہ نوش کی کوئی رعایت شومین نہیں مگر یوم کی لفظ ہو

دوڑنا اس شخص کا پاس حضرت موسیٰ کے واسطے پناہ کے خبر اپنے مرگ کی سکر

تو کہ چون شنید اینہاروان شد تیز و رفت بہر دو موسیٰ کلیم اللہ رفت بہر وہی مالید بر خاک اور ہم
کہ مرا فرما دینا میں ای کلیم گفت رو بطروش خود را و برہ + چونکات گشتہ بر جہزہ + بر سلمانان
زبان انداز تو بگو کہ وہی ہمارا کن دو تو بہن درون خشت دیدم این قضا کہ در آئینہ عیان شد
مرزاہ عاقل اول میندا خرابا بدل + اندر آفریند از دوش مقل + باز داری کرد کای سیک و خصال
مرد اور سرخون درو حال + از من آن آمد کہ بودم نامزا + نامزا ایم را تو وہ سن الجزاہ گفت تیرے
جست از شست ای سپر نہ نیست سنت کا یاد واپس دگر + لیک در خواہم ز نیکو ادوی + تا کہ ایمان آن
با خود بری + چونکہ ایمان بر وہ پاشی زندہ + چونکہ با ایمان روی پائیند + مسجد مکرش مروکین بارے کن
من بریدم خویش را ازین وہن + گفت موسیٰ کہیں دعا از حق کم نہ چنگ در و امان فضل و زعم + ہمدار ہم حال
بر خواہ گشت + تا دلش شورید و کار و دزدشت + شورش مرگشت فی ہرینہ طعام + فی چہ سودت وارد ہے
بہ بخت خام + چار کس بر و نہ تا سوی و ثاق + ساق میا لیدا و بر پشت ساق + بند موسیٰ نشوئی شوئی کنی +
خویشتن بر تن فلاوی دنی + شرم نہایتیخ را از زبان توہ آن است این ای براور آن تو + المعنی نقل ہم
میں دو کس قات درویش و فقیر و اندک و ثاق لفتح و کسر خانہ حبیبی سے اس شخص نے یہ سب کیفیت اپنے
مرنے کی سنی گھبرا اور جلدی تیز و تند حضرت موسیٰ کے دروازہ پر گیا اور خاک دروازہ پر اس کے موت کے
خوف سے ٹھنڈا تھا اور گستاخا کہ کلیم اللہ میری فرما دے کہ وہ اس سے بچاؤ حضرت موسیٰ نے
کہا جیسے اونٹ اور گھوڑا اور غلام مرناؤ سیکے نقصان مال سے بچ گیا ہو اب آپ کو بچ کے نقصان
جان سے بچ جا اور چھوٹ جا ہر گاہ کہ تو خود اٹا ہو گیا تو اس کو ٹہن سے کیوں نہیں نکلتا سکتا تو پھر
نقصان ڈال اور اپنی تھیلی اور ہریانان دونی کر لے جیسی کی ہیں جن نے تو تیرے بدن کی تعمیر نہیں
ہوئی تھی خشت ہی تھی بننے مٹی سے یہ حکم قضا کا تیری خشت میں دیکھ لیا تھا جواب آئینہ سے
تجہر عیان ہوا آئینہ وہی خبر مرغ کی عاقل ہر کام کا آخر پہلے ہی سے دیکھ لیتا تھا اور جو دہا شری سے

فقیر و مفلس ہوا جو بدیہاںش وہ آخر میں جب اسپر شری ہو تب دیکھتا ہوں چھ آنے زاری کی اور کہا کہ اس کو
 ٹیک نکال اب تم میرے سرور پر پڑنا چھ مت مارو مجھ سے جو کچھ خطا ہوئی ہوئی کھواسطے کہ میں اس کو
 تھا تم میری ناسزا کو حسن جزا سے بدل دو حضرت موسیٰ نے کہا یہ تیر تو شست سے نکل گیا اسکی عادت
 نہیں ہو کہ یہ پیر لوٹ کے آئے یہ تو جو ہونا تھا ہو چکا مگر میں تیرے واسطے اچھے قصد دل کے ساتھ
 دعا اس بات کی کرو گا کہ جب تو میرے تو یہاں سے ایمان کے ساتھ جائے اسواسطے کہ جب ایمان
 کے ساتھ جائیگا تو گویا مہر امنین زندہ ہو اور پامندہ ہو اور یہ حیات دنیا کی ناپامندہ کہ اب تجھ کو نہیں
 مل سکتی اسکے بدل میں یہ نعم البدل پاسکتا ہو اس شخص نے سجدہ کر کے کہا کہ اچھا ایسا ہی کرو اور یہ تو
 میں نے اپنی طرح دین سے آپ ہی کاٹی ہو حضرت موسیٰ نے کہا کہ البتہ دعا حق سے میں کرتا ہوں اور
 اسکے فضل کا دہن پکڑتا ہوں پس ہیوقت حالی خواجہ کا تغیر ہوا اور ول میں ایک مشورش دکھوں
 پیدا ہوئی اور تو کیواسطے طشت سامنے لائے مولانا فرماتے ہیں یہ تو مشورش مرگ کی ہو نہ ہر بیضہ عام
 کا پھراؤ بہت غام تو تجھ کو کیا فائدہ کر گی غرض چار آدمی اٹھا کے اسکو گھر لیکے یعنی سے ساق پر
 ساق رکھتا تھا پھر حقوے مولانا رحم کے ہیں تو بھی نصیحت موسیٰ کی نہیں سنتا اور شوخی کرتا ہو اور خود کو
 تیغ فولاد پر ڈالتا ہو پھر تیغ کو تیری جان سے کیا شرم ہوگی اور کیا پاس کر گی وہ حاصل ہو یا دیر تری
 آن و ملک ہوگی بار بار تجھ کو بتائے دیتا ہوں اختلاف شرح میں نامہ انیم یا کی جگہ راہ اور شریعت
 شخصت اور نام کو از تم لکھا ہو

دعا موسیٰ علیہ السلام کی واسطے سلورے ایمان اس شخص کے

قولہ بادشاہی کن بر و بخشا اور دوسو کرو و غیرہ رونی و علو و کف و شش این علم فی دفع و دست مفع پڑا
 تو لم را و دست دوست را بر اثر و با آگس زندہ کہ عصا را دستش از در ہ کند بد غریب آرد اسرو
 اموختن کہ ز گفتن لب تو اندوختن ہو و دریا نشد خبر مرغ اب بد فہم کن و شد علم بالعدو و
 او بدریا رفت و مرغابی نبود و گشت غرقہ دست گیرش ای و در و دہنی حضرت موسیٰ نے اسکے حق
 میں اسطرح دعا کی کہ ای بادشاہ تو اپنی پادشاہی کر اور اسپر رحم فرما اسے سہو کیا اور بیوقوفی اور غلو
 کہ اپنی حد سے بڑھ کے ایک شیو کا طالب ہو اس میں نے ہر چند کہا کہ یہ علم تیرے سیکھنے کے لائق نہیں ہو و
 سمجھا کہ مجھ کو مانتے ہیں اور یہ کچھ ایسی سست و ضعیف سی بات ہو جو مجھ کو منع کرتے ہیں پھر جاننا
 کہ اثر و بے پر با تھو ڈان اس کا کام ہو چکا ہاتھ عصا کو اثر و بے ہا کے سمید غیب کا اس شخص کو کھینچنا
 چاہیے جو لب اپنے گفتگو سے سی لے پس دیکھا کرے اور تھو سے کچھ نہ کہے یہ ایک دریا ہو اور دریا

لاحق ہر معانی پر نہ ہر معنی میں ہو سکتا ہے آگے اشارہ فرمایا جانے والا ہو تو ہی کے ساتھ اور یہ الحق دریا میں گھسا حالانکہ مرغابی نہ تھا آخر ڈوب گیا اب تو اسے دودھ کی دھیری کی

قبول کرنا حق تعالیٰ کا موسیٰ کی دعا کو

تو کہ گفت نجشیدم با وایمان نہ عم + در تو غولہی این رخ مان زندہ اش گنم + بلکہ جگہ مردگان خاک را +
 زندہ سازیم این زمان بہر تو ما + گفت موسیٰ این جهان مردست + آسمان انگیز کا بخار و شست +
 این فنا جا چون جهان بودیت + باز گشت عاریت پس سو دیت + رحمتی افشان برایشان ہم کنون
 در نہا شمانہ دنیا محض در + تا بداند این زبان جسم و مال + سود جان باشد را نذاڑ و بال + میں فیت
 بجان شوشتی + چون سپردی تن بدست جانبری + و ریاضت آیدت بی اختیار + سر پہ شکرانہ +
 ای کامیاب چون حق وادایں ریاضت شکر کن + تو نگروی از ریاضت ز امر کن + این حکایت بشنو +
 غلط شمر تا نگروی خست از نقص و ضرر + معنی آب فراتے ہیں یہ حکایت سن اور نعمت عظمیٰ جان تو نقص
 و ضرر سے دلچست نہوے بعد و عاصفت موسیٰ کے حکم ہوا کہ ہم نے اسکو ایمان بخش نہ غم دیا کہ غم بے ایمانوں
 کے واسطے ہوا اور اگر تو چاہے تو تیری خاطر سے ابھی اسکو زندہ کر دین اور وہ کیا ہو بلکہ جتنے مردے خاک
 کے ہیں تیری خاطر سے ابھی سب کو زندہ کر دین حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ جان تو مرے کی جگہ ہو اسکی
 زندگی کس کام کی اس جان میں زندہ کر کہ وہ روشن جگہ ہو یہ فنا کی جگہ ہو جو مقام ہمیشہ بود باش
 پھر اگر باز گشت عاریتی ہوئی تو کیا فائدہ آخر مرنے پر چکا پس ان مردگان خاک پر رحمت افشانی
 جو ابھی نہا شمانہ دنیا محض در ہیں ہیں مہیا کہ فرمایا و ان کل لما جمع لہ دنیا محض در بیشک سب
 ہمارے پاس جمع کیے گئے ہیں تا یہ جانیں کہ ہمارے جسم و جان کا جو زبان ہوا وہ زبان نہ تھا سو
 جان کا تھا اور ہم بڑے وبال و آفت سے بچ گئے یہ جسم و مال و بال تھا اب مقولے مولانا رحمت
 جب یہ حال ہو تو تو بھی ایسی ریاضت کا فرمایا ہو اسلئے کہ جب تن حوالہ خدمت کے کر دیکھا تو ضرور
 جان بچا لیا اور جو کوئی ریاضت اسکی طرف سے تیرے سامنے آئے تو بے اختیار سجدہ شکرانہ میں رہ
 رکھوے اور احوال جان لے کہ تو بڑا کامیاب ہو یعنی تیرا مقصود تیرا بارود دگا اسلئے کہ جب حق نے
 یہ ریاضت تجھ کو دی تو شکر کر کہ تو بچا لایا یہ بھی اسی کے امر کن سے ہو ورنہ بدون اسکی توفیق کے
 تجھ سے کیا ہو سکتا ہو الخلاف شرح میں تا بدانی لکھا ہو نہ معلوم یہ خطاب کسکی طرف ہو خدا تعالیٰ
 کی طرف تو ہو نہیں سکتا سوائے مردگان خاک کے پس میری دہشت میں تا بہانہ ہو جو مردگان
 خاک ہیں اور شکرانہ در کہ شکرانہ وقت کو حجت

حکایت اس عورت کی جس کا بچہ نہیں جیتا تھا کہ حق تعالیٰ کے سامنے زاری کی اور جواب آیا کہ یہ عوصل تیری ریاضت کے اور بچے مجاہدہ کے ہی

قولہ کہ آن زنی ہر سال زائیدی پس ہریش از شش مہ نبودی مردود یا سہید یا چارہ گشتی تب نہ مالہ کرد آن زن کہ افغان امی اکہ کہ نہ ہم بارت و نہ ماہم فرج و نعمت زوتر و از قوس قزح و پیش مردان خدا کردی فقیر این حکایت آن زن از و زید بہست فرزندش چنین در گور رفت و آتے در جان ادا قضا و لغت و اشہی نبود اور آتے باغکے بنے خوشی جی صنعتیہ باغ گفت نعمت بی کینہ حاصل نہ تھا سب جمع باغما و مرد لا عین رات چہ جاے باغ و گفت نورغیب ایزدان چراغ ہر سال آن شمال کان بود تا برو بویگہ او حیران بود و حاصل آن دن دید آزار است شدہ زن بجلی آن غمیدہ اور دست شدہ اپنی صنعت بالکسو تشہیدون بکل و بجلی ایک عورت ہر سال لڑکا جنتی تھی مگر چہ مینے سے زیادہ کوئی عمو لا انواتین مینے یا چار مینے میں مرجا تا تھا اس عورت نے جناب باری میں مالہ کیا کہ اے میری فرادو جو تو مینے تو میں بار حل کا اٹھاؤں اور تین مینے خوشی کروں میری نعمت قوس قزح سے بھی زیادہ جلد رو ہو کہ فرادو میں جاتی رہتی ہو اور سو جناب باری کے مردان خدا کے سامنے بھی فرادو کرتی تھی اور شکایت اس دروڈر نے ملے کی کہ جب حل ہوتا تھا اسکو دروڈر کے ہونے اور مرجانے کا پیدا ہوتا تھا ایسے ہی پس لڑکے اُسکے قبر میں گئے اب تو ایک آگ گرم آگے دل میں پڑ گئی تو ایک رات خواب میں اسکو ایک جنت معلوم ہوئی اور کیسی جنت کہ ایک باغ عظیم نہایت سبز و خوش بے بکل پھر تریدا فرماتے ہیں میں نے اسکو باغ کہا کیا باغ وہ ایک نعمت بچوں و چند جو اہل سب نعمتوں کی ہو اور جمع جملہ باغوں کی اور جو نعمت و باغ نہیں تو وہ لا عین ات ہو بھر باغ کا کیا ٹھکانا جیسے کہ حدیث قدسی ہو اعدوت یسادی و الصالحین مالا عین رات و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر میں نے طیار کی ہو اپنے بندوں صالح کی واسطے ایسی چیز کہ کسی لکھنے نہ دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی بشر کے دل میں گذری مگر یہ باغ و نعمت کہنا براے مثال تو چنانچہ خود اُس نے بھی نورغیب کو تشبیہا چراغ کہا ہر جیسا کہ قرآن میں ہو مثل نورہ کشکافہ فیہا معراج مثل اُسکے نور کی ایسی ہو جیسے کوئی تشبیل اس میں چراغ اسکا مثل تو کوئی ہو نہیں البتہ اسے مثال ہو سو یہ اس واسطے کہ جو کوئی اُسکی ذات و صفات میں حیران ہو کہ وہ کیا ہو تو اس مثال سے اُسکی دوپالے اور میرانی رفع کرے آب بطور مصرفراتے ہیں کہ الحاصل وہ عورت اسکو دیکھ کر کہ مست ہو گئی اور اس بجلی سے وہ ضعیف کہ جس بجلی کی طور و موسیٰ تاب نہیں لائے تھے بخود ہو گئے

قولہ دیدور قصری بنیشتہ نام خویش + آن خود دستش آن محبوب کیش، بعد از ان گفتند کہین نعمت و دست
کوی بناری بجز صادق نہاست + خدمتی بسیار میبایست کرد + متر تا بر خوری زمین چاشت خورد +
چون تو کابل بودی اندر التجاء آن مصیبتہا عوض دات خدا بگفت یا بہتا بعد سال و سفر و ان
ایستیم وہ بیز از من تو خون + اندران باغ او چا پیش پیش + دید روی جملہ فرزندان خویش + گفت این
کم شدار تو گم گشت + بی دو چشم غیب کس مردم نشد + تو کردی قصہ و از بینی دوید + خون افزون تا رتبت
رہید + مغر ہر مہوہ بہت از پوستش بدیست تن را دان و مغر آن دوستش + مغر غفری دارا آخر توئی
یک دمی آرا طلب کر ز آدمی لہنی فراتے ہین اسی حال ہین اس عورت نے ایک قصر میں ایسا نام
لکھا دیکھا اور اسکو اس محبوب کیش نے اپنی ملک جانا تھا اسکے اس سے کہا کہ یہ نعمت آتے
واسطے ہو جو بازی میں سی ٹکا اسکے واسطے بہت ہی خدمت و بندگی مجھ کو کرنا چاہیے تھی تب
اس خورش چاشت سے پھل پاتی اور تیرا حال یہ کہ تو دعا و التجا میں از بس کابل لہذا یہ یقین
لہ کو ان کے عوض میں خدائے مجھ کو دین عورت نے کہا اور میرے سو برس بلکہ زیادہ میرا خون بہا
اور یہی چیز مجھ کو دے آخرب وہ عورت باغ میں داخل ہوئی تو اسے آگے آگے صورت اپنے
جملہ فرزندان کی دیکھی انکو دیکھ کے بولی کہ گو مجھ سے یہ کم ہوئے لیکن تجھ سے تو کم نہیں ہوئے ہر جملہ
آنکھیں غیب سے نہیں ملی ہین وہ مردم بھی نہیں ہو آسی پر آئندہ مقولے مولانا رام کے ہین
کہ دیکھ لے غیب کا یہ حال ہو کہ تیرے بدون مقصد کے تیری ہاک سے بہت سا خون بچتا ہو
کہ اسکے سبب سے تیری جان تپ سےج جاتی ہو ظاہر ہو کہ مغر ہر مہوہ کا اسکے پوست سے بہر
ہونا ہو پس تو تن کو پوست او مغر اسکا اس دوست کو جان آدمی بھی مجیب مغر مغر نہ کہتا ہو
اس میں بھلا ہو پس اگر تو آدمی ہو تو دم بھر تو اسکی طلب و تلاش میں مصروف ہوا خلاف شریعت میں
دیدور قصری بنیشتہ نام نہاست کو نہاست آدم کو آید ز آدمی کو ز ان آدمی لکھا ہے

او گر بے زرہ کے جنگ میں آنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا

قولہ درجہ انی حمزہ عم مصطفیٰ + بارزہ می شد ادم اندر و غا + اندر آخر حمزہ چون در صف شدے +
بے زرہ سرست در غر و آدمی + سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش + در فگندی در صف شمشیر خویش +
خلقی پر سید ند کا می عم رسول + ای ہر بر صف شکن شاہ فحول + فی کہ لا تعلقوا بایہ کم الی + ہر ملک
خواندی پیغام خدا + پس چرا تو خویش را در تہلکہ + می در امانازی چنین و مہر کہ + چون چان
ہوئی و زلفت و سخت زرہ + تو میرفتی سوی صف بے زرہ + چون شدی پیر و ضعیف و ٹھنی +

برطیت کوئی کپ جلد ہو اور آؤ ہے کے سامنے نکال کر ہاتھ لکین اب فور محمدی سے میرا یہ حال ہو کہ میری اس
 شرفائی کی محبت میں مغلوب ٹوہا ہوا نہیں ہوں بلکہ اسی کو بد اور زبون جانتا ہوں اب میں غایب ہوں
 ظاہر کے ص باطن کے ساتھ ایک لشکر گاہ شاہ کا دیکھ رہا ہوں کہ فور حق کی سپاہ سے بھرا ہوا جو جہ
 و خیمہ طناب و رطاب بیٹے گھما گس لاجرم شکر گزار اس بات کا ہوں کہ مجھ کو خواب ثقات سے بیدار
 کر دیا وہ شخص جس کے سامنے مزا تملکہ ہو وہ اس حکم لا تلقوا کو دستا پر اپنے بچاؤ کی بنانا ہو اور غیبت
 کرتا ہو اور جس کے نزدیک منزل قبح الباب اور باعث کشمیر ہو اس کے لیے سارے عالمی مفقود من کرم و مبت
 جھپٹو تم طرف مشقت اپنے آپ کے اہ جنت کے آیا ہو اور اسکے ساتھ خطاب فرمایا ہو میں و مگر
 دارعوا کہ بڑے عاقل ہو اور موت کو موت جلتے ہو موت سے ڈرو پھر زہ پہنوا اور ای شتظہر شر کے جلدی کرو اور
 موت کی طرف چھٹو خشک دلہ حصول مطلوب کا ہو یا برعوا امر ہو یا پ مخالفت کا براعت سے جس کے
 معنی میں عقل میں تامل و تامل اپنے اقراں پر اور بجائے دارعوا کے بارعوا بھی ہو مگر بارعوا سے دارعوا
 بہتر و فینے زہ پہنوا سلیک کہ آپ سے ذکر زہ کا جو بین نے اسکو اختیار کیا اور ای لطف بینو جو
 موت کو لطف جانتے ہو تمکو صلا ہو آؤ اور انعام اکرام پر دو گار کا دیکھو اور ای قہر ہو جو قہر مرنا قہر ہو
 تمہارے واسطے بلا ہو اسکا غم کرو جسے موت کی پوسٹ دیکھا اُسے اُسے جان فدا کی اور بیٹے اُسکو
 بیٹریا سمجھا وہ ہدایت سے برگشتہ ہوا تو پھر مرگ ہر ایک کا ہرنگ اُسکا ہو اچھے کا اچھا بڑے کا
 بڑا گویا یقیناً ایک آئینہ صاف جیسی صورت ہوگی ویسی آئینہ میں جھکی مثلاً کوئی ترک صبح خوشترنگ
 اُسکے سامنے آئینہ بھی خوشترنگ ہو جائیگا اور جو رنگ سیاہ ہرنگ ہو اُسکے مقابلہ میں آئینہ بھی رنگی و
 بزرنگ معلوم ہوگا الخلاف شرح میں این فسق الخ اس شعر کو اوپر کی حکایت کے آخر میں لکھا ہو اور
 اس حکایت کے صدر میں بھی ایسے ہی یہ شعرا الخ زامیخ کر رہے فحش اب کو فحش اب لکھا ہو قولہ ایک
 می ترسی نمرگ اندر فرار دامن ز خود ترسالی ایمان ہو شدار زشت روحی رقت فی رشا مرگ
 جان تو بچون درخت و مرگ برگ۔ از تو رستت از کویت اربدت دنا خوش و خوش ہم غیرت
 از خود ست مگر بخار سے خستہ خود کشیدہ در حیر و قزوری خود رشتہ لیک بنو دخل ہرنگ خزا خج
 خدمت نیست ہر رنگ عطاء مزد دوران نیما نہ بکار و کان عرض وین جو ہرست و پادارہ آئند
 سختی و زور رست و عرق وین ہمہ میست و زہر طبعی مگر ترا آید رجائی تبتہ و کردہ مظلومت و عا و رختہ
 تو ہیستہ کی کہ سن آؤ ام۔ ہر کسی من تہمتی ننواہ ام۔ تو گناہی کردہ شکل دگر واد گشتی واد کی تا
 ہر واد نا کہ وہ جزان۔ چہ بود گویا دامن کی زوم کس را بعد و فی جزای کان زنا بود این بلا

چوب کی مانند مار اور خزانہ مار کی مانند عصارا ای کلیم درونی مانند دانا ای کلیم قوی بی کی آن گھا آب منی
 چون بیگندی شد آن شخص سنی مایر شد یا ارشد آن آب توہ زمان مصا چوشت این اعجاب تہیج ماند
 آب آن فرزند را ہیج ماندیشکر مرقد را یعنی فراتے ہیں یہ جو تو مرگ سے ڈرتا ہو اور اس سے بھاگ
 سہا ہی یہ خوف تیرا ایجان اپنے ہی آپ سے ہو خوب ہوش کر لے جس سے تو ڈرتا ہو وہ تیری ہی
 بد صورتی ہو نہ رخسار مرگ کی اسلئے کہ جان تیری ایک درخت ہو اور مرگ برگ کہ تجھی سے پیدا ہوا چاہے
 تو نیک ہو چاہے بد جیسا تو ہو دیا ہی وہ ہوا اب اس سے خوش دانا خوش ہونا یہ بھی حیرے اپنے
 دل ہی کا معاملہ ہو اگر کسی کانٹے سے زخمی ہو تو آپ ہی سے ہو اور جو میر و قرین ہو تو بھی آپ ہی سے ہو
 یہ بھی تیرا ہی کا تا ہو اور خار بھی تیرا ہی ہوا ہو اب فراتے ہیں اگر یہ خار و قتر تیرا ہی ہوا اور کاتا ہو اور
 لیکن نہ فعل ہر نگ جزا کے ہوتا ہو نہ خدمت ہر نگ عطا کے فعل و خدمت اور ہین اور جزا و عطا اور شلا
 مزدوری مزدور کی مشابہ انکے کام کے نہیں ہوتی کس واسطے کہ مزدوری عین ہو اور کام جو ہر اور
 پایا کہ اسی پر مزدوری قریب ہوتی ہو کام تو بالکل سختی و دور اور خرق و محنت ہو اور مزدوری بالکل
 سیم و زر پر طبق اگر کوئی نعمت تجھ کسی طرف سے آجائے اور وہ کسی مظلوم کی دعا سے ہو جو کہ تو نے رنج و
 محنت میں ڈالا ہو تو تو اس نعمت سے حیران ہو کے کتا ہو مین تو اس سے آزاد ہوں مین نے تو کسی پر
 نعمت نہیں لگائی ہو پھر پھر یہ نعمت کیوں ہو اور وہ جو کہ تو نے جو گناہ کیا تھا اسکی شکل اور بھتی اور
 جزا کی شکل اور ہوئی جیسے دانہ بونے سے جو جنگل میں کھیرتے ہیں وہ جنگل دانہ کی نہیں رہتی یا مثلاً
 کسی نے دنا کیا اسکی جزا سو ڈنڈے ہیں تو اب وہ کہے کہ مین نے تو ڈنڈہ سے کسکو نہیں مارا میرے
 ڈنڈے کیوں مارتے ہیں خود ہوا و معروف چوب مطلق یہ بلا تو جزا ناک کی نہیں تھی زنا سے اور چوب سیات
 سے کیا مناسبت جو چوب ذنی کرتے ہیں لے تو کلیم قوی بتا مار عصارے کیا مناسبت رکھتا ہو جو عصارے
 ہو گیا اور ای کلیم دوا و درو کی کیا مشابہت ہو جو درو کی دافع ہوتی ہو حضرت موسیٰ نے عصارہ میں پر
 ڈالا مار ہو گیا تو نے جو آب منی ڈالا وہ ایک جسم روشن و تابان ہوا یعنی انسان آب وہ آب چاہے
 یار ہو چاہے مار ہو پھر اس گناہ سے تجھ کو یہ تعجب کیوں ہوا جس کا چلا چوب ہو بھلا وہ جو فرزند تیرے
 آب منی سے ہوا بتا تو اسکو کچھ بھی اس آب سے مشابہت ہو یا نیشکر سے قند بنتا ہو لیکن کچھ بھی نکلتا
 باہر نہ ہوتی ہو انکلاف شرح میں سمیت کو سمیت اور درجزا کو در خلا لکھا ہو قولہ چون سجودی یار کر گئی
 مرگشت ، شد در ان عالم سجودا و بہشت ، چونکہ پیرا اندو ہا نش حرق ، مرغ جنت ساختش باطلو
 صحت بہت نامہ مرغ را اگر یہ لفظ مرغ بہت مست و ہوا ، چون دست رفت ایثار و ذکات ، گشت این بہت افطانت

عقل و نبات، آب صبرت آبیچوی غلغلہ شد، جوی شیر غلغلہ مرقت و دود و ذوق طاعت گشت جوی گنجین
مستی و شوق تو جوی فرہین، این سببها آن اثر بار انا ندکس نداند چو نش جای آن نشاند، این سببها
چون بفرمان تو بود و چارہ چو ہم متر افران نمود، بطرف خواہی روانش میکنی، این صفت چون
چو چنان نش میکنی، چون منی تو کہ در فرمان تست، نسل تو در امر تو آید چیت، مسرود در امر تو فروزند تو
کہ منم جزوت کہ کدوش کرد، لکشی تو بالضم و تشدید ال و دستی جب رکوع یا سجود کسی شخص نے اس عالم
بین پویا اُس عالم بین وہ سجود بہشت ہو گیا آد جو یکے منہ سے صحت کی نگلی اسکو رب الفلق نے مرغ بہشت
بنایا خلق سپید صبح آب حد و تسبیح تیری کب مشایخ مرغ کے ہو اور ہو جاتی ہر مرغ اگر یہ نطفہ مرغ کا بھٹی فتو
و باد ہو اور ہو اور ہو چو تیرے ہاتھ سے ایسا روز کوۃ ہوتا ہو، دست تیرا اس طرف نخل و نبات ہوتا ہو
آب تیرے صبا غلغلہ نہرا و ہوے شیر غلغلہ کی تیری محبت و دوستی ذوق طاعت کا شہد کی شہرتی و
شوق تیرا جو سے شراب بطور یہ سارے سبب اُن اثر و ان کے ہیں جو منے پیدا ہوے مشابہ نہ تھے اب
کون جانتا ہو کہ اُن سببوں کی جگہ یہ اثر کیسے لگائے اور کیسے جانے اور جب یہ سبب اس جہان بین
تیرے مطلع اور تیرے حکم میں تھے تو پھر جو جنت نے بھی تبرا حکم مانا اور کہا کہ جدھر تو چاہتا ہو اور
روان کرتا ہو اور جیسی وہ صفت تھی ویسی ہی کرتا ہو اور پھر بوسبت کی کوثر تسنیم تسبیل تجلیل میں
دیکھ تو منی تیری کہ تیرے حکم میں ہو اس سے جو نسل ہوتی ہو کیسی تیرے حکم میں چت و چالاک ہوتی
دیکھ تیرا فرزند تیرے حکم میں کیسا دوڑتا ہو کہ میں تیرا ہی جزو ہوں کہ تو نے مجھ کو دوسری جگہ بھانسن دیا ہو
کہ وہ وجود فرزند کا جو تیرے صورت اختلاف شرح میں مروکشت کو جو کاشتین سے ہو کشت لکھا ہو کہ
کشتین سے ہو قولہ اُن صفت در امر تو بود این جہان ہم در امرت آن جو باروان، اُن
و رتھان متر افران نہر ندکان و رتھان انصافات بابر نہر چون بامرت ایجا این صافات ہیں بامر
تست ایجا آن جزات، چون دوست زخم بر مظلوم رست، اُن و رختی گشت ادا ان زقوم رست
چون زختم آتش تو در ولہ از دی، یا نہ نار جنم آمدی کاشتہ ایجا چو آدم سوز ہو و ایجا ازو سے داد
مراد قوز بود، آتش تو قصد مردم میکنی نہ نار کزوی زاد بر مردم زند، اُن سخندای چو مار و کزوم است
مار و کزوم کشت و میگہ دوست، اولیا را داشتی در انتظار، انتظار تیرے کشت نہر، وعدہ قوا و
ہیں، فدای تو، انتہی رحمت آمد و ای تو بہ نظر مانی دران مدد و راز و حساب آفتاب با نگاہ
ہما سامانہ نظر میداشتی، تو فروارہ مردم میکاشتی زختم تو تخم سیر و درخت، ہیں کبش این درخت
چون غمت کشتن این نار ہو و فرخورد، نورک اظفار ہما سخن لشکر بگر تو بی نوری کنی خامی بہت

آتش زندہ ہوتا اور خاکستر ستان محکمت باشد و روپوش بین ہزارا نکشد غیر نورین تمامہ بینی
نورین ایمین مہاش کاکش نہان شود کب روز غاش غاشی رخ بفتح نوی از دلمہ قران میغے
جب وہ صفت اس جہان میں تیری فرمانبردار تھی تو بس نہرین بھی تیرے ہی حکم میں روان بین اور وہ
ورث بھی تیرے ہی مطیع فرمان کہ تیری ہی صفات سے بارودین بس صفتین تیرے حکم میں جی میانی بین
وہی ہی وہاں انکی جزا تیری محکوم ہو آئندہ دوسری صورت کا بیان ہو کہ اگر تیرے ہاتھ سے کسی مظلوم
کے زخم پیدا ہوا جان لے وہ ایک ورث از قوم کا ہو کہ ہم اٹھا آورا اگر تو نے اپنے قصہ سے ولون کو
جلایا تو یانہ مار جہنم کا ہو گیا یہاں تیرا بویا ہوا جو آدم سوز تھا لہذا جو کچھ اس سے پیدا ہوا وہ مرد و عورت
ہو ایسے جلانے والا تیری اک خشم لوگوں کا قصد کرتی ہو اس سے جو آگ پیدا ہوتی ہو وہ مرد و عورت
ہو اور باتین پر خشت تیری جو شال مارو کر دم کے جاگزاہین وہی مارو کر دم ہین جو تیرا دم گھوٹے ہین
دوستوں کو تو نے انتظار میں رکھا انکے حق مخلوق ادا نہ کیے کہ وہ انتظار تیری رستخیز کیا سطلے ورنج
ہو گیا آتے وعدے فردا و پس فردا کے کرتار با کہ گویا وہ وعدے انتظار حشر کے تھے جیسے کہ شکر کا
فردا پر کرتے ہین بس افسوس جو سمجھ کر ایسے ہی تو بھی اس روز صابین منتظر نجات کا ہو گا اور سدا
و مباد خندہ میں چڑیگا اس آفتاب جاگذاہین کو سوا سطلے کہ تو نے آسان کو بہت منتظر رکھا ہوا ورنہ
تخیر ہوا کہ آج تک جو ہو گیا وہ ہو گیا کل سے سیدھی راہ چلوں گا اور راگراہ ہی خشم تیرا تم سیر ورنج
ہو اس سے ورنج پیدا ہو گا خبر دار ہو اس ورنج کو اپنی کجیا کہ وہ جوش پہرے میں غصہ اور ورنج کی نار
سواے خورایمان کے نہیں کچھتی جیسا کہ حدیث میں ہو کہ مراد میں غان ذک المظناری پنے مؤن سے
ورنچ کیلگی کہ تو میرے پاس سے جا بیگی تیرا نور میری آگ کو بجھائے و تیار و آب اگر تو بے نور ہو اور
خامی کر رہا ہو تو وہ بد ہو اگر تیری زندہ ہو لیکن خاکستر میں چھپی ہوئی بے خورایمان کے کیسے کچھ ان
خامیوں کو کہ جو سواے ایمان کے دوسری قسم کی طاعت ہو محکمت اور روپوش سمجھے کہ اپنے روے
درشت کو چھپائے ہوئے ہوتا ورنج کو بجھانے والا سواے نورین کے کوئی نہیں ہو جس جیتا کہ
کہ آپ میں نورین کا تونہ دیکھ لے نینت مت ہو کہ سوا سطلے کہ وہ آگ جو دہی ہوئی ہو کسی دن غاش
و ظاہر ضرور ہو گی الخلاف شرح میں کشتہ اینجا کو کشت خشم تو کو چشم نو خامی پرست کو خامی پرست لکھا
تو کہ نوآبی دان و ہم برآب چس و چونکہ واری آب از آتش ترس بہ آب آتش بخود می بخور
نسل فرزندان او دسوی آن مرغ آبیان رو در و چند تا ترا در آجیوائی کشتہ مرغ خاکی مرغ آبی ہم نشند
لیک ضد آند و آب و رو غنند ہر کے براصل خود آندہ آندہ احتیاطے کن ہم مانندہ آندہ

ہیچانگہ دوسو سو ووجی است، ہر دو معقولہ لیکن فرق بہت، ہر دو لالان بازار خیر و رشتہ ساری شاندار
ای امیر اگر قوصرت و منی فکرت شناس، مفرق کن سر دو فکرت چون شناس، ہر دو نانی این دو فکرت
گمان دلا خلا بہ گوشت مشاب و مران ہر دو ناندور فکرت جان تو غنیمت ناپید بر تو ہر دو خان تو بہ المعنی
چندین چغیل چکنا کسی چیز سے تو نور دین کو آب اس مار کا جان اور اسی آب سے چیک جا پھر جب
آب تیرے پاس ہو تو آگ سے مت ڈر آب کا خاصہ آگ بجھانے کا ہوا اور آگ کی عادت یہ کہ آب مجھ کو
بجھاتا ہو میں اسکی نسل کے فرزندوں کو جلاؤں کہ وہ بنی آدم ہیں جب آب منی سے مخلوق بن گیا ان لوگوں
کے پاس جو مرغ آبی ہیں میں نے اہل اللہ چند بزرگ حاضر ہوئے تھے کھینچ کے چشمہ خیر ان میں لیجا میں اگرچہ مرغ
خاک کی اور مرغ آبی بظاہر ایک ہی جسم و ترن ہیں لیکن حقیقت خدا ایک دوسرے کی ہیں جیسے آب و روغن کہ ایک
آگ کو بجھاتا ہو اور روغن آگ کو بڑھاتا ہو آہ ہر ایک میں نے خاک کی و آبی اپنی اپنی منزل فرماؤ پر روان
اب تو اختیار کر کے خاک کی سے آبی کو چھانٹ لے کہ بظاہر دونوں مشابہ اور مانند ہند ہیں جیسے
دوسو سے شیطانی اور ووجی الستی ہی دونوں معقول ہیں یعنی عقل کے مانے ہوئے لیکن دونوں میں
فرق بھی ہو یہ دونوں ایسے ہیں جیسے دلال بازار می سو یہ تیرے بازار دلال کے دلال ہیں ہر تیرے
کے رفعت امیر اس بازار سے لینے ہیں پس اگر تو پر کھنے والا اور فکرت شناس نہیں ہو تو دونوں کے
بھید میں مثل شناس یعنی بروہ فروش کے کہ خوب غلام و کینز کو دبا دبو کے ٹھول لیتا ہو فکر کر اور اگر
ان دونوں فکروں کا گمان نہیں رکھتا اور شک و یقین میں ترجیح نہیں کر سکتا تو لا خلا بہ کہ اور مشاب
اس طرح کہ مت و ڈرا و رت جا خلا بہ بفتح و فیض زبان حکایت بعد میں قریب لا خلا بہ کے تشریح معلوم
ہو جائیگی تا جان تیری تفکر میں نہ رہے نہ تجھ زبان آوے نہ تیرے خوان یعنی عمل میں اختلاف
شیخ میں بازار خیر کی ساری ہی اور گروہ کو گروہ لکھا ہو

حیلہ و مخ و مکران ہو گئے کا خرید و فروخت میں

قولہ آن کی یار ہی پھر را بگفت کہ منہ دہر ہما با غنیمت جہت مکر ہر کس کو غرہ شہزادہ خیر و ہر چو سحرست و
زراہم میر و دگفت و بیسے کہ ترسی از غرارہ شرط کن سہ روز خود را اختیار کہ تانی بہت از زبان بھین
بہت تعجیلات شہیمان لینے پیش گے چون لغوی ناز و غنیمت دہر و خیر و دھنشتی ہر او بہی ہو
کہ با غرہ ہر چو پیش معقل و تقدہ تانی گشت ہو جوہر دہر و ناپوشش روز این زمین وین چہ نامہ و رت
قادر بود او کہ کن گون ہصد زمین و چرخ آور دی ہر دن آو جی را اندک اندک اسی جام و تا چہل سالش
کند مردم تمام مگر چہ قادر ہو و کا نہ یک نفس از صدمہ پیکر نہ چاہا کس بہ و و عیسی را می کنز یک دعا

اپنی توفیق برجا کر ہی مردہ راہ خالق عیسیٰ و بتھا نکلا اور بنی توفیق مردہ آرو تو بتو + المعنی غار انقطاع
 سرمایہ دار و سرمایہ دہندہ متفقہ روشن جام سردار ایک صحابی نے پیغمبر سے کہا کہ میں خرید و فروخت نہیں کرتا
 کما جفت ہوتا ہوں ہر کسی کا کرچا ہے وہ کچھ مجھ سے بیچے پاس ہے کچھ خرید کرے میرے حق میں جادو ہو جاتا
 اور مجھ کو ہبکا دیتا ہو فرمایا جس خرید و فروخت میں کہ نقصان سے ڈرے تو تین روز کی شرط اپنے واسطے
 اختیار کر چنانچہ حدیث ہو انا با بیعت نقل لا خلاۃ ولی الخیار تکمہ ایام حقیقت کہ خرید و فروخت کرے تو کہہ دے
 کچھ فریب نہیں مجھ کو تین دن تک اختیار ہو یہ وہی بات ہو جکا اور یہ میں نے اشارہ کیا تھا کہ واسطے کوتاہی
 یعنی کام میں تامل کرنا یقیناً خدا سے تعالیٰ سے ثابت ہو اور شائبہ تیری شیطان سے ہو کہا جائی کہ
 انسانی من الرحمن والعبد من الشیطان آہنگی خدا سے ہو اور جلدی شیطان سے و کچھ تو گتے کے
 آگے جو تو لقمہ آہی تو وہ بھی پہلے سو گتہ لیتا ہو پھر کھاتا ہو پس وہ ناک سے سو گتہ آہی ہم خود سے
 آگے سو گتہ لیتے ہیں کہ خود روشن چیز ہو اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ چھ روز میں آسان و زمین پیدا
 کیے جیسا کہ فرمایا ولقد خلقنا السموات والارض وما بینا فی ستۃ ایام و وہ تھا در تھا کہ صرف امر
 کن فیکون سے ایسے ایسے سیکڑن آسان و زمین دم بھر میں پیدا کر دیتا اور دیکھو آدمی کو اسی نام کیا
 تھوڑا تھوڑا کر کے چالیس برس میں تمام کو پہونچا یا تھا لاکھ ایک دم میں پچاس آدمی عدم سے چریوں کی طرح
 آکر اپنا پاس سے کثرت مراد ہو نہ مدد معین حضرت عیسیٰ کو ایک دم آسیکا بنشا ہوا تھا کہ بے توفیق
 انکی دعا سے مردہ اٹھ بیٹھا تھا تو جو خالق عیسیٰ کا ہو بے توفیق مردے تو جو زندہ کر دے تو کیا نہیں
 ہو سکتا تو بتو سے یہ مراد کہ ایک ایک قبر میں جانے کتنے کتنے دفن ہو چکے ہیں سب کو نہ بیدار کھلے
 الخلاوت شرح میں آو کا لفظ بود و کرنے کے درمیان میں نہیں لکھا اور ٹکون کو فیکون اور ان جام
 میں بجائے آن کے آرا اچھا جاتا ہوں اور ان میں سونا و سب سمجھنا ہوں قولہ ایزد تانی از پے
 تعلیم مہت اگر طلب بہت یا بانی شکست چوباب کو چاک کہ وائیم سرودہ فی نفس کر وہ گندہ و مشودہ
 دین تانی را یا بقبال و سرور این تانی بعبید دولت چون طیور رہا باش تا اعضا می تو چون بیض +
 مر نماز اید اندر اید ابیضا ارجہ مانہ رشبہ بیضہ کنج شک را و دوست رہ + وانی امی عاقل کہ مانہ میں
 پوشین + و رفیق شبن ایک اگر نقطہ میں + واد آبی بماند سبب نیز + گرچہ ماند فرما دان او غرض ہر گما
 ہر گما باشد و نظر و مہاجر یک بود نوع و گرا ہر گما و جسممانندہ لایک ہر باکی برینی زندہ +
 خلق و رہا باز کیاں سرودہ آن کی با ذوق و دیگر و وسندہ چمنان + ہر گما کیساں سرودیم نیم و شبن
 نمی خسرویم + این سخن پایان ندارد باز گواہ لال و از ہلال و کار او + المعنی یعنی یہ تانی جو خدا سے بنے جاوے

ہیں کی سوا اور حکومتوں کے ایک حکمت یہ بھی ہو کہ جاری قیام منظر ہوتا مافی اختیار کریں اور جانیں کو طلب
آہستہ بے شکست کے اپنی طلب کو پہنچتا ہو چھوٹی نہر جو ہمیشہ آہستہ آہستہ جاری رہتی ہو نہ کبھی با
ہوتی ہو نہ کبھی پانی اس کا گندہ اور نہ بوجھتا ہو یہ تانی وہ چیز جس سے اقبال و سرور پیدا ہوتا ہو اور
یہ تانی ایسی ہو جیسے لٹا اور دولت میں طیور تو کھڑا رہ تو تیرے اعضا بھی مثل لٹھوں کے انتہا میں
درج ہیں جیسا کہ اوپر کہا ہو کہ جو حد تیرے منہ سے نکلتی ہو خدا سے تعالیٰ اس کو جنت کا مرغ بناتا ہو مگر یہ بھی
لے بیٹھ مار کا اور بیٹھ کچنگ کا اگرچہ دونوں ایک صورت ہوتے ہیں لیکن راہیں انکی دو ہیں ایک سے
ارہو تا ہو اور ایک سے کچنگ آدرا و عاقل اس بات کو بھی جانے رہ کہ صورت سین و شین کی
یکساں ہو مگر نقصان کا فرق ضرور ہو ایسے ہی ای غریبی اور سب دونوں مشابہ ایک دوسرے کے
ہیں لیکن انکے لطف و خواص میں جو فرق ہیں وہ بھی تو جانے نہ دیکھنے میں تو پتے و دونوں کے
ہر رنگ ہیں مگر مہرہ و دونوں کا اپنی اپنی قسم کا برگ جسم سب درختوں کے مشابہ یکہ گیر ہیں لیکن ہر نوع
اپنے اپنے حال میں زندہ ہیں رنج بالفتح محصلی زراعت آوردیکہ مخلوق بازار کو یکساں پاتے ہیں
یعنی جانے والے سب ایک سے ہوتے ہیں مگر کوئی با ذوق ہوتا ہو کوئی دروند ہوتا ہو ایسے ہی
مرگ میں سب یکساں ہیں لیکن یہ کہ آدھے انہیں کے غرضان والے اور دیا کھار ہیں اور آدھے
خروینے بادشاہ ہیں آب فراتے ہیں اس بات کی قیود و نہایت نہیں تو قصہ بلال و بلال اور
انکے معاملہ کا بیان کر اختلاف شجر میں بیٹھ مارا رہ کو ارا چہ رنج کو برع لکھا ہو

وفات پانا بلال رضی اللہ عنہ کا خوشی سے

قولہ چون بلال ان ضعف شد چون بلال ہر رنگ مرگ افتاد بر روی بلال، جفت او دیدش گفتا
و اعرب پس بلالش گفت نی فی و اطرب تا کنون اندر حرب بودم ز زیست، و توبہ دانی مرگ چہ
میشست و صیت، این ہمہ گفت و رخس در عین گفت، مرگس بگلر گل و لالہ می شکست،
تا ب رو چشم ترا و ارمی گویا ہی و او بر گفتار او، ہر سہ دل خود سہ دیدی و را مردم دیدہ
سہ آمد چرا، مردم ناویدہ باشد رو سیاہ، مردم دیدہ بود مرا ت ماہ، خود کہ بیہ مردم دیدہ ترا
در جہان جز مردم دیدہ ترا، چون بغیر مردم دیدہ اش غریب پس بغیر او کہ در رنگش رسید، المعنی
حرب جگہ و چشم دے ہر گی جب بلال ضعف سے مثل بلال کے ہو گئے اور رنگ مرگ کا انکے
چہرہ پر چھایا جی بی نے انکی دیکھ کے کہا و اسے حرب ای بے ہر گی بلال نے کہا نہیں نہیں
ایسے مت کہو بلکہ و اطرب کہو یہ حرب نہیں ہو طرب ہو آب تکاب جو میں زندہ تھا تو اس

زینت کے سبب سے ضرور حرب میں تھا اب جو مقرر ہوں تو بھی عیش ہوا اور اس حسرت کی وحش کو تو کیا جانتا
 کہ کیا ہو سکی ہے تھے کون کھائیں گے گلو میں ایسا شگفتہ ہوا کہ زکس و گلبہرگی ولاد کو گھسکتا رہا
 یہ قدر کرتا تھا آنکے چہرہ کی چکا اور چشم پرانوار انکی بات پر گواہی دیتی تھیں اور چونکہ ہلالی ہوشی تھے
 اس سبب سے جو شخص خود سیاہ دل تھا انکو سیاہ دیکھتا تھا مگر یہ مثل مردم دیدہ کے تھے
 جیسے وہ سیاہی میں روشن ہو ایسے ہی یہ سیاہی میں روشن تھے آندھے کی آنکھ کی پتی رو سیاہ
 ہوتی ہوا اور جو مردم دیدہ جو اپنے آنکھیاں سے کی پتی وہ آئینہ ماہ کی ہو اپنے ماہ کو دکھائی ہو حاصل یہ کہ
 اندھے آنکو سیاہ دیکھتے تھے اور آنکھیاں سے ماہ جانتے تھے اب کہتے ہیں جہان میں جو یہ مردم دیدہ
 ہیں یہ سچا پرے کیا تمکو دیکھینگے اور کب دیکھ سکتے ہیں سو انکے جو مردم دیدہ فراہین یعنی اور ان
 کی آنکھیں روشن کرنے والے وہ تمکو دیکھ سکتے ہیں بس ہر گاہ جسے دیکھا اسی دیدہ سے دیکھا لہذا
 سوائے انکے رنگ سیاہ کے نور نہیں دیکھا اختلاف شرح میں و احرب کے معنی ٹھگین شدن کے
 کچھ ہیں گوہن لیکن یہاں تو چپان نہیں البتہ بے ہرگی کے چپان ہیں قولہ پس جزا و جملہ مقتل
 آندہ و در صفات مردم دیدہ بلند گفت بخش الفراق ای خوش خصال گفت فی فی الوصال
 الوصال گفت جفت امشب غری میری و از تبار و خویش غائب می شوی گفت فی فی بلکہ امشب
 جان من میرسد خوش از غری و وطن گفت ای جان و دل و احترام گفت فی فی جان من و وطن
 گفت آن رویت کجا پیٹم گفت اندر خلوت خاص خدا مخلوق خاصش تو پیٹتے ہو مگر غلط بالا
 کہنی فی سوی پست + اندر آن حلقہ زربا لعلین + نورینا مایہ چور حلقہ گمین بگفت ویران گشت
 اینخانہ ویرغ گفت اندر زمرہ نگر شکر میغ + المعنی بس اس شخص کے سوا جو مردم دیدہ فراہین
 مقتل ہیں غیر تحقیق کے پروان کو کون کے صفات ہیں جو بلند دیدہ ہیں کہ سنی سانی کہتے ہیں
 یہ کہ اپنی دلچسپی جانی ہو یہاں تک صفات ہلال کے فراموش اب پھر ایشیاں ہر طرف اصل حکایت
 کے پھر ہلال کی فی فی نے کہا ای خوش خصال اب خاص فراق کا وقت آگیا کہا نہیں نہیں صال
 ہر وصال ہو فراق کیسا پھر کہا اس رات میں تم مسافر کی طرح خوبش و تبار سے جاتے ہو کہا نہیں نہیں
 اس رات میں میری جان خوش و فرم مسافرت سے وطن میں جاتی ہو پھر کہا ای میرے جان و دل
 ہاے کیسی حسرت کی بات ہو کہا میں نہیں ایشیاں میری و احترام کہ وادو تیا کہ اب بختاری صورت
 میں کہاں دیکھوں کہا خلوت خاص خدا میں اور وہ حلقہ جو خاص اسکا ہو مجھے ملا ہو اور الگ نہیں ہوگا
 جب کہ تو بالا نظر ہوگی نہ پست نظر اور اسی حلقہ میں جو مجھے ملا ہو نور رب العالمین کا چمکتا ہو

جیسے حلقہ سے گلین چلتا ہی پھر دو بہ نے کہا افسوس یہ گھر ویران ہوا کہا تو اہ کو دیکھ ابر کو مت دیکھ

حکمت ویران ہونے بدن کی مرل سے

تو کہ کرد ویران نہا کند معمور ترہ قوم انہ بود و خانہ مختصر من چو آدم بودم اول جس کرب پر شد اکنون
نسل جانم شرق و غرب + من گدا بودم درین خانہ چو چاہ + شاہ کشم قصر بادید بہر شاہ + قصر با خود
شہان را مانس ست + مردہ را خانہ و مکان کوری بس ست + ابنیا رنگ آباد این جہان + چون شہان
رفتند اندر لامکان + مردگان را این جہان نبود و فرط ہر ش زلفت و معنی تنگ ترہ گر نبود سے
تنگ این افغان ز چسیت + چون دو تاشد ہر کہ روزی ہش زسیت + در زمان خواب چون آواز شد
دین مکان نگر کہ جان چون شاد شد + روح از ظلم طبیعت باز دست + مرد زندانی ز فکر حبس ست +
این زمین و آسمان بس فراخ + سخت تنگ آمد ہنگام مناسخ + چشم بند آمد فراخ و سخت و تنگ + خندہ
او گرہ فخرش جلہ تنگ + المعنی یعنی خدا تعالی جو اس خانہ تن کو مرگ سے ویران کرتا ہو حکمت
یہ کہ کہو معمور تر کرے ورنہ نوم بہان آنے والی جو مراد اور لوح سے ہی بہت تھی اور گھر مختصر تھا
کیسے سائی ہوتی تین بھی آدم کے نسل اول اس قید کرب میں تھا جیسے وہ یہاں آکے گھبرائے
تھے لیکن اب میری جان ایسی ہو چکی نسل سے شرق و غرب بھرا ہوا ہو جیسے آدم کی نسل سے بھرا ہو
وہ نسل انکی جان کی معارف ہیں تین ایک وقت میں گدا اس خانہ بچو چاہ کا تھا جس وقت میں
کہ میرفت تھا اب شاہ ہو گیا اور شاہ کیواسے تصرع جیسے جہین انکی سائی ہو طہ ہر ہو کہ
بادشاہوں کے محل انس قصر ہی ہوتے ہیں انھیں سے انس پذیر ہوتے ہیں اور مردہ کیواسے
خانہ و مکان گوری کافی ہوتا ہو آئیہا کیسے اس جہان کو چھوڑ کے شاہوں کی طرح لامکان کو چلے گئے
اگر تنگ نہوتا تو کیوں چلے جاتے مردوں کو اُسے فرود یا فاش اپنی دکھائی جیسا کہ ظاہر اسکا
زفت و وسیع ہو انھوں نے ظاہر کو دیکھ لیا معنی کو نہیں دیکھا کہ از بس تنگ ہو اگر تنگ نہوتا تو یہ
شکایتیں اور فریاد و فغان اسکی کیوں ہوں اور جو کوئی بہت دن جیسے تو وہ ٹیڑھا کہوین ہوا اسکی
غما اٹھا اٹھا کے گھبرا ہوا جا ہو اپنے روزمرہ ہی کو غور کر کہ وہ خواب ہو دیکھ تو تیری جان جب خواب میں
اس مکان سے آزاد ہو جاتی ہو کیسی شاد و بیغم ہوتی ہو ظلم طبیعت سے جھوٹی ہوئی کہ جس بات کو اسکا
جی نہیں چاہتا طبیعت وہ کام اس سے لیتی ہو جیسے کوئی شخص زندانی قید سے نکلا ہوا خوش ہوتا ہو بس
یہ زمین و آسمان چو نہایت فراخ معلوم ہوتے ہیں نہایت ہی تنگ ہیں کہ یہ کیفیت ہنگام خواب معلوم
ہوتی ہو ورنہ تو یہ ایک پٹم بند ہو و درحقیقت ہو تو ایک شہر نہایت تنگ اور معلوم فراخ ہوتی ہو اور ہر

گر چہ جہنم جانتے ہیں اور تنگ کو خوش سمجھتے ہیں
تشیہ دنیا کی کہ بظاہر فراخ ہے اور بحقیقت تنگ اور تشبیہ خواب کی موت سے
جس میں تنگی سے خلاص پاتا ہوں

قولہ عجیب گویا کہ تفسیر دہو و تنگ آئی جانتے پسیدہ ہو و مگر یہ گرا بہ عریض ست و طویل و زان پیش جنگ
آیت جان کا یل و تاروں نائی نہ کشاید رات پس چہ سودا ندر فراخی منزلت و پاک کفش تنگ پوشی
ای غوی و در بیابان فراخی میری و آکن فراخی بیابان تنگ گشت و بر تو دندان آمد آن صحرای بخت
ہر کہ دید و مر ترا از دور گفت و کہ در آن صحرا چو لاله بر شگفت و او ندانکہ تو چھون طالان و از برون دور
کشتے جان در فغان و خواب تو آن کفش پر و ن کر دنت و کہ دمانی جانت از دندان پرست و اولیا
را خواب ملکست امی فلان و چھو آن اصحاب گفت اندر جہان خواب می سیند و تنجا خواب فی و در عدم
میر و ند و باب فی و خانہ تنگ و درون چنگلو کہ مکرہ ویران تا کند قصر طوک و چنگلو کہ چون جنین اندر رحم
نہ گشتہ و نقل آن ہمہ مگر نباشد دروزہ برادر ہم و من درین زندان میان اذرم و المعنی پسیدہ
پیر مردہ و گداختہ گیل سست و غیرہ چنگلو کہ جگہ ہاتھ پاؤں ٹیرے ہوں یہ فیض اس جہان کا حال ایسا
ہو جیسے کوئی خوب بچہ کا ہوا حمام گرم کہ اگر تو اس میں جا چکا تو ضرور جان تیری تنگ و گداختہ ہوگی اگرچہ
حمام عریض و طویل جگہ ہر لیکن تیری جان سست اس پیش سے تنگ ہی ہوگی جب تک باہر نہیں نکل
اچھا ہر گز بول تیرا کشتہ وہ نہوگا پھر اگر اس عریض و طویل جگہ فراخ میں تیری منزل ہوگی تو کیا فائدہ یا
مثلاً تو نے تنگ جوتیان پہنیں اور لہجے چڑے جنگل میں چلا مابا ہر وہ فراخی بیابان کی گوتی ہی ہو
چچہ تنگ ہو جائیگی اور اس صحرا و دشت کو ایسا جا چکا جیسے دریاں کہ کپاس سے بھلون جو کوئی
دور سے بھلو دیکھیں گے کہ کیا کیا خوب جنگل میں لالہ کھلا مگر اس سے کہ کیا خبر کہ تیرا حال ایسا ہوں
کا سا ہر کہ ظاہر گلشن ہو رہا ہو اور جان میں فغان بھرا ہو بس سونا تیرا ایسا ہی جیسے تھوڑی دیر کو
اُس تنگ جوتی کا آٹا ڈالنا کہ کچھ تو جان تیری اس زندان سے چھوٹ جاتی ہو لیکن یہ خواب و لیا
کی ملکیت ہو جیسے اصحاب گفت اس جہان میں ہیں اور خواب میں اسکی تنگی سے چھوٹے ہوئے
ہیں اور یہ عجیب خواب کہ خواب تو دیکھ رہے ہیں اور خواب وہاں ہی نہیں اور عدم میں کو جاتے ہیں
لیکن کوئی اسکا دروازہ ہی نہیں آہ پھر قول بلال کا ہو کہ خانہ تنگ نہ ہوں چنگلو کہ جگہ ہاتھ پاؤں
کج و نامست تھے ویران کیا تا قصر طوک اُسکے واسطے بنائے اور چنگلو کہ میں ہوں جسوقت کہ نہیں
تھا اور رحم میں تھا ہاتھ پاؤں مکرے سے ٹیرے ٹیرے جب نوہینے کا ہو گیا تو دندان وینا دیتی

نقل کا ہوا کہ ہم سے دوسری جگہ نقل کروں تو دروازہ مادی پر رکھا گیا کہ اگر وہ دروازہ پر نہ
 آئیں اس زندان میں ایسا رہوں جیسے کہ کوئی آگ میں بیچیں رہتا ہے اختلاف شرح میں
 چھپیدہ کو کشیدہ اور معنی میں بصورت چھپیدہ خانہ تنگ و درون میں واد عطف اور نقل کن کو
 بصورت نقل کن لکھا قولہ ماد طبع ذر و مرگ خویش بد میکند زہ تار ہر تارہ زیش تا چروان برہ
 صحرای سبز ہرین رحم کشت کہ گشت آن ترہ گنزد در درہ گریخ آبتن شود بد بر جنین شکستن زندان بود
 حاملہ گریان ز زہ کاین المناص و ان جنین خندان کہ پیش آمد خلاص ہر چہ زیر مرغ ہستند اموات
 اور جاودا و زہیمہ و زہبات ہر کی لاد و غیر می خاکند و جز کسانیکہ نبیہ و عاقلند و انچہ کوسہ انداز
 تمام کسان بلکہ انخانہ خودش کی دانمان و انچہ صاحب دل بداند حال توہ تو در حال خود ندانی ای غمنا
 انچہ بیند و جہنمت لیل کی بی بی در خود اسی از خود چلے یعنی گنہ بالفتح و کائن فارسی قوی و سطر
 بیہ آگاہ و آگاہی دہندہ کوسہ بود و مجہول جسکی طارحی مبدکل جانے وقت و ارحی نکلنے کے نکلے بلکہ
 بالفتح و اریش تطبیق صدر فرمایا کہ جب نوہینے ہو جاتے ہیں تو میری ماد طبع اپنے در و مرگ سے
 و زہ پید ا کرتی ہے تا بچہ ہمیش سے چھوٹ جائے اس واسطے کہ طبیعت ہی دفع ہر ملک موزی
 شکر کی ہو وہ اس در و کا جملہ پیدا کرتی ہو اپنے بچہ کو تا وہ ترہ صحرا سبز میں پرے اس واسطے کہ
 کہ خبر دار ہو کہ کھول دے ترہ قوی و سطر ہو گیا بس یہاں رہنا نہیں چاہیے اب دیکھو وہ در و کا
 حاملہ کو تو بچہ دیا گواری ہو تا ہی او جنین کو ایسا ہی جیسے قید خانہ کا ٹوٹنا اور قید سے چھوٹنا حاملہ تو در و کے
 روتی اور بچہ کی جگہ دھونڈھتی ہے او جنین نہتا ہے کہ مجھ کو خلاص ملی الغرض اس طرح کے نیچے جو اموات
 ہیں شامہ موالید ثلاثہ کہ وہ جادات و حیوانات و نباتات ہر ایک دوسرے کے در و کے غافل
 ہیں اپنا سچا و چاہتے ہیں ہوا ان لوگوں کے جو آگاہ و عاقل ہیں مشہور ہو کہ آدمی کہ ریش عقیل ہوتا ہے
 اور ریش دراز احمق بس فراتے ہیں کہ کوسہ میا حال لوگوں کے گھر کا جانتا ہے ریش دراز ایسا نہیں جانتا
 بلکہ وہ خود اپنا ہی حال نہیں جانتا گھر سے مراد وجود ہو اور کوسہ صاحب دل کہ اکثر ریش و غیرہ میں گتے
 اور ریش دراز اہل ظاہر چنانچہ فرمایا کہ اے عمو صاحب دل جیسا تیرا حال جانتا ہے تو اپنا حال ایسا کہاں جانتا ہے
 اہل چوچہ تیری پیشانی سے دیکھ لیا تو اے از خود چلے اپنے آپ میں کب دیکھ سکے گا

بیان اس بات کا کہ جو کچھ غفلت کا ملی و تار پکی ہو سب تیرے تن سے ہی

قولہ غفلت از تن ہو چون تن روح شد بدندان اسرار رانی بیچ بد چون زمین بر خاست از چوٹ
 فلک بنی شب و فی سایہ ماندنی و لک ہر کہا سایہ ست و شب یا سنگہ از زمین باشند از غور شد

وہ جو سوئے ہم از ہیزم بود کی ترا تشہای بنجم بود و ہم اختر در خطا و در غلط و عقل باشد و را سہا تھا خطا
ہر گرائی و کسل خود از تن بست و جان ز غفلت جلد در پریدنت و روی سرخ از کثرت خونما بود و رو کے
زرد از جنبش صفرا بود و در سفید از قوت بلغم بود و باشد از سودا کہ واد ہم بود و حقیقت خالق آثار دوست
ایک جز علت نہ بنیاد اہل پوست و منفر کو از پوستہا آوارہ نیت و اطیب و علت اورا چارہ نیت و
چون دوم بد آدمی زادہ ہوا و پای خود بر فرق علتہا نہاد و علت اولی نباشد وین دو علت اخر سے
نہاد و کین او و میر و چون آفتاب اندر افق و با عروس صدق و صفوت بر تق و بلکہ بیرون از افق و نہ
چرخما و بیگان باشد چارہ دل و نہی بدل عقل با چو سایہای عہدی فتنا از ہر طرف بر پای او و اسنی بہ
بالغم چارہ و علاج و لک لختنہن زوال و غروب آفتاب بنجم روشن علت اولی عقل و دل تق سار پرہ
نہی بالغم و الف مقصورہ عقلما و غروب جمع نہیہ فراتے ہیں ساری غفلت تن سے ہو لیکن جب تن
روح ہو جاتا ہو تو جلد اسرار و بھید ضروری ہو کیونکہ لگتا ہے جیسے زمین جو جوت فلک میں واقع ہو اگر
اسکے جوت سے جاتی رہے تو ہر وقت آفتاب ایک حال پر روشن رہے پھر نہ رات رہے نہ سایہ
نہ زوال نہ غروب منقول ہو کہ جتنا آسان یہ مرنی ظاہر ہوتا ہے نیچے ہوا و برج میں اسکے زمین میں جوت
فلک میں ہوتی اور یہی زمین آٹھ ہونے کے رات ہو جاتی ہو چو سایہ زمین کی کھلائی ہو اور ایک اثر سے
زوال و غروب ہوتا ہو جب یہ اثر جاتی رہی تو پھر نہ ہی خود ہو کوئی سایہ نہیں آئیے ہی یہ تن غامی
اگر ہو رہا ہو ہر گاہ یہ بھی روح ہو گیا تو زوال اسرار کیسے چھپے رہینگے ضروری ہو کیونکہ لو جہاں میں
سایہ ہو یا شب ہو یا کوئی سایہ کی جگہ زمین ہی سے ہو نہ غور شدہ واد سے و جہاں جو آگ میں ملا ہوا
ہوتا ہو لکڑی سے ہوتا ہو کسی آگ سے کسوا سٹے کہ ہر آگ روشن ہوئے تا ربک و ہم آدمی کا غلط و خطا
پر تا ہی اسی سبب سے کہ اسکا تعلق جسم سے ہو اور عقل میں صابت ہو یعنی رسائی اور صواب یا نشت کہ
اسکا علاقہ روح سے ہر تین گرائی و کالی ہوتن سے ہو جب یہ سبب سوجاتے اور مٹ جاتے ہیں تو جانا
آٹنے لگتی ہو اہل علت جکا منہ سرخ دیکھتے ہیں کہتے ہیں کثرت خون سے ہو اور جو رو پاتے ہیں صفرا
کی ترکیب بتاتے ہیں اور سفید و کو قوت بلغم کی سمجھتے ہیں اور سیاہ و رونی کو سودا سے اور حقیقت
خالق ان جلد آثار کا وہی ہو لیکن اہل پوست سوا سے علت کے اور کچھ نہیں دیکھتے بس جو منفر کہ
پوست سے آوارہ اور علیحدہ نہیں ہو پوست ہی میں لپٹا ہوا ہو اسکو طیب علت سے چارہ
نہیں ہو وہ ضرور انھیں پر نظر کر لیا اور جب دوسری دفعہ آدم زاد پیدا ہوتا ہے جیسا کہ کہا ہے ورن
عالم غانی زاد ان عالم باقیست تو ان سب علتوں کے سر پر پاؤں رکھتا ہو اور پامال کرتا ہو

پھر انہیں سے کوئی نہیں ہوتی پہلی علت جو حالت حیات و نیا میں تھی اسپر اسکی راہ روشن ہوتی ہو
 نہ دوسری علت جس سے مراد اسکو کچھ کہینہ یعنی کتنی پیار نہ ہوگا کہ کاش کاش موت کاظم اور یہی حال ابکا ہو جو
 مرنے سے قبل مچاتے ہیں آب وہ ایسا پتھر ہے آفتاب افق آسمان میں پتھر ہوا اور عروص ق
 و صطوت کے ساتھ سر پر وہ پر ہوتا ہو آسمان ہو چنانچہ قول حضرت عیسیٰ کا یوں ہی ملکوت احماس
 من لم یولد مرتین نہیں داخل ہوگا ملکوت آسمان میں وہ شخص جو نہیں بنا گیا ہو دو دفعہ بلکہ افق
 اور آسمانوں سے بھی باہر اوسبے مکان محل ارجح و مقبول کے ایسا آزاد خان نہاد بلکہ اسی عمروہ ایسا
 بلند پرواز عالمیت عام ہے کہ ہمارے عقلمیں اسکو نہیں پہنچتیں جب خیال کرتے ہیں تو ہر طرف سے اس کے
 یا قون پر پڑتے ہیں

تشبیہ کرنا نصطریق کا کہ بقیہ بھی قیاس کے ساتھ

قول کہ مجتہد ہر گاہ کہ باشد نفس شناس مانند ان صورت نمیندیشہ قیاس چون نیا بد نص اندر صورت
 از قیاس انجا نیا بد نص و حی روح قدسی دان یقین و ان قیاس عقل جزوی تحت این عقل
 از جان گشت با اوراک و فروع روح اورا کی شود زیر نظر ایک جان و عقل تاثیر کند بدان اثر
 آن عقل تدبیری کند فروع و ارا در حدیثی زود بر قیاس و حکم و گشتی بکو طوفان فوج و عقل اثر را
 روح پیدا و دلیک مذکور از قرص خور و ورت نیک بدان بقصری سانگی خرسند شد کہ ز نورش سوے
 قرص افکنده شد زانکہ این نوری کہ اندر سافلت نیست دائم زور و شب او آفت و وانکہ اندر قرص
 وار و باش و جا غرق آن بحر باشد انما نہ سی پیش رہ زندہ خود غروب و وارہا و از فراق سینہ کوب
 اینچنین کس پیش از ان خاک بود یا مبدل گشت اگر از خاک بود بدان کہ خاکی را باشد تاب آن کہ
 بروی شعلہ جادوان مگر زہر نماک دائم نور خور و آتشیان سوزد کہ ناپدید شد و دائم اندر آب کار
 ماہیت و مار را با او کی ہر ماہیت لمعنی نص بالفتح و تشدید صا و وہ آیت کہ کام تشابہ کو ظاہر
 کردے کہ یہ نیک ہو اور وہ بد ہو فارسی و دے ہر کلام صریح و ظاہر کو کہتے ہیں مجتہد راہ صواب
 پیدا کرنے و لا فرماتے ہیں ہر گاہ کہ مجتہد نفس شناس ہوتا ہو تو اس صورت میں قیاس سے
 اندیشہ نہیں کرتا قیاس کو صحیح جانتا ہو جب کسی صورت میں نفس نہیں پاتا تو قیاس کرنے میں ہن
 عبرت ہتی ہو اور وہاں جس جھکو جو تیری روح قدسی وحی و حکم کرے اسکو یقیناً نص جان لے کہ وہی
 صریح و ظاہر ہو اور وہ قیاس جو تیری عقل سے ہو اسکو بھی ایک جزو اسی کے تحت میں جان کہ اسی
 وحی کا جزو و اسلئے کہ عقل جان ہی سے با اوراک و فروع ہوئی ہو مگر نہ اس طرح کہ جان اسکی زیر نظر ہو

۱۲۸۴
 در بیان معرفت شرح شریعی و لوی و
 زیر نظر بعضی نہیں ہو لیکن یہ بات ہو کہ جان عقل میں تاثیر کرتی ہو اگرچہ عقل جان کو پہنچ سکتی مگر اسی
 تاثیر کی نوعیت سے تدبیر کرتی ہو اور اس تاثیر کو روح جانتی ہو مولانا فرماتے ہیں کہ اسی عقل تو جو اس
 تاثیر کو روح جانتی ہو اگر نوح کی طرح روح نے قصہ صدرہ والا ہی تو بتا سکتے ہیں وہ لوازم کسان ہیں جو نوح کے
 صدرہ میں تھے مثل علم اور کشتی اور طوفان کے روح کا صدرہ نوح کے صدرہ سے کیا کم ہو جسے جہان کو
 فنا کر دیتا تھا تو اس کے اثر کو فوراً روح جانے ہوے ہو لیکن فوراً قباب کا قرص آفتاب سے بہت دور ہو
 یہ قرص جو چمکتا معلوم ہوتا ہے یہ اور ہو اور اصل نور اور ہو مگر سا لگ جو اس اہل پر رہنی ہو گیا ہو اسی
 خیال سے کہ قرص پر بھی ایسا نور ہو اور اہل نور جو قرص میں نہیں ہوتے وہی ہو کہ یہ نور جو ساقل میں ہوتا
 رات دن ہمیشہ کیسا نہیں ہو بلکہ آغل ہو یعنی ڈوبنے والا اور وہ جو قرص میں ہو وہ باطل کھتا ہو
 اور آئین جلک پائی ہو وہ ہمیشہ اس دریا میں غرق ہو نہ آبر کی رہزنی کر سکتا ہو نہ غروب وہ فراق ہمیشہ
 سے جھوٹا ہوا ہو بس جو ایسا شخص ہو اسکی اہل افلاک یعنی عالم علوی سے ہو اور اگر عالم سفلی یعنی
 خاک سے ہو تو وہ علوی کے ساتھ بٹا ہوا ہو اس سب کہ خاک کی ایسی طاقت کہان ہو جس پر ہمیشہ شمع
 اسکی پڑے اور وہ متحمل ہو سکے ہو سمجھ لو اگر ہمیشہ نور آفتاب کا خاک پر پڑتا رہے تو ایسی جتنے لگے گی جو
 شام سے باہر جیسے ہمیشہ پانی میں رہنا بھجلی کا کام ہو سانپ اسکا ہمارا ہی اس کام میں کب ہو سکتا ہو
 گو ہر صورت ہی اختلاف شرح میں روز و شب کو گشت پاس وجاہ یہ خود معنی شرح سے باطل بات ہو
 در شمر کو و شمر باو گجا کو کا لکھا ہو قول لکھیک در کہ مار باری پر فتنہ اندازین کہ مایانی می کنند مگر
 شان گر خلق را شیدا کند ہم دریا شیان رسوا کند و اندرین ہم مایان پر فتنہ انداز و سر ہر کشتی
 اگر تو اسی شوقین مایان تھا شوی چون مایان دریم روان مایان قور دریم حلال و بحر شان
 آموزد سحر حلال پس محال از تاب ایشان حال شدہ شمس آسبارفت و نیکو فال شدہ نہر آسبارفت
 شکر شد یقین و سنگ آسبارفت و شد در شمس و خاک در شمس گم ہو مایا سر می نہ عیند جز رہبر
 چشم بشر تا قیامت گر بگویم زین کلام صد قیامت بگذرد وین ناتمام آہنی تاسہ اندوہ و ملال و
 اضطراب و بی نظری لیکن پیار میں بھی بڑے مار پر فن ہیں یعنی مقلد مکاری سے کہ اس دریا میں مایان
 کرتے ہیں او کار باہی اور مایا اس دریا کی بنے ہیں اگرچہ کہ اکھیا مخلوق کو شیدا و ذوقیت کرے لیکن کیا
 ہو تا ہو مارجب دریا و دیکھو گھبرا گیا گھبرا گیا اسکو رسوا کر دیا اور اس دریا میں ایسی مایان دریا
 ہیں کہ مار کو اپنے سحر سے مایا بن دیتی ہیں پس اگر تو ہر تو ہنشین مایوں کا ہوتا مایوں کی طرح دیا میں
 چلنے پھر نہ تیرنے لگے بعد کا شرا اسکی نسبت شرح میں لکھا ہو کہ اس شرم کر شان گرا لیم اس سے پہلے

بعض کتب میں واقع چہار واقعہ بھی بیان محض پر لپکا ہوا وہ لوگ جو ایمان خود ریاضے جلال کے
میں اذیت کو اُنکے بھرنے ایسا سحر حلال سمجھا دیا ہو کہ جو امر محال و ناممکن ہیں اُنکی قوت سے سب موجود
ہو جاتے ہیں مثلاً غصہ اگر وہ ان گیا سعید و نیک قال ہو گیا زہر وہ ان یقیناً شکر ہو جائے گا نہ ان
جائے و قیمتی بجائے مگر یہ کہ کیسی ہی خاک وہ ہو جائے سر سے پاؤں تک اور کیسی ہی گہرے رنگ
بجائے مگر شیم بشر کی سوائے شر کے نہیں دیکھتی آپ صبر کہ اگر اس قسم کا کلام قیامت تک کے جاوے
تو سوتیا متین کہ زبانی مگر کلام تمام منہ و اختلاف شیعہ میں مابین انکی کو باہر لکھا ہو

آداب استمعین و الخیرین عند فیض تحکیمہ میں لسان الشیخ

تقریر پر طولان این مکر کر دست و بندہ من عمری مکر بر دست پیش از برق مکر بر شود خاک از تاب
مکر ز رشود مگر ہر اراں طالب ندو یک لولہ و از رسالت باز میانہ رسول و این رسولان ضمیر
را کہ گوشتی خوانند اسرافیل خود بخوتی دارند و کبری چون شہان چاکری خواہند از اہل جہان
تا او بہا شان بجا کہ نادر می و از رسالت شان چگونہ بر خوری و کی رسانند آن امانت را بتو تا بجا
پیش شان را کہ دو تو بہر ادب شان کی ہی آید پسند و کاہند ایشان را یوں بلند و فی گدایانند کہ
بر خد متقی و از تو و از دای مز و متقی و لیک بانی رعینہای ضمیر و صدقہ سلطان بیخشان و ایک و اسپ
خود را می رسول آسمان و در طولان منکر و اند جہان و شخ آن تیری کہ استنیر و ہند و پیش از خشت
آتش جہدہ کہ مکر و اند فرس انجمن و کہ گند آہنگ و ج آسان و چشم را از غر و عبرت و وحہ و چو
آتش خشک و ترا سوختہ کہ پشیمانی برو عیبی کند و آتش اول و پشیمانی زند و خویشیمانی مزید از عدم
چون بعینہ گرمی صاحب قدم و المعنی قرأتے ہیں جو لو کہ تعلیم و تعلقین سے ناخوش اور طول چوین
انے تعلیم و تعلقین کی بات کہنا کر زنا ہو سی کہتے ہیں کہ ان تک بار بار کہو گے اور میرے نزدیک
کہ میں اسکا طالب و شائق ہوں عود و بارہ پانا جو یاب شہر کہنے و بارہ پائی چوین خوبانہا ہوں
کہ شمع کہ راگ و کھانے سے روشن ہی ہو جاتی ہو اور خاک بار بار آگ پانے سے زرمو جاتی ہو و
سنجہ ہو زار و اگر ایسا حال ہو کہ طالب تو ہزاروں ہیں اور لولہ ایک ہی ہو اس وقت میں جو رسول
رسالت سے باز رہتا ہو تو یہ وجہ ہو کہ وہ رسول خیر و راہ کو چوس سنے والا بھی ایسا پاہتا ہو کہ اسرافیل خواہ
جبکہ مقام قرب عرش میں ہوا و رفعت اور صورتہ سے لگانے حکم الہی کے منتظر ہیں ایست متع و منتظر چاہے
ہیں یہ کہ لو کہ بدوخت بادشاہوں کا سامنے ہیں اور خدمت و بندگی کے اہل جاتے خواہان ہیں
جب تک تو اُنکے ادب بجا نہیں لایا گیا اُنکی رسالت سے پھل نہیں پائے گا اور متع نہ ہوگا یعنی وہ امانت

۴ قسم
 جو آگے سر پر کبھی تھکھو نہیں پہنچا پینگے جب تک تو ان کے سامنے رکوع کرنے والوں کی طرح ڈھراٹھو گا
 اور دھندلا ہوا دب بھی ان کے پسند نہیں آئے کہ وہ بھی کیسا یوان بلند سے آئے ہیں نہ گداہین کہ تیری ہر
 حرمت سے اسے مقرر احسانند و منون ہوں فرو بطیم میر و تشدید وافر سی و در و غلو آب فرماتے ہیں کہ
 ای رسول ہر چند لون کی بے رغبتیاں ہوں اور کوئی رجوع نہو لیکن تمہیں جو صدف سلطان سے پایا ہو وہ
 اپنے جہاز و اسکو مت رو کو تم ہی رسول آسمان کے ان ملولون کی طرف مت دیکھو اپنا گھوڑا کوڑا کوڑا اور
 مستفید کرو آب فرماتے ہیں کیسا مبارک وہ سپاہی ہو کہ خصومت شروع کرے اور گھوڑا اپنا خندق
 آتش میں کوڑا لے اور ایسا اسکو گرم کرے کہ مستعد آسمان پر اڑ جانے کا ہو انگلیں غیر و غیرت سے
 پیسے چوے آگ کی طرح ترو خشک جلنے کو بے پشیمانی جو عیب لگانے والی شہر و اسکو پہلے ہی سے
 پیسے کے ہوئے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ایسے صاحب قدم کی گرمی کو پشیمانی دیکھی تو خود ہی اسکا مقصد کیا
 جو عدم سے طاہر ہو کے الخلاف شرح میں پشیمانی بر کو برد لکھا ہوا اور معنی ان اشعار کے جو لکھے ہیں
 میر کا معلوم ہوتے ہیں میری دانستین تو ترک مراد طالب سے ہو کہ بعض مہملے مذکور موصوف ہو کے

اہل قدم بنے اور اہل دل سے مستفیض ہو

پہچانا ہر حیوان کا بواپنے دشمن کی اور پہچنا اور یہی وہی و زیانکاری اس شخص کی کہ
 ایسے کا دشمن بنا کہ جس سے نہ بچا و ممکن نہ فرار نہ مقابلہ

قولہ اسب داند باک و بوی شیر را گرچہ حیوانست الا نادرا بھل عدو خویش را ہر جا فورہ خود ہزار
 از نشان و اثر و اثر و روز خفا شک نیار و بریدہ شب برون آید چو دزدان جریدہ از ہمہ سہ و دم تر
 خفاش بود کہ عدو آفتاب فاش بود و فی تو اندر مصافش زخم خورد و فی سقرین تاندش مہول
 کردہ آنکہ آن خورشید از احسان وجود بہر نہ دتا اندر قہرش تار و پودہ آفتابی کہ کرد اند قہش
 از ہر ای غصہ و قہر خفاش بہ غایت لطفت و کمال او بود و در نہ خفاشش کجا مانع شود بمعنی آواز
 ہین شیر گھوڑے کا دشمن ہی سو گھوڑا اسکی آواز ہو کو خوب جانتا ہی اگر یہ حیوان ہی گریہ بات آہیں
 عجیب نادری اور کچھ گھوڑے ہی پر نہیں موقوف بلکہ ہر جا فور اپنے دشمن کو اس کے نشان و اثر سے
 خوب جانتا ہی دیکھو چمکا درون میں نہیں آسکتا ہر رات کو مثل چروں جاسوس کے نکلتا ہی آواز
 سب میں زیادہ محروم خفاش کہ دشمن آفتاب جیسی ظاہر و فاش چیز کا ہوا ہو کہ جسکی لڑائی میں مقابلہ
 ہو کے زخم کھا سکتا ہی نہ بڑا بھلا کیلئے اسکو آپ سے جدا کر سکتا ہی یہ کہاں وہ کہاں اور وہ
 کہ خورشید اپنے احسان وجود سے قہر کر کے اس کے تار و پود یعنی ہستی کو پھاڑ کے تار تار نہیں کرتا

اور وہ آفتاب کہ اس فحاش کے غصہ و قہر سے پیچھے پھیر لیتا ہو۔ اسکا نہایت لطفت و کمال
 ورنہ فحاش بیاہ اسکی کسی بات کا مانع کب ہو سکتا ہو قولہ دشمن ارگیری بعد خویش گیرتا ہو
 اگر مانی سپرد قطور باقلزم کہ تیزہ کند۔ البتہ اور بیش خود برسیکند۔ صلت او از سیالش گذر و چہر
 حبرہ قمریون پرورد۔ باعد و آفتابا بن بدعتاب۔ اسی عدو آفتاب آفتاب ہامی عدو آفتاب کے
 فرش ہامی بزرگ آفتاب و اخترش۔ تو عدو او نہ خصم خودی۔ چہ غم آتش سا کہ تو ہیزم شدی۔ اے عجیب
 کہ سوزشت او کم شود۔ یازد و غصہ ات در ہم شود۔ رحمتش فی رحمت آدم بود۔ کہ مزاج رحم آدم
 غم بود۔ رحمت مخلوق باشد۔ غصہ ناک۔ رحمت حق از غم و غصہ است پاک۔ رحمت بیچون چنین دان
 اسی پس دنیا نذر و ہم ادوی جزا اثر۔ اے حنی چہرہ محیط دائرہ یہ بھی خطاب فحاش کی طرف ہو کہ
 اگر دشمنی اختیار کرتا ہو تو کسی ایسے سے کہ جو تیری حد و رتبہ کے موافق ہو تا اسکا کسی وقت میں
 اسے کر لینا ممکن ہو اور قطرہ ہو کے قلم سے لٹے تو احمق ہو اپنی وارسی آپ کھوٹا ہو کوئی جیلہ کرے
 اسکی موٹھچین اسی کمان کہ اسے وہ دعویٰ پورا ہو سکے جہلا دائرہ حجۃ قمر کو کیسے بھاڑ سکے کہ فلک
 اول جو آب فرماتے ہیں کہ یہ غائب تو ہمارا دشمن آفتاب کے ساتھ تھا اور اے دشمن آفتاب کے آفتاب کے
 اور اے دشمن آفتاب کے جسکے دب و دب سے آفتاب اور اس کے ستارے سب لرزتے کانپتے ہیں
 خوب جان لے کہ تو دشمن اسکا نہیں ہو اپنا دشمن ہو اگر تو اسکا دشمن ہو کے ہیزم بنا ہو تو آگ کو
 تیرے ہیزم بندے سے کیا غم ہیزم کا حال آگ کے سامنے جو بوسب جانتے ہیں پس جب ہیزم تیری
 آگ میں جلنے لگی تو اے فلان پھر تعجب ہو کہ تیرے جلنے سے وہ آگ کم ہو جائے یا تیرے دو دو بج سے وہ ہم
 یعنی ملول ہوئے کسو اسطے کہ کو رحمت امین ہو لیکن وہ آدمی کی سی رحمت نہیں ہے جسکا مزاج غم سے
 نیلے اول آدمی کے دل میں کسی کے درد سے غم پیدا ہوتا ہو تب اسکو رحم آتا ہو اور اسکی رحمت
 فواتی نہ ایسی ہیسی رحمت مخلوق کی رنج سے بھری ہوئی کہ جب غم و غصہ دل میں پیدا ہو تو رحم آئے
 اسکی رحمت غم و غصہ سے پاک ہو وہ بیچون جو اسکی رحمت کو اسی پس اپنا جان کہ وہ بھی وہم میں نہیں
 آتی البتہ اسکا اثر آتا ہو اور جانا جاتا ہو

فرق در میان جاننے کسی چیز کے مثال و تقابہ سے اور جانا ماہیت اسکی تحقیق سے
 قولہ ظاہر است آنا صیوہ رحمت۔ لیک کہ داند جزا و ماہیتش ہیچ ماہیات اوصاف کمال پس
 نداند جزا و مثال طفل ماہیت داند طشت۔ اے بزرگ کوئی بہت چون علو اثر طفل را ندو
 زوطی زن خبر بزرگ کوئی بہت آن خوش چون شکر کی بود ماہیت ذوق جماع۔ مثل ماہیات علوی مطاع

ایک نسبت کردادی با خوشی و با توکن عاقل کہ تو کو دک و شی بتا بداند کو دک اور از شمال بہ گرداند بہت
 راعین حال پس اگر گوئی بد انم دوریت و برگوئی کہ ندانم دوریت مگر کسی گوید کہ دانی فوج را +
 آن رسول حق و نور روح را کہ برگوئی چون ندانم کان قمر ہرک از خورشید و مہ مشہور تر کہ کو دک ان فوج
 در کتا بہا + وان امان جلد در محرابہ نام او خوانند در قرآن صریح + قصہ اش گویند از ماضی فصیح +
 اخصی طشت خون حیض اور حائض ہوا اور جماع کتاب بضم و تشدیدت مکتب آورچہ کہا ہو کہ اثر رحمت
 کے وہم میں آتے ہیں نہ رحمت موافق اسی کے فرمایا شلاً کہیہ کہ انکے اثر ہون سے رحمت اسکی
 ظاہر ہو کہ یہ رحمت ہیں لیکن ماہیت اسکی سوا اسکے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہو اور علاوہ اسکے اور
 جتنی ماہیتیں او صاف کمال کی ہیں انکو کوئی نہیں جانتا سواے آثار و مثال کے طفل جو ماہیت
 طشت یعنی خون حیض کی نہیں جانتا اس سے سوا اسکے اور کیا کہا جائے کہ طشت وہ ہو جو تیرے و طشت
 حلو ہو پھر فرمایا کہ طفل عورت کی وطنی سے بچہ ہوتا ہو اب اس سے سوا اسکے کہ وطنی اسی خوش چیز ہو جیسے
 اور کیا بتا سکیا بھلا او مطاع ماہیت لذت جماع کی مثل ماہیت بن حلو کے کب ہوتی ہو لیکن اس عاقل نے
 تیرے سامنے نسبت اسکی خوشی سے اسلئے کی کہ تو کو دک و ش ہو یا کو دک اگر عین حال ماہیت سے
 واقف نہیں ہو تو مثال سے جان لے جس جو تو کہے کہ میں جانتا ہوں تو کچھ دور نہیں ہوا اور اگر
 کہے کہ میں نہیں جانتا تو کچھ فریب نہیں اسوا سٹے کہ کو دک وطنی کو کیا جانے اگر کوئی تجھے کہے کہ تو
 حضرت فوج کو جانتا ہو جو رسول حق اور نور روح تھے اور تو کہے کہ کیسے انکو نہ جانوں کہ وہ ایک
 قمر تھے کہ خورشید و ماہ سے مشہور تر ہیں لڑکے تو مکتبوں میں اور امام جلد محرابوں میں اسکا نام
 قرآن میں صریح لیتے ہیں اور قصہ اٹھا جو دامن ماضی میں گزرا ہو فصیح لوگ بیان کرتے ہیں قول بہت
 کو داند ترا از روی وصف مگر یہ ماہیت نش از فوج کشف + و برگوئی من چہ دانم فوج را بہمچاؤئے
 داند اور اسی قضا و مور لنگم من چہ دانم فیل اہل شہ کی داند اسرافیل را + این سخن ہم بہت از روی آن +
 کہ ماہیت نہ انیش اسی فلان + عجز از ادراک ماہیت عمو + حالت عامہ دو مطلق گوید انکو بیات و سرست
 ان ہمیش چشم کا ملاں با شد عیان + در وجود از سر حق و ازات او + در ترا دو ہم احتساب کرچونکہ او مخفی
 نامہ از محمدان بہ ذات وصفی صیت کان ماندہ ان عقل بھی گویا میں دورست + وہی قزاقی کجا
 کم شنوہ قطب گوید مرزا کا ہی سست حال + اپنے فوق حالت آید محال + واقعاتی کہ کفوت کہ شوق
 فی کہ اول ہم محال تھی نمود چون ربانیت دودہ زندان کرم + تیرہ را بر خود کس جبرل و ستم + چون بھلا
 یافتی از صد بلبل فقر را بر خود کس ریح و غنا + سہل گیرش تا اگر دو شکلت + در نہ شد شکر جو بہریت

سوی بحث خوش نمازی بر احسن و کمین سخن پایان ندارد جان من نسبت اثبات بالحق از محنت گریا نش میکنی بر گودرست و معنی جب حضرت نوح کے صفات مذکورہ تو بیان کر گیا تو بھگو رہت گویا نیکے اسی وصف کی رو سے اگرچہ ماہیت نوح کی تعبیر کھلی نہیں ہو اور جو گریگا میں نوح کو کیا جاتوں انھیں جیسا کوئی ہو تو وہ اُنکو اس وقت جانے میں ایک مور لنگ پھر مور لنگ فیل کو اور پش اس فیل کو کیا جانے یہ بات بھی سچی ہر اس راہ سے کہ تو اس فلاں اُنکی ماہیت کو نہیں جانتا وہ مجھ تیرا چوراگ ماہیت میں ہر وہ ایک حالت عامہ ہو اسکو مطلق و بقیہ کتنا چاہیے اس سبب سے کہ ماہیات اور وہ اسرا ہو اسمیں چھپے ہیں وہ کالموں کے پیش چشم میں اور ان پر حیان اس عالم و وجود کیا سحر حق اور کیا اسکی ذات سے وہ کوئی جو اُنکے ہم ہمتبار سے دور ہو ایسا کہاں ہو سب اُنکے یقین و دید اور سوچو بوجھ سے نزدیک ہیں بس جبکہ یہ اسرارِ رحمان راز سے مخفی نہیں رہتے پھر ذات وصفی کیا ہو جو پوشیدہ رہے ذات وصفی ماہیت اشیا اس مقام عقل ایک بحث کرتی ہو اس سے کہہ دے جا یہ بات تیری دور ہو تو بدو کسی تاویل کے کسی محال کو مست مٹنے جیسا کہ وہ کہتی ہو کہ ذات حق کا مشہود ہونا محال ہو اور عقل سے مراد اہل عقل ایسکا کہ پابند عقل و قیاس کے ہیں قطب تجھے کتنا ہو کلا و سست جال جو کچھ تیرے حال سے زیادہ ہر وہ تجھکو محال معلوم ہوتا ہو خیال نہیں کرتا کہ وہ واقعات جواب تجھ پر کھل گئے کیا پہلے تجھکو محال نہیں معلوم ہوتے تھے پھر کیسے کھل گئے جب اُنکے کرم نے دس دندان سے جو کشت مراد ہو چھڑایا تو اس تیرے کیا پنے اور پتہ کر کے اپنے حق میں کیوں جس کرے لیتا ہو وہ اس بھر ہر محال و پکا ستم سے مراد وہی محال کا ماننا جب تو نے خلاصی سیکڑن بلاؤ نے پالی تو پھر اپنے فقر و غنا کیوں کر اپنا ہو اپ تو سولی دیا تو بھی سہل طور پر اسکو پڑا مشکل نہو بلے اور شکر تیری تو ہر قابل و بجا ہے آب و ہوائ میں جو ابو الحسن تو کس بحث میں پڑ گیا اسکو چھڑا اور اپنی کشت کیطون دھڑا سیلے کہ ایسا جان من اس سخن کی تو پیمان نہیں نسبت نفی یا اثبات کی جو پہلے سے بیان کرنا چاہتا ہو تو ٹھیک ٹھیک بیان کر

جمع اور تطبیق در میان نفی و اثبات ایک چیز کی از روئے نسبت اور اختلاف ہمت قولہ نفی آن یک پذیر و اثباتش رد است چون ہمت شد مختلف نسبت و قیاست و ماہیت از ہمت از نسبت نفی و اثبات مت و ہر دو مثبت است و آن تو افکندی کہ بردست تو بود و تو نیکنندی کہ حق قوت مذکور و زور آدم زادہ را حدی بود و ہشت خاک کشتا لشکر کی شود و ہشت مشت است افکندن از نسبت زمین و نسبت نفی و اثباتش رد است و یہی فرق الانبیا احد اہم مثل مالائشہ اولادہم

پھر فرزند ان خود دانشمندان و حکمران با صد دلیل و حدیثشان + ایک از رشک و حسد پنهان کنند +
 خویشین را بر اندام میزنند پس چو میرون گفت چون جای دگر گفت لایعظم غیری قدر بانم سخت قبائی
 کامنون + جز کہ نیرطان شان ندانند از مومن ہم نسبت گیر این مضبوط را دگر بدانی در عدائی نوح را اندرین
 بسیار آمد در خبر کان بخت باشد ایجان حشر انحنی فراتے ہیں نفی اور اثبات با ہم متناقض ہیں ایک
 چیز میں دونوں رد انہیں ہو سکتے ظاہر ہو اگر انحنی ہوگی اثبات نہوگا اور ایسے ہی بالکس گمراہی
 چیز میں روا ہو چکی بہت مختلف ہو اسواسطے کہ بہت مختلف ہونے سے پھر وہ دو ہو جاتے ہیں ایک نہیں
 رہتے بس متناقض بھی نہیں ہوئی جیسے آیت کریمہ مادیت اور میت و لکن انڈر رمی نہیں پھیکا تو نے
 ایک جو قوت کہ پھیکا تو نے لیکن اول نے پھیکا کہ اس آیت میں نفی و اثبات ہوا و بسبب نسبت کے
 دونوں مثبت ہیں چنانچہ ایک تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تو نے وہ پھیکا جو تیرے ہاتھ میں تھا یعنی ریت
 اور اس سے جو قوت ظاہر ہوئی کہ مشرکوں نے ہر میت پائی وہ حق سے تھی تو گویا تو نے نہیں پھیکا
 حق نے پھیکا لایہ بہت اسکی مختلف ہیں ظاہر ہوا آدمی زاد کی قوت تو اتنی ہی ہو جتنی اسکی حد ہر پھر
 مشیت ریت شکست لشکر کی کب ہو سکتا جو تیس یہ ایسا ہو کہ فرمایا وہ مشیت جس مشیت سے یہ ریت پھیکا
 گیا تیری مشیت ہو اور پھیکا نہ اسکا ہے ہو یعنی بحقیقت پھیکا ہے جس ان دو نسبت سے نفی اور اثبات اسکا
 روا ہو متناقضی انہی کو کفار جو انکے اصدا و ہیں خوب پہچانتے ہیں ایسے جیسے اپنی اولاد کو کہ مطلق شبہ نہیں
 کرتے کہ قال اللہ تعالیٰ الذین اتقوا ہم الکتاب یعرفونہ کیا یعرفون انبار ہم یعنی وہ لوگ جنکو پہننے کتاب ہی
 یعنی تورات وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جانتے پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو لیکن صحت
 سیکڑوں دلیل اور سیکڑوں نشان اور اپنے فرزندوں کی طرح پہچانتے کے رشک و حسد سے
 چھپاتے ہیں اور اندام پر آپ کو مالتے ہیں اور انجان بتتے ہیں اب فرماتے ہیں کہ آیت شریفہ میں
 تو یعرف کہما پھر قدرنے لایعظم غیری کیسے کہا کہ یہ بھی نفی اثبات ہوا و متناقض چنانچہ حدیث قدسی ہوا و لیا
 تحت قبائی لایعظم سوائی او لیا میرے نیچے قبا کے ہیں کہ سوا میرے کوئی انکو نہیں پہچانتا یعنی
 وہ قبا پوش لوگ ہیں قبا کے نیچے چھپے ہوئے کوئی آزمائش والا انکو سوا سے خدا کے نہیں جانتا
 یہ بھی ایک کھلی راہ ہی معرفت انہی کی نسبت ہی لایعرف او لیا کی نسبت جیسے اوپر کہا ہو کہ ایک راہ
 سے فرج کو جانتا ہوا اور ایک راہ سے نہیں جانتا غرض اس طرح سے حدیث میں بہت آیا ہو کہ نسبت
 کرنے سے مقبرہ ہوتا ہوا الخلاف شرح میں مثبت کو مثبت لکھا ہو

قوله گفت قائل در جهان درویش نیست ، و در بود دعویش آن درویش نیست ، بہت از روی بقا
 آن ذات او نیست گشتہ وصف او در وصف ہو ، چون زبانہ شمع پیش آفتاب نیست باشد بہت
 باشد و حساب بہت باشد ذات او تا تو اگر بر بنی پنبہ بسوزد ان شریعت نیست باشد و روشنی نہ ہوتا
 کہ وہ باشد آفتاب او را فنا دوردہ صد من شد یک دقیقه رطل ، چون در انگندی و در وی گشت حل
 نیست باشد طعم حل چون پستی بہت آن دقیقه فروں چون مکشی پیش شیری آہونی بیوش شد بہتیش
 و بہت او و پوشش شد ، این قیاس ناقصان بر کار رب ، جو شش عشق ست نہ از ترک ادب ، بنفہ
 عاشق بی ادب بر مجیدہ خویش را در کفہ شہمی نہدی بی ادب تر نیست زوکس در جهان بہ با ادب نیست
 زوکس در میان ہم بہتہ وان وفاق امی تنب ، این دو ضد با ادب با بی ادب ، بی ادب باشد
 چو طائر نگری کہ ہو دعوی عشقش یک سری ، چون باطن نگری دعوی کجاست ، او دعوی پیش
 آن سلطان فحاست ، مات زید زید اگر فاعل ہوہ لیک فاعل نیست کہ عاقل ہوہ ، او دعوی لفظ نحو
 فاعلت ہوہ ، ورنہ او مقتول و قاتلست ، فاعلی چہ کو بیان مقہور شدہ فاعلیہا جملہ ادوی و در شدہ المعنی
 و قیہ بالضم نام وزن چل ورم ایک کہنے والے نے کہا کہ جہان میں درویش نہیں ہوا و جو ہو تو وہ
 درویش درویش نہیں ہو وہ از روئے بقا کے خود ایک ذات ہو کہ اپنے وصف و وصف ہو میں فنا کیے
 ہوئے ہی جیسے شعلہ شمع کا آفتاب کے سامنے نیست ہوتا ہو اور حساب کی راہ سے بہت ہی بہت تو
 اس سبب سے کہ اسکی ذات پر پنبہ رکھے تو اسکی آگ سے ضرور جل جائیگی نیست اس سبب سے کہ تجھ کو
 نہیں دیتی فنا کی ہوئی آفتاب کی ہو دو سو من شد میں اگر ایک دقیقه سرکہ ڈال دے اور وہ اس میں
 حل ہو جائے تو فرہ سرکہ کا اسمیں نیست ہو جائیگا کھنے کے وقت کچھ معلوم نہیں ہوگا اور جب مکشی کرے
 تو وہی دقیقه اسمیں بڑھتی ہو دوسری مثال کہ ایک آہو شیر کے سامنے بیوش ہو گیا بس اسکی ہتی اسکی
 بہت میں چھپ گئی یہاں تک قول قائل کا تھا اب مقولات مولانا کے ہیں ناقص لوگ جو یہ قیاس کا لڑتے
 کرتے ہیں باعث اسکی جو شش عشق ہو نہ ترک ادب آسلیے کہ نبض عاشق کی بے ادب اچھلتی ہو اور آپ
 ہم پلہ شاہ کا سمجھتی ہو جس اس سے زیادہ ترکوئی بے ادب جہان میں نہیں ہو نہ پوشیدہ میں اس سے زیادہ
 کوئی با ادب آبا ہی متنب میں نے جو ایک شخص کو با ادب بھی کہا اور بے ادب بھی اسمیں بھی نسبت سمجھ لے
 اسی نسبت سے با ہم انکے وفاق ہو نہ خلاص آئندہ بیان نسبت کا ہو کہ اگر ظاہر اسکو دیکھو تو بے ادب ہو
 کہ بالکل دعوی عشق کا بنا ہو اور جو باطن کو دیکھو تو دعوی کسان کا وہ اور دعوی و فون اس سلطان کے
 سامنے فنا ہیں مات زید میں زید اگرچہ فاعل ہو لیکن فاعل نہیں ہو عاقل ہو نہ تو از روئے لفظ نحو کے

فما عمل ہو ورنہ زید قتل ہو اور موت اسکی قاتل ہو فاعلی زید کی کیسی اور کہاں وہ تو خود ایسا مستحور و مغلوب ہے کہ فاعل بنی اُس سے دور ہو گئی اور جاتی رہی

قصہ وکیل صدر جہان کہ متمم ہوا اور خوف جان سے بنجارا سے بھاگا پھر عشق نے ہکا کر سیا بن لگا کہ کام جان کا واسطے جان کے سہل ہوتا ہے

تو کہ در بنجارا بندہ صدر جہان پشتم شد گشت از صدر شہنشاہ مدت وہ سال گردان گشت بہ خراسان کہ قستان گاہ دشت بہ از پی وہ سال او از اشتیاق گشت بی طاقت زایام فراق کہ گفت تاب فرقت زمین پس نمائندہ صبر کی و اند خلعت را نشانند از فراق این خاکما شورہ بود آب زرد و گندہ و تیرہ بود باد جان از غم گرد و فنا آتشی خاکستری گرد و سیاہ باغ چون جنت شود و دارا المرض زرد و بیزان برگ و اند در مرض عقل دراک از فراق دوستان بہ پھو تیر انداز بھکستہ کمان و دوزخ از فرقت چنان سوزان شدہ است بہ سید از فرقت چنین لرزان بہست کہ گویم از فراق چون شرارتہ قیامت یک بود از صبر پس شرح سوزا کہ دین نفس بہ سلم سلم ب سلم گوی و بس بہرہ از وی شاد گشتی در جہان و از فراق او بیندیش آن زمان بہرا پچہ گشتی شاد و بس کس شاد شد و آفر از وی جنت و عجبون باد شدہ از تو ہم بہد قبول ہر وی منہ پیش از انکہ بہد از تو بوجہ بہچو میرم گوی پیش از فوت ملک بہ نفس کہ اعوذ بالرحمن منک المعنی خلعت مرض سے غم کھانا اور میامان و بے ساز مونا بہا گرد و غبار حرص بیاری کہ عشق سے ہو بنجارا میں ایک بندہ صدر جہان کا متمم ہو کے اسکی صدر حکومت سے بھاگا دس برس تک گرد بنجارا کے پھرتار ہا کہی خراسان کہی قستان کہی دشت میں دشت نیز نام شہر تیرہ دس برس کے اشتیاق اور ایام فراق سے بی طاقت ہوا کہ اب اس سے زیادہ بھکوتا تاب فرقت کی نہ رہی صبر غم مرض کو کب دبا سکتا ہو یہ زمینیں بسبب فراق کے بھکھو شور ہو گئی ہیں اور اب زرد و بدو اور تیرہ یہی فراق ہی سے ہو باد جانفرا نا گوار و موت ہو جاتی ہو اور غبار ایک خاکسترا تھی گرم و سوزندہ بنجاتا ہو وہ بلغ جو مثل جنت کے ہو جہان کوئی آزار نہیں دارا المرض ہوتا ہو اور بیماری عشق سے پتے اسکے زرد و ہمو کے گرتے ہیں عقل دراک دو ستون کی جدائی میں ایسی ہو جاتی ہو جیسے کوئی تیرہ انداز کمان بھکستہ دوزخ بھی فرقت ہی سے سوزان ہوا اور بید بھی فرقت ہی سے لرزان ہوا میں اگر اپنے فراق چون شرار کا بیان قیامت تک کروں تو لا کھوں سے ایک ہوئے بس اسکے سوز کی شرح سے خاموش ہو رہ اور رب سلم سلم کہہ کر اور بس لینے اور رب میر سے بجا آب قولات تیرا نا کے معلوم ہوتے ہیں فرمایا جس چیز سے کہ تو جہان میں شاد ہوا اُنیوقت اسکے فراق کو بھی سوچ لے

کہ ضرور ہی ہوگا آسمان سے جس چیز سے تو شاہد ہوا ہو اس سے بہت شاد ہو چکے ہیں آخر وہ پتھر اپنے کچل گئی اور مثل ہوا کے ہو گئی آئیے ہی تجھ سے بھی کچل جائیگی ہرگز اس پر دل نہاد مت ہوا اور مثل اس سے کہ وہ مجھے ٹھکانے تو ہی اس سے کچل جائیے حضرت مریم نے کہ قبل از فوت ملک نفس کے کہا اعوذ بالرحمن منک یعنی جو ایشاک ملک نفس سے نہیں قبل انکی فوت سے کہا کہ میں تھے پناہ مانگتی ہوں رحمن سے اختلاف شرح چین ایک جگہ بت دو سال اور ایک ہجرت سال لکھا ہے میں نے بشرط تطبیق باہد کر کے دو سال لکھا ہے اور آئندہ بھی وہ پناہ لگیا ہو و ختم کر دو کو و ختم کر دو اور اعوذ بالرحمن منک کے بجائے کا اعوذ لکھا ہے پیدا ہونا روح القدس کا مریم پر بوقت غسل و برہنگی اور پناہ مانگنا حق تعالیٰ سے قولہ دید مریم صورتی بس جانفرا جانفرائی و لربائی و در خلا پیش او برست از روی زمین چون در خورشید آن روح الامین از زمین برست خوبی بی نقاب و آئینہ آن کر شرف رویدا آفتاب و لرزہ بر اعضاے مریم افتاد و کو برہنہ بود و ترسید از فساد و صورتی کہ دیدی یوسف از عیان دست از جہت بریدی چون زمانہ پچو کچل پیش بروید و زگل چون خیالی کو برآرد سرزدل و گشت مریم بخود و پیش او و گفت بچم در پناہ لطف ہو و از آنکہ عادت کردہ بود آن پاک حبیب در نہریت رخت بیرون سو غیب چون جہان را دید ملکی بقرابہ حازمانہ ساخت و آنحضرت حصارہ تا بگاہ مرگ حصے باشندش کہ پناہ خضم راہ مقصدش از پناہ حق حصاری بہ ندیدہ یورنگہ نزدیک آن ڈر بر گزیدہ المعنی خلا تنہائی ہو و نگہ مضم ابول معدولہ و سکون افتح فتوحاتی و کان غاسی خانہ جلے بودن جلے چو کی حضرت مریم نے تنہائی کے وقت میں ایک صورت نہایت ہی جانفرا و یکھی اور صرف جانفرا ہی نہیں دلربا بھی انکے سامنے وہ صورت رو سے زمین سے پیدا ہوئی مثل ماہ و خورشید کے کہ وہ روح الامین تھے کیسا ایک مشرق رو سے زمین سے پیدا ہوا بے نقاب جیسے مشرق سے آفتاب پیدا ہوتا ہو مریم نے جو انکو دیکھا کانپنے لگیں اسوقت وہ غسل کی ضرورت سے برہنہ تھیں بس فساد سے ڈرین لیکن صورت ایسی دیکھی کہ اگر یوسف اس صورت کو نظر ہو دیکھ لیتے تو حیرت سے مثل زمانہ مصر کے ہاتھ کاٹتے یہ صورت مثل گل کے گل سے انکے سامنے ایسی پیدا ہوئی جیسے کوئی خیال دل سے پیدا ہو جاتا ہو مریم انکو دیکھ کے بخود و بخوش ان پر ہو گئیں کہا لطف ہو یعنی اللہ کی پناہ کی طرف و ڈرون اس سبب سے کہ ان پاک حبیب نے عادت کر لی تھی کہ نہریت کے وقت عیب کی طرف بھاگتی تھیں یعنی اعوذ بالرحمن کہتی تھیں اس سبب سے کہ جہان کو انھوں نے بے ثبات و بیقرار جان لیا تھا اسوا سٹے ہوشیاروں کی طرح اسکی دور گاہ کو اپنا حصار بنا یا تھا تو زمانہ مرگ تک وہ انکے لیے قلعہ ہوا اور دشمن جو شیطان ہوا انکے

مقصود کی راہ نہ پاسکے انھیں نے پناہ حق سے ٹھوکر کوئی قلعہ نہ دیکھا اس واسطے اس قلعہ کے
 نزدیک اپنا گھرنایا اور اختیار کیا تو لہ چون دیدار ان غزہ ہائی عقل سوزہ کا زویشہ جگر تیر دونہ
 شاہ و لشکر حلقہ و گلوشتش حمہ و خسران عقل ہیشتش ہمہ صدر ہزاران شاہ ملکوش برقی ہمد
 ہزاران بدر را دادہ جتی ہند ہرنی مرزہ و رانا دم زند و عقل گلشن چون ہمید کہ مذہن چہ گویم
 چون مراد و وقت مدغم را دیکھ او سوخت و دوزاکن نام و دلیلم من بروہ و دوزاکن شہ مل
 ما عجز او خود نباشد آفتابی را لیل و غیر ذائقہ بطلیل ہمایہ کہ بود تا دکیل او بودہ این سبتش کہ لیل
 او بودہ این جلالت و دلالات صادقہ و جلا و رکات پس او سابقہ است و جلا و رکات
 بر غزہ ہائی لنگ و اسوار باد پایان چون خدنگ ہگر گریز دس نیاید گرد شہ ہگر گریز نا و دیگر ویش
 جلا و رکات با آرام فی وقت میدان و وقت جام فی میان کی و بی چوادی می پر و دہ و دگر چون
 تیغ مغرمی در و ہا گشتی بق کسوتشہ بقیان بندگی و غلامی دق مرض مشہور جب حضرت مرم نے وہ غزہ
 عقل سوزانکے دیکھے جکے تیر جگر کے پار ہوتے تھے تمام بادشاہ اور بادشاہوں کے لشکر ب لنگے
 غلام اور حلقہ گلوشتش او بڑے بڑے عقل بادشاہ عقل کے سب انکے آگے ہوش لاکھوں بادشاہ انکے
 ملک کی بڑی غلامی و بندگی کے ساتھ اور لاکھوں ہزار انفسہ دق میں پڑے اور گشت گشت کے ہلال
 ہوئے تر ہرہ کا یہ زہرہ کہاں کہ دم مار کے اور جو عقل کل اس صورت کو دیکھے تو آپ کو کم ہی جائے
 عقل کل بتیغ غزہ رضی کہا ہو ورنہ عقل کل اور یہ صورت واحد ہی ہیں اب فرماتے ہیں کہ میں اس صورت
 کا وصف کیا کروں جب مجھ کو بھی اسنے اپنے تیر من چھیدا ہو اور میرے دمگاہ یعنی دون کو اس کے
 ورون نے جلایا ہو اور جو ورون میرا جلادیا ہو تو میں اس آگ کا دلیل ہوں اور اسی آگ کا دھواں
 چہ کہتے ہیں جب باتیں اس بادشاہ سے دور ہیں اور باطل ہیں جو کچھ بتا کر کہتے ہیں کیسے کہتا ہوں
 کہ میں اس پر دلیل ہوں وہ خود ظاہر ہا ہر ہا کے لیے دلیل کیا سوائے اسکے کہ جو نورستلیل ہوا و شعاع
 وہی اسکی دلیل ہو کہ سایہ ناپز کیا ہو اسکی دلیل ہو سے سایہ کے حق میں ہی کافی ہو کہ دلیل ناپز
 اسکا بنا رہے یہی بزرگی اسکی دلات میں صادق ہو کہ جلا و رکات پس ہیں اور وہ سابق ہوئے جملہ
 اور رکات کا پیشہ ہو اور سب اسکے پس و جلا و رکات ایسے ہیں جیسے کوئی لنگرے گدھے کا سوار اور
 وہ باد پایوں کا سوار جو شل خدنگ کے جیسے تیر محل جاتا ہو ظاہر ہو اگر بادشاہ بھاگے تو اسکی کوئی گرد
 ہی نہیں پاسکتا اور جو اور بھاگین تو بادشاہ انکی براہ روک سکتا ہو یہاں جلا و رکات کو آرام نہ دے
 اسلئے کہ یہ وقت میدان و رزم کا ہر نہ وقت جام و رزم کا یعنی وقت اپنے اپنے کام و ریاضت کا ہو

یہ وقت پیش و فراموش کا چنانچہ مجھ انکے ہم سفر کی طرح اٹھا اور ایک وہ جس سے خیال مراد ہر تنہا کے محل خود
کو بچا گیا ہو جسے جملہ مدد کات میں نفوذ کرنا ہو اختلاف شرح میں ہر جگہ عقل کشش کی تلاش عبر و اکو عبر و اور معنی
میں شاہ و لشکر حلقہ گوشت شایخ اس میں کہ صیراج با تحفہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی غیر عقل کشش کی رہ
با تحفہ و قلم و نیز قلم ہونگے میں قوسب کو مستعد اور بعد واجب جانتا ہوں کھولہ وان و گر چوں کشتی با
باد بان و وان و گر اندر تراج ہر شان و چون شکار سی بنیاد شان و نور و جملہ مینا پیدان طیور و پو کا پید
شود و میران شون و پو چندان سوی ہر ویران رون و منتظر چٹھے ہم یک چشم باز و تاکہ پید اگر و دان صید پید
چون باز و دیگر گیدان لال و صید و دان خود عجب یا بد خیال یہ صلت آشت تا ایک ساتھی بد قوتی گیر و دور
از راجتی و گر نبودی شب ہمہ ملحقان و گز و غوشتین را سو و قندی را ہزار ہا ہوس و در حوض و دان و غوشت
ہر کسی وادی بدن و سو و قطن و شب پریا و چو گنج راجتی و تار ہند از مرص خود یک ساعتی و بعضی تراج بعض
جیم و ٹونا منقلب ہونا اور با یک گیر و جوع کرنا اور رجوع کرنا کو اکب حرکات اکثری اپنے سے کہ مغرب سے مشرق
کہ طوفان ہوتی ہوئے مغرب کو جانا و تہر او بالک خدیش کرنا خوشامالی کرنا مولانا ہر نے وہم و خیال کا بیان قوا و پر
کیا آب فرماتے ہیں کہ دوسری قوت ایسی جو جیسی کشتی مع باد بان جو ہوا کی دوسرے روان ہوتی ہو کہ وہ سا
ہو و منقول ہو جو افلاک آدمی کے منہ سے نکلتے ہیں ہوا میں صورت پکڑ کے توج ہوا سے پردہ گوش میں پو نیچے ہیں
تب کہ سمجھ میں آتی جو اسی سبب کشتی و باد بان فرمایا کہ گوش کی صورت باد بان کی ہو اور اسی میں ہر
بھی و اہل کو آنکھ بصورت کشتی کے ہو اور جو اس دوسرے کے دوسرے ہیں مثلاً شاہ و افقہ لامہ اس میں
تراج و قیون امین شریک مثلاً شاہ و قیون دقتہ کسی چیز کو سو گھیکھا آسمی ہی وفد وہ لوٹ لوٹ کے آنگی او
ورک کر گئی کیسے ہی ذائقہ میں رجعت ہو اور لامہ میں کہ بار بار لوٹتی ہیں اور ورک کرتی ہیں جب انکو کوئی
شکار دور سے معلوم ہوتا ہو تو وہ جملہ طیور اسکی طرف حلقہ کرتے ہیں یعنی قوا سے مذکورہ اور جب ہ شکار نما
موجا ہو یا تھو نہیں آتا تو حیران ہوتے ہیں اور شل چندون کے اپنے ویرانوں کی طرف جاتے ہیں چند
با اعتبار و ناست جو اس کے کہا ہو اور ویرانہ بنظر ایل کہ آخر ویران ہوگا اور ایک آنکھ نیچا و ایک
آنکھ کھولے منظر ہیں کہ تادہ شکار را مد کا پھر پیدا ہونے ایک آنکھ کھول کے ایک نیچ کے دیکھتا مراد بغور
دیکھنے سے ہر جیسا کہ امر عادی ہو جب دیکھتی ہو اور شکار پیدا نہیں ہوتا تو طلال سے کہتے ہیں کہ آیا شکار
تھا یا کوئی خیال عجیب پس خیال رفیع اس طلال کے صلت یہ کہنے کہ ایک ساعت انکو راحت و آرام ہو چکا
ماوے تا اس راحت سے قوت و نور حاصل کرین اس پر اسطے حکیم برحق نے ہفتہ سائے حکمت رات منوں
میں پیدا کی ہو کہ اگر رات منوتی تمام مخلوق مرص کے مار سے ہر وقت کی محنت و مشقت سے ایک جلا دیتے

اور ہر وقت حرکت و جنبش ہی میں رہتے اب رات کی راحت سے تازہ ہو جاتے ہیں اور دھڑکے
 ہوس قائم جمع کرنے سے ہر کوئی اپنے بدن کو سوختن کے خواہ کر دیتا اور سوخت ہو جاتا ہے رات
 جہ نظر ہوتی ہو رات نہیں ہی کچھ رحمت سے جو اساعت بھر یہ مخلوق حرص سے نجات پامائیں انکے
 شرح میں اندر راج کو اندر صید ہو کو ہونے لگا کہ راز قولہ چونکہ قبضے آیت اور ہر وہاں علاج تست
 آئیں دل مشورہ لکھ دہر جی الزان بہت و کشادہ طبع را و علی بیاد را عتدا و دیگر جان را فصل ابستان جہ
 سوزش خورشید و بستان زوی و نہتش را سونتی بارخ و بن بکد و گرتا دہ نگشتی آن کہن بکرتا سر ویت
 آن دنی شفقتی ست و صیف خندانست اما محرق ست و چونکہ قبض آیت تو دوری بسط ہیں و تانہ باشند ہیں
 میفغان جبین و کہ مکان خندان و دانایان ترش و غم مگر با باط و شادی و شش چشم کو دکی چھو فردا خرا
 چشم عاقل و حساب آخرت و اور آخر چپ می مین علف و دین و قصاب آخرش مین علف و کان علف
 نکشت کان قصاب و او بہر کم تا راز دنی غدا و روز حکمت خور علف کا نرا خدا و بی علف و اوست و محض
 عطا و غم نان کر دہ بکشت ای ہی و چونکہ حق گفت کلیان رزقہ رزق حکمت و بود و مرتبت و کان
 گلو گیت کر دہ عاقبت یعنی آوینہ محنت و رادت حواس کا بیان فرمایا اب قبض و بسط کا بیان فرماتے
 ہیں کہ اگر ہر وہ خواہ راہ دنیا کی خواہ راہ خدا کی اگر کوئی قبض و تنگی تیرے آگے آئے تو دل کو آئیں ای
 نا امیدت کر کہ وہ علاج تیرے بسط کا ہو اس سبب سے کہ تو اس بہت و کشادہ سے عمل فرج میں ہو پس فرج
 کیوں ملے کوئی دخل و آمدنی مقاد سے بڑھنی چاہیے تا فرج کو مدد و قوت ملے سو چو تو اگر جان میں ہمیشہ
 فصل ابستان کی ہوتی تو سوزش خورشید کی بستان میں کیا ایسی ہوتی کہ تن اسکا بڑھتا دے جلاوتی
 اور ایسا کہن ہو جائے کہ کبھی تازہ نہوتا اگر کھجکوسر دی دنی کی ڈرانے والی ہو اور گرمی صیف کی خندان
 لیکن یہ جلائے والی کسی ہی میں جب قبض آئے تو اس میں بسط کو دیکھ کہ قبض باعث بسط کا ہو لا جرم تازہ
 رہ اور چین جبین مت ہو دیکھ لڑکے جو مرادنا باخان دنیا سے ہو کسی خوشی سے خندان رہتے ہیں
 اور دانا غم آخرت سے ہر دم ترش جیسے دل کہ سب اعضاے رئیس میں رئیس جو ایسے ہی یہ دانا لوگ
 ہیں اور پیچیدہ کہ خادم دل کا ہو غیر رئیس و نابالغ دنیا کے ہیں پس غم کھانا ریون کا کام ہو اور خوشی
 غریبوں کا کام اسی سبب سے غم دل سے پیدا ہوتا ہو اور خوشی پیچیدہ سے لڑکوں کی آنکھیں کدے
 لیطرح گھاسل و خوش پر لگی رہتی ہیں یعنی یہ نابالغ تن پروری پر غش ہیں اور عاقل کی آنکھ حساب
 آخرت پر ہو وہ یعنی دانا آخر میں چرب و شیرین علف دیکھتا ہو اور یہ ہوتا ہو کے قصاب اجل سے ناف دیکھتا ہو
 علف نہایت ہی تلخ ہو جو قصاب نے تیرے آگے رکھی یہ ہمارے گوشت بڑھانے کو تولیاب لگاؤ گی

اور مقدار خلیل یعنی پندرہ ہزار روپے کا شرح میں حکم کو حکم اور بیانیہ کیا گیا ہے کہ اگر کسی کو کسی ملک پر کسی
 زیر ریگ و باغ و بستان کی مالک ہو تو وہ ایک دہائی میں ان جہاد میں نہ دے و نہ تلاش کرے و غریب میٹھو نہ ہو و نہ
 مرگ ایدم مردہ باش نہ شوی یعنی سر نہ خواجہ تماش بد صبری میں نہ زبردہ اجہاد دے و نہ چون گلزار و
 و لغین حرا و غم جو آئینہ ست پیش مجاہد کمال ان ضد دنیا پر دی ضد بعد قید رنج آن ضد گدگد و نہ
 یعنی کشاکش و فدا و این دو وصف از پیچہ و ست بہین و بعد قبض شت بسط آید لغین و پیچہ اگر قبض شد
 و اتہاد یا ہر بسط او بود چون مبتلا دین و دو و غش کا رو کسب منتظم چون مرغ این دو بال اور اہم
 المستی مردہ ریگ ناچیز و زوایہ اور جو شو مردہ سے بجا سے میراث اور مردہ ری بھی آیا ہے اور
 جو تیری مزدوری میں حق جھک گنج و گجا وہ جب تو زیر ریگ یعنی قبر میں ہوگا تو وہاں بھی تیرے ساتھ
 ہوگا ایسا نہیں بجا ہوگا جیسے یہ مردہ ریگ جو میراث دیا ہے وہ آگے آگے تیرے جنازہ کے دھڑنا
 باجگا اور تیری غری و گور میں تیرا موش و لاش ہوگا تو واسطے رزق کے اس وقت مردہ ہو جاتا
 سر کا خواجہ تماش بنے جیسے ایک آقا کے دو ملازم ہوتے ہیں جو کوئی اجہاد و تقوی اختیار کرتا ہے
 اور انکی ریاضتوں اور مصیبتوں پر صبر تو وہ اسی اجہاد کے پردہ سے رو مطلوبہ مراد کا دیکھتا ہے کہ وہ
 روض گلزار کے سرخ ہوا و شل بخیر کے انکی ریاضتوں میں اجہاد والے کے سامنے غم ایسا ہو جیسے آئینہ کے
 اس صدمین اسکو صورت ضد کی معلوم ہوتی ہے اور غم ضد خوشی کی پر خوشی کی ضد غم میں اس کا لمحہ غم
 وہ خوشی دیکھتا ہے کہ بعد منہ رنج کے وہ دوسری ضد سامنے آتی ہے جو کشادہ ہو بڑے کروفر کے ساتھ
 اب تشنگا فرماتے ہیں کہ دور مت جا نے ہی تو کہے پیچہ کو نہ دیکھ لے کہ دونوں وصف بہت و کشاکش
 حسین موجود ہیں کہ اگر مٹھی بند کر لیا تو یقیناً کشادگی اسکو ہوگی اور اگر پیچہ میں ہمیشہ ہتھی ہوتی
 یا بالکل کشادہ ہی تو کیسی بلا میں پڑتا آن بہت و کشادہ دونوں وصف سے تمام کام و کسب منتظم
 ہیں یعنی جو مٹھے کسب کے ہیں انھیں دونوں صفت سے انتظام پاتے ہیں یہ دونوں شل پر
 مرغ کے دو بال ہیں میں ضرور کیوا سٹے مرغ بھی ضرور کے وقت بازہ و نکو کھوت بند کرتا ہے

الخلافت شرح میں جتنی کو چاہئے اور این دو بال کو اید و حال لکھا ہے

لکنا روح القدس کا حضرت مریم سے کہ رسول حق کا ہون پریشان مت ہونہ چھپو
 قولہ چونکہ مریم مضطرب شد یک زمان بہ ہمنانکہ زمین برہا بیان بہ بانگ بروی زد و نمودار کرم ہر کہ زمین
 حضرت از من مریم از سرافرازان عزت سرکش از چنین خوش نہ زبان دم در کشد مابین کیفیت و ذوال
 نور پاک از لبش نیشد پایا بر بساک ہ از وجودم می گزری در عہد در عہد من شاہم صاحب علم

تو چون در جہان من در نسبت دیکسوار نقش من پیش سبکست هر بنا نظر که نقش مشکم بهر ملک از هم جلال
 افروزدم چون خیالی دولت آید شبت + هر که که میگزنی با تو هست + جز خیال خامی باطله که بدست
 چون صبح کاذب کافلی بد من صبح صادق صادم از نور رب + که نکردد گردوزم هیچ شب + این گولا حول
 عمران داده ام + من نلا حول این طرف افتاده ام + هر مر ااصل و غذا الا حول بود نور لا حول که
 پیش از قول بود تو ہی گیری پناه از من بحق من نگارنده پناه هم در سبق + آن پناه من که محله صامت
 بود تو خود آری من خود آن اغوزد آفتی نبود تیرا نشاخت + تو بر یار و ندانی عشق باخت + المعنی
 ذبا لایع فقیله بنکو شعلام از من جوشی زن نیک وفا تو جب حضرت مر محقوثی در مضطرب ہوین ای
 جیسے زمین پر گرنے سے چھلیاں مضطرب ہوتی ہیں تو ان خودار یعنی نشان دہوی گرم نے کہا کہ میں
 امین حضرت رب الفرت کا ہوں مجھ سے مت بھاگو چنانچہ قرآن میں ہر حال ہا رسول ربک لا ھیکل
 غلاما زکیا کما میں رسول تیرے رب کا ہوں تو جھکوا یک لڑکا کی بخشوں جو سر فراز حضرت عزت کے ہونے
 سرکشی مت کرو اور ایسے اچھے مہربان سے مت رکو اور خاموش مت ہو تو ج الا میں یہ کہتے تھے اور
 ہنگام کلام ایک ذبا لہ پر شعلہ نور کا انکے لب سے ساکن تک جا تا تھا یہ کہتے تھے کہ تم میرے وجود سے
 عدم میں بھاگتی ہو یعنی چھپتی ہو میں تو عدم کا بھی بادشاہ اور صاحب علم ہوں کہ عدم میرے زیر علم
 میری بنیاد او میرا گھر خود بنتی میں ہو اور یہ جو امی خاتون تھارے سامنے ہو یہ میرا ایک سوار نقش ہو
 ورنہ امی مریم جھکو غور کرو کہ میں ایک بڑا نقش مشکم ہوں کہ ملال بھی ہوں اور تھارے دل کا خیال
 بھی یہ تو سمجھو کہ جب کوئی خیال تھارے دل میں آکے جگیا جہاں بھاگ کے جاؤ گی تھارے ساتھ
 ہو گا سو اس خیال کے جو عارضی اور باطل ہو کہ وہ البتہ مثل صبح کاذب کے دُوب جانے والا
 ہوتا ہی ہیں اپنے رب کے نور سے ایسا ہوں جیسے صبح صادق کا دق کہ کوئی شب میرے پاس نہیں
 چھٹک سکتی خبر دار امی عمران کی بیٹی تم جھکو دیکھ کے لا حول مت کہو میں تو لا حول سے اس طرف پڑا
 ہوں میری تو خاص اصل و غذا الا حول اس وقت سے ہو کہ ہنوز لا حول کا نور قول میں نہیں آیا تھا
 تم مجھے پناہ مانگتی ہو جیسے اوپر گزرا اغوزد بالرحمن منک میں تو خود نگارندہ پناہ کا ہوں پہلے ہی کے
 میں تھاری وہ پناہ میں ہوں جو مخلص تھاری ہیں تم تو زبان سے اغوزد کہتی ہو میں خود اغوزد ہوں
 بتاؤ اس سے تبرکونی آفت ہو جو آدمی کو شناخت سے بہرہ نہوشلا یار کے پاس تو بیٹھا ہو اور شہنشاہ
 منین کر سکتا قول یار را اختیار پنداری ہی + شاید پی را نام ہنادی غمی + چنچین لطفے کہ دار دیار ما +
 تو گریزانی ازوای ہونا + چنچین بجلی کہ قذیر راست + چونکہ ماد زویم شمشاد راست + چنچین بکین کہ درخت ہرست

یہاں تک کہ تھیں اب فرماتے ہیں کہ بعد ازاں کی طرف سے اسکی جان میں پس سرایت کی تھی کہ لڑکان
 بیٹے ہی اجڑا سکے مگر نے کھڑے کر دیئے تھے ارکان اربعہ خاصہ جس دل میں کیا آٹھ کھڑے ہوئے اور وہیں کہ
 چلے دوں کا فرار کچھ ہو گیا چون دوبارہ ایران لائے جان اور اسی کے سامنے جا پڑوں کہ وہ صدر کو لکھا
 ہو کہ جو کچھ ہو چکا اور تجویز کر چکا اچھا ہی کر گیا آس سے کہوں کہ میں نے اپنی جان مردہ تیرے سامنے
 ڈال دی ہو چاہے اسکو زندہ کر چاہے ہمیشہ کی طرح سراسر کا کاٹ ڈال میں اپنی فکر کشیدہ اور مردہ تیرے ہی سامنے
 اچھا ہوں اس سے کہ تجھے الگ ہو کے بادشاہ زندوں کا بہنوں میں نے لاکھوں دفعہ اس سے پہلے
 آزما دیا تھا کہ تیرے جملہ معاملے اپنے جھگڑے میں نہیں انخلا و شرح میں کا تش لکھا ہو میں
 اسکو کا تش جانتا ہوں اگلے دن کو افگندہ ہمیشہ کو پیش قولہ عن لی یا شتی لمن انشورہ ابرکی یا ناقی
 ثم السرور یا بلعی یا ارض وسی قد کفی یا شربی یا نفس و و آقا صفا حدت یا عیدی الینا مر باد نعم مار حوت
 یا ریح اصباہ گفت ای یا بان روان گشت و دایع و سوی آن صدر یکہ میرست و مطلع و دمدم و درود
 بریان میشوم ہرچہ بادا باد آنجا میروم ہرچہ دل چون سنگ غار ایکندہ جان من عزم بخارا میکندہ
 مسکن یا رست و شہر شاہ من پیش عاشق این بود حب الوطن بہ المصی تھا تو میرے واسطے
 امی میری آرزو راگ زندگی کا جس سے مردوں میں نشور پڑ جائے اور احوال میرے بیٹھے ماسوار ہوں
 اور مطلوب کی طرف جاؤں آخر میں میرے اشک جواب تک ہے انکو پی لے کہ یہ کافی ہونگے اور اب
 تجھ کو نہیں لینگے کہ اب میں نہیں روؤں گا اس میں تلخ ہوایت کریمہ یا ارض ابلعی ماوک سے اور تشبہ اشک
 کی طوفان نوح سے پی لے اسی نفس شراب دوستی مصفا و بے کدورت کی اور اس کے نشہ میں مست
 ہو جاؤ میرے عبد تو جو میری طرف لوٹے جھکومر جا کہوں اور امی باد صبا کیسا اچھا تیری روح سے
 خوشنود ہوا ہوں یہ اشعار پڑھے اور کہا کہ لواؤ دوستو الوداع اب میں اس صدر کی طرف جاتا ہوں
 جو امیر ہو اور مطلع ہر دم سوز عشق میں جھنستا تھا اب ہرچہ بادا باد کہتا وہاں جاتا ہوں دل ہر اشل
 سنگ خارہ کے سختی کرتا ہو لیکن جان میری قصد بخارا کا کرتی ہو اس واسطے کہ وہ میرے یار کا سنگ
 اور میرے شاہ کا شہر تیس وہ جو حب الوطن مشہور ہو عاشق کے نزدیک یہی ہو یعنی جان عشق ہو

عاشق کا وہی وطن ہو

پوچھا معشوق کا عاشق سے کہ شہروں سے کونسا شہر تو نے اچھا پایا جہین آبادی پڑا ہو
 اور لوگ محترم اور پر نعمت اور دلکش تر ہوں

قولہ گفت معشوقی بہ اشق کا تو قتادہ تو بغربت دیدہ بس شہر باد پس کد امی شہر از انشا خوشترست

گفت آن شہری کہ در وی و بکسرت + ہر کی باشد شہ مار با ساط + بہت صحر اگر بود ہم الحیا ط + ہر کی
یوسف رخی باش چو ماہ + جنت ست آن گرہ باشد قمر چاہ + با تو دوزخ جنت ست اکی جانفزاہ
با تو دوزخ گلشن ست ای دلربا دشت جنم با تو زندان نعیم + بی تو شدریمان و گل نابرجیم + ہر کی تو با منی
من خوشدل + و رہو در قمر گوری منظر + خوشتر از ہر دوزخاں آنجا بود کہ مرابا تو سر و سودا بود + پس
در از ست این سخن و نہ تظار + عاشق صد جہان شد شکبار + معنی معشوق نے عاشق سے کہا کہ
ای جوان تو نے سفر میں بہت شہر دیکھے ہیں بس سب شہروں میں کونسا شہر زیادہ اچھا ہو گا وہ شہر
جس میں اپنا دلبر جو جس شہر میں کہ ہمارے پادشاہ کا بساط ہو وہ مثل صحرا سے فراخ کے جو گو بیابانگ
ہو جیسے سوئی کاٹا کہ جہان کوئی یوسف نہ ہو چو ماہ ہو وہ جنت ہو اگر کہ قمر چاہ ہو تیرے ساتھ میں ای
جانفزا دوزخ جنت چو اور بے تیرے ای دلربا گلشن زندان جنم تیرے ساتھ میں جنم زندان نعیم ہو اور
بے تیرے گل وریحان نابرجیم تو جہان میرے ساتھ ہو میں خوشدل ہوں اگر کہ قمر گوری میری منزل
کیون نہ ہو جھکو دوزخ جہان سے خوشتر وہ جگہ ہو کہ تیرے ساتھ عشق بازی ہو اور سر و سودا یعنی میرا
اور تیرا سودا فرماتے ہیں یہ باقی تو انتظار کی ہیں اور انتظار میں سخن دراز ہوتا ہو حاصل یہ ہو کہ
عاشق صد جہان کا شکبار ہو۔

منع کرنا دوستوں کا اسکو بخارا لوٹ جائے سے اور تہدیکرنا اکھا اور لا ابا لی کہنا اسکا
تو کہ گفت اور انا صحتی کامی بخیر + عاقبت اندیش اگر داری ہنر + درنگ پس عقل پیش را + بچو پروا
مسوزان خویش + چون بخارا میری دیوانہ + لائق زنجیر و زندان خانہ + با تو آہن سینا یر ششم +
او بچو تیرا با صحت چم + میکند او تیرا بہر تو کار + و داو سگ قنارست + و تو انبان آرد + چون رہیدی +
خدایت را + و داو سوئی + زندان میری چوت قنار + و بر تو کردہ کوئل موکل آدمی + عقل یتیمی کرنا +
کمزوری + چون موکل نیست + بر تو ہیکس + دازہ بست گشت + بر تو پیش پس + عشق پنهان کردہ ہو + اور
ایسہاں موکل + امیدید آن نذیر + ہر موکل + موکل غنی ست + و در نہ در بند سگ طبی ز صیبت + معنی
و ایک نا صحتی اس سے کہا کہ ای بچہ کہاں جاتا ہو اگر جھکو عقل ہو تو انجام کام کو دیکھ اور اپنی عقل
سے پس پیش کو فوب غور کر لے پروا نہ کیطرح آپ کو آگ میں مت جھوٹے توجہ بخارا جاتا ہو سخت
دیوانہ ہو اور لائق اسکے کہ تیرا بچہ کیا جاسے جہان جاتا ہو وہ تھپڑا یا غصہ ہو کہ لوہا جاتا ہو اور
میں آنکھوں سے تیری جستجو میں ہو وہ نیرے لیے چھری تیر کر رہو وہ ایسا جیسے تھکا کا کتا تو ایسا
جیسے آٹھ کی گول جب تو اس سے چھوٹ گیا ہو اور خدا نے جھکو راہ دی کہ اس کے بچہ سے نکال دیا پھر

یہ کیا حال ہو جو تو دندان کیطرت جاتا ہو اگر تجھے اس قسم کے موکل اسکے کرتے تو عقل کی یہ بات بھی کہ
تو انکو نہ ملتا آب تو کوئی تجھے موکل نہیں ہو کچھ تجھکو پس کو پیش کیسے نہیں سوچتا آب مقولہ مولانا کا ہو
لے نہ صبح نہ دیر ظاہر کے موکل تو دیکھتا ہو اور پوشیدہ موکل نیلے عشق جنے اسکو اسپر کیا ہو اسکو نہیں دیکھتا
ہر موکل کے واسطے ایک موکل پوشیدہ ہو اسی سبب سے تو وہ سگ طبیعت کے قید میں ہو ورنہ کیوں تو
پہلا موکل بصیغہ مفعول اور دوسرا بصیغہ فاعل ہوا اختلاف شرح میں ورنہ او دور لکھا ہو جس سے دو
اضافیتیں بلا ضرورت خاک ہوتی ہیں میری دانست میں افضول ہو قولہ ختم شاہ عشق بر جانش نشست
بر عوانی و سیہ و عیش لبت دمیزند آزا کہ ہیں اس را بزدن و زان عوانان ہننان افغان من بہر کڑی
در زبانی میر و در گرتہا با عوانی میر و در گراز و واقف بدی افغان زدی پیش آن سلطان سلطان
شدی بہرختی بر سر پیش شاہ خاک ہتا امان دیدی زوید سہناک و میر ویدی خویش اسی کم زور و دلاں
مندی اکن موکل اتو کو رہ غرگشتی دین در دین پروبال بہر و بالی کو کشد سوی و بال بہر سبک دارد
رہ بالا کند چون گل آکوشد گراہینا کند و جہد کن پندرا گل آلودہ کن و یک گوشت کرشد و پندم کن پند
دادا القصہ عاشق را بسے و عادل بیدر و چون ققتے و آہنی عوان سرنگ دیوان سلطان عادل
ملا مت کنند یہ مقولے مولانا ہم کے ہیں کہ یہ صبح نہیں جانتا کہ اسکی جان پر بادشاہ عشق کو غصہ ہو اور اسکو
ایک سپاہی ظالم سیر و سے باندھا ہو اور یقین کیا ہو اور سپاہی کو مار مار کے کتا ہو کہ اسکو مار میں
انھیں سپاہیوں پوشیدہ سے میر افغان ہو جو تو زیان کیطرت جاتے دیکھے تو جان لے کہ یہ تنہا
نہیں ہو گو لبنا ہر تنہا ہو بلکہ وہ کسی سپاہی کے ساتھ ہو وہ اسکو لیے جاتا ہو لیکن یہ اس سے وقت
نہیں اگر واقف ہوتا تو شور و فغان کرتا اور اس شاہنشاہ کے سامنے جاتا اور سر پر خاک ڈالتا
تب اس دیوسہناک سے امن پانا آب تو کرتے تو اب جو کم از مور آپ کو میر جانا جو اس سبب سے تو اندھا
اس موکل کو نہیں دیکھتا تو کہنے جھوٹے پروبال پر جو قوت دنیا کی ہو فریفتہ ہو اور یہ پروبال ایسے
کہ و بال کیطرت تجھکو پہنچ رہے ہیں تو اپنے پر ہلکے سبک رکھ اور عالم بالا کی جانب راہ پیدا کر ایسے
کہ جب پر گل آلودہ ہونے میں تو بجاری پڑ جاتے ہیں اڑنے میں وقت لڑتے ہیں تو کو شش کر
گل آلودہ مت ہونے دے لیکن کیا کیا جابے کہ تیرے تو کان بہرے ہو گئے اور میری نصیحت
پیرانی ہو گئی پھر کیسے اثر ہوا القصد اس عاشق کو اس عادل اور ملا مت کنندہ بیدار نے بہت
نصیحت کی وہ اسکے حق میں آواز ققتس کی ہوئی کہ اور سوز و گداز پیدا ہوا جیسے ققتس کی آواز کے
آگ لگ اٹھی ہو ققتس کا بیان مشہور ہو اور لغات میں مسطور

الابابی کسنا عاشق کا ناصح عادل سے از سر عشق

تو کہ گفت ای ناصح عشق کن چند پند پند کہ وہ زانکہ بس سخت ست بند سخت تر شد بند من از پند تو عشق را
 نشناخت و دشمن تو بہ آن طرف کہ عشق می افروزد در دوہو حقیقت شافعی درسی نکردہ تو کن ہندیم از کشتن
 کہ من ہشتاد ہزارم بخون خویشین + عاشقان را ہر زمانہ فی مروتیت + مردن عشاق خود یک نوع نیکیت +
 آن در صدد جان دارد از نور بدلی + وان دو صدر را میکند ہر دم خدا + ہر کجا جان راست ندہ بہا
 از بی خوان عشرہ امثالہا مگر بیز خون من آن دوست + و پای کہ بان جان بر افتاد ہر دم + از نمودم گ
 من در زندگیت + چون ہم زمین زندگی پاید گیت + اقلکونی اقلکونی یا ثقات + ان فی قتل حیات فی
 حیات + یا منیر الحدیث یاروح البقا + اجتنب روحی و جدلی باللقاء فی حبیبی جبہ میثوی الحشا + کویش میثوی علی
 سینہ مشا + آہی گما ای ناصح خاموش ہو کمان یک نصیحت کر گیا میری بنہایت سخت ہر توصیعت
 مت کر اس سے کچھ نہیں ہوگا تیری پند سے میری بند اور زیادہ سخت ہوتی ہو میرے مشہور ہر ریشم کی
 گرہ پرانی تو نے اسے دشمن عشق کو نہیں پہچانا عشق وہ شہر ہے کہ یہ جہان در واپنا بڑھاتا ہو وہاں جلیف
 اور شافی مطلق درس نہیں کرتے تو مجھ کو مارے جانے سے مت ڈرا کہ میں نہایت ہی بیابا اپنے خون
 خود ہوں یہ بھی جانتا ہو کہ عاشقوں کا ہر دم ایک قسم کا مارا ہو انکا مارا اس ایک قسم متعارفہ کا نہیں ہو اگر کتا
 دوسو جانین نور ہدایت سے رکھتا ہو اور صد درجن ہدایت یافتہ ہو ان سب کو ہر دم اسپر خدا کرتا ہو
 اور ہر ایک جان کی قیمت دس دس جانین پاتا ہو جیسا کہ قرآن میں ہے من جاہل بحسبہ فلہ عشر
 اتنا لہما جو کوئی آیا سانے خدا سے قتال کے ایک نیکی لیکر اسکے بے دس نیکیاں مل اسکے ہن اگر وہ دوست
 سپر خون بہا کے تو بہا کے تو جا اپنا کام کر میں ناپتا کو دتا ماؤنگا اور جان اسپر شاکر و گناہین
 خوب آزمایا کہ میری موت اس زندگی میں ہے جب میں اس زندگی سے چھٹ گیا تو پابندگی ہو میر
 موت نہیں معافی اشعار عربہ بار بار تبا کی کہتا ہو کہ او ثقات مجھ کو را عشق میں مار ڈالو بیشک قتل
 میں مجھ کو حیات و حیات ہے آجودشن رخسار دالے اور ای بقا کی جان کہ بقا بھی سے زندہ ہوئی
 میری روح کو اپنی طرف کھینچ اور اپنا دیدار مجھ کو عطا کر میں جس سے یہ خطاب کرتا ہوں وہ میرا ایک
 حبیب ایسا ہو جسکی محبت نے میرے اعضا اور دلی کو کھون ڈالا اگر وہ چاہتا ہو چلنا پھرنا تو میری
 آنکھوں پر چلنا پھرنا ہو تو کہ پاسی گو کہ چہ تازی خوشترست + عشق را خود صد زبان دیگرست + ہو سے
 آن دلہر چو کران میثود + این زبانہا جملہ حیران میثود + بس کلمہ دلبر در آمد در خطاب + گوش بشو واللہ اعلم
 بالصواب + چونکہ عاشق تو بہ کرد انون نرس + کو چو عیاران کند بردار درس + کہ چہاں عاشق بخار میر و

فی مدرسہ دینی پاشا میرود و دہ خلع کس خود را از خود بیزار شود و بعد از آن اندر مردم بر کار شود و عاشقان رکشد
 مدرس حسن دوست و دفتر درس سبق لایان روی دوست و عاشقند و فخر و تکرارشان میرود و تا عرش و
 تخت یارشان مدرس شان آشوب و چرخ و دلولہ فی زیادت و باب سلسلہ سلسلہ بین قوم حب
 مشکبار سلسلہ دوست اما دور یار سلسلہ کس ایریہ سرد مرتضیٰ کو گنج گنج حق و کعبہ ہا اگر دم خلع و مبارک
 بدین ذکر بخار میرود و المعنی خلع جدا کر لینا روح کا بدن سے زیادات نام کتاب جو فقہ حنفی میں ہوا
 سے سلسلہ ریغ و نام کتاب اور نسل انسان و سلسلہ فقرا و در وقت شو کا دوسرے پر اور دوسرے کا اسی پر
 جہد بالفتح موسیٰ مرید سر سہارا بصرہ یاری زوجین از یکدیگر آب مولانا رح اپنی طرف مخاطب ہیں کہ اگرچہ
 تازی زبان نہایت خوش ہو لیکن تو فارسی میں کہ اور تیرسی تازی اور فارسی پر بھی کچھ نہ سنیں عشق کی
 اسکے سانسزبانین اور میں گریجہ ہوا اس دلبر کی تیران ہوتی ہو تو یہ سب دبا میں حیران ہو جاتی ہیں تین
 اس میں کہ دن کہ دلبر خطاب میں کیا اور کان بجا گے اشد خوب جانے والا ہو فرماتے ہیں جبکہ عاشق نے
 اس وقت کسی خوف سے تو بکی تو وہ عیار و ن کی طرح سولی پر کب سبق عشق کا پڑھیکا اگرچہ یہ عاشق بنارا
 جاتا ہو مگر سبق پڑھنے جاتا ہو کسی استاد کے پاس جاتا ہو اس سے کہو کہ آپ کہ آپ سے خلع کرے
 اور بیزار ہوئے یعنی روح کو تن سے چھڑا لے بعد اسکے حرم عزت میں بر کار ہوئے گسوا سٹے کہ عاشق
 مدرس حسن دوست کا جو وہ اسی سے سبق پڑھتے ہیں اور انکا دفتر اور درس اور سبق سب ایک صیغہ
 سے ہو ہیں تو وہ خاموش لیکن نغہ تکرار سبق کا انکے عرش اور زیر تخت یا رہو نچتا ہوا انکا درس کیا
 آشوب اور رقص و دلولہ نہ زیادات ہو نہ باب سلسلہ کہ دونوں کتابیں ہیں انکا سلسلہ موسے
 مجدد لعل مشکبار جو وہ جو سلسلہ ہو کا ہوا انکے لیے دور یار کا سلسلہ ہو اگر کوئی سلسلہ کس کا تجھے پوچھے
 کہ یہ سلسلہ بھی فقہا میں عجیب سٹون سے ہو تو اس سے کہہ دے گنج خدا کے کیونین میں ساتے اور
 یہ سلسلہ کس کا سلسلہ انت کا ہی بے اعلام انت دار کہ بعد پیر ویش کے دعویٰ کیا کہ میرے درم با
 وینا ریادہ تھے اب فرماتے ہیں کہ اگر تو خلع اور مبارک در میان میں آگیا تو اسکو برا مت جان
 کہ ایک ذکر میں دوسرا ذکر ملایا ہو اسوا سٹے کہ بخارا کا ذکر بھی تو ہو رہا ہو جہاں یہ سٹے حل ہوتے ہیں
 اور جو نچا اور مسائل شلا زیادات اور باب سلسلہ اور سلسلہ کس کے خلع اور مبارک کو اس شعر میں اخ
 کیا ہو اور کہا کہ دم خلع و مبارک میرود و ہر کو اول و آخر کا اخ کرنا حاوی ہو سب کے اخذ ہو کہ باقی
 انھیں کے ضمن میں ہیں قولہ ذکر ہر چیز و ہر خاصیت و اگر انکا دار و ہر غرض ہا بیتے و در بخارا و ہر ہا لغی
 چون بجای و ہر ہا لغی ہا بخاری غصہ داش در شش چشم ز رخسار شیش میگیاشت + ہر کہ دخلوت شیش یافت

احمد شہنا جوید و شنگاہ الباجال جان جوید نہ چکا سہہ با شہر میں راخبار دہاں تاسہہ دید برداش
 بود علت قرار زمین ہی دنیا سچوید عامہ راہ دانکہ دنیا را ہی بیند عین + دانچہائی را ہی دانند دین +
 کاین جهان را نقد می بیند غاش + دانچہان لہبہ می بیند دلاش + باز و سوسی حدیث آن جوان
 کز غم صد جهان شد ناتوان + نہی پھر بتائید بالا فرمایا کہ ہر چیز کے ذکر کی خاصیت ہو اور ہر عرض
 کی ماہیت کہ کیفیت و کم و غیرہ ہین اسے خالی نہیں لہذا بخارا کا ذکر خلع و غیرہ کی طرح مجھ کو لگیا تو اگر
 بخارا میں علم و فن میں کسے غالب ہو لیکن اگر بخاری کی طرح متوجہ ہو تو جملہ علوم و فنون سے فارغ و
 خالی ہو وہ بخاری قصہ دانش سے جدا تھا اسکی آنکھ خورشید پیش پر لگی تھی اسواسطے کہ جسے خلوت
 میں پیش پر راہ پائی وہ دانش کے سامان و قدرت کا طالب ہمین ہوتا جو وقت جمال و خوبی جان کا
 چکا سہہ ہم نوالہ ہو جاتا ہو تو پھر اسکو اخبار دانش کے ناگوار ہوتے ہین اور اسے کھراتا ہو جو دید کہ دانش
 ہو علت قرار ہی سبب سے عام کو دنیا غالب ہو رہی ہو اور اسکی طرف رجوع ہین کہ یہ دنیا کو عین
 نقد جانتے ہین اور اس جهان کو ایسا جانتے ہین جیسے قرص اور ادھار اسیلے کہ اس جهان میں
 جو کچھ ہو اسکو نقد ظاہر ہتے ہین اور اس جهان کو مثل ادھار و لاشو کے آب کہتے ہین کہ پھر اس جوان
 ذکر کی طرح لوٹ جو صدہاں کے غم سے ناتوان ہو رہا ہو

متوجہ ہونا اس عاشق کا طرف بخارا کے

قولہ رونما و آن عاشق خونایہ ریزہ دل طیان سوی بخارا گرم و تیز راگ آمون پیش او مجون
 آب جیون پیش او جیون آگیدہ آن بیابان پیش او جیون گلستان طلی نشا نماز منہہ اشخون گلستان
 در سمرقندست قندالبش + از بخارا یافت و آن شدہ ہمیش + اسی بخارا عقل با قرار ہو وہ ملک اند
 من عقل و دین بر بودہ + بدریچیم اذام چون ہلال + صدریچیم درین صفت فعال + چون سودا دآن
 بخارا را بدیدہ در سودا و غم باضی شد بدیدہ + ساعتی اقتاد ہیوش و درازہ عقل او پریدہ درستان
 رازد بر سرور ویش گللابی بیزدندہ از گلاب عشق او غافل بدیدہ او گلستانی نہانی دیدہ بودہ غافل
 عشقش ز خود بیریدہ بودہ تو فسردہ در خور اندیم + با شکر مقرون نہ کر خود نہ درخت غفلت با تو
 ہست و عاقلی + و ز جنود الم تر و با غافل + این سخن پایان ندارد و تیزان + تار و سوسی بخارا آن جوان
 المعنی آمون آموی نام رود میان ایران و توران علی ہذا جیون نام ہنرمیان خراسان و ماوراء النہر
 یعنی وہ عاشق خواہہ ریز اس حال سے کہ دل طیان تھا گرم و تیز بخارا کی طرف متوجہ ہوا آمون کا کہ
 اس کے آگے ایسا تھا جیسے حریر اور آب جیون کا جیسے آگیکر و تالاب وہ جنگل جو اسکی راہ میں تھا

گلستان گلستان تھا اور یہ اس میں ایسا خرم و طمان جانا تھا جس کے رشک سے گلستان گلستان
 گزرتا تھا سحر قند میں قند ہونے بجائے لیکن اس کے لبوں نے ہمارے قندیا یا اور یا سا کہ وہ اس کا دین
 آئین ہو گیا گستا تھا اور بچارا تو عقل افزا شہر تھا لیکن مجھ سے تو تو نے میری عقل بھی چھین لی اور
 دین بھی چھین لیا میں طالب بدر کا ہوں اس سبب سے ہلال اور لاف و خفیت چور ہا ہوں اور
 صحت فعال میں ہوں مگر جویدہ صدر کا ہوں صفت فعال وہ جگہ مجلس میں جہاں جوتیان آتا ہیں
 جب اسے سوا دینے والی شہر بچارا کو دیکھا اسی غم کی سیاہی سے ایک سفیدی ظاہر ہوئی یعنی
 فرخس سے ایک ساعت بیہوش اور لبا پڑا ہا اور عقل اس کی بستان را کو ڈگنی لوگ اس کے سرور پر
 گلاب چھڑکتے تھے اور اس بات سے غافل کہ گلاب یعنی آب و گل عشق کا اندھا جہا ہوا اس نے ایک گلستان
 نہانی دیکھا تھا اور غارت عشق نے اس کے لوٹ کے آپ سے جدا کر دیا تھا اب فراتے ہیں تو سردا ہوا
 ٹھٹھرا ہوا حرارت عشق سے خبر جو تو لائق ایسے دم کے نہیں جو تو ایک ذرا پیر شکر سے کیسے مقرون ہو
 تو عاقل چو اور رفت خفیات تیرے ساتھ لگا ہوا اور جنودا الم تر وہا سے غافل بنے وہ لشکر جیکو نئے نہیں
 دیکھا کہ وہ مسکینت اور واردات ہیں جو قلب پر وارد ہوتی ہیں انقصہ کہتے ہیں کہ اس سخن کی پایا
 نہیں تو گوڑا تیرا ناک تا وہ جوان بخارا پہنچ جائے

داخل ہونا اس عاشق کا بخارا میں اور تہدید کرنا دوستوں کا ظاہر ہونے سے

قولہ اندام در بخارا شادمان پیش معشوق خود و دارالامان ہم جو آن سستی کہ پیر بر شیر و مد کنارش گیر
 گو یک گیر ہر کہ دیش در بخارا گفت خیزدیش از پیداشدن نشین گزیرد کہ تیرا جوید آن شہر شگین و کش
 از جان تو دہ سالہ کین و اللہ اللہ و میرا در خون خویش و تکیہ کم کن بروم و انمول خوش و شہدہ صدر جان
 بودے و راد و مستعد بودی مندس او ست و ہم شیرش بودی و ہم محرم کشہ از بہر گناہی ہستم و
 خد کر دی و جزا بگرختی و رستہ بودی باز چون آوختی و از بلا بگرختی با صہیل و اہلی و اوردت اینجا
 یا اجل و ایکہ عفت بر عطا روت کند عقل و عاقل اقتضا حق کند بخس خرگوشی کہ باشد شیر جو
 زیر کی عقل و چالا کیت کو بہت صد پندین فسونہا می قضا و گفت اذ اباء لقضا ضاق لقصا
 صدرہ مخلص بود از چپ و رہت و از قضا بستہ شود گرازد با ست و آئی آتیر یعنی عالی و بلند و فلک
 و کرہ ناکہ سبب بلند ہوتے وہ عاشق خرم و شادمان اپنے معشوق کی واسطے دارالامان بخارا میں داخل
 ہوا اور ایسا شوق میں آیا جیسے کوئی مست عشق کا بلندی فلک پر اڑتا ہو اور پاتا ہو کہ ماہ اسکو بفل میں
 دبا لے اور کہے کہ لے جو کچھ تیری خواہش ہو ماہ سے مراد مطلق نہیں دوستوں سے جسے اسکو دیکھا کہ

مگر قبل اس کے کہ اس کا نام لیا جائے اس سے پہلے کسی طرح بھاگ جانا اس کے لئے کہ وہ بادشاہ چنگیز تیری
 نکاح میں ہوتا دس برس کا کینہ تیری جان سے محالے تو شہنہ صدر جہان کا تھا اور بہادر اور مستند
 مسند سادات اور شیر و خرم بھی پھر ایک گناہ میں تھم ہوا تو نے بیوفائی کی اور گناہ کی جہاں سے بھاگنا
 پہنچے سے چھوڑا ہوا تھا پھر کیوں اس کو آلیٹا سیکڑوں جیلوں سے تو بلا سے بھاگ پایا تھا اب بتایاں بھگ
 پھر کون لایا کیا تیری بیوقوفی یا موت اس شخص تو وہ ہو کہ تیری عقل عطا دیجئے منشی فلک کو وقت میں
 ڈالے لیکن کیا کرے قضا عقل و عاقل دونوں کو احق کر دیتی ہو کیسا شخص وہ ہو کہ گمش ہو جو بشر کی تلاش
 میں ہو تیری عقل و دیر کی وچا لاک کی کہاں گئی ایسے سوچنا افسوس قضا کے بہن جو ایک آنکس
 یہ جو اسپید اسے کہا ہو جب قضا آتی ہو میدانِ فرخ تنگ ہو جاتا ہو نہ بھاگ سکتا ہو نہ کہیں اس کی سہائی
 ہو سکتی پس کون راہیں اور ٹھکانے خلاصی کے بہن لیکن سب بند ہو جاتے بہن یہ قضا ایسی بری بکا
 اڑدہ ہو اختلاف شرح میں بجائے کہ ترا کے کہ ترا و رب کو درمیان اور کہ اڑدہ کو کہ اڑدہ کو لکھا ہو

جواب عاشق کا ملائت کرنے والوں اور ڈرائیو والوں کو

تو کہ گفت من مستقیم آہم کشتہ گر چہ سپدا تم کہ ہم آہم کشد ہیج مستقی نہ گریز و زاب مگر دو صد بارش
 کن بات و خراب مگر بیا سدا مرادست شکم عشق اک از من نخواہد کشت کم گویم انگہ گریہ سدا از بطون
 کا شکے بحر روان بودم درون و خیک شکم کو بدراز موج آب کہ میرم ہمت مرگم مستطاب من
 بہر جانیکہ نیم آتجو و شکم آید کو دی من جاسی او دست ہیچون دن شکم انچون دہل و طبل عشق آب بیگویم
 چوئل مگر بریزد خونم آن روح الا میں و جرحہ جرحہ خون خورم ہیچون زمین و چون زمین و چون جبین
 خوشخوارہ ام ہما کہ عاشق گشتہ ام ایکارہ ام شب ہی چشم در آتش ہو دیگ و ردتا شب خون خورم ہما
 ریک من پشیمانم کہ مکر انیک ختم از مرا دشمن او بگر خیم گویاں برہاں شتم ختم خویش و عید قربان او
 عاشق کا خویش و گا و گر خند و گریزی خور و بہر عید و فوج خودی پرورد و گا و موسی دان و جان
 وادہ و جزو جزوم حشر برآزادہ و گا و موسی بود قربان گشتہ و کترین جزو دش حیات گشتہ بہر جید آن گشتہ
 زاسپیش زجا و در خطاب ضرر ہوہ بعضا و المعنی کہا میں مستقی ہوں پانی چھکوا اپنی طرف کھینچتا ہو
 کیسے نہ جاؤں اگر یہ بھی جانتا ہوں کہ اسی پانی سے مر جا بگلا جیسے مستقی مر جاتے ہیں کوئی مستقی پانی
 سے نہیں بھاگتا اگر یہ پانی اس کو دوسو دفعیات و خراب کیوں نہ کرے اگر میرے دست و شکم سوچ
 جائیں لیکن عشق پانی کا مجھ سے ہرگز کم نہوگا اگر میرے دبطون کا حال مجھ سے پوچھیں تو بھی کہو گلا کا
 کوئی دریا میرے باطن میں روان ہوتا آب سے گند و کہ اپنی تیغ موج سے میری خیک مشک کو

بھاڑ ڈالے نام جانوں مر جاننا مجھ کو خوش و پسند یہ ہو چس جس جگہ کوئی کچھ دیکھتا ہوں مجھ کو شک
اکتا ہو کہ فوس اسکی جگہ میں ہوتا آتھ میرے مثل دن کے ہیں اور شکماندہل کے اس حال سے نقاد
عشق آب کا گل کی طرح بیمار ہا ہوں اگر وہ روح زمین خون میرا بہاؤ تو گھوٹ گھوٹ کر کے زمین
کی طرح میں ہی اُس کو کھالوں ایسا اپنے خون کا پیسا ہوں میں تو زمین و جنہن کے مثل خودوارہ ہوں
جب سے عاشق ہوا ہوں میرا یہی کام ہوا آت بھرا ایسا کھوتا ہوں جیسے آگ میں ہاڈی کھولتی ہو
دن کو رات تک ریت کے مانند خون کھاتا ہوں کیسا پشیمان ہوں کہ میں اس سے لڑ کر کے بھگا اذ غصہ
اسکا میرا در گیا اب اُس سے کہہ دو کہ غصہ اپنا میری جان رت پر جلانے وہ عید قربان ہوا اور عاشق
جیسے گاوا اور پیش جو قربان ہوتے ہیں گائے اگر سوئے یا کچھ کھائے تو ہوسوا سٹے آپکو پالتی اور دیا
کرتی جو کہ عید قربان میں بیچ کیجا ہوں مجھ کو گاؤ موسی جان اور ایک جان دادہ کہ خبر جزیرا حشر پر آزاد
کا ہو گاؤ موسی مراد اس گاؤ سے ہر جو سامری نے سونے کی ڈھالی تھی اور حضرت جبریل کے قدم کی
خاک اُسکے منہ میں ڈال دی تھی جس سے وہ گائے کی طرح بولنے لگی تھی اُسکے بیچ کا حکم حضرت موسی
ہوا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ ایک شخص بنی اسرائیل سے مارا گیا تھا اور قاتل معلوم نہیں ہوتا تھا میں حکم
ہوا کہ اس گائے کو بیچ کر کے قسمہ اسکا اس مقتول کی لاش پر بار و زندہ ہوئے قاتل کو بتا دیگا
اسی نظر سے مولانا رح نے حشر پر آزادہ کہا ہو یعنی زندہ ہو جانا ہر آزاد قید حیات کا اُسکے موافق وہ
عاشق غمزہ آپکو گاؤ موسی کہتا ہو شعرا بعد اسکی تفسیر کہ گاؤ موسی وہ قربان کشتہ تھی جسکا جز حیات
ایک کشتہ کا ہوا کہ وہ کشتہ اُسکے صدر کے باعث اپنی جگہ سے اُچھل پڑا کہ اسکی نسبت خطاب الہی
تھا فقلنا اضربوه ببعضنا پس کہا بننے مارو اسکو بعض اُسکے سے قولہ یا کر امی اذ بجا اہذا البقرہ ان
ارتم حشر اولاح النظر از جادی مردم و نامی شدم از ہنہا مردم بخوان سر زوم مردم از حیوانی و آدم
شدم پس چہ ترسم کی زمر دن کم شدم حملہ دیگر بصرم از بشر تا برآرم از ملائک بال و پر و در ملک ہم
بایدم حبتن ز غم کل شئی ہالک الا وجہ بار دیگر از ملک قربان شوم بچہ اندر وہم ناید آن شوم
پس عدم مردم عدم چون ارغنون گویدم انا الیہ راجعون مرگ دان کان اتفاق رست است
قاب حیوانی انسان و ملک است رست بچو نیلو فرمازد ان طرف جو ہمچو ستھے حریص و آبجو مرگ او آبت و او
جو بایے آب میخور و او خدا عالم بالعصا و اسی فسردہ عاشق تنگیں بند کو زیم جان زبانان میرد
سوی تیغ عشقش ای تنگ زبان صد ہزاران جان نگر دستک زنان و جوی دیدی کو زہ اندر جوے
ریزد آب را از جوے کی باشد گریزد آب کو دہ چون در آب جو شود محو گردد و دروے و جو او شود

وصفت او فانی شود دلش بجا آید پس کم شود و بدلتا خوش را بر علی ادا و توفیق حاصل آید که از او کفر
 بچو گوئی مسجد کن بردی سر جانش آن صدر شایسته چشم تر باخ چون زعفران و اشک رمان و زشت
 آن بیدل سوی صدر جهان و کجی نگین معیوب و زشت و بی حاشق بتائید صدر کتایر که ای میرے سرور
 اس گائے کونج کر و اگر چاہتے ہو کہ حشر ارواح نظر کا دیکھیں کہ جو غلبہ بقرق سے کشتہ ہوے ہیں اب
 کتایر کہ پہلے ہم جادی تھے یعنی خاک جس سے حضرت ابوالبرکات نے گئے پھر جادی جیسے مرے اور نامی پھر
 یعنی بڑھنے والے مثل نباتات کے من بعد غلے مر کے میوان میں سر نکالا یعنی جا مار ہوے بعد ہوا
 سے مرے تو آدم ہوے اثرات المخلوقات پس ہر درجہ میں مرنے کے فوقیت و فضیلت ہی پائی پھر مرنے
 سے کیوں ڈرین کہ مرنے سے جھکو نقصان ہی کیا ہوا اور کیا گھٹ گیا اب ایک دوسرا حلا و رہ گیا ہو کہ اس
 بشریت سے مر گئے تا فرشتوں کے سے بال و پر جابین اور فرشتوں میں طین لیکن انکی خواہ سے بھی ہلکا کرنا
 چاہیے کہ کل شئی مالک الادھد فرمایا ہو یعنی ہر شئی ہلک ہونے والی ہو سوا اسکی ذات کے مطلب یہ کہ
 فرشتے بھی ہالکون سے ہیں پھر جب ہم فرشتوں سے نکل کے امیر قرآن ہو جائینگے یعنی فانی اللہ تو اس
 وقت میں ہم وہ ہو جائینگے جو کیسے وہم میں نہ آئیں یعنی عدم ہو جائینگے عدم سے مثل ارغنون کے کیسے
 انما نؤانا الیہ راجعون ہم واسطے اللہ کے ہیں اور ہم اسکی طرف لوٹنے والے ہیں یعنی جیسے عدم
 اس سے متحد تھے لوٹ کے وہی ہی متحد ہو جائینگے یہ جو مشہور ہے کہ اجمیات ظلمات میں ہو وہ ظلمات
 ہی مرگے ہو چکے و فعات بیان کیے گئے اور یہ بات کہ ظلمت مرگے ہو جامع است ثابت ہو تو کیوں ذکر کثیر
 اس طرف جو سے نکل جا جیسے وہ پانی میں بھی ہوتا ہو اور پانی سے علحدہ بھی اور تسبیح کے مثل مرصع اور
 طالب آب کارہ کہ آب کو مرگے مستشفے کا ہو گر پیے جاتا ہو آگے جو کچھ صواب ہو اسکو اللہ خوب جانتا ہو
 اور مخاطب جو افسردہ حرارت عشق سے بے ہر ہو اور نگین نند والا اور زشت و معیوب وہ جان کے
 خوف کے مارے جانان سے بھاگتا ہو تو آخر تک زمان ذرا اسکی تیغ عشق کی طر تودیکھ کہ لاکھوں جانین
 کیسی تالیان بجاتی اس طرف جاتی ہیں جہوت منکر دیکھے جو بقائے حقیقی ہو تو تیرے کوزہ میں جواب بقا
 ہو اسکو اسی نہر میں جھوٹے اسیلے کہ آب کو نہر سے کب گریز ہوتی ہو یعنی تیری جو کچھ بقا ہو اسکو اسکی بقاء میں
 فنا کر پھر دیکھ جب تیرے کوزہ کا پانی نہر کے پانی میں محو ہو جائیگا تو وہی پانی نہر ہو جائیگا یعنی جب آگے
 فنا کر گیا بقا باللہ ہو جائیگا وہ وصف جو اسکے ہیں یعنی بشریت سب فانی ہو جائینگے ذات اسکی باقی رہ جائیگی
 پھر اسکے بعد نہ وہ کہ موند بہ صورت میا کہ پانی کم و بہ صورت ہو جائے بعد ان تیشیوں کے وہ عاشق کتایر
 کہ میں نے آپ کو اسکے نخل میں لکھا یا اس نذرین کہ میں اس سے بھاگتا تھا من بعد گیند کی طرح

منہ کے بل سجدہ کرتا باہم تر جانب اس صدر کے چلا رخ ایسا درو جیسے دھڑان اور کہو جتے ہوئے
وہ عاشق بیدل صد جہان کی طرک گیا انخلا و شرح میں چاؤ شود کہ جو اور شود لکھا

پہونچنا عاشق کا معشوق کے پاس جان سے نا امید ہو کر

قول کہ ہم کفن ہم تیج اندر دست اور چونکہ بود او عاشق سرت اور جگہ خلقان منتظر سرور ہوا بخش بود
یا برآویند دور اے این زمان این حق یک بخت را اکن نماید کہ زمان بد بخت را بچھو پروانہ شرر را نور و
حقانہ درختا و از جان پرید لیک شمع عشق چون آن شمع نیست و روشن اندر روشن اندر روشنیست
او عکس شعہا می تفتیت و مینا یاد آتش و جگہ خوشیت و المعنی جب صد جہان کے پاس پہلا تو
کفن اور چھری ہاتھ میں لیے تھا یعنی مع سامان موت اس لیے کہ وہ عاشق سرت اسکا تھا جان
وینے میں بدیر بخ ساری مخلوق منتظر اور تماشائی کہ دیکھیے اسکو ملتا ہو یا لٹکتا ہو اور کہتے تھے کہ
اسوقت اس نے اسحق کو وہ معلوم ہوتا ہو جیسے زمانہ کسی بد بخت کا آسنے پر وانہ کی طرح شر کو نو
دیکھا اور مثل محزون کے اُسپر گرا اور اپنی جان سے جدا ہوا غرض لوگ تو یہ کہتے تھے لیکن اس سے
بیخبر کہ شمع عشق کی یہی شمع نہیں ہے جیسی شمع وہ روشن اندر روشن اور خاص روشنی ہو وہ بر غلاف
ان شمعوں کے ایک ایک ہو ایسی کہ آگ تو معلوم ہوتی ہو مگر ہمہ تن نہایت ہی خوش ہو

صفت اس مسجد مہمان کش کی اور اس عاشق مرگ جوے لا آبا لی کو سکی کہ اس
مسجد میں مہمان ہوا

قول کہ ایک حکایت گوش کن اسی نیک پی مسجدی مہر در کنار شہری بیچکس دروی نہ خفی شب زہیم
کہ نہ فرزندش شدی آن شب تہیم ہر کہ دروی بیخ چون کورفت بصد م چون اختران در گور رفت
خویش را نیک ازین آگاہ کن پہنچ آمد جواب اکو تاہ کن ہر کسی گفتی کہ پر یا نند تند اندمان مہمان
کشان باتنغ کند وان دگر گفتی کہ سحرست و طلسم کہ رصد بستہ ست بہر جان و جسم وان دگر گفتی
کہ برد نقش فاش و برد دریش کامی مہمان اینجا مہاش و شب غیب اینجا اگر جان بایست و درد مرگ اینجا
کین بکشا یت وان دگر گفتا کہ قفل برنید و غافل کا ید شاره کم و ہید یعنی فرماتے ہیں کہ اے
منا طلب نیک پڑ ایک حکایت مجھ سے سن کہ کنارے شہر جو کے ایک مسجد ہرات کو اسمین کوئی درکے
مارے نہیں سوتا تھا اگر سوتا تھا تو فرزند اسکا اس رات تیم ہو جاتا تھا یعنی وہ شخص مارا جاتا تھا
اور جو کوئی اسمین اندھون کی طرح جاتا تھا صبح ہوتے ہی شل سارون کے گور میں جاتا تھا سارون کا
گور میں جانا غروب و غائب ہونا اکھا آب بنظر ذکر صبح کے فرمایا کہ تو آب کو اچھی طرح اسل مر سے آگاہ

کہ تجھ کو بھی صبح ہوئی جاگ جا خواب کم کر لے کر غرض ہر کوئی کہتا تھا کہ ہمیں پر یان تیرے تندر بہتی ہیں وہی
 همان کش ہیں کہ اپنی تیغ گند سے آدمی کو ادا ملتی ہیں تیغ گند مراد سولے بیچ کے دوسری قسم لڑے ہو
 دوسرا کہتا تھا کہ یہاں کوئی سحر طلسم ایسا ہوئے جان و جسم کے واسطے رصہ باندھا ہوا رصہ درکار بہن
 کسی کام کو بخوبی تمام کرنا کوئی کہتا تھا کہ اسکے دروازہ پر لکھ کے لگا دو خوب ظاہر کہ ایسا ہیان
 مٹ رہا اگر تجھ کو اپنی جان دے گا ہر تورات کو یہاں مٹ سو درند موت گھات سے نکلیگی گھات میں
 بیٹھی ہو کوئی کہتا تھا اسکے دروازہ پر قفل لگا دو اگر کوئی غافل آجائے تو اسکو کھنسنے مٹ دو

آنا همان کا اس مسجد همان کش میں

قولہ تاملی همان در آمد وقت شب کہ شینہ بود آن صیت محبہ از برای آزمون می آزمودہ ناکہ
 بس مردانہ و جانباز بود گفت کم گیر و مگر شکنبہ در رفتہ گیر از گنج نزدیک جبہ صورت تن کو بر بدن کیستم
 نفس کم ناید چون باقیم چون نفخت بود از لطف خدا نفع حق باشم ز نامی تن جدا تا نیفتد بانگ
 نفخش این طرف تا بر آید آن کو ہر از رنگین صید و چون تنوا الموت گفت امی صادقین صادق
 جان را بر افشام برین یعنی آزمون امتحان شکنبہ کسر و فتح کان معدہ حیوانات آور جو بیان کیا
 کہ قفل وغیرہ کی جو تجویزین ہو رہی تھیں اسی اثنا میں ایک همان رات کو آگیا کہ آئے بھی یہ شہرت
 عجیبہ اس مسجد کی سنی تھی اور وہ امتحان اس بات کی آزمائش پر آمادہ تھا اسلئے کہ نہایت مرد مردانہ
 اور جانباز تھا اب مقلات مولانا مارہ کے ہیں کہ تو اپنی گفت و نطق کو روک بیٹھے خاموش ہو اور
 سر معدہ کو بھی بند کر اور کھوار ہو چرخ زر سے ایک جبہ جھاڑے کہ کافی و دوافی ہو گا جبہ رقی بھریا جو بھر
 صورت تن کی جب مجھ سے قطع ہو تو پھر بتائیں کون ہوں اور جب تک من مجھ میں باقی ہر اسی ملی و خود ملی
 تب تک نفس نہیں کھینکا غالب ہی رہیگا ظاہر و ضامی قالی لے میری نہت اسی لطف سے نفخت نیسہ
 من روحی کہا جو یعنی پھوکیا میں نے اپنے دم سے آدم میں جس میں نفخہ حق کا ہوں اس نامی تن سے
 جدا کہ اس وقت تن نہ تھلے ہی نفخ تھا لا جرم اب بھی جب تک آواز اسکے نفخ کی اس طرف نہیں آئیگی
 یہ گوہر یعنی نفخہ اس رنگین صدف تن سے جدا نہیں ہو گا بس اے صادقین صادقین
 دنیا ہو اگر تم سچے ہو تو تنہا موت کی کرو تو میں صادق جب ہی ہونگا کہ اپنی جان اسپر قرآن کروں

ملا مت اہل مسجد کی نسبت همان عاشق کے وہاں سونے سے

قولہ قوم گفتندش کہ ہیں ایجا محسب ہتا کو بہانسات چو کسب کہ غری و منیدانی تو حال کہانہ
 ہر کھفت آمد زوال و اتفاقی نیست ایجا بار بار ویدہ ایم و جملہ اصحاب سنی ہر کہ این مسجد میں کن شرف

نیم شب مرگ ہلا ہل آمدش + از یکی تپا نصدا ین ملاویدہ ایم + فی تقلیدہ اکر کسی بشنیدہ ایم + گفت الدین نصیحت
 آن رسول + آن نصیحت نصیحت غفلت غفلت بمان نصیحت راستی در دوستی و در غلوئی خاخی سگ پوستی +
 بی خیانت این نصیحت از دو دہ دنیا نیت مگر در اچھل و دوا دہ خنی کسب باضم عصا + کہنہ و غیرہ کھلی باکل
 زہر کشندہ غلو نصیحت خیانت کرنا یعنی جب وہ همان اس سجدین آیا لوگوں نے کہا خبردار یہاں اتنا
 ست سوتا جگو با انسان شل کھلی کے نہ کوٹ ڈالے اس واسطے کہ تو مسافر ہو اور اس حال سے ناواقف ہم حقا
 ہین بیان جو کوئی سویا اس پر زوال آیا اور یہ بات اتفاقی بھی نہیں ہو بیان بار بار ہننے ہی بات دیکھی اور اور
 آگاہی ولان نے ہی مسجد کی ایک رات سکھ ہوئی نصف شب کو مرگ زہر ہلا ہل اسکے سامنے آیا اور پچھ
 ایک نہیں سیکڑوں کا یہی حال سب نے بیان پچھم خود دیکھا ہو تم پچھ سے اپنی آنکھ کا دیکھا بیان کرتے ہین
 نہ ایک دوسرے سے سنا ہوا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو الدین نصیحت یعنی دین نصیحت ہو اور
 نیکواری اور الفت کی رو سے نصیحت ضد غلو کی ہو جو بی خیانت کے ہو پچھ خود تفسیر فرمائی کہ وہ نصیحت کیا ہو
 دوستی میں راستی کرنا اور غلو جو اسکی ضد ہو خیانت اور سگ پوستی کہنا بے خیانت یہ نصیحت جھگڑا ہم دوستی
 سے کرتے ہین تجھ کو لازم پکھل انصاف سے شن اور اس سے منہ پھیرا خدا و شریں کے بدگو کو بد لکھا

جواب عاشق کا نا صحوں کو

قولہ گفت اداسی نا صحاں میں بے ندم + از جہان زندگی سیر آدم ہنسل بے زخم ناسا یہ تمام + شقم
 بزخم ہا برمی تمام + منسل ام زخم جو زخم خواہ + عاقبت کم جوی او منسل براہ ہنسل فی کو بود خود ہرگ جو
 منسل ام لا ابالی مرگ جو + منسل فی کو بکھت پول آور + منسل چتے کرین میل بگزد و ماں نہ کو بہر دکانی پڑ
 بل جہدار کون و برکانی زندہ مرگ شیرین گشت و نکلیم زین سرا چون نفس شبن پریدن مرغ را + ان نفس
 ہست عین باغ در مرغ می بیند گلستان و شجرہ جوق مرغان بیرون کردار نقص + خوش ہنخواندازاناد
 قصص + مرغ را اند نقص زبان ہنخواند فی خوش ماندست فی صبر و قرار ہنخواند سوراخ بیرون می کنند
 تا بود کہین ہنخواند پارسند چون دل و جان شبن بیرون بود + آن نفس را در کشانی چون بود + فی چنان
 مرغ نفس کہ آن وہاں + گرد و روش را گرفتہ کرکان + فی بود اورا دران خوف و حزن + آرزوی او نفس
 بیرون شدن + او پچھوا کہ کرین نا خوش حضرت صد نقص باشد مگر دین نقص + المعنی ہنسل کامل و بعد اعتقاد
 و محمل نم و نام دو اجزہ نم تازہ پر ہنحال کرین پول یعنی غلوں پول برہن مل پل بود و معدولہ ترکی میں معنی رو
 اسنے کہا اگر نصیحت کرنے والا محمول ہو کہ نام آدمی اس جہان زندگی سے بیزار ہو تا ہی میں بے ندامت
 اس سے سیر ہوا جو میں کہ بے زخم کے میرے تن کو چین نہیں ہین زخون پر عاشق اور زخون پر آپ کو

منہ تھا پورتا ہوں اس مشورہ میں منہ کی دوا کے معلوم ہوتا ہے میں ایک منہ ہوں زخم جو اور زخم خواہ
 کہ عاقبت کا طالب نہیں زخم ہی سے راہ پر رہتا ہوں وہ منہ نہیں کہ برگ جو ہوتا ہو منہ کا ہلی سے
 بے محنت برگ و نواؤں دھوٹہ تھا جو کہ مفت ہی ملے تین وہ منہ ہوں کہ لاگ ابالی کتا ہوں اور برگ کا
 طالب ہوں لاگ ابالی کے معنی نہیں ڈرتا ہوں میں اور نہ وہ منہ جو چاہوں کہ پیاسا میرے ہاتھ آئے
 بلکہ وہ منہ کہ چپت و جلدی اس پل سے گزر جانے کا خواہشمند وہ نہیں ہوں جو ہر دوکان پر مانگے جاتا ہو
 ہاں وہ ہوں کہ اس عالم کون سے نکل جاؤں اور کان پر پہنچ جاؤں مجھ کو مگ اور چلا جانا اس راہ
 سے نہایت شیریں ہو جیسے مرغ کو پتھر چھوڑنا اور اپنی خوشی کا آڑنا اور جس مرغ کا پیچہ کہ عین بلغم میں ہو
 تو وہ مرغ اس میں سے گلستان و شجر کو دیکھتا ہو اور گروہ مرغوں کے جو باہر ہیں وہ گرد و پتھر کے ہیں اور
 خوش خوش اپنی آزادی کے قصے پڑھتے ہیں اس مرغ کو جو اس پتھر میں ہو اس سبزہ زار سے نہ خوش ہو
 میں نے نہ اس کے غم میں کھاتا ہو نہ صبر و قرار ہی ہر سو راخ سے سرسکا ہوا ہو تو کہیں ایسا ہو کہ اس بند کو اپنے پاؤں
 کھول لے کیسے ہی ہو کہ اپنی جان و دل کو ایسا کھال لے جیسے مرغ بیرونی اور کیسے اس قفس کا دروازہ
 کھل جائے نہ ایسا مرغ قفس کہ نگین جیسے اس پاس پتھر کو بلتیاں گھیرے ہوئے ہیں اس سب پارہ کو
 اس خون و رنج میں یہ آئندہ وہاں کہ میں پتھر سے نکلوں وہ تو یہی پاتا ہو کہ ان ناخوش شیر کے پنجوں
 پتھر کیا بلکہ ہر پتھر سے اور اُس کے گرد ہوں تو بہت اچھا ہر قفس بختیں بچا ہی شیر جمع حصص جیسے حصص
 جمع حصص خلافت شرح میں زخم کو زخم پل کو بول دوکان مع دوا مرغ را کو مرغ را آزادی حصص قفس
 کہ اندر ان کو آئندہ ان لکھا ہو گردش کے بعد راندہ و قفس کے معنی زنبیل خلافت لغت اور غیر مناسب مل
 بیان اسکا کہ عشق جالینوس کا حیات و نیا پر تھا اور ہر نہیں کار آمد نہ ایسا کہ اس
 بازار میں کام آئے ہاں مثل عوام کے ہو گا و الام بومند نشہ اور قیامت کے روز
 خاص حکم اللہ ہی کا ہو گا

قولہ آئینہ گفت جالینوس را در از ہوا میں این جہان و از مراد و را ضمیمہ کمر سن بہانہ نیم جان کہ
 ز کون استری نیم جہان کہ گریہ میں بگر و خود قطارہ مرعش آئیں گشتہ بودست از مطارد یا عدم
 دیدست خیر این جہان و در عدم نا دیدہ او حشر نہان چون چنین کس سیکشہ بیرون کرم می گریز داو
 سپس سوی شکم لطف رویش سوی مصدہ میکند او مقرر در پشت مادر میکند کہ اگر بیرون نہم زین شہر
 گام و اسی عجب دیگر نہ ہمیں این مقام یا دی بودی درین شہر و حمہ تا نظارہ کردی اندر رحم یا چو چہ
 سوزنم را ہی بڑی کہ ز بیرون از رحم دیدہ شدی بہ چنین ہم غفلت از عالمی بہ چو جالینوس او نا حق

اور ہمارے کان رطوبت کی گہرے ہوتی ہے + آن مدد از عالم ہر وقت ہر چنانکہ چار عنصر و جہان + صمد و دار و در شہر
 لامکان مآب دوانہ و قفس گریافتہ است + آن زبان و عرصہ دریافتہ است + جانہای انبیاء مبینہ و باغ
 زین قفس در وقت نقلاں و فرائع + آنہی وہی همان سجدہ شکیلا گستاہی و نائت اس جہان ہین کہ جیسے جالیہ
 حکیم جو انور نے کہا اس جہان کی ہوا و دھواں و مراد کے معاملہ ہین کہ ہین رہتی ہوں اگر مجھ سے نیم جان رہے
 تو رہے مگر جہان ہین کسی گونہ غیر کو نہ دیکھوں یعنی احمق و بے فکر کو جو مراد اہل دنیا سے جو کہ اسکو دلم و
 پائدار جان سے ہین اور ہمین مبتلا ہین اور اپنی نیم جانی اس سبب سے کہتا ہو کہ آدمی دنی الطبع ہو بدون
 اورون کے گذر کیسے کر سکتا ہو بس بدون انکے ضرورتیہاں ہو گا یہ سہر مقولہ جالیہ نوس کا ہو آئینہ پھر بیان
 اسی همان کا کہتا ہو کہ گریہ جو مراد موت سے ہو اپنے گرد قطار مرغون کی دیکھتی ہو اور یہ مرغ ایسے کہ اڑنے
 اور اڑنے کی جگہ سے نا امید نہ اڑ سکتے ہین نہ کہ ہین اڑنے کے جائگہاں تھکانا یا سواے اس جہان کے عدم کو
 دیکھا ہو وہاں اڑنے کے جاتے ہین لیکن عدم ہین جو ہر شہنشاہ ہین اسکو نہیں دیکھا کہ وہاں اس سے بچاؤ
 نہیں جیسے جنہن کہ اسکو کرم اسکا باہر کھینچتا ہو اور وہ پھر شکم کی طرف بھاگتا ہو چنانچہ کیشش و گریز و درزہ کے
 بھگڑنے سے ظاہر اسکا لطف تھا اس زندان سے اسکو صدمہ کی طرف جہان آنے والا ہو تو جگر تار ہو اور وہ
 پشت مادر کو قرار گاہ بناتا ہو یعنی نزدیک سے دور بھاگ جاتا ہو اس خیال سے کہ اگر ہین اس شہر سے قدم
 باہر نکالوں تو کیا عجب کہ یہ مکان مجھے پیر دیکھنے کو نہ ملے یا کوئی دروازہ ہوتا اس شہر نگوار کا تائین رحم کے
 اندر سے اسکا نظارہ کر لیتا یا سوئی گئے تاکہ جیسی میری کوئی راہ ہوتی کہ اسہین ہو کے رحم سے باہر دیکھا
 جاتا بس جنہن بھی اس عالم بالا سے مثل جالیہ نوس کے نا محرم ہو کہ وہ بھی رطوبات ظاہری کو دیکھتا ہو
 یہ نہیں جانتا کہ یہ مدد عالم غیب سے ہو جیسے یہ اربع عناصر جنہے ہر شہنشاہ ہو انکو سیکڑون امداد لامکان
 پہنچتی ہین اور اس پنجرہ ہین اگر آب و دانہ پایا ہو تو وہ بھی ایک باغ اور ایک میدان سے پایا ہو
 کہ اس باغ کو جائین انبیاء کی دیکھتی ہین جیکہ اس پنجرہ سے نقل و فرائع کرتی ہین کہ انبیاء کو قدرت اس
 جسم سے نقل کرنے کی بحالت حیات حاصل ہو اختلاف شرح ہین کہ جنہن کو انجنہن لکھا ہو قول ہین جالیہ
 و عالم غرغندہ ہوا ہ اندر فلکما باز غندہ و ز جالیہ نوس این قول تفسیریت پس جواب ہر جالیہ نوس نیست
 این جواب اسکو کہ کہین گفت کہ ہو دیشش دلی با نور جفت + مرغ جانش موش شد سورخ جو چون شہنشاہ
 از گرگان او غرغ + دران سبب جانش وطن دید و قرار ہ اندر ہین سورخ دنیا موش وارہ ہدیرین سورخ بنائی
 گرفت - درخور سورخ و انانی گرفت + میشہا می کہ مراد اور از مزیدہ اندر ہین سورخ کا راہ گزیدہ + زانکہ دل
 بر کند از بیرون شدن + بستہ شد راہ رہیدن از بدن + نگہبوت اوطیع عنقا و دشتی + از لعابی خیمہ کی انفراشی +

لکھ کر وہ چنگ خود اندر غصہ نام چکلش در دوسرا دم غصہ حصہ قویج و مالخولیا اسکے دسل و
 جذام و ماشرا گرہ مرگست و مرض چکال او ویزند بر مرغ و پروبال ابد المعنی بازغ روشن تابان
 بنائی تبتدیر نون ماری سرسام ورم دلیغ تمضی بفرم پیش شکم و ناف حصہ بالفتح و بالضم و بفتح و بضم
 سرخ و سوزند و جودن پر شکستہ بین بفارسی سرخ قویج واد در و جود و و قوون بین پیدا ہوئے مانیو لیا
 سودا اسکے ایک مرض جو کہ مرچین حروہ معلوم ہوتا ہو اسل مرض مشہور ایسے ہی جذام ماشرا ایک ورم و
 دوسری کہ سرور و بین پیدا ہوتا ہو عرق و بفتح و تشدد ورا و ضم غای مجہ آ و اگر یہ ورسک چنگام علم شمر تباہید صبر
 فرماتے ہیں کہ انبیا جالینوس اور عالم سب سے فالغ بین مثل ماہ کے آسمانوں میں روشن ہیں پس اگر تہ
 بات کہ جالینوس یہ نہیں جانتا کہ یہ رطوبتیں غیب کی مدد سے ہیں یا ریح غا کر کہ مدد و لامکان سے پہنچتی ہو
 جالینوس پر اقرار ہو لوگوں نے اسپر جھوٹ جڑ لی ہیں تو ہمارا جواب بھی جالینوس کیواسطے مہین ہوجیب
 اسپر اقرار ہو تو سچر جواب کیسا بلکہ یہ جواب اسکے واسطے ہو کہ جسے یہ کہا کوئی ہو کہ سوا سلا کا اسکا دل سیاہ
 جفت نور کا نہیں ہو اسکا مرغ جان پر نہ نہیں ہو موش ہو سورخ کا گھسنے والا جب سے اُسے عرق و غنی
 غرا مانیوون کاٹا ہو اور اسی عرق سے اسکی جان نے وطن و قرا اپنا موش کے مثل سورخ دنیا میں
 دیکھا ہو جب تو اس سے نہیں نکلتا اور اسی سورخ میں گھسے گھسے کچھ مکاری بھی سیکھ لی ہو کہ قسم قسم کے
 مکان بناتا ہو اور بقدر سورخ کے دانائی بھی مائل کی ہو اور وہ پیشے کہ اس سورخ کی دیاوتی و
 ترقی میں کار آمد ہوں اختیار کیے ہیں اس سبب سے کہ دل باہر نکلنے سے اٹھایا ہو کہ اس سے نہیں
 نکلا و گھاس راہ بدن سے نجات پانے کی بند ہو گئی مگر مٹی و فی الطبع اپنے لعاب سے کیسا غیمہ بناتی ہو
 اور عرقا بلند مزاج کا کہ میں بھی خیمہ ہو پس مکرئی غنطایع کیسے ہو اب فرماتے ہیں عجیب حال ہو جلی تو
 اپنے چکل پنجرہ میں ڈالے ہو ہے ہو اور اس چکل کے نام قسم قسم کے رکھ لیے ہیں در دوسرا دم پیش حصہ
 قویج و مالخولیا اسکے دسل جذام ماشرا یہ نہیں سمجھتے کہ گرہ مرگ ہو اور مرمن اسکے چکل ہیں جو مرغ اور اسکے
 پروبال پر مار رہی ہو الخلاف شرح میں آگلس کے بعد کا و زائد لکھا ہو عرق کے بعد الف شاید اسکو
 عربی طور پر جمع سمجھا ہو پیشیا کو پیشیا ا طبع کو از طبع کردہ چک کہ کردہ خیک لکھا ہو قتال قولہ گوشہ گوشہ
 می دو بہر دو و مرگ چون قاضی و ربجوری گواہ چون پیادہ قاضی آمد این گواہ کہ بھوندا تانا حکم کام
 ہمتی حواہی تو از وی در گریزہ گر نہ پیر و شد و گر نہ گفت نیز بہتین ہمت دو و او چارہ ہا کہ زنی بر خرقہ
 تن پارہ ہا عاقبت آید صبا حی خشم دار چید با شہ ہمت آخر شرم دار و غدر خود از شہ بخود احوی چہد
 پیش از انکہ انقضار دوزی رسد و انکہ در ظلمت بر اند بارگی و بر کند زان نور دل کیسا رنگی و میگزیو

اور گواہ و مقصدش + کان کو اسوی قضا میخواندش + ناگهان گیرند او را خوار و زار رکش کشان تا پیش
 قاضی شمسار دین گذرکن جانب آن شخص را آن دو کوبیدند که آن شب سیهان و کم می بینی یہ من
 جنکو چنگل گرد مرگ کا کہا ہو جب عارض ہوتے تو ہر طرف گوشہ گوشہ میں دو اسکے لیے دھڑا دھڑا پھرتا
 اس سے بچ کر مرگ ایک قاضی ہوا اور رنجوری اسکی گواہ ہو گئے یہ گواہ ایسا ہو جیسے قاضی کا پیادہ کہ
 جھکو بگاتا ہوتا حکم گاہ تک لیا گئے اب تو اس سے ملت چاہتا ہوا اپنی گریز کے لیے اگر اسے ملت
 مان لی تو مان لی ورنہ کہہ دیا کہ چل اٹھ کھڑا ہوا اور ملت ڈھو ڈھنکا کیا ہو سی دوا میں اور معالجے کہ
 اس خرقہ تن پر یہ ٹکڑے لگیا تا چھپتا ہوا انجام یہ ہو گا کہ آخر کسی دن صبح ہی دشمن کی طرح آگیر گچا پھر
 ملت کب تک ذرا تو شرمنا جھکو تو یہ لازم ہو کہ اس سے قبل کہ قضا جھکو پونچے اپنا عذر بادشاہ
 کر لے اور جو کوئی اندھیری میں اپنا گھوڑا ہانک رہا ہو گناہوں میں وہ اس نور سے دل کیاری
 اور بالکل اٹھالیتا ہو وہ بھاگتا ہو گواہ اور اس کے مقصد سے کیلے کہ وہ گواہ اسکو قضا کی طرف بلاتا ہو
 مگر بھاگنے سے کیا ہوتا ہو کسی دن پکڑی لگیا اور خوار و زار کشان کشان شمسار سامنے قاضی کے
 لے ہی جا گیا اب فرماتے ہیں ان باتوں سے درگذر کر کے اس شخص کی طرف چل کہ وہ اس رات
 اس مسجد میں مہمان ہوا ہوا الخلاف شرح میں خرقہ تن کو من القضا کو انجنا لکھا ہو

ملاست کرنا اہل مسجد کا حمان کو تا اس مسجد میں نہ موئے

قولہ قوم گفتندی بہن جلدی بروہ تا نگر دو جامہ جانت گردہ آن درو آسان ناید بگرہ کہ با خست
 باشد رگہ زربس کسان کا و سخت خور از سخت + وقت پیایچ دستا ویز جیت بیشتر از وقت کسان
 بود در دل مردم خیال نیک و بد چون در آید اندرون کا زارہ آن زمان گردو بر آنکس کا زارہ
 چون نہ شیر ہی ہین منہ پا بوی پیش کہ اجل گر گشت جان تست پیش + و زابہ الی و موش شیر شدہ
 ایمن کہ گرگ تو سر زبرد کیت ابدال آنکہ و مبدل شود و خورش از تبدیل یزدان خل شود و لیکستی
 شیر گیری از کمان + شیر پزاری تو خور ہین مران + گفت حق ز اہل نفاق ناسدیدہ با سہم ماہینم
 باس شدیدہ در میان حکہ گرد ماہ اندہ و زغرا چون عورتان خانہ اندہ گفت پیغمبر سہارا از عینوب +
 لا شجاعہ یافتی قبل الحرب + وقت لاف غرستان کہت زندہ وقت جوش جب چون کہت می گفتند +
 وقت ذکر غر و شیر در ادب وقت کرو فر تیش چون پایا نہ کہ معنی قوم کہتے تھے جلدی کر ہیان سے بھاگتا
 تا با تیری جان کا بلا میں نہ بچس جا سے جاہ جان کا تن ہو جو چیز دور سے آسان معلوم ہو ایکو
 اچھا جان اُسکے نزدیک رت جا کہ آخر میں راہ دشوار ہو جاے اور بھگنا مشکل ہو بہت لوگ ایسے

ہوے ہیں کہ انھوں نے پہلے سے تو آپ کو کسی کام میں لپٹا دیا اور جب بی بی بیچ میں پڑے تو دستاویز
ڈھونڈ بھی کہ ہمارا گناہ کیا ہو کوئی خطا تو بتاؤ جو عبارت مجھ و خوشامد سے ہر آدمی کے دل میں خیال نکلتے
بدب طرح کے گہڑتے ہیں اور اسی خیال کے موافق کرتا ہی بس قبل واقعہ کے سہل و آسان ہوا درجب
اُس لڑائی میں گھس پڑا تو اسوقت آپسروہ کام خراب و تباہ ہو جاتا ہے جب تو شیر نہیں ہو تو خبردار اگر شیر کی بو
پانے تو وہیں ٹرک جا آگے قدم مت بڑھائے اس واسطے کہ اجل گرگ ہو اور تو پیش اپنی جان کو بچا اور
اگر تو بدل ہو اور شیر تیرا موش ہو گیا ہو تو حیون چلا آئیں سے مت ڈر کیلئے لگ کر گمرگ کا سر تھم سے لچکسا ہو
آب کتے ہیں اگر تو ست ہو اور شیر گمرگ کہ نیم ست اور پورے ست کو بھی کتے ہیں اور اپنے گمان میں آپ کو
شیر جانے ہوے ہو تو خبردار مت جا ہرگز اس لائق نہیں ہو دیکھ تو اللہ تعالیٰ نے منافقوں نارہست و
استعارے خطاب فرمایا ہو باہم ہمیں شدید کڑائی باہم ہو دو منافقین کی سخت ہر اسی خانہ جنگ نصف
جنگ لیکن مومنین سے ڈر کے مارے مقابل نہیں ہو سکتے اگرچہ باہدگر حلہ میں مردانے ہیں مگر غر
میں مسلمانوں کے مقابل ایسے ہیں جیسے عورتیں گھر کی اور پیڑھ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی جو بہدار غیب
کے تھے چنانچہ ملائک سپاہ غیبی انکی مدد کو نازل ہوئے تھے فرمایا ہو کہ اس جو ان شجاعت نہیں ہو قبل لڑائی
سے بس لاٹ لگراف ہیو وہ جہت لاٹ لڑائی کا کرتے ہیں تو ست لوگ زور شور سے مالیاں بجاتے ہیں
اور جو جوش جنگ کا ہوتا ہو تو صابون وغیرہ کے مانند جھاگ ڈالتے ہیں جب ذکر لڑائی کا ہو تو سخی والوں کی
بڑی لمبی تلوار چوتی ہو اور جو کمر و فرنگ کی ہو جب تیغ انکی اسی جیسی پیازا ہو پھر اختلاف شیعہ میں کہیں
جگہ کن اور کسان کو لسا پا ہو یا بوی اور پیش کو پیش اور آگ کو گھوب کو محبوب می قند کو بی قند
لکھا ہو قولہ وقت اندیشہ دل اور خم جو پس بیک سوڑن تھی شد خیک و من عجب دارم ز جویای صفاء
کو رہ دور وقت صیقل از جفا عشق چون دعوی جفا دیدن گواہ و چون گواہت نیت دعوی شد تا
چون گواہت خواہد این قاضی رنج و ہوسہ و در برار تابی تو گنج و آن جفا با تو نباشد ای سپرد بلکہ
با وصف بدی اندر تو در بر بند جو بیک آزار مرو زود بر بند آزار نہ زود بر کرد زود گریز و مر اسپ آن کہ پیش
آن زود بر سپ زود بیکش تما ز سگ وار ہد خوش پی شود شیرہ رازندان کنی تمامی شود و آن کی ہر
یتمی را بقہر قند بود آن لیک بنودی چور ہر و دید مروی آشنانش را زارہ آمد و گرفت زودش در کنا
گفت چندان آن تیک رازی چون ترسیدی ز قہر زدی و گفت اورا کی زدم بجان دوست و من
بران دیو زدم کو اندر دست و مادر اگر کوید ترا مرگ تو با دہر مرگ آن نو خواہد و مرگ بس و آن گروہی کہ
ادب گمرختند آب مردی و آب مردان رختند و غازیان شان از دعا و امانت چاہن حیر و محنت مانند

لاون غرہ را زخارا کم شنبو با جبینہا ور صفہ سیا مرد لہنی کر دہم کان عربی مردم صحرائین سگسگ
 اسپ کم ز قمار جبین بفتح تر سنده از جنگ سیا با فتح جنگ یعنی جسوقت اندیشہ کرتا ہوا و خیال ڈالتا
 تو اپنے دل کو زخم جو پاتا ہو کہ خوب خیم کھانگیا اور اور کے بھی لگائیگا پھر جب وقت آیا تو وہ مشک ہوا
 بھری آٹکی ایک سوئی چپنے سے خالی ہو گئی آب مقوے مولانا رح کے ہیں مجھ کو تعجب ہو اُس شخص سے کہ
 طالب صفا کا بھی ہوا اور وقت صیققل کے جفا سے بھی بھل گئے جو آلہ صیققل و صفا کا ہوا جان لے کہ عشق
 ایسا ہر جیسے دعویٰ اور جفا اٹھانا سنا اُس دعویٰ کا گواہ اور ہر گاہ یہ گواہ میرے پاس نہیں تو دعویٰ تبرا
 شراب و تباہ ہو آب جو قاضی تجھ سے ایسا گواہ جو جفا کشی ہو مانگے یعنی جفا میں مجھ کو ڈالے تو رنجیدہ
 مست ہو بلکہ دباں مار کو چوم ایسا جان دینے پر مستعد ہو جا اور جو کوئی نہ کر سکے وہ کام تو کر پھر خزانہ
 کہ تیرے ہی واسطے ہو اور اسی سپر وہ جفا جو تجھ کرے تو اُس کو اپنے اوپر ست سمجھو پھر نہیں ہو بلکہ وہ وہ
 بد جو تجھ میں ہو اسی پر ہر مشکا کسی نے کوئی لکڑی خریدی تھی تو وہ نذر نہیں ماری گرد و غبار نذر ماری ایسے
 اگر گھوڑے کو کسی غصہ ناک نے مارا تو یہ نہ جان کہ گھوڑے کو مارا بلکہ اُسکی سگسگ کو مارا یعنی کم ز قمار
 اور متھے پن کو اور اسیلے مارا تا کم ز قمار سے چھوٹ جائے اور خوش قدم ہو جائے جیسے شیر اُنکو کو
 مشکون میں بند کرتے ہیں تا شراب ہو جائے پھر دوسری تیشل اسی بات پر ہو کہ ایک شخص ایک شتم کو جو
 قہر سے مار رہا تھا اگرچہ وہ اُس کے حق میں قند تھی لیکن بظاہر شل نہ ہر کے معلوم ہوتی تھی ایک شخص نے
 اُس کو ایسا زار زار روئے دیکھ کر جلدی سے آکر گود میں لے لیا اور کہا تو نے اتنا اس شتم کو مارا اور خدا
 قہر سے کیا وجہ جو نہ ڈرا اُس نے کہا کہ ایسا جان دوست یعنی میری جان میں نے اُس کو کب مارا میں نے تو
 اُس دیو کو مارا جو اُس کے درون میں گھسا ہوا اگر تیری مان تجھ سے کہے کہ تو مر جائے تو وہ تیرا
 نہیں چاہتی ہو بلکہ اُس خود فدا کا جو تجھ میں ہو مرنے چاہتی ہو پس جو گروہ کہ ادب و دیب سے
 بھاگے ہیں اُنھوں نے آبرو و مروت کی بھی بگاڑی ہو اور مردوں کی بھی غارتیوں نے اُنکو لڑائی
 سے کمال دیا ہو اسی سبب سے وہ ایسے جیز و محنت رہ گئے ہیں تو شہنی اور غرہ جکی ہندی گھونٹ ہو
 بیہودہ بکنے والوں کی رست سن اور ان نامردوں کے ساتھ لڑائی کی صف میں مت جا الخلاف
 شج میں من محب کو میں لکھا ہر قولہ زانکہ زادو کم خبالا گفت حق و ذکر رفیق سست برگردانی تیر
 کہ گرا تیان باشا ہر و شونہ غازیان ہمیز نمون کہ شونہ خوشین را باشا ہم صف کنند پس گریزینہ
 و دل صف بکنند پس سپاہی اند کی بے این نفر بہ کہ باہل نفاق آید شہر بہت بادام کم خوش
 سینختہ بہ زلبیاری بہ تلخ آہینختہ تلخ و شیرین گر بصورت یک شی اند بفقرا زمان افتاد کہ ہم دل نیند

گہر ترسان دل ہو کو اذ گمان می زید در شک ز حال آنگھان + میرود در رہ غماند شری + گمان
می نهد اعمی دلی + چون نماندہ مسافر چون رود با ترو دبا دول پرفون شود ہر گویا می این سو
راہ نیت + او کند از بیم آنجا وقت و ایست + در بداندہ دل پشوش او کی رود ہر ہای و ہور
گوش او پس مشو ہر اہ این شتر دلاں + از آنکہ وقت ضیق و سہمید آنگھان + پس گریزد و در ترانہا بلند
کوچاندلاں سحر بالند + تیز ز غنایان جوہین کار دارد تو ز طاقوسان مجید و شکار طبع طاووسست مست
دم زند تا از مقامت برگند + اہنی تہیے یہ جوہنے کہا کہ امر دون کے ساتھ لڑنے کو مت جا موافق تہیت
کرید کے ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا لو فرجوا فیکم الا انکم الا خبالا اگر منافق فرج کرینگے تم میں نہ زیادہ
کرینگے تمکو سوائے بدی و غدر کے بس فتنہ سست سے اپنا ورق لوٹ دے زما اسکی طرف متوجہ نہ ہو
اگر یہ لوگ تمھارے ساتھی اور ہر اہی ہونگے تو غازی لوگ انکے سبب سے بیخبر مثل کاہ کے ہو جائینگے
اول میں تو آپ کو تمھارا ہم صف کرینگے پھر بھاگینگے اور تمھاری صف کے دل توڑ دینگے پس تھوڑی
سپاہ میں یہ لوگ نہون اچھی کہ انکے ساتھ میں ابنوہ ہو اگر بادام تھوڑے ہیں اور خوش بختیہ تو اچھے
ان بہتوں سے جو غنی آئینہ ہیں بختیہ آئینہ یہاں مراد انکے اصلی فرے خلقی سے ہر جس سے قدرت نے
انکو شربت کیا ہر تلخ و شیرین اگرچہ ایک شو ایک صورت کی ہیں مگر خلاف انہیں اس سبب ہو کہ ایک دل
نہیں ہیں گہر ترسان دل اسوجہ سے رہتا ہو کہ وہ اپنے گمان سے اپنی زیت خشک میں کاشا ہو اور
اس جہان کے حال کو یقینی نہیں جانتا چلتا تو راہ میں ہر گھر منزل اور ٹھکانا نہیں جانتا اعمی دل ہو
اور جو اعمی دل ہو جب قدم رکھگا ڈرتے ہی ڈرتے رکھگا جب مسافر راہ نہیں جانتا تو کیسے ملے
پھر کیسے تردد اسکو ہونگے اور کیسا دل اسکا پرفون ہو گا ذرا بھی کوئی کمد گنگا کہ ہاے اور راہ نہیں ہو
وہ ڈر کے مارے وہیں ٹھہ جائیگا اور کھڑا ہو رہیگا اور جو اسکا دل پشوش راہ جانتا ہو تو کسی کے
وہو اسکے کان میں کب پہنچے گی بس تو ان شتر دل نامردوں کا ساتھی مت ہو اور انکو اپنا شریک
مت کر کہ جب کوئی وقت تنگ پڑیگا اور موقع خوف چاکھتا ہو آغل ہو جائینگے یعنی غائب جیسے سارے
غائب ہو جاتے ہیں ضیق بالکسر تنگی و فتنہ و تشدید بے کسو یعنی تنگ آغل فرور و دہرے جس یہ بھاگ جائینگے
اور تھکوتا چھوڑ دینگے اگرچہ غنی میں جادو و بابل کا سا کر رہے ہیں مگر تو ہرگز اعتماد مت کرو جانا لوگوں
سے جو عورتوں کے مثل اپنا ہاتھ سنگار کرتے ہیں یا دورنگ ہیں جیسے گل و رنگل دورنگ کو کہتے ہیں
لڑائی مت ڈھونڈ کہ احمایہ کام نہیں ہونڈ طاووسوں سے صید و شکار کا طالب ہو وہ خود صید و
شکار ہیں طبیعت تیری طاووس ہو اپنی زیب و آرایش پر فریفتہ جیسے طاووس سستی میں اپنی زیب

کہ کھانا ہو ضرور دوسواں میں جھگوڑا ایسی کہ تو اپنے بدن کو زخموں سے کیوں بچاؤ گا اور ایسے
افسون بچھو بھونک کے جھگوڑا جس جگہ سے جہاں تو لڑائی میں کھڑا ہو اکھیر دیگی کہ تو بھاگ نکلے گا
ان خلاف شرح میں گہر کے بعد دو عطف کا لکھا ہوا اور زمرے کے قبل ایک اندازہ وقت ایست گوزرے
کہنا شیطان کا قریش سے کہ آنحضرت سے لڑنے کو آؤ میں بھی مدد کروں گا اور
اپنے کنبہ کو مدد میں بلاؤں گا اور ملاقات صفین میں اسکا بھاگنا

قولہ بچھو شیطان کو دوسواں باقریش دم دمیدو گفت کہ داریہ پیش دتا کہ در احد ہر میت ایست
رخ و دنیا و از زمینش برکنیم چونکہ شیطان دہر شد صدیکم و خاندانوں کا نبی جبار لکم چون سپہ گرد
آمدند او گفت او کہ در با ایشان سبقت گفتگو کہ بیارم من قتیلہ خویش را تا کہ در ہیجا بود پشت شتا
مرشدا رعون و یار یہا کہم تا سپاہ دشمنان تان بشکنم چون قریش از گفت او حاضر شد ہر دو لشکر
در ملاقات آمدند از ملائیک دید شیطان انہی و سوی صف مومنان اندر رہی و زان جنود الم تر
صف زدہ و گشت جان او ز بیم آتشکہ ہ پای خود واپس کشیدہ میگرفت کہ ہمی بہنیم سپاہی بس
نگفت کہ اخاف اللہ مالی منہ رعون و او ہوا انی اری مالا ترون گفت حادث ای ہر اقد شکل
ہین و دی چرا تو می گفتی انہین گفت ایندم من بہنیم حرب گفت فی بنی جعاشیش عرب و
المعنی جعاشیش جمع جعشوش کہ او مزدور و پر جو کہما ہو کہ طبیعت جھگوڑا و سوسون میں ڈالیں گی او بچھو
افسون بچھو ٹیگی انہی کی نظیر میں فرمایا جیسے شیطان نے قریش کو دوسو سون میں ڈالا اور فسون
بچھو بھا اور کہما کہ لشکر جمع کر و تو احد کو ہر میت میں ڈالیں اور انکی جڑ بنیا و زمین سے مکالین جو کہ
شیطان اپنے ہنر کر میں سیکڑوں میں ایک ہر یہ فسون بھی اُسنے اُنپر پڑھا کہ انی جبار لکم جیسا کہ
قرآن شریف میں ہو واذین لکم شیطان اعمالکم و قال لا غالب لکم الیوم من الناس انی جبار لکم
ہر گاہ کہ زینت دی شیطان نے اپنے کاموں کو اور کہما کہ کوئی غالب تیرا کج آدمیوں سے نہیں ہو
اور ضرور میں تمہارا مددگار ہوں جب اسکے کہنے سے سپاہ جمع ہوئی تب اُسنے دوسرا جیلہ بیسیا کہ میں
اپنے کنبہ کو بھی لاؤں گا تا لڑائی میں تمہاری پشت و قوت ہوں میں تمہاری خوب مددگار یان کہ ونگا
تا سپاہ تمہارے دشمنوں کی توڑ دوں جب قریش اسکے کہنے سے جمع ہوئے اور دونوں لشکر باہد گر ملاقی
تو شیطان نے ایک راہ میں انہو ملائیک کا دیکھا طرف صف مومنون کے شیطان اس جنود الم تر
صف زدہ سے ایسا گھبرا یا کہ ڈر کے مارے جان اسکی آتشکہ ہنگبی جیسا کہ تزلزل مجیدی میں مذکور و انزال
جنود الم تر وہا بھی اُسے ایک لشکر کہ تمنے اسکو نہیں دیکھا بس اس لشکر کو دیکھ کے یا فون اپنا بچھو بھا

اور کتا تھا کہ میں ایک سپاہ دیکھتا ہوں چنانچہ فرمایا کہ صلی علی عقبہ یہ قال الی بری منکم الی اری مالاً لک
لہ ما لکے پانکوں اور کہا میں بری ہوں شے میں دیکھتا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے امین اللہ سے
ڈرتا ہوں مجھکو اُس سے کچھ مدد نہیں جو تم جاؤ میں تو وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے یہ سیکھے مار
نے کہا کہ اسراۃ شکل خبردار ہو کل تو نے یہ بات کیوں نہیں کہدی تھی اسراۃ نام ہو ایک سردار عرب کا
کہ اُسکی سی شکل شیطان نے اپنی بنائی تھی اور یہ معاملہ جنگ بدر کا جو شیطان نے کہا میں اسوقت خدا
دیکھ رہا ہوں اپنے بے ہرگی حارث نے کہا میں تو عرب کے فقیروں مزدوروں کو دیکھ رہا ہوں مجھکو
جو کتا ہوا فی اری مالاً ترون الحلاف شرح میں پیش کو خویش در ہنر کو در پر زان کو ان جنود کو جلود
دی کو دی فی مینی کو می لکھا ہو قولی نہ مینی غزاین لیکای تو شنگ ہاں زمان لات بود این وقت
جنگ ہدی بھی گشتی کہ پانڈا آن شدم کہ بود ناں فتح و نصرت و مہدم ہدی زعیم الجیش بودی امی لعین
وین زمان نا چیز و نام و زمین تانا بخور دیم آن دم تو داوریم تو بتوں رفتی و ما ہنرم شہیم چو نگارہ عاٹ
باسراۃ گفت این ما اعتنا بش شنگیں شد آن لعین دوست خود دشمن دوست او کشید چون ز گفتہ
اوش در دول رسید سینہ اش را کوفت شیطان و گر سخت خون آن بیچارگان دان مکر رنجیت چو نہ
ویران کر و چندین عالم ادب پس گفت الی بری شکوہ کوفت اندر رسیدہ و انداختش پس گریبان شد
چو ہیبت آفتش و نفس و شیطان ہر دو یکتہ بودہ اندہ در دو صورت خویش را بنودہ اندہ چون
فرشتہ و عقل کایشان یک بدند ہر حکمتہاش دو صورت شدہ دشمنی داری چنین در سر خویش
مانع عقالت و خصم جان و کیش یک نفس حملہ کند چون سوسمار پس ہوا فی گرید در فرار و زل
او سورانما دار و کنون در سر زہر سوراخ می آرد برون نام نہاں گشتن او دیو و نفوس و داندان را
فغن شد نفوس کہ خوشش چون نفوس قنفذست و چون سر قنفذہ و را آمد شدت ہا معنی شنگ چو
در اہرن مجاہد معشوق و شوق زعیم الجیش سردار لشکر مبین لفتح میم و کسر با ضعیف مجاہد حقیر و غوا تون
بالضم دہان و حمام و سوراخ حمام و گلکن سوسمار نام جانور ہندی گوہ نفوس لفتح کیسے پیچھے چھپے
قنفذ بالضم و ضم فا جانور خار پشت ہندی سیسی یا شعرا و بعد کے بعض تحت قول حارث میں ہیں
لہا ای شوق را ہرن تو سوا سے گدایان عرب کے اور کچھ نہیں دیکھتا ہر لیکن وقت شہی کا اور کھسا
و راب وقت لڑائی کا پھر کیوں نہ ایسے چلے کر گچھا کل تو نے ایسی باتیں کیں کہ ہم مفید اسکے ہو سکے
نکو و مہدم فتح و نصرت ہوگی اور امی لعین کل تو سردار لشکر بنا تھا اور اسوقت نا چیز و نام دو خوا
نہا جو اسی سبب سے اسوقت ہم تر فریب کھا کے آئے سو تو حمام کے سوراخ میں گھس گیا اور ہم

اس کے ایندھن ہوے جب حادث نے سراقہ سے یہ باتیں کہیں تو وہ لعین ان باتوں سے شگمین ہوا اپنا
ہاتھ اُس کے ہاتھ سے غصہ ہو کے کھال لیا اس سبب سے کہ اُسکی گفتگو سے اُس کے دل کو درد ہو چکا جس
شیطان نے حادث کے سینہ پر کوئی ضرب ماری اور بھاگا اور اس کے سر سے خون اُن بیچاروں کا بہا
جب اتنے عالم کو ویران کر لیا تب کہا میں تھے پاک و بری الذمہ ہوں اور ایسا حادث کے سینہ کو
کوٹا اور اسکو گرا دیا پھر بھاگ گیا ایسی ہیبت اُس پر چڑھی آپ عقولات مولانا رحمہ کے ہیں نفس و شیطان دونوں
ایک تن اور ایک ذات ہیں مگر دو صورت میں آپ کو ظاہر کیا جو جیسے فرشتہ اور عقل کہ یہ دونوں بھی
ایک تھے لیکن خدا کی مکت ہر جو دو صورت ہو گئے اب اے مخاطب اس بات کو سمجھ لے کہ ایسا کون
تیرے باطن میں چھپا ہوا ہو جو عقل کا روکنے والا جان و ایمان کا دشمن کسی وقت تو سو سو سارے طرح
حکم کرتا ہو پھر بھاگ گئے سوراخ میں گھس جاتا ہو ہر دل میں سوراخ اسکے اب موجود ہیں کہ ہر سوراخ سے سر
کھلتا ہو جس وقت کہ چھپ جاتا ہو اس وقت کے نام تو اُس کے دیو و نفوس ہیں کہ دیو و نفوس بھی چھپے ہوے
ہیں اور جب سوراخ میں گھستا ہو تو نام نفوس ہو کہ اسکا سوراخ میں گھستا ایسا جیسے فخذ کا گھستا
کہ سر نکالا پھر اندر کر لیا پھر نکالا پھر اندر کر لیا ایسے ہی آمد و شد اسکے سر کی ہو کہ نکالا اور چھپا لیا
الحال و شرح میں دیو از نفوس لکھا ہو میری دانت میں از دیو و نفوس ہونا چاہیے نہ کہ میں و او
اشباع کا نہیں لکھا کہ قافیہ میں محتا ہو اور ذال و وال کا قافیہ درست ہو قولہ کہ خدا آن دیو را خناس
خواند کہ سر آن خراپشک را ہما ند می نہان گرد و سر آن خراپشت + دم بدم ابویم صیاد درشت + تا چو
فرصت یافت سر آرد برون + زین چنبرین مگر می شود ما چش دیون + گردہ نفس از اندرون راحت دوی
رہزان را بر تو کی دمی بدی + زبان عوان کہ مقتضی شہادت + دل بہر حرص آرزو آفت ازان عوان
بترشدی + ز تو بہاد + عوان را بفرشتہ راہ + در خبر بشنو تو این پند گواہیں جنسکم لکم اعدی + عدد
طراق این عدد شوگر نریز کو چاہلیبست + دینج و ستیز + بر تو او از بہر این دنیا ی سر دہان عذاب سردی
را سہل کرو + چہ عجیب گروہ را آسان کند + او ز سر خویش صد چندان کند + معنی سخن بالفتح بمعنی خوشا
عوان فتح سرنگ طمراق کرو + فرطم بمعنی علو و طراق آوازہ خوشی بتائید سابق فرمایا کہ خدایتحالی نے بھی
جن شیطان کو خناس کہا ہو چنانچہ آیا کہ یہ میں شر الیہ و اس الخناس الیہ یوسوس فی صدور الناس پناہ
مانگتا ہوں میں بدی شیطان سے کہ خناس ہو اور لوگوں کے سینوں میں دسواس ڈالتا ہو اسلئے کہ
اسکا سر خراپشت کے مشابہ ہو خدا تعالیٰ نے خناس کہا ہو کہ دم بدم صیاد درشت کے خون سے سر
چھپاتا ہو تو جب فرصت پائے تو سر نکالے کہ ایسے مکر سے مار بھی عاجز ہوتا ہو اگر نفس نہ اندر سے

تیسری راہ مارتا تو ہر زبان کو کھپ کر کیسے قابو و غلبہ ہوتا اسکے جو سر ہلک و جوان ہیں بھلا اسکا ایک
مقتضی شہوت ہو جس سے تیز دل سپر حرص و آد و آفت کا جو بس اس جوان سے تو تہر و دو تہا ہ
ہوا تو اور جوان جو اسکے ہیں شگنائی و حسد اور غرور و غیرہ اخلاق و ذمہ سب کو کھپ کر غالب ہونے کی راہ
ملی دیکھ تو حدیث میں آیا ہوا حدی حدی حدی کہ انفس الہی میں جنہیک تو اس نصیحت کو تو سن کہ آنحضرت نے
فرمایا کہ کوئی دشمن تیرا ایسا نہیں ہے جیسا تیرا نفس ہے جو وہ دونوں پہلو میں تیرے ہر واسطے کہ دشمن کی
کرنے سے دوست ہو جاتا ہے یہ ایسا دشمن ہے کہ اور زیادہ دشمن ہوتا ہے تو اسکا کہ وہ فرار و خوشی کی پہا
ہرگز نہ سن اور بھانسا ہی رہا اسلئے کہ یہ مثل شیطان کے ہے کہ بظاہر سچ مچ کرتا ہو مگر غرضیں اور دلوں
کرنے کی باتیں اور وہ بحقیقت تیز و خصوصیت ہوتے ہیں ان نیا سہوہیزہ کی واسطے جو چند روزہ ہر اس عذاب کو
کہ سردی ہو سہل و آسان ٹھہرا دیا ہو کہ تو مطلق نہیں ڈرتا اس سے تعجب کیا ہو جو مگر جیسی سخت چیز کو کھپ
آسان ٹھہرائے یہ کہنی بات یہ تو اپنے سحر سے ایسے سونگے عجاب بنا دکھا سکتا ہوا اختلاف
شیخ بین بعدد ال دہم کے ایک بہرہ زیادہ اور کہ مقتضی کو مقتضی کہ بتشدے کو سر شدے اور کہ
وتباہ کو زد و کوب کو کون اور سچ کو سچ اور پھر عبارت شرح میں کج لجا بت سے لکھا ہو قولہ سحر کا ہے را
بصفت کہ کند باد کو ہی را چو کا ہی می تند زشتہارا انفر گرد اندایض و تقرار ازشت گرد اندایض و
آدمی را خرمایہ سامنے و آدمی ساد و فری را دایمی و کار سحر اینست کہ دم میزند و ہر نفس قلب حقائق می کشد
ایچنین ساحر درون تمت سحران فی الوساوس سحر سحر اندران عالم کہ بہت این سحر بلہ ساحران بہتند
جادوی کشادہ اندران سحر کہ رست این در ہر تہذیب و تہذیب تریاق امی سپر و گوہر تریاق ازمن جو
سپر و کہ زہر من ہونہ و دیکہ تہذیب گفت او سحرست و دیرانی تو گفت من سحرست و دفع سحر او گفت
سپر کہ ان فی البیان سحر او حق گفت آن خوش پہلوان و لیک سحری دفع سحر ساحران و بایہ تریاق شاہ
در بیان و آن بیان اولیا و صہفیاست کہ سحر سحر غرض نفسانی جہت و حاصل آن کہ زہر ہر نفس دون
گر نہ نوش کن تریاق مرشد چیت و تہذیب این طلسم سحر نفس اندر شکن و سوی گنج پیر کامل لقب دن و
بس در اہست این سوی آغازان و جانب سال و مسجد با ازان و المعنی تہذیب سحر کا کہ کوہی صفت
کوہ بنا ہوا پھر کوہ کو کا کہ کرتا ہو تجرعی چیزوں کو اپنے فن سے عجیب غریب کر دیتا ہو اور عجیب غریب کہ
گمان میں برا جاتا ہو کیسوت آدمی کو کہ گھبرا دیتا ہو اور کسی انہوں سے گدھے کو آدمی کر کے دکھاتا ہو
جادو کام ہی ہے کہ جب وہ اظہار اپنے عمل کا کرتا ہو تو ہر دم قلب حقیقتوں کا کرتا ہو کہ در حقیقت کوئی
شہوتی کھپ کر نظر کھاتی یہ آہ ہی ایک ساحر تہذیب و درون میں چھپا ہو بیباک جسکے وسوسا میں

سحر سحر ہوا و استوار و روان آس جہان میں جہان یہ سحر ہوا اور ساحر جادو کشا نے جادو ظاہر کرنے والا اور جس جگہ میں کہ یہ نہر تر جادو تریاق بھی اور سپردان جادو اور جمنے کی نسبت اس سبب سے ہر کہ جادو تریاق بھی اثر نہیں کرتا وہ سچ ایک گیارہ کی ہر کہ کوہ ہلاہل میں پیدا ہوتی ہو اور اسی کوہ کے نام سے یہ دہر مشہور ہو کر سحر سے مراد نفس و شیطان تریاق سے روح و عقل چنانچہ تریاق تجھ سے کتا ہو کچھ سے پناہ و سپرد ہو نہ کہ میں تجھ سے دہر کی نسبت دیا وہ نزدیک ہوں اسکا کنا جادو ہو اور باعث تیری ایرانی کا اور میرا کنا بھی جادو ہو لیکن اس کے جادو کا دفع چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان من البیان سحر بیشک بعض بیان سحر ہو جو مراد دلپذیری و نصاحت سے ہو اور بحقیقت اس سردا شجاع نے سچ کہا ہو لیکن وہ سحر جو سحر حرون کو دفع کرے اور اپنے بیان میں مایہ تریاک ہو بیان اولیاد و صغیا کا کہ تمام اغراض نفسانی سے جدا ہو احوال تو نفس و دن کے زہر سے سچ اور تریاق مرشد کا جھٹ پٹ پی کے طلسم جو نفس نے سحر کا بنا کر جھکوا نہیں ڈالا ہو اس طلسم کو توڑ اور پیر کامل کے خزانہ پر نقت لگا آب وہی بطور صبر کے فرماتے ہیں کہ یہ تو بڑی لمبی کہانی ہو تو نے جو بات شروع کی تھی انکی طرف میں نے صمان و مسجد کی طرف لوٹ چل آسکا بیان کرنا خلاف شرح میں کا ہے گو گا ہی بکان فارسی اور کتا کو کتا ذیہ کو کتا لکھا ہو

المکر نصیحت عافو نوکی اسر صمان مسجد صمان کیش کو

تھو کہ میں مکن جلدی بردا می ہوا لکرم مسجد مارا مکن زمین متہم کہ بگوید دشمنی ناز دشمنی ہوشی درما زند فردا دنی مکونیا سایندا ورا طالمی و بر بہانہ مسجد اور بہانہ قتل میری ہندہ چونکہ بدنامت مسجد اور جہدہ متمتی رہا منہ امی سخت جان مکنہ ایم امین و مکر دشمنان میں مکن عہدی مکن سودا میر و کتا پیسو و گہیان را بگز و چون تو بسیا ران ہلا فیدہ و رجت و ریش خود بر کند یک یک سخت سخت بہین ہر کہو تہا کن این قیل و قال و خویش و مارا و میٹکن در و بالی بمعنی تیرا مل مسجد نے کہا خبردار عہدی کر او امی ہوا لکرم بیان سے چلا جا ہمارے مسجد کو اس سے متہم کر کہ کل کو کوئی دشمن اور دنی دشمنی سے ہم میں آگ لگا دے کہ انھیں میں سے کسی طالم نے اس پر ظلم کیا اور مسجد کا بہانہ لگا یا وہ تو صحیح سالم تندر تھا آپ تو مار ڈالا اور مسجد پر بہانہ قتل کار کھا آخر مسجد تو بدنام ہو رہی ہو مسجد ہی کا نام ہو گا میں صاف بچ جاؤ گھا بس اس سخت جان تو متمت میں بہت ڈال کہ ہم دشمنوں کے مکر سے بیخوف نہیں ہیں خبر دا ہو چلا جا ضبط میں مت پڑ دیر مت کر کہ دنیا کو کوئی گز سے نہیں ناپ سکتا یعنی لگوں کی زبان بند نہیں کر سکتا میرے صیغہ بھی ہر زین سے دیر لگانا تیری طرح بہتوں نے شیخی بنت سی ماری کہ ہم اپنے نصیب کے بھر سے ہیں آخر یہ ہوا کہ ذرا کر کے اپنی دائرہ ہی کھسوٹی ایسے پتیا بے بس خبر دا چلا جا اور یہ

قبیل و قبال چھوڑ آپ کو اور بھوکو بال ہن بہت ڈال انخلا و شرح میں آسان کیا کو تا سائیت لکھا اور
جواب مہمان کا اور پیش لانا اور دفع کرنا کھیت و ایسے کا آواز و دفع سے اس شکر کو
جسکی پشت پر کوس محمودی پہنائے تھے کشت سے

قولہ گفت امی یا ران ازان دلوان نیکہ کہ ز لاولی ضعیف آپدیم کہود کی کو حارس کشتی بڑی بد بلیکے در
دفع مرغان نیز دی تہا رسیدی مرغ ازان طبلیک ز کشت و کشت از مرغان سلامت میگند شت و چونکہ
سلطان شاہ محمود کریم بر گد ز رزان طرف خیمہ عظیم با سپاہی ہمو ستارہ اشیر و اشہی فیروز صفدر ملک
اشتری بد کو بدی حال کوس پنجتنی بد پیش و چون فروس با بگ کوس و طبل بروی روز و شب ہمیز و چنگ
در رجوع و در طلب و اندران مزرع درآمد آن شتر کہود کہ آن طبلیک بزور حفظ بہرہ عاقلی گفتش مزن
طبلکہ کہ او بتختی طبلیست و با آنست خود پیش او چہ بود تہورا کی تو طفل و کشتار و طبل سلطان بہت کفل
عاشق من گشتہ قربان و لاء جان من نوینکہ طبل بلا خود تہورا کست این تہدید با پیشاپہ دیدہ ہست این
دید با و المعنی تبر باضم گندم تہورا کی طبل کو چاک کہ کھیت والے اس سے پرندون کو اڑاتے ہیں کفل
بکسر بہرہ و حصہ کسی چیز سے مہمان نے کہا امی یا رومین ایسا شیطان نہیں ہوں کہ ذرا سی لاول سے
میرے قدم آگے کو نہ بڑھیں اور ضعیف چہین ایک لڑکا جو رکھو لاکھیت کا تھا ایک طبلیک پر درون
کے اڑانے کو بجاتا تھا تو پرندہ طبلیک کی آواز سے کھیت سے بھاگ جاتے تھے اور کھیت پرندون سے
سلامت رہتا تھا جبکہ سلطان شاہ محمود کریم نے راہ پر خیمہ اپنا کھڑا کیا اور اسے ساتھ سپاہ بھی تھی
ایسی جیسے آسمان کے ستارے انبوہ کے انبوہ اور صفدر ملک گیر اس سپاہ میں ایک نہت ناہجر
نقارے لہتے تھے اور وہ اونٹ ایک تختی تھا پیشرو شل فروس کے کہ فروس کے شل آگے آگے بھاگ
کرتا چلتا تھا بس آواز طبل و کوس کی رات دن میں فوج کے بلانے ٹولانے کی اُسپر سے کرتے تھے
اتفاقاً وہ اونٹ اس لڑکے کے کھیت میں آیا لڑکے نے وہ طبلیک اپنے گھوٹ کی حفاظت کیلی
بجایا ایک عاقل نے اس سے کہا طبلیک است بجایہ اونٹ طبل کا ہو وہ آواز طبل کا ہو گریہ رہا ہو اس کے
ساتھ تیری تہورا کی کیبا چیر لڑکا کہ وہ آواز طبل کی تیری طبلیک سے میں حصہ زیادہ ہو بعد شام کا
وہ مہمان کہتا ہو کہ میں عاشق ہوں محبت معشوق پر قربان گشتہ میری جان نوینکہ طبل ملا کی ہر بات
دن اس میں نوبت ملا کی بج رہی ہو یہ تمہاری تہدیدین تہورا کی ہن اس کے سامنے جو کچھ میری آنکھیں دیکھ
چکی ہن انخلا و شرح میں آنست کو کشت لکھا قولہ ای حریفان ہن انشا نہایت کہو خیا لائے
درین رہہ باہتم ہن جو ہمیں لیا نام ہیچر بل جو ہمیں از آدم زمر فارغ از طر اقی و از پاد قتل نوا لو گفت

جامع را ایکو گفت پیغمبر کہ جبار فی الحکف بالعطیۃ من یقین بالکلف ہر کہ میزد عططارا صد عوض ہر روز و روز
عططار ازین غرض جملہ در بازار دان گشتہ بندہ تا چو سودا قتا و مال خود و ہندہ و زود کاشناث ستہ منتظر
تا کہ سودا آید نہ بذل آید حضرتانہ میزد کہ در بچ بیش ہر سود گرد و عشقش از کالای خویش ہر گرم دان ما دست او
کو میدید کالہ بای خویش را بچ و مزید ہمچنین علم و ہنر با حرف و چون مدید افزون از انہا در شرف تھا ہا ہا جان
نیست جان باشد عزیز و چون بہ آمد نام جان شد چہ نیز بہ لعبت مردہ بود جان طفل ادا نگشت او در بزرگی
طفل را این تصور دین تنہا لعبت ست تا تو طفلی پس بدانت حاجت ست و چون طفل رست جان
شد در وصال و خانغ از حسرت و تصور و خیال نیست محرم تا گویم بے نفاق و تن زدوم و اندا علم
بالوفاق مال و تن بر فند زیر آن فناء حق خریدارش کہ اندا شتری ہر فدا دان از دشمن او کیست
کہ تو دشمنی یقینی نیست و دین عجیب غلیظ ست در تو امی ہمین و کہ نمی پڑد بہستان یقین ہر گمان تشنہ
یقین ست اسی پس میزد اندر زاید بال و پر و چون رسید در علم پس بر پا شود مرقیق را علم او پویا شود
و انکہ ست اندر طریق رفتن و علم کثر از یقین و فوق ظن و معنی و ہی حمان مسجد کہتا ہو کہ امی و رفیقین
ان لوگون سے نہیں ہوں جو سبب کسی خیالات کے اپنی ماہ چلنے سے رک ہوں میں مثل اسماعیلو کے
ہوں بیخوف اپنے نچ ہو جانے پر آمادہ بلکہ مانند اسمعیل کے سر سے آزاد و بے پروا میں کہ وہ فرط ہری و
ریا سے فارغ ہوں اسی سبب سے میرے مطلوب نے میری جان سے تعالو اکھا لیے میرے پاس آ
حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو جارفی اسلاف من یقین بالکاف بخشش کرتا ہو زمانہ گذشتہ
میں جو کوئی یقین کرتا ہو زمانہ خلف کا لیے بچے کا کہ بیشک عوض اسکا بہتر پانچ گنا بس جو کوئی یہ بات
جانے کہ مجھکو اس عطا میں سو عوض ہیں تو اس غرض سے فوراً وہ عطا کو بیان حصول غرض میں لگا دینا
سب لوگ اسی سبب سے مقید بازار کے ہوئے ہیں کہ سود کو تک ہے ہیں جب سود معلوم ہوتا ہو مال
پنا دیدیتے ہیں روز و کانوں میں اس بات کے منتظر ہو کے بیٹھتے ہیں تا کہ سود حاصل ہو نہ بذل ہا ہا ہا
لینے ہم جو مال خرچ کریں اس سے سود ہو نہ وہ ضرر رسان ہو اور جو کیسے اسباب و کالایں زیادہ نفع دیکھتا
تو اسکا عشق اپنے کالا و اسباب سے سرد ہو جاتا ہو اپنے کالا سے جو اسکا عشق گرم رہا ہو وہی وجہ ہے کہ اس
نفع اور بڑھوتری دیکھتا تھا ایسے ہی سارے علم و ہنر اور حرفوں پیشہ کا حال ہو جب اوروں سے اپنوں کو
شرف میں زیادہ نہیں پاتا اور نہیں دیکھتا ہو میان تک کہ جان سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو یہ بڑی غرض ہو
مگر جب اس سے بہتر ملتا ہو تو نام جانکا چیز نیز ہو جاتا ہو لیے بضاعت ناچیز چہ عزیز نہیں رہتی دوسری دلیل
ہو کہ گرتا جو مردہ اور بیجان شے ہو کیسی لڑکیوں کی جان ہوتی ہو جب تک کہ وہ بڑی ہو کے آپ بچے

زمین و زمین کیسے ہی یہ تصور اور یہ تمہیل بھی ایک گز یا سو کہ جب تک تو طفل ہو اٹھا محتاج ہو اور محتاجی
 سے چھٹا اور جان وصال جانان سے وصل ہوئی عہد حسن و تصور و خیال سے فارغ ہو گیا اب کوئی
 محرم نہیں جس سے بے لفاق وہ خاص باتیں جو دل میں ہیں کہوں لہذا بس کرتا ہوں اللہ وفاق کو
 خوب جانتا ہوں پھر بقول اسی معان مسجد کا ہر مال و تن تیرا ایسا ہو جیسے ہر کھڑے کے نیچے فنا ہو اور اللہ
 فرماتا ہوں اللہ شہری من المؤمنین نفسم و اموالہم بان لہم الجنتہ بیشک اللہ مزید کرتا ہو مومنوں سے
 انکے نفس و انکے مال بوجہ جنت کے پھر جب یہ نفس و مال ہر برف و فضا میں تو تو ایسی گراں قیمت
 کی عوض کیوں نہیں بیچتا مگر اس سبب سے یہ برف اس قیمت سے بچھکا وادی ہو رہی کہ تو شک میں
 پڑا ہو کہ جانے یہ قیمت اس جنت ہو بھی یا نہیں خاص یقین نہیں کہ ہو تو تعجب کہ یہ تیرا تعجب گمان ہو
 جو بتان یقین کی طرف نہیں اڑتا ورنہ اس پر ہر گمان تشنہ یقین کا ہو اور تیرا یقین میں اڑتا ہے جو
 علم کو پہنچ جاتا ہو تو قائم ہو جاتا ہو اور وہ علم یقین کے ساتھ ڈٹے لگتا ہو اس سبب کہ جو طریق ہستی
 کیسے ہوئے ہیں ان سے ثابت ہو کہ علم یقین سے کس تر و درطن پر فائق چنانچہ ظن وہ ہو جسکی دو طرف
 ہوں شک و یقین مگر یقین کی طرف راجح اور علم اور ہو اعتقاد قطعی سے اور یقین معنی ثبات پر مبنی ہے
 کہ علم فائق ہو ظن پر اور یقین سے کس تر و اختلاف شرح میں از آدم کو از آدم جاہ کو جازن میں خلعت کو
 خلعت رود و کانہا کو زرد انا بنائے نازل کو بیدل مضر کو مضر شرف کو مضر برف کو برفندہ زیر آن کو زیر آن پر کو
 بردگھا ہو ناظرین بغور تامل فرمائیں قہولہ علم جو ایسی یقین باشد بدان موان یقین جو ایسی دیدت و جان
 اندر الہکم بجو این را کنون ما ز پس کلا پس التوکلون و یکشد و نش پیش او علیم مگر یقین بودی میزدے
 حیم و دیدہ را از یقین بی استہمال بد آنچنان کہ ظن ہی زاید خیال و اندر التوکلون با این بین کہ شود علم
 میں لہ یقین ہاز گمان و از یقین بالاتر ہو و در طاعت بزرگی و دوسرہ چون دہانم خورد و از علوی او چشم روشن
 گشتم و مینای او و باز ہم گشتن چون خانہ روم پانلہ زانم نہ کو را نہ روم ہانچہ گل را گفت حق خندہ انش کردہ
 بردل من گفت صد چندان ش کردہ ہانچہ زور برد و قدش رہست کردہ و ہانچہ از وی ز گس و سرین بخور و
 ہانچہ فی را کہ و شیرین جان و دل و ہانچہ خاک یا نہت زان نقش چکل و ہانچہ ابرو را چنان طرا آرا ساخت دہر
 را گلکد و گلن آرا ساخت ہر زبان را داد صد ہنو نگری و ہانچہ کان را داد و جگری و چون در زار و خانہ باز شد
 غم را می چشم تیرا انداز شد بردلم نہ تیر و سودا پیش کردہ عاشق شکر شکر خائیش کردہ عاشق کائن کہ ہر آن آن
 دوست و عقل و جان جانہ را یک مرجان دوست و معنی استہمال کبر صلت و ادن چکل کبر ترین و کائن
 فارسی نام شہر حسن خیز طراز تیر زبان و اور کیسہ بزر جعفر نام کمیہ گرا در آذر و ہ سادہ بوزن قمار و در آذر و ہ

وہی همان مذکور تھا کہ علم جو یقین کو ڈھونڈتا ہے یہ سب ہی کہ یقین ہر شے کو اپنی دید پر موقوف رکھتا ہے
 اور طالبِ ظاہر کا ہوتا ہے اسکے میں جو سورہ قرآنی ہے ابھی ڈھونڈو کے بعد کلا اور بعد کو تعلیم کے کیا ہے
 یعنی علم جو یقین جیسا کہ فرمایا کلا کو تعلیموں علم یقین تھا کہ اگر جانتے تم علم و یقین کو پس اس سے صاف
 طے ہر ہر کو دانش جو علم ہو اور علم پیش کی طرف کہ یقین ہو دانش پیش کو ڈھونڈتی ہے اس اگر
 انکو یقین ہوتا تو حقیقت کو دیکھتا جیسا کہ کہا ہے لکڑی کے یقین سے فوراً دید پیدا ہوتی ہے جتنے
 جیسے کہ ظن سے خیال پیدا ہوتا ہے اور اسکے میں اس بیان کو بھی دیکھ لے کہ علم یقین عین یقین
 ہو جاتا ہے جیسا فرمایا تم لکڑی عین یقین پھر دیکھتے تم اسکو عین یقین کہ علم یقین عین یقین اور
 پھر وہی همان کہتا ہے کہ میں گمان و یقین دونوں سے بالاتر ہوں کوئی علامت کہے میرا سر
 علامت سے نہیں پھر تانا مجھکو تلخ و ناگوار ہو میرا دہن قد اسکا حلو اکھا چکا ہے اور چشم روشن اور عین
 اسکا ہو گیا ہوں مجھکو کیا پروا کوئی کتنی ہی علامت کہے اور پھر جب گستاخ گھر کی طرف جاتا ہے
 قوشوخ و چالاک جاؤ گناہ یہ کہ پائون کا پتے اور اندھون کے مثل ٹٹوتا ہوا جاؤں جو کچھ حق تعالیٰ
 نے گل سے لیکے اسکو خدا ان کر دیا ہے میرے دل کے سامنے لیکے اسکو سو گنا اس سے خدا ان کر دیا
 اور سو اس کے وہ چیز جو سر و پر مار کے قد اسکا سیدھا کر دیا اور وہ چیز جو زنگ و زہر نے اس سے
 لٹھا کے یہ لطافت پائی اور وہ چیز جسے فو کی جان و دل کو شیریں کر دیا اور وہ جن و خوبی کے اسنے
 آدم خاکی کو نقش چکل بنا دیا اور وہ کیفیت جسے ابرو کو ایسا زبان دراز اور کیسہ بر کر دیا اور چہرہ کو گلگون
 گلنار کا بنایا اور سیکڑوں انسو نگریں زبان کو دین اور وہ چیز جسے کان کو زرجفری بنشیا اور جب
 دروازہ سلج خانہ کا کھولا تو غریبے چشم کے تیرا ناہ ہوئے اچھی نے میرے دل پر تیرا اور اسکو سو دنی
 بنایا اور عاشق شکر اور اسکی شکر خانی کیا شکر لب شکر خای کلام میں اسکا عیا شوق ہوں کہ ہر ان اسکی
 آن و ملکیت ہو اور عقل اور جان اور جاندار سب اے کے مر جان و گوہر ہن آن وہ ادا عشوق کی جو
 بیان میں نہیں آسکتی اختلاف شرح میں دیدت کو دیدہ ہست کو تعلیموں کو تعلیموں گلگونہ و گلنار و عطف
 لکھا ہے اور بے عطف میں بیاغذ زیادہ ہو قولہ من لا نام و بلا نام ہجواب بنیت در آتش کشی امضہ رب
 چون بزد دم چون ہفتا فخرن اوست ، چون ناشم سوخت روشت من اوست ، ہر کو اور رشید ہشت
 پشت گرم سوخت رو باشد نہ نیم اور ان شرم ہجور وی آفتاب بیدر گشت ، ویش خصم سو زور پرودہ در
 ہر پیر سخت روید و جہان ، یک سوارہ کوشت حبش شان ، و نگر دایندار ترس غمی ، یک تنہ تنہا
 بزد و عالمی ، سخت رو شد رنگ ثابت با سوخدا و ترسدا ز جہان ، با کلج مکان کلوز از خشتان یک نخت

سنگ از صفع خانی سخت شدہ گو سفند ان گر بر دوان انداز حساب بدان ہیمن کی تبر سدان قصاب
 کل کم راع نبی چون راعی ست و خلق مانند راعی است و از راعی چہ پان تر سدر برزد و لیک شان
 حافظ بود و گرم و سرد و گدازند با نگی ز قرا و بر رید و دان زهرست آنگہ دار و بر رید و ہر زمان گوید بگشت بخت
 گر ترا غمگین کنم غمگین مشو و آخی غمگین مین لفظ گین بمعنی خداوند کے ہر بمعنی پیر و شون مین شیخ مینین مارتا
 او را کر شیخی مارون تو دین مثل آب کے ہون کہ کسی آگ کے بجھا دینے مین جھکو غلطاب مین مین پش
 خزانہ کو کیون چھپاؤن حفظ میرے مخزن کا وہ ہو اگر محض لاف ہو تو ڈروان اور کیسے سخت رو بہنوں کہ
 میری پشت و بدو وہ ہو جھکو پشت گری نور شیر سے ہوتی ہو وہ سخت رو ہوتا ہو و اسکو کیسا درجہ کی
 شرم وہ ایسا ہو جیسے رے آفتاب خیمہ سوز بھی کہ وہ جسکی مدت و حرارت ہو اور پردہ در بھی کہ وہ اسکی
 روشنی ہو ہر چھپے دھکے کو ظاہر کر دینے والی دیکھو جتنے پیر جہان مین ہوے سب سخت رو کہ تن تنہا
 نے بادشاہوں کے لشکر کو زود ضرب کیا ہو کسی نے کسی خوف و غم سے غم نہین پھرتن تنہا ایک عالم
 حاکم کیا ایسے ہی سنگ جو قرار گرفتہ اور بار سونج ہو انو استوار ہو بھی سخت رو ہوتا ہو اگر سارا جہان پر کلونج
 ہو جائے تو وہ نہین ڈرتا کہ واسطے کہ کلونج تو سخت دن سے ایک کھڑا ادنی ہوا ہو اور سنگ غلاتے
 کی صنعت سے سخت ہوا ہو مگر ان اگر چہ پیش رو جیاب ہون اُنسے سبب اُنکی سرکشی کے قصاب کٹے چھا
 ہیمن بالفتح گشگی و جیرانی آنحضرت نے فرمایا ہو حکم راع و حکم مسؤل عن عیتہ و الکرا ع علی عیالہ و مسؤل

عنہ و الکراۃ راعیۃ علی بیت زوجہ و ولدہ وہی مسؤل عنہم و عبد الرحیل راع علی مال سیدہ وہی مسؤل عنہ
 الا حکم راع و حکم مسؤل ہر ایک تھے نگہبان ہو اور ہر ایک تھے پوچھا جائیگا رعیت سے مرد نگہبان ہر
 اپنے عیال کا اور اُس سے پوچھا جائیگا عورت نگہبان ہو اپنے خاوند کے گھر کی اور اُس کے اولاد کی
 اُنسے پوچھی جائیگی اور غلام آدمی کا راعی ہو مال آفاہ وہ اُس سے پوچھا جائیگا خیر و دار ہو کل تھے راعی
 مین اور کل مسؤل بس ایسے ہی نبی بھی مثل راعی کے مین اور خلق مثل راعی کے اور وہ انکا سامعی اگر یہ
 چہ پان سے لڑے تو چہ پان اُنکی لڑائی سے کب ڈریگا لیکن گرم و سرد کا اُنکے حافظ ہو اگر آواز قہر کی یہ
 ہر بارے تو یہ جان کہ یہ آواز مہر کی ہو جیسی کہ اسکو سب پر ہو ہر دم تیرے کان مین تیرا بخت کہتا ہو اگر
 جھکو غمگین کر دین تو غمگین مت ہو یہ شہر اور اشعار مابعد مہلانا رحم نے دوسری تہید و تیشل مین ارشاد
 فرمائے مین و اندر ہم اختلاف شرح مین بار سونج کو باز سونج کیلونت کو طیت ہیمن کو ہیمن ان اس شکل کا
 لکھا ہو گوشت کو گوشت لکھا ہو یہ عجب حال کہ کسا گیش اور کسا بخت قولہ من ترا غمگین و گریان ان
 کہ نہ تاکت از چشم بدان چنان کہ نہ تلخ گردانم ز غمها خوسے تو ہوتا مگر دوشم ہا از دوسے تو د

فی تو صیادی بدجریابی ہنی بدبند و افکنده راسی ہنی دحیلہ اندیشی کہ درین و درسی و در فراق و حبسین میں یکسی و چارہ
 میجو بدی من در تو دمی شنو دم و دوش کہ سر تو دمی تو انم ہم کہ بی این انتظار رہ دہم بنایت راہ گذارہ تا کو
 گرداب دوران واری و بر سر گنج و صالم پاشی و لیک شیرینی و لذات مقدرست بر اندازہ رخ سفر آنگاہ از
 شہر خوشان ہر خوری دگر غریب رخ و محنتا بری و در خود ہنگ کہ اندر دیک چون میجد بال لاچند زتش درون
 ہر ہر آسان یا مٹی آسان ہی و در و مشکلات را بر جان ہنی بدشنو این تشیل و قدر خود بدان روز بلا بار و گردان
 ایچوان یعنی یہ قول بھی بخت ہی کا ہو کہ میں تجھ کو ٹھکسین و گریان اس سبب سے کرتا ہوں کہ چشم بد و ک
 چھپائے رہوں بد اپنی جو اہشیں تجھ کو ٹھکسین دیکھ کے نہ پیش کرنے یا مین کہ یہ تو خود ہی روئے دیتا ہوا و
 بد نفس و دوس وغیرہ میں تجھ کو ٹھکسین میں ڈال کے تیری عادت کو تلخ کرتا ہوں تو چشم بد کی تیرے صوت
 دیکھتے ہی لوٹ جاے پاس نہ پھٹکے کیا تیرا صیاد و میرا متلاشی نہیں ہوا و میرا مطیع اور میری راے پر
 افکنہ نہیں تو بھی تو جیلے جوڑ کرتا تو تیری رسائی چھٹاک ہوا و میری عبادی و تلاش میں یکس راے پس او
 تیرا دور ویکسے میرے ملنے کی تدبیر میں ٹوھو ٹوھتا جوڑ کرتا ہوا رات جو تو آہیں سر دگر رہا تھا میں لکھو خستہ تھا
 میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ بے انتظار کے اپنی طرف تجھ کو آنے دوں اور راہ گزار بتا دوں تو تو اس گرداب
 زمانہ سے نجات پا جاے اور میرے گنج وصال کے سر پر قدم رکھے لیکن شیرینی اور لذتیں وطن کی بقدر
 اندازہ رخ سفر کے ہوتی ہیں قول ہی کہ آدمی اپنے شہر اور خویش و اقربا سے اس وقت بر خودار و مشتت ہو تا کہ
 کہ مسافرت سے رنج و محنت اٹھائے تو خود خود ہی کو دیکھ لے کہ جب باہر ہی میں پڑ کر آگ سے عاجز نہ
 ہو گیا اور کو کو تا ہی آو اس رنج کی تاکید اس سبب سے کرتا ہوں کہ جو چیز تجھ کو آسان بنا تھی ہو تو وہی
 آسان اور کو دید تیار ہو و نہیں کرتا اور جو مشکلات سے ہیں یعنی شکل سے تو نے پانی میں انگوٹھے
 تیرا البتہ دل دکھتا ہوا آب و تاس تشیل کو سن اور اپنی قدر جان اور بلاؤں سے ایچوان منہ دست پیم
 انخلا و شرح میں و مگر ان لکھا ہو کہ خلاف سیاق کلام کے ہر میری وافت میں مگردان ہو
 تشیل بجا گنا مومن کا اور برصیری ہلا میں ساتھ بنظر اب و پتقاری بخود کے وقت جوش
 کے تو با ہر شکل جاے اور صانع کرنا کہ بالہ کا

قولہ ہر زمانی می برآمد وقت جوش و بر سر دیک و بر آرد صدر خروش و کہ چرا آتش بن و دیننی و چون خریدی چون
 کھوہر سینی و میزد کھلین کہ بانو کی خوش بچش و بر مجہ ز آتش گئے و زان نہ جوشانم کہ مکر وہی بلکہ ناگیری
 تو ذوق پشانی تا غذا کردی یا مینری بجان و ہر عاری نیست وین استمان و آب پیخوردی بدستان ہر و تر
 ہر این آتش بدست آن آجور و جمنش برقراران سابق شدت و تا کہ سرمایہ وجود آید بدست

زانکہ بی لذت نروید کم دوست و چون نروید کم گداز و عشق و دوست دران تقاضا کبیرا بد قهر را تا کنی ایثار
 آن سر سایه را با باز لطف آید برای عذر او بکبر و بی غسل برستی ز جود تا خود گوید چو بدی در سہارہ رخ
 دمان تو شد نیکویش دار تا کہ دمان باز گرد و لشکر سازد پیش شد گویز ایثار تو باز و المعنی کفگیر حبس
 کفگیر کتے ہیں نگوہ کبیر کا ف عربی ماست فرماتے ہیں کہ وہی بخود جیش کھا کھا کے دیگ کے سر پہ آجائے
 ہیں اور سیکڑوں بشوڑ اٹھاتے ہیں کہ کیوں ہم میں آگ لگادی ہو جب ہکو خریدار ہو تو یہ ملامت و سرزنش
 ہر کیوں ہو گھر کی بی بی کفگیر مارتی جو اور کستی پر نہیں اچھی طرح جوش کھاؤ اور تا قشقاہ سے اچھا کوہ
 ست ہیں اس سبب سے نگوہ جوش نہیں کرتی کہ نگوہ مکر وہ جانتی ہوں بلکہ اس واسطے کہ تم میں مزہ اور چٹان
 ہو جائے اور اس واسطے کہ غذا ہو کے جان سے آہنیہ ہو جاؤ کسی تنگ و عار کو جو ہے یہ امتحان تمہارا نہیں تو
 تم جو مدقون باغ ترو سبز میں پانی پیتے رہے ہو وہ آبخور تھا را اسی آگ کی واسطے تھا آبخور آبخور جگہ پانی پینے
 مردم و بہائم کی رحمت انکی قہر پر اس سبب سے سابق ہو کہ سرہایہ وجود کا حاصل ہو یعنی ہر شے جو دیکھے
 کھو اسطے کہ ہم دوست بے لذت کے پیدا نہیں ہوتا اور اگر ہم دوست مندو تو عشق و دوست کا کسم
 گلائے پکھلائے اس تقاضا یعنی عشق سے اگر اس کے غلبے اور شد میں واقع ہوں تو اس کے ایثار میں شہ
 وجود نذر کر تو پھر لطف اسکا اس کے عذر میں کرینگا اور تجھ سے کیسکا کاب تو غسل کر کے پاک صاف ہو گیا
 اور نہر سے مکمل گیا سب آلودگیان تیری جاتی رہیں خبردار وہ خود نہ کہنے پائے کہ مدقون ہمیشہ بہا میں
 چراغ اب یہ رنج تیرا دمان ہو تو اسکو خوش رکھ تا جب دمان لوٹ کے اپنے بادشاہ کے پاس جائے
 تو شکر گزار جائے اور تیرے ایثار کا بیان کرے الخلاف شرح میں نگوہ کہ ہم کو گویم کھا کھا کھنے کھنے
 سخوشاںم کو بچوشاںم عار کو غار قولہ تا بجای نعمت منعم رسد جلد منتہا ہو بر تو حسد من غلیلم تو سپر شش
 بچک سر نہ انی ارانی از بیک سر پیش قہر دل بر قرار تا ہم ملقت اسمیل و ار سر ہرم لیک
 سر آن سریت دکر بریدہ گشتن و گشتن بریت و لیک مقصودم از ان تعلیم قت دای سلمان باپتا
 تسلیمیت دای سخو و میوش اندرا تہا دتا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا اندران بتان اگر خندیدہ و نکل و نکل
 جان و دیدہ اگر حید از باغ آب و گل شدی و لقمہ گشتی اندرا شا آمدی و شو غذا و قوت اندیشہ با
 شہرودی شیر شود بیشہ لا از صفاتش رستہ باشد تحت در صفاتش باز و چالاک حیت ہزار و خوش
 وز گردن آمدی پس شدی صاف و ز گردن بر شدی مادی در صورت باران و آب میر می
 اندر صفات مستطاب و جزو شش و بار و بارانہا بدی نفس و فعل و قول و فکر تھا شدی یعنی بچک
 شرح میں کہ اول فقرہ تا فی ہستی کا دیکھا کہ کہہ کر کی رہی ہو مجھ کا لغت میں نہیں ملا شاعر نے کہہ

انت میں دیکھا ہوگا احسا بالفتح جو کچھ سینہ اور شکم میں ہو مثلاً دل و رگ و اور معدہ و روده یعنی جب وہ شاہ
 کے سامنے تیرے ایشیا کامیاب کر گیا تو نفیثہ کی کٹی ہوئی و منعم تیرے پاس پہنچ گیا جس سے ساری نعمتیں پھر حد
 کر گئی وہ رتبہ تیرا ہوگا اور وہ منعم تجھ سے کہیگا کہ میں غلیل ہوں تو میرے ہونچکو خواب میں دکھایا ہو کہ میں تجھکو
 فوج کرتا ہوں تیں میری فوجی کے سامنے سر رکھ دے جیسا کہ دوسرے مصرع میں ہوائی ارا فی اذیک
 اور یہ بات تین رات حضرت غلیل نے خواب میں دیکھ کر حضرت اسماعیل سے کہا اور وہ فوج ہونے پر مستعد ہو
 اب تو سر اپنا تر و خلیہ عشق کے سامنے رکھ دے اور دل قرار و سکون پر رکھو بصیرت ہو علق تیرا اسماعیل
 کی طرح کاٹوں تو تیرا کاٹوں لیکن بھید اسکا ایک راز پوشیدہ ہو کہ وہ کاٹنا قطع ہونے اور بریدہ ہونے
 سے پاک ہو شل ظاہر کے نہیں ہو معنوی ہو لیکن خاص مقصود میرا اس قطع و برید سے تیری تعلیم ہو اور وہ
 یہ کہ توجہ بخوشی مسلمان کرنا ہو تو اس مسلمان تسلیم کا طالب تجھکو ہونا چاہیے تسلیم اختیار کر گیس تو خود کہ ہر کسی
 سے مراد ہر خوب ابتلا و امتحان میں کھولتا ابلتا رنادر تیری ہستی کو چھوٹے نہ خود تجھکو چھوٹے اب اگر اس باغ تبار
 کا تو ایک گل کھلا ہو تو بہستان جان اور دیدہ و دونوں کا گل ہو اور اگر اس باغ سے جدا ہو تو آب و
 گل ہو گیا بیکار و فوار اور اب ایک لقمہ ہو گیا جو معدہ روده میں گیا جسکا انجام منجاست اور غذا و
 قوت بھی ہو تو آب و گل کا تجھکو تو چاہیے کہ تو غذا و قوت اندیشوں کا بنے اسلئے کہ تو شیر ہو پس شیر پیشوں کا
 بن کہ وہ بیشہ اندیشے ہیں تین اندیشہ کی قسم کھا کے تجھ سے کہتا ہوں کہ تو اسکی صفات سے پیدا ہوا ہو یعنی
 خالق و باری یعنی خاک سے پیدا کرنے والا اسکی صفات سے ہیں انھیں سے تو پیدا ہو پس تجھکو چاہیے کہ
 حیات و چالاک ہو کہ ان صفات اور سوا انکے سب کی طرف رجوع ہوے اور جو من و اندیشے کرے
 تو تو ابرا اور غور شد و گردون سے جو بڑے علو والے ہیں ان سے آیا ہو اور جو بوقت تو صاف ہوا تو گردون
 سے بھی بالا ہو جائیگا پھر ابر و آفتاب تو گردون کے تحت ہی ہیں اور انسان تو ہر شے سے اشرف اعلیٰ ہو
 جب تو صورت باران و آب میں آئیگا کہ یہ خود پاک اور کے پاک کرنے والے ہیں تو ضرور صفات مستطاب
 پاکیزہ برگزیدہ میں داخل ہوگا لیکن تیرا یہ حال کہ تو تھا تو جزو شمس و ابر و باران کا جو روشن اور طاہر
 سطح ہیں اور ہو گیا نفس اور فعل و قول اور انکی فکر میں الخلاف شرح میں خلقت کو خلقت اشاکو جیسا
 لکھا ہو قولہ حتی حیوان شد از مرگ نبات در راست آمد قتلونی یا ثقات چون چنین برویت مارا بعد
 مات درست آمد ان فی قتل حیات فعل و قول صدق شد قوت ملک تا بدین معراج شد سوی خلک
 انچنان کان طعم شد قوت بشر از جاومی پر شد و شد جانور این سخن را ترجمہ ہناوری دگفتہ کید در مقام
 ویکرے و کاروان دائم ز گردون میرسد تا تجارت میکند و امیر و دایس بر و شیرین و خوش باب اختیار

فی جہنمی و کراہت درو حارہ و ان حدیث شیخ میگوید که ترا بشناس که میخندند و میگویند ترا از اب سر و انگور است و در پیش
 روی و دندون و گی بر و نهند و تو نهی چون که دل پر خون کشوی پس از تخمینا بر سر بدن روی را که از آن شیرین
 شوی همچون حل و فارغ کنی که جوهر جز در خل و هر که او اندر بلا مبارقتند و قبل این در که غار نشد سنگ
 شکاری نیست و اورا طوق نیست و خام ناجوشه و جز بند و قنیت و امانی و کیمو مرگ می شود و که نبات کی
 و گ سے حیوان کی جو نبات سے بڑھ کے جڑ ہستی چوئی مثلاً غلہ وغیرہ کہ کانا جاتا ہو اور پیا کونا جاتا ہو کہ
 یہی انکی مرگ ہو حیوان کا قوت ہو جاتا ہو جس سے انکی ہستی ہو آب نبات کی مرگ سے قویہ ہستی حاصل ہو
 ہماری مرگ سے جانے کیسی ہستی حاصل ہوگی اس واسطے ٹھیک کہہ دو جو قوتوں فی یاتقات کہہ دو اور ہر گاہ کہ
 اس بات میں مرنے کے بعد یہی جڑ و اور میت ہو قویہ بات بھی ٹھیک ہو کہ کہا ہو ان فی حلی حیات فعل
 صدق اور قول صدق یہ قوت فرشتہ کھا ہو وہ اسی بیٹھی سے آسان پر چڑھے ہین کہ کھانے پینے سے
 پاک ہین اور ایسا طعم کہ وہ قوت بشر کا ہو اتم جاوی سے کہ جان بشر اس سے بھرا پھر بشر نہیں رہا جانا
 ہو گیا جاوی غلہ وغیرہ کہ جمادات سے جو اب فراتے ہین کہ اس سخن کا چڑا پکڑا ترجمہ دوسری جگہ ہم
 بیان کریں گے میرے پاس تو ہمیشہ قافلہ کسان جو مراد تائید و اٹھائے سخن سے جو آسان سے آتا ہو اور
 اپنی تجارت کر کے چلا جاتا ہو پس جو کوئی خواہان اس تجارت کا ہو گا خود تیرن اور خوش باختیار
 آ کے خرید لیجا لیگا نہ کنی و کراہت سے وہ کی طرح مین چوچھو سے کر ڈی کر ڈی باتین کرتا ہون یہ تیری نیز چوچھا
 ہو مین چاہتا ہون کہ جلد تینوں سے بھگو دھو کے پاک صاف کر دوں آب چوچھا ہوا انگور کا سر و ہوتا ہو
 اور جب جوش پاتا ہو تو سردی و دندونگی چوچھا دیتا ہو ایسے ہی جب تو میری کنی سے دل پر خون ہوگا
 تو سب تینوں سے چھوٹ جائیگا اور ہر وقت مین قوشل شدہ کے شیرین ہو جائیگا اگر تھپھر کر گئی مینے
 از مدلا مت و ترش و یان کرین تو سب سے فارغ اور نچست ہوئے کچھ پر داہی کرے خوب جان
 جو کوئی ترول بلا مین صابر ہوا ہرگز قبل اس در گاہ فارغ نہا جو کتا شکاری نہیں ہو اسکے لیے
 طوق و زنجیر بھی نہیں ہو ایسے ہی جو کوئی کچھ ہوتا ہو اسکے لیے بلا بھی ہو اور جو کچھ جوشیدہ ہو وہ محض
 سیدوق ہو مینے بے لطف و بغیرہ الخلاف شیخ مین در و دار کو زرد و ار لکھا ہو

تمثیل صابر ہونا مومن کا جو بھیدہ بلا پر وقت ہوگا

قولہ آن نحو گفت ارچنین ست آلتی خوش بچشم یاریم وہ راستی تو درین جوشش چو معمار مینی
 کفیلیم دن کہ مین خوش میزنی و چھوچھو بزم زمزم و دغ و تائید مینم خواب ہندستان و باغ و تاکہ خود را
 در دہم در جوش مین و تار ہی یارم در ان آغوش مین از انکہ انسان و رعنا طائی شود و چو پیل غیب مین باقی شد

پہلے چون در خواب می بیند را پشلیان را نشود کرد و غنا آن سنی گوید در آنکے پیش ازین ہمن جو تو جو دم
 از اجزای زمین و آسمانی اس نخود نے جکا و کرا و پر ہر چکا کما کہ اگر یہ جوش و بلا آئے حصول مطلب نہا ہو تو
 مجھ کو خوب جوش دے اور احرار میرے قیاس بلا میں مجھ کو قرار و ثبات عطا کر جب اس جوش میں
 تو میرا معمار و آبادان کار ہو تو خوب کچھ میرے مار کہ نہایت ہی اچھی ماری ہی جو مثل پیل کے میرے
 سر سبز و داغ لگاتا ہندوستان اور بلخ کی خواب نہ دیکھوں تو وضع ہو کہ ملک غاس میں پیل نہیں ہوتا
 جو کبھی کوئی لیگیا اور وہ اپنے زمانہ ہو و پرست ہو کے مارنے لگا تو انھوں نے یہ تجویز کیا کہ اس نے
 ہندوستان خواب میں دیکھ لیا یا اسکو یاد آیا بس مصلح یہ مقرر ہوئی کہ پیل کو ہندوستان یا وانا یا ہندوستان
 خواب میں دیکھنا اور درحقیقت وہ شورش کی جوش سنی سے ہوتی ہو اور اسوقت میں اس کے داغ و
 زخم لگاتے ہیں کہ پھر مت نہیں ہوتا ہندوستان و بلخ مراد و نیاسے ہوا اور داغ اس واسطے لگا کہ پھر میں کہ
 جوش میں نہ پڑوں اور معشوق حقیقی کے آغوش کی راہ پاؤں اس واسطے کہ انسان غنا و آسودگی میں
 گمراہ ہو جاتا ہو جیسے ہاتھی خواب میں دشمن و بفرمان ہو جاتا ہو بس تشبیہ دنیا کی خواب سے جو پھر
 کلام مذکور کی ہر کہ پیل جب ہندو خواب میں دیکھ لیتا ہو تو پشلیان کی نہیں سنتا اور اس سے لڑتا ہو
 شکے وہ خاتون نیک نخود سے کہتی ہو کہ آجھ سے سن اس سے پہلے میں بھی ایسی ہی اجزائے زمین
 سے تھی الخلاف یاد کہ کو یاریم و غا کو و غنا شج میں لکھا ہو

عذر کرنا گھر کی بی بی کا نخود سے اور حکمت اسکو جوش میں لانے کی

تو کہ چون پویشیدم جہاں آوری پس پذیرائتم و اندر غری مدتی جو شیدہ ام اندر زمین مدتی دیکر درون
 ویک شمن زمین دو جوش قوت حسا شدم و راج گشتم پس تراستا شدم و راجادی گشتمی زان میردی
 تا شوی علم و صفات معنوی چون شدی توری پس بار دگر جوش و دیگر کن ز حیوانی گذرہ از ہوا میخواد
 تا زمین نکلتا و در غری درسی و زنتھا و زانکہ از قرآن ہی کہ شدند و زان رسن قومی درون چہ شد
 و رسن را غیبت جری ای نمود و چون ترا سودا سی سر بالا نمود و المعنی او پر کی تمشیل میں جو شترانہ جو
 سنی گوید انہ میری دہشت میں یہ شعر صد اس حکایت کا ہو لیکن دھوکے میں لکھ گیا یعنی وہ خاتون
 نیک کہتی ہو کہ میں بھی اجزائے زمین سے تھی جب میں نے اپنا چڑا آتش پہنا جو چیز میں لانی تھی کہ
 مقدم ہو پس قبول ہوئی اس حال سے کہ جس لائق تھی اور وہ چڑا آتش یہ ہو کہ ایک مدت تو میں
 زانہ کی طعن و تشنیع میں کھیتی رہی ہوں اور ایک مدت دیگر تن میں آتش معدہ کے جوش
 میں رہی ہوں جو بھوک ہو تو جاوی تھا میں نے مجھ کو جاوی سے توڑ پھوڑ کے ایسا کیا جسکے سبب

اب ایسی طرف چلا کہ حکم صفات معنوی کا ہو جائے بیٹے علم صفات روحانی کا اور جب تو روح ہو جائے تو چاہیے کہ پھر دوبارہ دوسرا پیش کراد اور اس رتبہ سے بھی گزربا اور مقام تیار ہو چکے تھابت ہو جائے دعا مانگتا رہ کر ان نکتوں سے توڑ گئے نہ پائے اور منتہا کو پہنچ جائے اس واسطے کہ تو جیسی شو سے بہت گمراہ ہو گئے اور اس رتبہ سے جو عروۃ الثانیہ کی صفت جو بر غلات بلند پر چڑھ کے پستی چاہ میں گرے ہین جیسا کہ فرمایا فیصل یکیشرا و ہیدی یکیشرا گلابی میں ڈالتا ہو بہتوں کو اس دور ہدایت کرتا ہو بہتوں کو اس سے لیکن رتبہ کا اس میں کچھ گناہ نہیں جو جب اسے غنودگی کو سہا سہا کا نہ تو رتبہ کیا کرے الخلاف شرح میں صہا کو جہاں کھینچے تھات تادی کو ختم تھات غازی کرہ کو گمراہ کھاد

باقی قصہ همان اس مہمان کش کا اور ثبات و صدق اُس کا

خو کہ آن غریب شہر سر ہلا اطلب ملکوت می خیم درین سہد شب بسجہ اگر کر بلا ہی من شوی بد کعبہ حاجت روا سی من شوی، ہین مرا بگذا را می بگزیدہ یاد تار من بازی کتم منصور وارہ گردیدہ یا نصیحت جبریل، می منخواہ غوث در آتش غلیل بد چہ نیکار و کہ من افروختہ بہتر مچون عود و عنبر سوختہ بد چہ نیکار گر چہ یاری میکنی، چون برادر پاسداری میکنی، آتی برادر من برادر چاکم، من نہ آن جانم کہ گدہم بیش و کم، جان حیدانی فرا زاد راعف، آتش بود و جوہر ہم شد قلع، اگر گشتی ہیزم آن شمریدی، تا ابہ نور و جہر عافربدی، تار سوزانت این آتش بدان، پر تو آتش بودنی میں آن، مگر ہی اس مسافر سر ہلا اطلب کہا میں تو اسی مسجد میں اس ات سو بگھا اور مسجد سے غلط جہکے کہا اس مسجد اگر تو کر بلا میری جو جگہ اور جھک کر بلا میوں کی طرح شہید کرے تو تو میری کعبہ حاجت روا ہو جائے سب حاجتیں میری روا ہو جائے اور لوگوں سے متوجہ ہو کے کہا آگاہ ہوا میا گر زیدہ مجھ کو اپنے حال پر چھوڑ دے تا منصور کی طرح رسن بازی کروں رسن بازار پر جو رسی پر دڑے آتھ نصیحت کرنے والو اگر چہ تم نصیحت کے حق میں ہر ایک جبریل ہو جیسے سادھی چینین ختم ہو میں مگر میں تو غلیل ہوں کہ فرما دوس نہیں چاہتا منقول ہو کہ جب حضرت غلیل کو آگ میں ڈالنے کو آمادہ ہوئے جبریل آئے اور کہا کوئی حاجت ہو کہ کوئی حاجت نہ گسیا ہر آگ میں چڑھاتے ہین کہا جاننے والا جانتا ہوں تجھے مد نہیں چاہتا جبریل تو جا کہ میں افروختہ ہو جاؤں اور عود و عنبر کی طرح آگ میں جل جاؤں تو یہی بہتر ہو آج جبریل اگر چہ تیاری کرتا ہو اور برادر کے پاسداری مگر اسی برادر میں آذرینے آگ پر چپت و چالاک ہوں اور وہ جان نہیں ہوں جو گھٹ جاؤں یا چھ جاؤں آذر مبدل آذر کا ہو بس یہاں برعایت تنہیں تمام برادر کے برادر ہی بہتر عودہ جان جو بیش و کم ہوتی ہو موافق قول اطلب کے روح حیوانی ہو کہ فروش لطیف سے بڑھتی ہو اور غذا نہ ملنے سے

ضعیف و فاجہ ہوتی ہو اور عجب کہ ہر تویہ روح حیوانی ایک آتش کہ ایک عنصر فوری ہو اور جسکی ہر نیم عمر ایک لمحہ
 مثال ہر نیم کی صفت سے تلف ہوتی ہو پس اگر یہ ہر نیم اسکے ساتھ نہ لگی ہوتی تویہ ہر نیم فوری بیٹے نر دارد
 نر آئندہ اور محمود و عامرا بتک کہ خود بھی آباد اور آباد کنندہ اور یہ آگ جو زمین پر ہو اور سوزان تو اس سے بچے
 کہ اسی آگ کا ہر تویہ ذات خاص کی مخلوق میں آتش در اثیر آدمیتیں غیر تو سایہ و نسبت اندر زمین ہلا جو
 پر تویہ ہر خطر اب دسوی معدن باز میگردد شباب و قاست تو برقرار آمد ہزار سایہ ات کو تہ دمی یکدم و دارا
 ہوا کہ در ہر تویہ پیکر نباتات و عکس ہوا گشتہ سوی اموات بدین دہان بر جہنم طبع گشتہ ہوا و گوارا و عکس
 بالرشاد و فتنہ داد و گرد عالم را خراب و شرق و غرب اقتاداندر خطر اب و چون غرابت گشت و لہان گشت
 ہر کی باد و گرمی و درج گشتہ گفتگو بسیار شد فاش شد و مسئلہ تسلیم کرد مں نزوم و ورتو گوئے موجب فتنہ
 یہ بود و باز گویم گوش کن چون غم فرو برد و لہجہ آتش کرہ ناکہ مقرر فلک ہر بیستے نایت بلند می فرما کے ہیں کہ
 آتش جو میں آتش ہو اثیر میں ہر یقینا اور یہ آتش جو زمین میں ہر یہ اسکے سایہ کا ہر تویہ اہل نہیں تو بر
 ضرور ہر کی ہر تویہ معدن کی واسطے مضطرب ہو اور طبعی اسکی طرف لوٹ جائے جیسے قدیر جیس
 و درستی کے ساتھ ہر بحال خود رہتا ہو اور سایہ تیرا کبھی کوتاہ ہوتا ہو کبھی دراز اس سے بچے کہ ہر تویہ کوئی شبا
 نہیں پاتا اسکے جو عکس ہیں سب اپنے اموات کی طرف کہ جیسے پیدا ہوتے ہیں جاتے ہیں آب فرماتے ہیں
 خبر دار ہو تو زبان بند کر کہ فتنہ نے لب کھولے تو اللہ اعلم بالرشاد کہ دے آسلیے کہ فتنہ پیدا ہوا عالم کو خراب
 کیا اور شرق و غرب کو خطر اب میں ڈالا تیری غرابت سے دل تنگ ہوے اور ہر کوئی ہر کسی سے
 لڑنے لگا اور بہت گفتگو ہوئی میں بھی خاموش ہو گیا اور مسئلہ مان لیا اور جو تو کہے کہ فتنہ کا سبب کیا تھا
 تو بے میں جھکاوتا ہوں کان لگا کے سن کہ کیسے یہ غم فرو برد ہوا

ذکر بداندیشی کم فہمون اور ظاعنون کا

قولہ پیش ازین کہین قصہ تاملخص سدد وود کند می آمد از اہل حد بنی رنج ازین لیک این لکند
 خاطر سادہ و سہ را پی کند خوش بیان کرد آن حکیم غزنوی بہر مجموعہ بان مثال معنوی کہ قرآن کریم
 غیر قال، این عجیب نبود اصحاب ضلال، کہ رشاع آفتاب پر نور، غیر گرمی می نیا بد چم کورہ و خطر پہلی ناگاہ
 از خزانہ، سر بیرون اور چون طغانہ، کاین سخن پست است یعنی شتوی، و قصہ پیغمبر است و پیروی نیست
 ذکر و بحث ہر اربلہ کہ دو انداولیادان سو سمند، از مقامات متبل تا فناء پایہ پائیا ملاقات خدا
 شیخ و محدث ہر مقام و منزلتی، کہ یہ نزد ہر پر و صا حدلی، جملہ ستر ستر فساد است و فسون و کودکانہ قصہ بیرون
 ہر دین، چون کتاب اللہ یا ہم پیران، و یچنین طعنہ زندگان کا فران ہلکہ اساطیرت و افسانہ نر نر

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو فیصلہ بلندہ الٰہی مجلس بالفتح عمل تمام کی کر دین کو کہیں اپنا قریبت کا بیان نہ کرے
 اسی کی تہا کی طرف رجوع کرنا اور دنیا سے جدا ہونا اساطیر قصیدہ گوشتان شریعت خدایت بیان
 اس فتنہ کا ہو کہ قبل اس سے کہ یہ قصہ تمام کو پہنچا ایک دھواں کریدے والا جس سے لوگوں کی
 آنکھیں تیرہ اور داغ غیر ہوں کیا میں اسکا کچھ خیال نہیں کرتا کہ جو گریہ غمت ہو کہ بسا ادا کی ہے سادہ لی
 علی خاطر کی کوچن مارے اور بیقرار کر دے دیکھ کیسی اچھی مثال حکیم غزنوی نے معنی دار مناسب حال
 مجبوں کے چہرہ اہلی معنی قرآن سے پردہ پڑا ہو کسی ہو کہ اہل ضلال ترکان سے سوائے قال کے اور کچھ
 نہیں دیکھتے مقصود اہلی سے اس کے کچھ واقف نہیں ظاہر کے عقیدہ میں اور یہ اسے کوئی تعجب کی بات نہیں
 اس واسطے کہ آفتاب یکساں نور سے بزرگ ہو کر افسانے کی آنکھ سوائے گری کے اس کے نور کو نہیں دیکھتی نہ کسی
 شمع سے واقف ایسے ہی ایک خریطہ پینے احق نے عرفان سے سر اٹھایا ایسا جیسے حد سے گزرے ہو
 اٹھاتے ہیں اور بطلان کی بھی عادت ہو کہ سر اٹھانے کے سخت دورشت آواز کرتی ہو اور یہ کہا کہ یہ سخن
 پست پر مینے منشوی کہ میں قصہ پیروں کے اور ان کی پیروی کا بیان ہو نہ یہ کہ اس میں کوئی ذکر و بحث ہوا
 بلند کی ہو جو اولیاء اس طرف اپنا گھڑا دوڑائیں یہ تو اس میں مطلق نہیں کہ مقامات قبل سے فہمک سے
 ترک دنیا سے فنا فی اللہ تک درجہ بدرجہ جدا جدا بملاقات خدا سبکی شرح اور سب کی حد اور منزل و مقام
 لکھے ہوں تو کوئی صاحب دل پر پا کے اسے اڑے یہ تو سراسر افسانے اور قصے ہیں اور مہنوں اور کون
 کے ہلانے کے نہ کچھ ظاہر ہو نہ کچھ باطن آئینہ مقولات مولانا رح کے ہیں کہ اگر میری منشوی پر اعتراض
 کیا تو کیا بعید کا تو وجہ کتاب اللہ سے نازل ہوتی اس پر بھی یہی طعن کہتے رہے کہ پیرائے لوگوں کی
 اہلیں ہیں اور قصہ پست و خوار نہ اس میں کوئی تحقیق ہو نہ کوئی تحقیق سیدھا سادہ بیان گذشتہ لوگوں کا
 اختلاف شرح میں قال کو فال لکھا ہر قولہ کو دوکان خرد و فہم میکنند نیست جزا مرید و ناپسند
 ذکر آدم گندم و ابلیس مار و ذکر ہود و داود و ابراہیم و نوح و ذکر کعبہ و طوفان میں و ذکر کعبان و ذکر
 خط و تافض و ذکر یوسف و ذکر زلف و ذکر یعقوب و ذکر یحییٰ و ذکر اسحاق و ذکر جبریل و
 ذکر قصہ کعبہ و اصحاب قبل و ذکر بلقیس و سلیمان و سبا و ذکر داؤد و زبور و داؤد و ذکر طوط و شعیب
 صوم و ذکر یونس و ذکر لوط و قوم او و ذکر حمل مریم و نخل و مخاض و ذکر یحییٰ و ذکر یونس و ذکر
 ناقہ و تقسیم آب و ذکر ادریس و مناجات و جواب و ذکر الیاس و غیرہ و موت او و ذکر قارون و زمزم و فتن
 فرود و ذکر ایوب و صبور و ذکر اسرئیلیان و تیرہ لاء و ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا خلع تعلیم و خطابت
 و عطا و ذکر عیسیٰ و عروش و رسا و ذکر ذوالقرنین و حضرت ارمیا و ذکر فضل احمد و خلق عظیم و ذکر قمر از

سبحان اللہ شد و ہم مظاہر دست و ہر کسی بی غی پروردگار کو بیان کہ کم شود در وی خرد و گفت اگر آسان نماید این چو
 اینچنین آسان کی سورہ بلوچیان و انیان و اہل کار و گوئی آیت ازین آسان بیاد حرف قرآن را
 لفظ ہرست و زیر طہا ہر باطن ہم قہرست و المعنی یعنی نہ یقین ہر نہ تحقیق حتی کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے
 سبھی لیتے ہیں اور سوا پسند و ناپسند کے کچھ نہیں یعنی ضد کہ اگرشت کا بیان ہو تو دوزخ کا بھی اور جو
 حشرات کا ذکر ہو تو مقابل اس کے سلیات کا بھی اور عذاب کے ساتھ ثواب بھی ذکر آدم و گنہم اور ابلیس
 مار کا کہ ابلیس گنہگار نے اسکو نگلا مار کو طائوس نے پھر بہشت میں ایجا کے اگل دیا اور ابلیس آدم کو
 گنہم کھلایا اور ذکر ہود اور یطوفان ہود کا اور ابراہیم اور فرود کی نار کا اور زکریا اور یونس اور یونس
 بن کا کہ یونس اسکا بضرورت قافیہ میم سے بدلا ہوا یعنی یم اور زکریا کنعان کا اور اسکی نافرمانی کرنے کا
 کنعان نام سپر حضرت نوح کا کہ کافر تھا ذکر یوسف اور اسکی زلفت پر خم کا ذکر یعقوب و یزین اور اسکی
 غم کا ذکر اسمعیل اور اسکی فوج اور جبریل کا کہ جبریل نے چھری کے نیچے سے نکال کے بجائے اس کے
 سینڈھا ڈال دیا تھا اور ذکر قصص کہ اور صاحب فیل کا جو الم ترکیف میں مذکور ہو ذکر بلقیس اور سلیمان
 و سبا کا کہ بلقیس شہر سبا کی بادشاہ تھیں سلیمان نے تخت سمیت اسکو اٹھا لیا تھا اور ذکر داؤد و داؤد
 زبور اور داؤد کا آوریاد اٹھا اسکی عورت بعد مارے جانے کے انھوں نے کر لی تھی ذکر طالوت
 اور شعیب اور ان کے روزوں کا کہ صائم الم دہر تھے اور ذکر یونس اور ذکر لوط اور انکی قوم کا کہ لوطی تھے
 اور لوط دیے گئے طالوت نام ایک سردار کا بنی اسرائیل سے ہو کہ رہتا تھا جالوت نام کافر سے لڑا اور
 جالوت کو حضرت داؤد نے کہ سپاہیوں طالوت سے تختے قتل کیا تھا ذکر حل مریم اور خلیل جسکے نیچے
 وضع حل کیا تھا اور دروزہ کا ادب کی اور ذکر یاسا اور اسکی اہلیانہ کا ذکر صالح اور ناقة اوقسیم آب کا
 صالح نے ناقة اللہ اور انکے مویشی کا پانی بانٹ دیا تھا اور ذکر ادیس اور انکی مناجات و جواب بلقیس
 کا ذکر الیاس و عزیر اور عزیر کی موت کا کہ سو برس مرے پڑے رہے تھے ذکر قارون اور اس کے
 زمین میں جس جانے کا ذکر ائیوب اور انکی مہجوری کا بلالون میں اور ذکر بنی اسرائیل کا جو تیس
 ما امید میں چالیس برس پڑے رہے تھے ذکر موسیٰ اور شجر طوبی کا جس پر خدا کا دیکھا تھا اور عصا کا
 جو حکم حق تعالیٰ زمین پر ڈالنے سے اُڑ رہا ہو گیا تھا اور ذکر جوتیان امارنے کا وادی امین میں بچوے
 فاضل نعنا یک کے اور خطابات اور عطیات کا جو خدا سے قتل سے اُنکو ہوئے تھے اور ذکر عیسیٰ
 اور انکے آسان پر جانے کا اور ذکر ذوالقرنین و خضر و ارمیا کا آرمیا بالضم و کسریمہ بقول بعض نام خضر
 بقول بعض نام حضرت الیاس اور ذکر غصیل حضرت احمد اور لے نفع عظیم کا جیسے کہ فرمایا اہل علی خلق عظیم شکر

خلق عظیم خلق ہو اور مجزئہ شق القوم کا یہ سب قرآن شریف میں ہوا اور اس کا ہر کہ سہل کے معنی پر بھی لگا سکتے ہیں اور ایسے حصین خرد ہو کی بجائے سبب شکل اور دشواری کے کہ دشوار پسند جبکہ پسند کرین اسی پر کیا گیا کہ اگر کھجکویہ آسان و سہل معلوم ہوتی ہو تو ایسی کوئی سورتہ آسان تو تو اپنی طرف سے لا چنانچہ فرمایا تو سورۃ من مثله لا وتم سورۃ مثل اسکے جینوں اور ان نون اور جلد ابھارے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فی آیت اس سے سہل کہ تو لائین تو حمت قرآن کو ایسا ہی مت جان لے جیسے کہ ظاہر میں اس ظاہر کے نیچے ایک باطن پر غالب ہو الخلافات شیعہ میں ہیں کہ بتن رباق کو رباقن لکھا اور تفسیر حدیث کی ان للقرآن ظہر او بطن و لبطنہ بطننا الی سبقت البطن فی روایۃ الی سبعین بطن بیشک واسطے قرآن کے ظہر کو لخت جانے والا انکو سمجھتا ہو اور مجتہد اس سے احکام نکالتا ہو اور بطن ہو کہ وہ بھید میں کہ عارف انکو سمجھتے ہیں اور اس بطن کا بطن ہو ایسے ہی سات تک اور ایک وایت میں تتر تک

قولہ زیر آن باطن کی بطن در کبر خیرہ کرد اندر و فکر و نظر و زیان باطن کی بطن سوم کہ در گرد خرد با جملہ کم باطن چارم از بنی خود کس نرید و جز خدا ہی بے نظیر و بے ندید و بچین تا ہفت بطن ای ہوا لکم فی شمر تو زین حدیث مستقیم تو قرآن او پسر ظاہر میں ہو دیو آدم را نہ بنید غیر طین و ظاہر قرآن چو شخص آدمیت کہ تھو شش ظاہر و جانش خفیت در در اصد حال عم و خال و ایک سروی نہ بینہ مال از انکہ گویند او لیا و کہ در و نہ تاز شیم مردمان نہان جو نہ پیش خلق ایشان فزادہ کہ اندک گام خود چو سپر خ ہفتم می بندہ المعنی او پر جو فرمایا کہ قرآن کا جو ظاہر ہو اس ظاہر کے نیچے ایک بطن ہو ایسا جسوں فکر و نظر و نون خیرہ و میران ہوتی ہیں چھاس باطن کے نیچے تیسرا بطن ہو جس میں ساری عقلیں گہ ہوتی ہیں اور چوتھا جو بطن قرآن کا ہو وہ خدا کے سوا کسی نے نہ دیکھا جو پیش بے اند ہو ایسے ہی ای ہوا لکم سات بطن تک ہیں کہ یہ حدیث مستقیم جو ہو اس سے گن لے جس تو او پسر قرآن سے ظاہر ہی ظاہر مت دیکھا ایسے کہ شیطان نے آدم کو سواک ما طین کے نہ دیکھا قرآن کا ظاہر ایسا ہو جیسے ایک جسم آدمی کا انقبض اسکے ظاہر میں اور جان چھپی ہوئی ہو اسی کو خیال کر لو کہ اس نے ہی چھپا مومن سے بے شک کہ کسی کو دیکھتے رہیں اور بال بھر اسکے حال سے واقف نہیں ہوتے اور یہ جو مشہور ہو کہ اولیا اپنے چھپا کے لیے پتھر کو چلے جاتے ہیں یہ کچھ بات نہیں ہو یہ تو اس حال میں کہ مخلوق کے سامنے ہیں کیونکہ پہاڑوں کے اُس پار ہیں اور اسی حال میں قدم حرج ہفتم پر رکھتے ہیں

بیان اسکا کہ جانا انہیہ اولیا کا پہاڑوں اور غاروں میں لینے جیسا کہ کو نہیں ہی

پستان و ماموستو شرح مختصری و اصولی دم

HVC

پشتان مہاراجہ شری چندر پوروی دم
۱۳۴۲ء
کہ مخلوق کے خوف تشویش سے بلکہ مخلوق کو ہدایت پر دینا ہے قطع ہو چکی
تھی کہ پس چرا پنہان شود کہ جو بود کہ ز صدر دیبا و کبر آن سو بود و حاجش نبود بسوی کبر سخت مکوش کرہ
فلک صلیب ریخت و پنج کردید و دیداد و گردشان متغیریت جامہ پوشید آسمان و گو بیضا ہر آن ہی پنہان
بود آدمی پنہان تر از پریان بود و نزد عاقل آن ہی کہ مضمرست و آدمی صد بار غم پنہان ترست و آدمی
نزدیک عاقل چون خفیت و چون بود آدم کہ در غیب اوصفی است و آن کی بشنید از گرگی سخن نہ رفت پیش
خواجه کا سی مقصود کن، اینچنین گرگی سخن باسن بگفت و خواجہ را با صد طرب دل گشت جھٹ گفت ایسان
آوردیم من برین و پیچمن صدیق و فاروق حسین و خواجہ دانستی کہ ہر چون و چند و عمر و را ایشان لطیف
نیستند و گمانی بتایید صدر فراتے ہیں کہ شخص سیکڑون پہاڑون دریائون سے اس پار ہو وہ کیوں چکا
کیوں پہاڑ ڈھونڈے گا اسکو حاجت پہاڑ کی طرف بھاگنے کی کیا ہو وہ تو وہاں پر کہا اس کرہ فلک نے اس کے
پیچھے دوڑتے دوڑتے سیکڑون نعل گرائے ہیں اور پہنچ نہ سکا چرخ کہ کوئی وقت و دادوش سے خالی
منین ہر چند و ترا و حوا پا اسکی اسنے گرد بھی نہ لیں ناچار تاپوس ہو کے نیلا جامہ آسانی ماتم کا پہنا اگرچہ
پر ی جو ذہن میں ہی بیٹا ہر پنہان ہو مگر آدمی جو پنہان ہو یہ یوں سے زیادہ ہو چلوگ کہ عاقل ہیں اس کے
نزدیک وہ پری جو مضمر و پوشیدہ ہو ہرگز نظر نہیں آتی آدمی اس سے سو حصہ زیادہ پوشیدہ ہو کہ کوئی اس کا
آگاہ نہیں ہو وہ آدمی جو نزدیک عاقل کے خفی ہو وہ مانند پوش آدم کا ہو جو عالم غیب میں صفی و برگزیدہ
تھے دوسری تشیل ہو کہ ایک شخص نے ایک بھیڑیے سے کوئی بات سنی اور اس زمانہ کے خواجہ سے ملکر
کہا کہ امی مقصود کن کے بیٹھے نے مجھ سے اس قسم کی بات کسی مقصود کن سے یہ مراد ہو کہ تیرا ہی وجود
مقصود تھا اسی سبب سے کن کہا گیا یہ بات سنکے خواجہ کا دل نہایت خوش اور سیکڑون طرب سے جھٹ
ہوا کہ میں اس بات پر ایمان لایا اور ایسا ایمان لایا کہ صدیق و فاروق حسین دونوں بزرگ مثل میرے ہیں
اس اعتقاد میں آوردہ ایمان لانے کی سخن گرگ پر یہ حتیٰ کہ خواجہ جنوب جاتا تھا کہ جتنی مخلوق بہ صفات
چون و چند ہو کوئی انہیں ایسا نہیں ہو کہ مرد خدا کا مخالف ہو اختلاف شرح میں خواجہ را با طرب ہم لکھا
میں نہیں جانتا یہ اضافت خواجہ کی را کیطرت جو من ہو کیسی ہو اور اگر کسی قسم کے ہمزہ کو ٹھہرایا جاوے
تو چنان منین اس واسطے میں نے لفظ صد کا بڑھا دیا ہو کیا عجیب سو کتاب سے رک گیا ہو

تشیبہ اولیا و کلام اولیا بوصالی موسیقی و فنون عیسے علیہم السلام

فوله آدمی همچون عصای موسیت ، آدمی همچون نسوبن عیسیت ، در کف حق بگر او و بهرین در قلبش من
هست بین اولا جین ، ظاهرش چوبی و لیکن پیش او کون یک لقمه جو کبشاید نگلیزد و پیشش انسون صیغی و صدقا

آن بہین گزیدی گریزان گشت موت و قہمیں زافسون آن لہجات بہت ، آن نکر کہ مردہ بر جہت جہشت
 قہمیں مران عصا را سہل یافت ، آن بہین کہ بجا خضر اشکافت ، تو دوری دیدہ چہر سیاہ ، یک قدم
 پاپیش نہنگ سیاہ ، تو دوری می بینی خیر گرد و داند کی پیش آہین در گرد مردہ دیدہ اگر داورہ روشن کند ،
 گوہہا را مردی اور کند ، یعنی بطریق صدر گتے ہیں کہ یہی آدمی ہو کہ شل عصا موسیٰ کے ہو اور یہی آدمی ہو
 کہ مثل دم پس کے دیکھو سی کر تین عصا سے ظاہر ہوئیں اور یکے سے مردے دم عیسیٰ سے زندہ ہوئے جیسے
 عصا حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں واسطے داد و نریت کے تھا ایسے ہی دل ہون کا خدا کے کف بن بیان
 انگلیوں کے ہر جہر چاہتا ہو اور ہر پتہ ہر ظاہر قہم عصا ایک چوب ہو لیکن اگر حلق نیلوانے تو ساری دنیا
 اس کے سامنے ایک لقمہ ہو تو شکوچ بہت جان ایسے ہی نہیں عیسیٰ میں حوت و صوت کو مت دیکھو
 دیکھو جس سے موت بھاگ گئی اور اس فسون کے لمبے آہستہ آہستہ مت دیکھو اسکو دیکھو جس سے مردہ اٹھ
 بیٹھ گیا تو یہ مت دیکھو کہ عصا کو حضرت موسیٰ نے حضرت شعیب سے سہل پالیا تھا تو یہ دیکھو کہ بحر فکروا نے
 گیسپا پھاڑ دیا تھا تو نے دوری سے آدمی کا چہرہ یعنی آب و گل دیکھ لیا ہو ایک قدم ہی پاؤں آگے
 بڑھائی ہو دیکھو کیسی سیاہ اسکے ساتھ ہو تو دوری کے سبب سے سوا گرد کے گچہ نہیں دیکھ کر آگے بڑھ تو اسی
 گرد میں تجھ کو مد نظر آئے اور وہ مرد کہ جکی گرد آنکھوں کو روشن کرے اور ہاروں کی زنجی موت کے لکڑی
 تفسیر قولہ تعالیٰ یا جبال اوبی معہ و اطلالی پہاڑ و رجوع کرو اور او کی طرف اسکی راہ میں اور اس کے
 کلام میں اور اسی طائرہ رجوع کرو

قولہ چون در آمد موسیٰ از اقصای دشت ، کہوہ طور از مقدش ، قاص گشت ، بروی داؤد از فرش تابان
 شدہ ، گوہہا اندر پیش نما لان شدہ ، کہوہ باد او کو گشتہ ہم رہی ، ہر دو مطرب بہت درخش شہی ، یا جبال
 اوبی اچرا آمد ، ہر دو ہر آواز ہم پردہ شدہ ، گفت داؤد ا تو بخت دیدہ ، بہین از ہر طران بریدہ ،
 اسی غریب فردی ہوش شدہ ، آتش شوق از دلست شعلہ زدہ ، مطربان خواہی و قوال دہیم ، گوہہا را
 بہشت آرد آن قدیم ہما کہ قوالی و سرنائی کنند تا پیشیت بادہ پیائی کنند تا بانانی نالہ چون کہ بارہشت
 بی لب و دندان بی رانالہ است ، نغمہ اجزای آن صافی جہد ، ہر شہی در گوش حسش میرسد ، ہنشنیان
 نشوئند و بشوئند ، اسی شک جان کو غیش بگرد و ہنگ و در نفس جو صد گفتگو ، ہنشنیان اور ہر دو ہر دو
 صد سوال و صد جواب اندر دولت میرسد از لا مکان تا نزلت ، کہنی جب حضرت موسیٰ اطراحت گشت
 ایمن سے داخل ہوئے تو ایسے ذوق و شوق سے آئے کہ کوہ طور بھی انکے شوق کی تاثیر سے پانچ
 اور یہ وہی آنا ہر جو وعدہ دیدار پر گئے تھے ایسے ہی صورت داؤد کی جب اسکی فروزیابی سے

سروش پر چلی اور وہ لعلہ عشق کا جوش زن ہوا تو پہاڑ اٹکے سبب سے نالان ہوئے اور انکے چراہ لینے
 اٹکے اور پہاڑوں کے ایک راہ تھی اور راہ یہاں اس معنی میں ہو جو گانے والے ابتدا میں بطور کہنگ
 شروع کرتے ہیں اور یہ دونوں مطرب ایک ہی بادشاہ کے عشق میں مست تھے پہر یا جبال ادبی کا
 امر ہوتا ہے دونوں ہم آواز و ہم پردہ ہوئے معنی آیت کے سرخی میں سطور ہوئے لفظ پردہ بھی ہر حالت
 راگ کے ہوا اور کہا اور داؤد تو بچرت دیدہ ہو اور میرے واسطے ہمارا ہوں سے جابجا ہوا اور غریب تھا
 بے مونس شدہ آگ میرے شوق کی تیرے دلے شعلہ اٹھا ہی ہو تو مطرب اور قوال و ندیم چاہتا ہو اسلئے
 وہ قدیم پہاڑوں کو تیرے سامنے لاتا ہوتا کہ تیرے سامنے کام قوال و سزا بجانے والے کا کریں اور
 باد وہ بیانی و کھائیں لینے تجھ کو اپنی مستی جتائیں تو تو جہاں کہ پہاڑ کو جہاں در عشق سے ہوا ایسے ہی
 بے لب و دندان کے ولی حق کو نالے ہیں کہ اس صافی جسد کے اجزا سے نفٹ پیدا ہو کے ہر رات
 آسکے گوش مس میں پہنچتے ہیں رات کی قید اس نظر سے ہو کہ عاشق کو رات بڑی و شوار ہوتی ہو
 کہ وہ نفٹے تو شمشاد ہو گر پاس بیٹھے واپس نہیں سنتے بس کیا خوش وہ جان ہو جو اسکے غیب پر گر کر
 ہو کہ اپنے نفس میں سیکڑوں ایسی گفتگو میں دیکھے جبکہ ہنشین ہو ہیں پائے سیکڑوں سوال و سیکڑوں جواب
 تیرے دل میں لامکان سے تیری منزل تک نازل ہوں گویا پرہ بندہ جانے

جواب طاعن مشنوی کا اپنے ہی قصور و غم پر

تو کہ مشنوی تو مشنودان گوشت و کھار و گوشت را کہیم آزار اگر تو خود می دشمنی و چون شال
 و بیہ چون نفوس می اسی سگ طاعن تو خود عمو مکیں و طعن قرآن را بروں شو مکیں و این نہ آن شیرت
 گزری جان بری دیار پیچہ قمر و ایمان بری و تا قیامت میزند قرآن نہاد کای کردہ جملہ اکشتہ خدا و
 مر مرا افسانہ می پنداشتید و تخم طعن و کافری میکاشتید و خود بیداری خیسان زمین کہ شاہد و مفسد و فساد
 نگاہ پیدای کہ طعن میزدید کہ شافانی و افسانہ بیدار من کلام مقم و قائم بذات و قوت جان جان و نہ قوتی
 زکات و نور خورشید و قمار و بر شام و لیک از خورشید ناگشتہ جدا نہ نکشم پیچہ آن آب حیات و تارہا نم
 عاشقان را از مات و اگر خیال کند آرتان غنی و جبرہ بر گورتان حق بختی و می گیرم گفت و پند آن حکیم و
 دل نگر و انم زہر قوی سقیم تا بیاید در دین ازاد و ما و فارغ آیم من زہر طعنی جدا نہ آنکہ فرمودست ازاد
 خطاب و کرہ و ما و زہر و دنا آب و المعنی او پر جو کہا ہو سیکڑوں سوال و جواب لامکان سے تجھ پر نازل ہوئے
 وہ ایسے ہیں کہ تو تو شمشاد لیکن اور گوش آنکو ہنشین شینگے چاہے کتنے ہی کان تجھ سے لگا وین آجھا ہننے
 مانا کہ تو خود ہنشین شمشاد لیکن دیکھی کہ پہاڑ نالان و ہم آواز ہوئے تو پھر کیوں ہنشین سوتا اور خاموش

ہوتا اور سب طاعن تو توجہ سے جتنا ہوا اور طعن قرآن کی تفسیر سے نکالے جاتا ہے۔ نہیں جانتا کہ یہ کون سا
 نہیں ہو کہ جس سے تو جان بچالے یا اسکے قہر کے چبے ایمان بچالے اور اصل یہی دو چیزیں ہیں تو سب
 مت جان قیامت تک یہ قرآن دیا کر گیا کہ اگر وہ جہل کے خدا گشتہ تم مجھ کو قصہ کہانی جانتے رہے اور
 تخم طعن و کافری کا بوتے رہے تھے اور ناپا چیز و زمانہ کے خود کو دیکھ لیا کہ تم ہی افسانہ زمانہ کے تھے زمین
 اور آسمان غنوتھے دیکھ لیا کہ تم ہی فانی اور فانی تھے میں تو کلام حق کا ہوں اور بذات خود قائم اور
 قوت جان کی جان کا نہ وہ قوت جو نکات سے ہر جے بچے جس سے سر اور غلہ ہوتی ہیں اور آفتاب کا ہون جو
 آفتاب کی طرح تپتا ہوں لیکن خورشید سے جدا نہیں ہوں دیکھ میں اس آب حیات کا ایک چشمہ ہوں تا اپنے
 عاشقوں کی حیات بخشی کروں اور مات سے بچاؤں تھے تو بدبو جس کی اٹھا رکھی ہو اگر ایسی بدبو اٹھا
 تو ایک جہد حق تعالیٰ ہی تمھاری گور پر ڈال دیتا جیسے امرامی نوشی کے وقت جہد زمین پر ڈال دیتے ہیں
 میں اس حکیم کے قول و نصیحت کو نہیں مانتا اور اپنے دل کو ہر قول سقیم و روگی سے نہیں بچتا کہ
 اسکا اشارہ طرف مہود و ذہنی کے ہر قوم پر اور دوس سے دھاپائے اور میں اسکی ہر ظن جدا سے نجات پاتا ہوں
 یہ نہیں ہو گا جو بھی مجھے معلوم ہو جو مادر کرنے کرہ سے خطاب کر کے کہا ہو پانی پینے کے وقت میں جو
 دونوں پیتے تھے اختلاف شرح میں زبان کو ذرا اور نہ من کو زمرن بدیدہ کو بدیدی تا قوت کو قوت

بک کو یک تان کو نان سے نگیرم کو نے گبیرم

مثل لانا بجانے کرہ میں پانی پینے سے

قولہ می شوالید ہر دم آن نفور ہر اسپان کہ بلانین کہ کوہ آن شوالیدن بکہ میر سید ہر می ہواشت
 وزخو میر سید ہر می ہواشت پر سید کامی کرہ چرا می ہر ساعی زین ہتھا گفت کرہ می شوالیدن آن کرہ
 از نفاق باہگ نشان دارم شکوہ بس دلم می لرزد و انجا میرود و زان نفاق نفور ہر می سید گفت
 مادر تاجان بودست امین ہر کارا فرمایان بداند از زمین ہین تو کارنیش کن ای ارکندہ ہو کہ
 ایشان ریش خود بر میکنند وقت تنگ و میرود آب فراخ پیش از ان کہ ہر گودی شاخ شاخ شہر
 کاریزیت پر آب حیات آکبش تابہ دلاز تو نبات آب خضر از جوی نطق اولیا و مجید می قشند
 غافل یاد گردن میں آب کو را نہ بظن سوی جو آور ہو در جوی زین چون گران میں شوی تو ستل
 رست از تعلیق خشک آنگاہ دل لہ یعنی شوالیدن پیر مرون و فریاد کروں ہلاک از تبہ ستل لیل جو نہ
 فرستے ہیں وہ نقل کرہ اور مادر کی یہ ہو کہ نفو کو گھوڑوں کو بانی پلاتے وقت لکارتے تھے کہ خضر
 ہوا اس کو جو سے آجو ز جگہ پانی پینے کی وہ لکارتا ایک کرہ کو ہر پختی ہتی بار بار سر اٹھاتا اور بجا گاتا تھا

اسکی تان نے پوچھا کہ اسکرہ تو کیوں بھاگتا ہوا پانی ایک سو سو کے نہیں پیتا کرہ کے کما وہ گردہ گردہ
ہرین انکی آواز نفاق سے جھکاو بیت ہوتی ہو میرا دل کانپ جاتا ہوا اور بھکانے نہیں ہوتا اور اس
اتفاق کے فترہ سے جھکاو غن آتا ہوا تان کے کما اسنادان جب سے یہ جہان ہوا تو ایسے فضول الگ
جہان میں ہوتے ہی چلے آئے ہیں خبردار ہوا اور جہند تو اپنا کام کر جا آگوا اپنی ڈوا بھی کھسوٹنے دے
وقت تنگ ہوا اور آبِ فراخ ریلہ کا کھلا جاتا تو اس سے قبل اپنا کام کر کہ اسکی مدائی سے شلخ شلخ
ہوئے یہ شہر یعنی دنیا شہر کاریز پر آبِ حیات کا ہو تو اس سے پانی نکال تار و سید کی تیری خوب نشوونما
پائے کاریز آبجو سے زیر زمین آئندہ شہر ایک تفسیر کہ نطق اولیا کی ایک نہر ہو لبالب آبِ حیات سے
بس ہم تو اسیکہ پانی پیتے ہیں اسوشہ غافل تو بھی آ اگر تو اندھون کے مثل پانی نہیں دیکھتا تو پنا
گھر انہر کے پاس لا اور نہر میں ڈال پھر اسکو بھاری پائے تو مستدل ہو گیا دلیل سمجھا بلکسی اور قلیہ
شک سے دل تیرا خلاص ہو گیا اختلاف از نفاق کو ذائقہ شرح میں لکھا ہو قولہ جفر و ہر شک بلانیش
نہا گران بینی تو شک خویش را گر نہ بیند کور آب جو عیان و لیک بیند چون سوگرد و گران کہ نہوا بندر سو
آبی برفت و کاین سبک بود و گران شد ناب زفت و زانکہ ہر باجی مراد می ربود و باجی نہا بدیم قلم فزود
مرسلیمان را باجی ہر ہوا و زانکہ نمود شان گران فی قوی کشتی بی لنگر آمد مرد و شر کہ ز باد کثر یا بد و خدا
لنگر عفت عاقل و امان و لنگرے در یوزہ کن از عاقلان و از مدہای خرو چون در ربود و از زمین
و بر آن دریای بود و زمینین امداد دل پر فن بود و بچہ از دل چشم ہم روشن شود و زانکہ نور از دل برین
ویدہ نشست و تا چو دل شد دیدہ تو عاقل ست و دل چو برانوار عقل پروردان نصیب ہم ہو ویدہ رسد
پس بدان کاب مبارک از آسمان و وحی دلہا باشد و صدق باین و ما چو آن کرد ہم آب جو نوریم و سو
آن دسو اس طاعتن نگریم و پیروی پیبران رہ سپر طعنہ خلاقان ہمہ باجی شہر و آئندہ اوزان کہ رہ
طی کردہ اندہ گوش و اباگ سگان کی کردہ اندہ المعنی تو اپنی شک آب اندیش کو نہر میں ڈوبو
تو شک کو گران دیکھے نہر پر شک باطن اگر اندھا آب نہر کا عیان نہیں دیکھتا جب تو جانیکا
کہ اپنا سبب بھاری پاچیکا کہ آٹراس نہر ہی سے پانی گھرے میں گیا ہو کہ یہ سبب تھا اب بہت گران
ہو گیا اور جانیکا کہ پہلے تو ہوا جھکوا اڑاتی رہتی تھی مینے باو خواہش نفسانی اب جو نہیں اڑ سکتی
تو معلوم ہوا کہ جو مجھ میں بڑھ گیا اور جو سلیمان کو ہر ہوا اڑاتی تھی یہ سبب تھا کہ انہیں گران فی قوی
کی نہ تھی وہ سب سے پاک ہو گئے تھے جو کوئی مرد و شر کا ہوا یا ہو جیسے بے لنگر کی کشتی کہ جھکوا ہر وقت
باو مخالف سے خوف ہوا اور لنگر کیا ہو عقل عاقل کی جو مدو کامل ہو کہ وہ لنگر باعث امان ہو بس تو

عالموں سے اس لنگر کی بھیک مانگ اور حاصل کر اس واسطے کہ جب ضرورت ملے تو اسے دیا جائے جو دے کے خزانہ دُر سے دُر حاصل کیے تو ایسے دن سے دل پُر ہوتا جو اور دل سے تڑپ کے آنکھ میں پہونچتے ہیں تاکہ روشن ہو جاتی ہو سب کچھ سوچنے لگتا ہونے نفع و تشدید ہونے حال و گونہ و نور و از پر چیز ہزار و آنکھیں اس سبب سے روشن ہو جاتی ہیں کہ وہ نور دل سے آنکھ میں پہونچا ہو ورنہ دل بیکار رہتا ہو تو آنکھیں بھی بیکار ہوتی ہیں جب تو نے دل کو انداز عقل پر پر لگایا تو اسی سے تیری دونوں آنکھیں کو بھی نور پہونچا جس جان لے کہ یہ اب مبارک جو آسمان سے نازل ہوا ہو وحی دلون کی ہوا و دنیا بیان ہو لاریب فیہ و نزلائ من السامراء مبارکنازل کیا ہے آسمان سے مبارک لاجرم ہم جو شل ہنس کو کے آگے بڑھتے ہیں تو چاہے دوسرا طاعن پر نظر نہ کریں تو سیروی پیران راہ کی کر مخلوق کے جو طعنے ہیں سب کو ہیرو و جان ان خداوندوں نے جو یہ راہ طرکی ہو تو انھوں نے ان کو ننگی آواز پر کمال لگایا ہو یہ ہر عفو کرتے ہے ہیں

بقیہ قصہ حمان سجد حمان کش

قولہ باز گوکان پاکباز شیر مردہ اندران سجد چہ نمود و چہ کردہ خفتہ در سجد خود اور اخواب کو مرد و غرق گشتہ چون خپد بگوہ خواب مرغ و مابیان باشد ہیء عاشقان رازیر غرقاب ہیء غم شب آواز با بولی شہید کا کیم آیم بر سر ت ای مستغنیہ پنج کرت اپنہین آواد سخت و میر سید و دل ہمیشہ سخت لغت المعنی آب ہم اُس گمان سجد حمان کش کا ذکر کرنے کو بتنا مرفوضی اپنے نفس نفیس کی طرف مخاطب ہیں کہ اس پاکباز شیر مرد کا حال تو کہہ کہ اُسے اُس مسجد میں کیا دیکھا اور کیا کیا مسجد میں سویا تو لیکن غینہ کہاں نہ عاشق عشق میں ڈوبا ہوا پھر کیسے سوتا تو ہی بنا کہ مرد غرق گشتہ بھی کہیں سوتا ہو عاشقوں کے خواب جو عرقاب غم میں ڈوبے ہوتے ہیں ایسے ہوتے ہیں جیسے مرغ و ماہی کے کہ دم بھر میں سوتے ہیں اور دم بھر میں جاگتے ہیں غرض جب آدمی رات ہوئی تو اُسے ایک آواز ہونے لگی کہ اے مستغنیہ اب تیرے سر پاتا ہوں اور بیکرا یہاں تک کہ پنج بار ایسی ہی آواز سخت آتی رہی جس سے دل گڑے ہو جاتا تھا اختلاف شیخ میں بگو گوگو ہول کو حول لکھا ہو

تفسیر آیہ و اجلب علیکم تمجید ورجلک وشارکم فی الاموال والاؤلاؤ و عہم و ما یعدہم الشیطان الا عذرا اس آیت میں خطاب الیس کی طرف ہی پرانے تختہ کر اُنہ اپنے سوار و پیادے اور شریک ہوانے مال والاؤ میں اور وعدہ کر اُن سے اور نہیں عذر کرتا ہو اُسے شیطان مگر فریب کا

قولہ تو کہ عزم دین کنی با اجتہاد و دیو باکت بزند اندر زاد کہ مرد و اسو بیدیش الغوی ہر شیخ و روشنی ہو

بینہ اگر دی زماران و ابیری و خوار گروی و پشیمانی خوری و توذیم باہگ آن دیو لعین و و اگر کسی در ضلالت
 از یقین کہ ہا فردا پس فردا تراست و راہ دین پویم کہ مہلت پیش ہاست و مرگ مہنی باز گوار چپ دست
 میکشد ہمایہ رانا باہگ خاست و باز عزم دین کنی از ہم جان و مردہ سازی نوشتن را یک زمان پس سلخ
 بر بندہ از علم و حکم کہ من از خوبی نیارم با پی کہ باز باہگی برزند بر تو نہ کہ بہترس و باز گردان شیخ فقر و باز بگری
 رزہ روشنی و آن سلاح علم و دین بر نگہی و سالما اورا باہگی بندہ و چنین ظلمت ندا فگندہ و بہیت باہگ
 شایطین خلق را بندہ کردست و گرفتہ خلق را ہستای چنان نوید شد جانش زورہ کردہ ان کاfran زامل قبولہ
 آن شکوہ باہگ آن طعون بود بہیت باہگ خدائی چون بود بہیت بازست بر کبک نجیب و مرگس نہیت
 زان بہیت نصیب و زانکہ نمود باز صیاد کس و شکستیان می گس گیر و دوس و شکست و دیو چون تو ذاب و
 کرد فردا نہ بر کبک و عقاب باہگ دیوان گلابان شقیات و باہگ سلطان پاسان اولیاست تہانیا فر
 بدین دو باہگ دوہ قطرہ از بحر خوش باہر شود و معنی جسوت تو ارادہ دین کا کرتا ہو باہتہادینے بختوے
 راہ صواب تو شیطان تیری ذات میں گنگے جھکو آواز کرتا ہو کہ ای جھکے گمراہ اس طرف مت جا کہ محنت و
 محتاجی میں گرفتار ہو جائیگا مفلس و مینوائی میں پڑیگا یار وں سے جدا ہوگا اور غواری پشیمانی اٹھا لیگا
 جیسا کہ فرمایا الشیطان یعدکم انفق شیطان وعدہ کرتا ہو جھکو فقر کا بس تو یہ آواز اس دیو لعین کی سنکے
 ڈرتا ہو اور ضلالت کی طرف وڑتا ہو یقین سے تبا و کرتا ہو کہ نہ دیکھ لیگے ابھی تو مہلت جھکو ہو کچھ آج تھوڑے
 مرے جاتے ہیں کل ہو پسوں و راہ دین میں بھی چل لیگے بعد اس ارادہ کے مرگ کو دیکھا د اپنے باہن
 کسی ہمایہ سے کہ وہ اسکو مار رہا ہو حتی کہ وہ مرا اور رونے پٹینے کی آواز ناٹھی اسکو دیکھ کے پھر تو ارادہ
 دین کا کرتا ہو اپنی جان کے خوف سے اور اس خیال میں تھوڑی دیر آپ کو مردہ بناتا ہو اور سچ میں پڑ جاتا
 اور تھیار علم و حکمت کے ہاندھکے مست ہوتا ہو اور کتا ہو میں ایسا ڈر گیا ہوں کہ اب کسی سے گھٹ کے قدم
 نہیں رکھو گھا پھر وہ مگر کی آواز تھیر لگاتا ہو کہ اس راہ سے لوٹ فقر تو ار تو لے تیرے سر پر کھڑا ہو اس سے
 ڈر پھر تو وہ تھیار علم و دین کے پھینک پھانک کے راہ روشنی سے بھاگ مھلتا ہو انفرض برسوں تو
 ایسی باہگ کا بندہ بنا رہتا ہو و ظلمت ضلالت میں کھل بچائے پڑا رہتا ہو دیکھ کیسی بہیت باہگ شیطین
 کی ہو جس نے مخلوق کو بندہ بنایا ہو اور اٹکا گلا گھوٹا ہو کہ ایسی جان انکی نور سے نا امید ہو گئی جیسے کا فو
 کی روح اصحاب قبور سے چنانچہ فرمایا یا ایہا الذین آمنوا لاتموتوا تو ما غصب اللہ علیہم قدیسو اس الاخرۃ
 کلائس الکفار من اصحاب القبور ای ایمان و الموت دوستی کرو اس قوم سے چیرا اللہ کا غضب ہو دیا لیک
 و یا یوس ہوے آخرت سے جیسے کفار یا یوس ہوے اصحاب قبور سے کہ وہ پھر لوٹ کے نہیں آئینگے

اب فرماتے ہیں ذرا خود کو جیسے اس بلوں کی آواز میں ایسی ہیبت شکوہ ہو تو باہگ ہڈا کی کیسی ہیبت
 و شکوہ ہوگی لیکن ہیبت ہان کی لکب سبب شریف پر موتی ہوئی کو اس ہیبت سے کہ حصہ میں لکب سے
 مراد خاصان خدا بھی عوام ان اس ہوا سے کہ باز شکاری گس کا نہیں کھین کو گریان ہی کیڑی ہیں
 یہاں گریان مراد شیطاں سے ہے جس عکبوت شیطان کی توجہ ہی جیسی بھی پر گرد و فرکتی ہونہ لکب عقاب
 لاجرم باہگ شیطانوں کی گلہ بان بلندیوں کی ہوا اور باہگ سلطان کی پاسان اولیا کی آوریہ باہگ سلطان
 اس سبب سے پاسان اولیا کی جو کہ بسبب ان دونوں آوازوں کے کوئی قطرہ بحر خوش کا بحر شوق
 سے نہ ملنے پائے اختلاف شرح میں باز کو کوئی اہل کہ اوہ باز کو بکاف عجب لکھا ہوا خواست کو خواست
 تاننا میزد کو تاننا میزد با سحر کو یا سحر

پوچھنا باہگ طلسم کا آدھی رات میں قہمان مسیحا کو

قولہ بشوا کنون قصہ آن باہگ سخت کہ نرفت از جاہان آن نیکیوت، گفت چون ترسم چہ ہیبت آن
 طبل عید یا دہل ترسد کہ زخم اور رسید مای و ہمای تھی و پر کو ب چشم مان از عید چون شد زخم چوب
 شد قیامت عید و بیدیاں دہل، با چو اہل عید خندان چو گل، بشوا کنون این دہل چون باہگ دژ
 و یک دولتا چکوہ می نزد، چونکہ بشود آن دہل آن مرد وید، گفت چون ترسد دہل از طبل عید، گفت باہو
 ہین لرزان دل کرین، مرد جان بدولان بی یقین، وقت آن آمد کہ حیدر وارین، ملک گیرم
 یا پر دانم بدن، بر جہید و باہگ برو کای کیا، حاضرم ایک اگر مردی بیاد، در دمان شکست آورد
 طلسم، ز رہی ریزید ہر سو قسم، رنجت چنداں در کہ رسید آن شہر تا بگیرد ز دہل سری ماہ در پشرد آن مسجد
 ز در ہر جا چکا، مرد ویران شد ز تقدیر آکہ بعد از ان برخاست آن شیر عنید تا سحر گر در بیرون کشید،
 دفن میکرد و می آمد جز، با جوال و توہرہ بار و گرو گنہا، ہنا و آن جانبا زانان، دگوری و ترسانی واپس
 خزان، لکھی قسم بالکسر ہرہ و بخش فرماتے ہیں کہ وہ آواز سخت جوی ایم کی آئی تھی اسکا قصہ سن کہ وہ دہان
 اسکو شکے جو اس واز جارفہ نہیں ہوا اور کہ مین اس سے کیوں ڈرون یہ تو طبل عید ہو جو ڈرے وہ ڈرے
 یا دہل ڈرے کہ وہ زخم چوب کی کھاتا ہو آئندہ مغولے مولانا رکے ہیں کہ ای غالی ڈو حلو اور غالی ایسے
 کوٹ پیٹ سے بھرے ہوئے کیا سبب ہو کہ عید سے تمھارے حصہ میں یہ کوٹ پیٹ کیوں ہوئی اور زخم
 چوب کے کیسے تمھارے بخش ہوئے ایسا ہی حال قیامت اور بید یون کا ہو کہ قیامت عید ہو بیدین
 دہل کٹنے پٹنے والے اور ہم ایسے جیسے اہل عید گل سے خرم و خندان اب سن اس دہل نے جو آواز کی ہو
 اس آواز میں دیکھ تو ہانڈی آتش دولت کی کیسی بکیتی ہو دو لکھا میں باہمیں آتش کے ہوس جبے ہا

اس سوچہ بوجہ والے آدمی نے سنا کہا میرا دل جل عید سے کیوں ڈرے اپنے دلیں کہا قبر دار لرزان ست ہر
 دل پکڑا جو جات دل والو با یقین کے جان نہیں مرنی بد لون بے یقین کی مرنی ہو آب وہ وقت ہو کہ جہا
 کروں یا تو ملک لون یا بدن کو جان سے خالی کروں جس یہ بات دل میں ٹھکان کے اٹھ بیٹھا اور لکھا کہ
 لکھا کہ ایک یا خداوندگارے میں حاضر ہوں آج ہی ایم می ایم کیا کر رہا ہوں یہ کہتے ہی خبر آواز سے وہ طلسم
 ٹوٹ گیا اور زرقم قسم کا ہر طرف سے بٹنے لگا حتی کہ شخص اس زریزی سے ڈرا کہ ایسا بہت سارے لیک
 کیسے راہ چلوں گا کون اسکو اٹھائے گا آنحضرت وہ مسجد ہر جگہ زری سے بھر گئی یہ تقدیر لکھی سے حیران تھا بعد
 وہ شیر عید اسیتیرمہ اٹھا اور صبح تک دربار کو ڈھوتا رہا دفن کر دیتا تھا اور پھر زند کے پاس آتا تھا کون
 اور تو برہ لیکے بار بار دیکھو جس جانا باز نے جو جانا بازی کی خزانے کھے اُن سچے کھنے والوں نامروں کی کوری
 ترسانی سے کہ وہ ڈراتے ہی رہے اس بیڈر نے ڈرین گھر بنا کے یہ درپایا الخلاف شج میں جہا
 یا دہل کے تاتہی کے بعد واد عطف نذر و قسم ان کو مستان مرکب کر کے کہ بڑا دھوکا دیتا ہو خزان کو
 طران لکھا ہو قولہ این زر ظاہر بخاطر اہست + در دل ہر کور وون زر پرست + کو دکان اسفہا لہا لشکین
 نام زر بہند و در دامن کنند + اندران بازی چو گوئی نام زر + آن کنند در خاطر کو دک گذر + بین زر مضروب
 ضرب ایزدی + کو نگر و دکان سدا مدرمدی + آن زری کین زرا زان در تاب یافت + گوہر و تابندگی و
 آب یافت + آن زری کہ دل از و گرد و غمی + غالب آمد بر قدر در دشمنی + شمع بود آن مسجد و پروانہ او +
 خوشن انداخت آن پروانہ خود سوخت پرش را و لیکن ساختش + پس مبارک آمد آن انداختش +
 ہچو موسی بود آن مسجد و بخت + کاشی دید او بسوی آن دخت + چون عنایتا بر و مو نور بود + ناری پنہا
 آن خود نور بود + مرد حق را چون یہ بینی اسی سپر تو گمان داری بر و نار بشیر + تو ز خودی آئی و او در تو است +
 نار و خار و ظن و باطل زان سوخت + افسی آب مقولات مولانا کے ہیں کہ یہ زبط ہر جو خاطر میں کج
 ہون زر پرست کے سیلا ہوا ہو یہ ایسا ہو جیسے لڑکے ٹھیکرین توڑ کے گٹھون کے روپے پیسے بناتے ہیں اور
 انکو زکیطح دامن میں بھرتے ہیں اس بازی میں انکی جب تو نام زکالیکا تو وہی گٹھان انکی خاطر میں
 گذریگی مگر بہن بیکار و نکلی جس تھکا لڑم ہو کہ ان گٹھون کو چھوڑا و جس زر پرست لڑم ہو اسکو و کج
 انکی طرف رجوع مت کر کہ وہ مضروب زری کا سد نہیں ہو اور سردی ہو یعنی ہمیشہ اور یہ چند روز پھر تو
 اسکو سمجھیکا کہ بیشک وہ زری سے حق نہ گٹھان تھا اور وہ ایسا زری جیسے زری نے اس زر سے چک
 پائی ہوا ہل و تابندگی اور آب حاصل کی ہو اور ایسا زری جس سے دل غنی ہوا ہو فنا کی صفت نہیں
 ہو اور ایسا روشن کہ روشنی اسکی چاند پر غالب خیال کر وہ مسجد اس مہمان کے حق میں ایسی بختی جیسے

شمع اور جہان پروردگار سے روئے اب اس شمع پر کمال کیا گیا اس کے بعد اس کی
 شمع نے جلنے سے پہلے اپنی کیفیت سے اس کو بہت دریاہ دکھایا اسے سب انہوں نے اس کے بعد اس کی
 اور اب اس شمع پر الٰہی دریا بہرہ ور کیا دیکھا کیسا مبارک ہوا ایسے ہی سرور بہت تھے جن کا
 شجر طور کی طرح آگ کی جگہ غنائین خدا کی اُپرست تھیں گانگے وہ نہ تھا ایسے ہی یہ سرور بہت تھا کہ
 سجدہ کی کیا کیفیت تھی اور کسی کے ساتھ اور کئی لوگوں کو آگ جانا حضرت موسیٰ کا قرآن سے ظاہر ہے
 ہر اتصال لابل لکھوا الٰہی رشتہ نامہ جو وقت دیکھا موسیٰ نے آگ کو اپنی بی بی سے کہا تم سیاہی غم دیکھ سیکھ
 آگ کو دیکھا تو لاؤں تو اس پر مردخ کو کیسے دیکھے تو اس پر گمان نار دیشہ کار کھے ہوئے ہوئے نور دیکھے کھو
 سوچئے نار دیشہ مراد اوصاف بشریہ سے جو تو اپنی خودی کے ساتھ اس کی طرف آتا ہوا جاتا ہوا کہ عینس جاتا
 اور وہ تجوہین گھسا ہوا تیرا نار و غار و ظن و باطل جو کچھ عیب خودی کی طرف سے ہوا اختلاف شمع میں
 بل نہ عیب لکھا میری دہشت میں بل کی جگہ میں عروب کی جگہ معزوب ہو قولہ اور رشتہ موسیٰ نے عینس
 نور خوان نار شمع خوان ابری بیانی نظام ایچمان ناری نمود ساکان رشتہ آن خود نور بود پس بدانکہ شمع میں
 برمشود مکان نہ چون دیگر آتشا بود بلین نماید نور و دیار ارادہ ان بصورت عارگل و درارہ این چو سازندہ
 ولی سوزندہ و ان کہ وصلت دل فرزندہ شکل شعلہ نور پاک سازندہ حاضران را نور دوران در چو سازندہ
 حاضران از غائبان خوشحال تر غائبان رشتہ توفیق خبر این سخن رشتہ پایانی بدیدہ گوہر شمع عاشق
 صدر مجید اگنی رشتہ موسیٰ اور شجرہ کلیم ایک ہی بات ہو وہی درخت جبر علی انھوں نے دیکھی تھی غلام
 بکسر شجرہ کا بند کرنا فرماتے ہیں وہ مردخ درخت موسیٰ کا اور نور حق سے بھرا ہوا اور عینس اس تو اس کو
 نور کہ نارست کہ بارے کا اور یہ تو بتا کہ غلام اس جہان کا عینس شیر خوارگی اور لذت میں اس کی چوڑی نار
 ہیں یا عینس اور جب ساکان اہ خدا کے اس میں چلے تو وہ نار نور تھی نار تھی پھر اس بات کو جان
 جب شمع دین کی روشن ہوتی ہو تو وہ مثل اور آتشوں کے نہیں ہوتی یہ آتش معلوم خود ہوتی ہو لیکن اپنے
 یار کو جلانی ہو اور وہ ذوا کیواسے مثل نار کل کے جو خوش آئندہ یہ آگ چو سازندہ عینس کام بنانے والی ہو
 تو موزندہ بھی ہو اور وہ وقت وصلت معشوق کے دل روشن کرنے والی آئیسے ہی وہ نور پاک جو شکل شعلہ کے
 ساز و بار حاضران کے لیے نور و درون کے لیے نار ہو حاضر غائبوں سے خوشحال ترین غائبوں کو
 اس سے خبر ہونے کی توفیق ہی نہیں دی ہو اب وہی حصر ہو کہ اس سخن کی تو پایاں بدینیں تو حدیث

عاشق اور صدر مجید کی کہ

ملقات عاشق با صدر جہان

قول کہ ان بخاری نیز خود شمع زدہ گشتہ بود کہ شعلہ آسان آن کہیدہ آہ سوزائش سوی گردون شدہ و در دل
صدر جہان نہ آردہ و گفت با خود در سحر کہ گامی احدہ حال آن آوارہ ما چون بودہ او گناہی کرد و او دیم لیک
رحمت ما انید نہشت لیک و خاطر جرم زما ترسان شود لیک خدا میدد در سحرش بر دین ترسانم قیج پاوہ ما
و انکہ ترس دین چہ ترسانم و را بہر و یک سر داؤدیر و دینی بدان کہ خوشش از سر میرود۔ ایمان ما سن ترسانم
بجلم خانقان را ترس بر و ارم ز علم پارہ دوزم پارہ بر موضع نیم بہر کسی را شربت اندر خورد ہم بہت ستر و
چون تیج درخت ازان بر دید بر گماش از چوب سخت بہر معنی کہ بختی و آزار اس بخاری نے بھی آپ کو
شمع پڑا لاینے اپنے معشوق کے پاس ایسا گیا جیسے پروانہ شمع پر گرتا ہو کہ جلنے مرنے کی جھلا پروانہ بین
اسپر سبب عشق کے وہ سختی تیج آسان ہو گیا تھا آہیں جرات دن مارا تھا تھا بھلا اسکے ایک ہر داک
اسکی آسان پر پہنچی کہ صدر جہان کے دل میں اسکی محبت پیدا ہوئی چنانچہ ایک دن صبح کو اپنے دل میں
کہا کہ اے خداوند احد وہ جو آوارہ ہمارا تھا معلوم اسکا کیا حال ہوا اُس نے گناہ کیا ہنسنے دیکھا لیکن ہماری
رحمت کو خوب نہیں جانا کہ کہیسی بڑی جو اپنے گناہ کو بڑا جان کے آوارہ ہوا جرم کا دل تو ہم سے ترسان
ہوتا ہو لیکن اُس ترس میں سیکڑوں امیدیں ہیں میں میثم سیودہ کو ڈرتا ہوں اور جو مجھ سے ڈرتا ہو
اُسکو کیا ڈراؤنگا اسلئے کہ جب ہانڈی ٹھنڈی ہوتی ہو تو اسکے گرم کرنے کو آگ جاتی جو نہ اُسکے لیے جو
ابل ابل کے ہانڈی سے باہر نکل رہی ہو جو لوگ امین ہیں کہ اُسے مفسدہ کا خوف نہیں اُنکو غصہ سے
ڈرتا ہوں اور جو ڈرتے ہیں اُنکے ڈر کو علم سے ڈلتا ہوں میں پارہ دوز ہوں پارہ پارہ کے ٹھکانے
اگتا ہوں اور ہر کسی کو شربت اُسکے لائق دیتا ہوں آدمی کا بھید مثل تیج درخت کے ہو کہ مناسب تیج کے پتے
شیخ سے کہ وہ ایک چوب سخت ہو سکتے ہیں اچھی جڑ سے اچھے پتے بڑی سے بڑے اختلاف شرح میں
خاطر کو خاطر قول درخبر آن تیج رستہ برگماہ در درخت و در نفوس و در نہاد بر فلک بر راستہ از شجار و فاء
اصلہ ثابت فواف فی السلاہ چون برست از عشق زیر آسمان و چون غریب در دل صدر جہان و موج نیز در
دلش غمگینہ کہ نہ ہر دل تا دایا بہ روز نہ کہ ندل تا دل یقین وزن ہو دینی جدا و دور چون دو تن بودہ
متصل غم و سفاہ دو چراغ و نورشان مخرج باشد و مسامحہ تیج عاشق خود نباشد وصل جو کہ نہ معشوقش بودہ
جویای او لیک عشق عاشقان تن نہ کند عشق معشوقان خوش فریاد کند چون درین دل برق ہر دست
جست و اندران دل دوستی میدان کہ بہت بہر دل تو ہر حق چون شد تو ہر دست حق را بیگانی نہ تو
تیج با لک کہ زون آید بہر دایکی دست تو بی دست و گداز تشنہ می نالہ کہ کو آب گوارہ آب ہم نالہ کہ کو آب
آب خوار و جنب آبست این عطش و جان ما ما اتان او و اہم آن ما حکمت حق و قضا و رقد و

کر دہ مارا عاشقان یکدگر بہ جلا جزای جهان مژگان حکم پیش بہ جفت جفت و عاشقان جفت جفت بہ جفت
 ہر جفتی نہ عالم جفت خواہ بہ است پچھون کہ راوہرگ کاہد آسان گوید زمین را مرصع با تمام چون آہن و
 آہن رہا بہ آسمان مردوزمین زن و فرود بہر آن انما خشت این می پرورد ہرچون نما و دگر پیش بفرستد او
 چون نما نہ تریش نم بہ بداد و ہرچ خاک کی جز عارضی را نہ دہرچ آبی تریش اندر دہرچ معنی معنی ہا نعم عقلما و خروما
 مسلخ فقیع جاسی روان شدن چینی و روانی بس اسی بڑکے لائق تھے جتھے ہرین درخت اور غنوں و غنوں
 میں پئے ذاتون و عقولون میں کہ وہ برگ اعمال و افعال میں جس جو شجار و فلک کے ہیں ان سے سان بیل
 ہیں کہ انکی اہل بیان جی ہر اور فرج آسمان پر کما قال اللہ تعالیٰ مثل کلمۃ طیبۃ کثیرۃ طیبۃ صلواتنا بہ و در عین
 فی الساعات و فی الکلمات کل میں باذن رہا مثل کلمۃ طیبۃ کی مثل شجر طیب کے ہر کلمہ اسکی خاک میں ہر اور فرج اسکی
 آسمان پر دیتا ہر بیوہ اپنا اپنے رب کے اذن سے جب عشق کا درخت نیچے آسان کے جاوے تو صدر جان کے
 دل میں کیسے نہ جھنجھٹا پڑے اسکے دل میں موج عفو گناہ کی اٹھتی تھی گسوا سٹے کہ ایک دل سے دوسرے
 دل تک روزن ہر پچھ فرماتے ہیں کہ دل سے دل تک یقیناً روزن ہوتا ہونہ ایسا کہ جدا اور دور ہو
 بیسے و تن کہ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں مثلاً و چراغ جدا جدا اپنے سفال میں جلتے ہوں لیکن نور و ذوق
 مزوج و آمیختہ ہوتا ہر جدا جدا نہیں ہوتا کوئی عاشق طالب وصل کا نہیں ہوتا جب تک کہ معشوق اسکا
 طالب نہ ہو و نہ محکوم بھی طلب اسکی ہوتی ہو لیکن یہ بات ہر کہ عشق عاشقون کے تن کو زہر یعنی کمان
 بناتا ہر جو مراد لاغر و غنیدہ ہونے سے ہر ذکر نہ سے ہر جزو کمان ہر اور ادھکل کلم ہر اور معشوقون کو عشق
 خوش و فرہ کرتا ہر اگر کسی کے دل میں اسکی محبت مثل برق کے کودتی ہو تو جانے رہ کہ اسکے دل میں بھی
 اسکی دوستی ہو ایسے ہی تیرے دل میں جب محبت حق کی دو تو اور دوسری خوب مضبوط ہو جاتی ہو تو یگانہ
 حق کو بھی محبت تیری ہو جاتی ہو تو نہ کبھی بھی دیکھا کہ ایک ہاتھ سے آواز تالی جیلانے کی کھلی ہو بیسے
 دوسرے ہاتھ کے جیسے مثل مشہور ہو کہ تالی دونوں ہاتھ سے جیتی ہو پتیا سا جلاتا ہو کہ آب گوار کمان ہر اور
 پانی چلاتا ہو کہ دھکا بخوار کمان ہو یہ پیاس جو ہماری جان میں پیدا ہوئی ہر کیشش اسی پانی کی جو رہا
 ہم اسکی ملک ہیں وہ ہمارا ملک ہو اور یہ حکمت حق کی ہو جو قضا و قدر سے جاری ہوئی کہ ہر عاشق ایک
 دوسرے کا کر دیا ہر جملہ اجزا جان کے قبل اس حکم سے جو نہبت خلقت اجزا کے جاری ہوا ہو جفت جفت
 ہیں اور ہر ایک جفت عاشق اپنے جفت کا ہو جیسا کہ فرمایا و من کل شیء خلقنا زوجین ہر شے سے پیدا کیے
 ہیں ہم نے دو جفت پئے ہر جفت عالم سے اپنے جفت کا خیال ہاں ہر اور یہ ٹھیک بات ہو دیکھ لو کہ راوہ کاہ کو
 کہ ایک کو کھینچتا ہو آسان زمین سے کھتا ہر مرصع کہ ہم تو دونوں مثل آہن و آہن رہا کے ہیں آہن رہا سنگ

دستور
 ہوتا ہے کہ زمین کے نزدیک زمین کے آسمان کے کشش باہمی سے ایک دوسرے کو کھینچ رہے
 ہیں آسمان کو یا دوسرا اور زمین کی عورت کے جو کچھ آسمان اسپرڈا تھا وہ اسکو چون کی طرح پالتی ہو کر اس میں گئی
 نہیں رہتی تو آسمان گرمی بھینچتا اور جو تری نہیں رہتی تو پانی بھینچتا جو چٹا بچہ بوجھ خاکی جو شور و سنبلا اور جدی
 ہیں اسکے اجزائے ارضی کی مدد میں اور بروج آبی جو سلطان اور عجب و حوت ہیں اسکو تری پہونچا تے ہیں
 اختلاف شرح میں اہل کتابت و فرحانی اہل پورا صبح میں لکھا ہوا جس سے وہ موزون نہیں ہوتا میرے
 نزدیک فرحانہ ہونا چاہیے بدون خمیر کے اور تیر کو زیر لکھا ہو قولہ ہر جادی ابرسوی وی بروہ تا بھارات
 اور ہر جادی ابرسوی وی بروہ تا بھارات زاتش پشت و رو بہت سرگردان فلک ندر زمین ہاچو
 مردان کر دیکھ بہر زن و دین زمین کہ بانو تہا میکند بر ولادات و رضاعت می تندہ میں می مرغی رادان
 ہوشمند و چونکہ کار و شندان میکند مگر نہ از ہم این دو دہر می زند پس چرا چون جنت در ہم پختہ نہ بی زمین کی
 گل بروید و از غوان پس چرا یہ زاب و تاب آسمان بہر آن ہست و مادہ زہر تا بود تکمیل کار ہرگز میل
 اندر دوزخ تن زان نہاد تا بقایا بجهان زمین اتحاد و میل ہر جزوی بخردی ہم اندر اتحاد ہر دو قلعیدی جہد
 خب چنین بار و زار قہنہا قہنہا مختلف و صورت اما اتفاق و روز و شب ظاہر و خند و شمند و لیک ہر
 یک حقیقت می تندہ ہر کی خواہان و گر را ہچو خویش مای قیگیل کار و فضل خویش ہر انگہ بی شبہ ظل نبود
 طبع را پس چرا اندر خراج کر و روز ہا لکھنی ہر جادی کو ابر طرف اُسکے یعنی آسمان کے لیو ہا تا جو تا سحر رات
 ناگوار و ناساز کو بچاڑ کے صاف کہوے کہ واسطے کہ بھارات کے ساتھ اکثر اجزائے ارضی بھی اڑ جاتے ہیں
 مثل لکڑیوں لکڑیوں وغیرہ کے اور جو بروج آبی ہیں حل سد قوس اسنے گرمی خورشید کی ہو جو تا یہ کی طرح
 پشت و رو ہنگی گرمی سے سحر ہو رہی ہو آسمان اس مانہ میں ایسا سرگردان پھرتا ہو جیسے مرد کا فی کے لیے
 عورت کے واسطے کمائی کی بگھون میں پھرتا ہو اور یہ زمین عورتوں کے مثل خانہ داری کرتی ہو اور ولادت
 و رضاعت میں کوشش کرتی ہو جیسے عورتیں کوشش کرتی ہیں جس زمین و آسمان بڑے ہوشمند ہیں ہوا
 کہ کام ہوشمند و ناکار کر رہے ہیں اگر یہ دونوں دہر ایک دوسرے سے فائدہ نہیں چوستے تو بھگت کے
 مثل ایک دوسرے میں کیسے گھسے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ نصف آسمان مٹی سے جو اوپر معلوم ہوتا ہو ایسی ہی
 نصف نیچے جو ابرج میں اسکے زمین ہو پس باہم لکھا ہوا نکھا ظاہر ہے زمین کے کب گل جے اور کب زخوٹ
 کھلے ہر چند آب و تاب آسمان کی ہو لیکن اس سے کیا پیدا ہو سکے اس واسطے نہ کہ مادہ کی طرف میل و
 رغبت ہو تا تکمیل ایک دوسرے کے کام کی ہوئے آتش فاعل نے جو مرد و عورت میں میل و رغبت
 رکھی ہو یہی سبب ہو کہ تا جہان اس اتحاد سے بھاپائے اور مخلوق کی تولید و تکثیر ہوتی رہے جس

رغبت ہر جزو کی دوسرے دوسرے اسی قسم سے رکھی ہوتا دونوں کے اتحاد سے تولید ظاہر ہوتا ہے
 دن صورت میں دونوں مختلف ہیں لیکن کیا اتفاق ہو کہ ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ دالے ہوئے
 ہیں پھر کہتے ہیں کہ درود شب بظاہر مند اور دشمن ایک دوسرے کے ہیں کہ ایک کے ظہور سے دوسرے کا
 خفیہ ہو لیکن دونوں ایک ہی حقیقت کے پورے ہیں ایک دوسرا ایک دوسرے کا خواہ مخواہ شل اپنے کے
 واسطے تکمیل کا روضہ اپنے کے اس سبب سے کہ بدون شب کے طبیعت کو آمدنی ہی کیا موجود نہ کو اپنے
 خراج میں لائیں خداوند تعالیٰ نے رات واسطے آرام و آسائش روح نفسانی کے بنائی ہے جس کے متعلق
 حواس ہیں تہا اس آسائش سے اسکو قوت ہو جاتی ہے ایکے موافق دن میں اسباب و کاروبار معاش میں
 خوب مدد ملتی ہے ورنہ ضبط ہو جاتا کہ کوئی کام نہ چلتا اختلاف شرح میں سرگردان کو سرگردوں لکھا ہے

جذب کرنا ہر عنصر کا اپنی جنس کو کہ ترکیب آدمی میں جنس ہے

قولہ خاک کوید خاک تن را باز کردہ ترک جان کو سوی ما آچھو و دینش مانی پیش ما اولی تری ۔ بہرین
 تن و ابری این سو پری ۔ گوید آری ایک من پابستہ ام مگر یہ چون تو دہجہ ان فستہ ام تری تن را جویند
 آہا ۔ کا می تری باز و غربت پیش ما گرمی تن را بخواند شیرد کہ زاری را اہل خویش گیر ہست بقصد دو
 علت و بدن ۔ اکوششای عناصری برن و علت آیتا بدن را گسلد تا عناصر ہر گزرا و اہل باہر چار مرغ انداز
 عناصر بستہ پا ۔ مرگ و رنجوری و علت پاکشا پیا می شان از ہر گروچن باز کرد و مرغ ہر عنصر نفیس پیدا کردہ جذب
 این اصلا و فرما ہر دمی رنجی مند و جسم ما تاکہ این ترکیبہا را برد و مرغ ہر جزوی ہل خود و بدست حق
 مانع آید زین محل ۔ جمع شان دار و بخت تا اہل ۔ گوید ای اجزا اہل مشہودیت ۔ پندہ دن پیش اہل ان سبب
 چونکہ ہر جزوی جوید ارتفاق ۔ چون بود جان غریزا ندر فراق ۔ جان جان جان را بخواند تیرہ بد کہ کیا آئید
 این سو نہ قدم ۔ چونکہ جان را این ندا آید گویش و داشتیا حق و ہر زین عقل و ہوش ۔ المعنی فراتے ہیں
 رجنہ لہ جنس کہ گھنہ پستی پر شلا خاک خاک تن سے کہتی ہے کہ لوٹ جان کو ترک کر اور میری طرف خرم و خدا
 مثل گل تھلا بکے آتو تو میری جنس سے ہے تیرا میرے ہی پاس ہونا اچھا ہے پس بہتر ہے جو کہ جسم سے
 جدا ہو اور میری طرف پر ہر داز کھول پس یہ خاک تن کی کستی ہے یہ تو تونے سچ کہا لیکن میں کیا کرہ ۔ ن
 معقد ہوں اگرچہ تیری جدائی سے مثل تیرے میں بھی دختہ ہوں مگر کچھ بس نہیں چلتا ایسے ہی تیرے
 بدن سے پانی کہتے ہیں کہ اتو ترک کردین نہیں اس غربت سے ٹوٹی اور جاے پاس آتی علی ہذا گرمی کو اثر
 بلکہ تاہو اگر نہ ناچو معدن آگ کا ہو کہ تھلاو کہ تھلاوے ہر پھر اپنی اصل کی راہ کیوں نہیں لیتی اس بدن میں
 آدمی کے بیسیوں علتیں ہیں اور وہ بھی بے رس نہیں عناصر کی گھنہ پستی ہوئی اس واسطے کہ انہیں کی بے ہمتی

سے جملہ علتیں بھی پیدا ہوتی ہیں ہفتادو سے مراد کثرت ہے نہ عدد مبین اور علت کی طرف کشش اسی سبب سے ہوتی ہے کہ کوئی علت آئے اور بدن کو توڑ دے تو غنا صریقہ لیکر سے چھوٹ جائیں یہ چاروں عنصر گویا چار مرغ ہیں بے پناہ لکھی باتگی کو مرگ و پرہنج و علت کھولتے ہیں اور انکو اس قید سے آزاد کرتے ہیں جس جسوت پانوں اکھا ایک دوسرے سے کھلتا ہے چاروں مرغ اپنے اپنے عنصر کو اڑھاتے ہیں انھیں کی کشش چاہے اصل کی ہو چاہے انکی فرع سے ہو ہمارے جسم کو ہر دم رنج میں ڈالے رہتی ہے کہ یہ اس رنج کے ذریعہ سے خواہان اپنی آزادی کے ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ ماہ ترکیب عنصری ٹوٹ جائے اور مرغ ہر چوکا اپنی اصل کو اڑھائے لیکن حکمت حکیم مطلق کی مانع ہوتی ہے اس جلدی سے اور صحت مرض سے دیکے وقت قبل مجموع رکھتی ہے اور کستی ہو کر اجزاء کے عناصر بھی اصل نظر نہیں ہر اور اصل سے پہلے تھا پار ہلانا بیفائدہ ہے اب فرماتے ہیں عزت تو کہ جب عناصر کا ہر جزء اپنے رفیق کی رفاقت کو دھوڑتا تھا تو جو جان جسکی جڑ ہو اسکا اسکے فراق میں کیا حال ہو گا اور وہ جو جان کی جان ہو وہ بھی تو جان کو بلاتی ہے کہ میرے پاس اور ادھر کو قدم رکھ جس جب جان کے کان میں یہ مہا پہنچتی ہے تو اشتیاق حق میں اس عقل و ہوش سے جدا ہو جاتی ہے الحلاف شرح میں پیش ماکو پیش او بیا آئید کو با این بندین سو کو زین سو لکھا ہو منجذب ہونا جان کا بھی عالم ارواح میں اور تقاضا میل اسکا اپنے مقر کو اور منقطع ہونا اسکا اجزاء کے اجسام سے کہ اسکی کنندہ ہیں

قولہ گوید ای جزای پست فرشیتم غربت من کمتر من علشیم میل تن در سبزہ و آب روان دران بود کہ اصل اد آدازان میل جان اندر حیات و درجی است و ذاکہ جان لامکان اصل و بیت میل جان در حیات در علوم میل تن در باغ و در مرغ و در کہ دم میل جان اندر ترقی و شرف میل تن در کسب اسباب و علت میل و عشق آن شرف ہم سوی جان و زین کچم کچم جان را روان مگر کچم کچم شرح این سید شود و بشنوی ہفتا من کاغذ شود آدمی حیوان نباتی و جواد ہر مراد عاشق ہر مراد و بیمراد و ان ہر مراد می تند و ان مراد ان جذب ایشان میکنند لیک میل عاشقان لاغر کنند میل معشوقان خوش و بافر کنند و عشق معشوقان ہرچ افزونہ و عشق عاشق جان اور اسونہ و کہ با عاشق بشکل بی نیاد و کاہی گویا زان راہ در اند این ہا لکن عشق آن بہتہ دہن و تافت اندر سیئہ صد جان و دو آن عشق و غم آشکدہ و رفتہ در محذورم او مشفق شدہ لیکش از ناموس و پوش آبرو و شرم می آید کہ و جود از وہ حتمش مشتاق آن سیکین شدہ و سلطنت زین لطف مانع آمدہ و معنی آب مو از راج جان کی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ جان کستی ہے و اجزاء پست فرشی میرے یہ غربت میری نہایت تلخ ہو کس واسطے کہ میں عیشی ہوں مجھ کو فرش کیسے خوش آئے میل تن کا سبزہ اور

آپ روانہ ہیں ہوتا ہوا اس سب سے کہ انکی اہل و عیال و آب و گل ہی سے ہوا اور میل جا کھا طرے حیات و
 حو کے ایلے اہل جان کی لامکان سے جو میل جان کا حکمت و علوم میں ہوا اور میل تن کا باغ و راغ و کریم
 میں کروم جمع کر مبالغہ کی یعنی درفت انگو میل جان کا ترقی و شرف میں ہوا میل تن کا کسب اسباب عافیت
 میں لیکن وہ کسب بھی میل و عشق اسکی طرف رکھتا ہوا اسی موقع سے یہ ہم دیکھو کہ وہ جان و وہ اند کو دوست
 رکھتے ہیں اند کو دوست رکھتا ہوا آب فراتے میں کہ اگر میں اسکا بیان کروں تو بید ہو جائے اور خوشی
 تر من کا غم کو ہونچے ہو یہ کہ آدمی اور حیوان اور ہر اشیاے باقی و جادی سب حسب مراد ہر شے
 پیدا کیے ہیں یہ میرا دلگ اپنی برادری میں کیسے مراد سے بڑھتے پھرتے ہیں اور وہ کیسے انکو اپنی طرف جذب
 کرتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ عاشقوں کا میل و عشق انکو لا کر تا ہوا اور معشوقوں کا میل و عشق انکی خوشی و خیرانی
 پر مہیا ہوا معشوقوں کا عشق تو ہر دوزخ و فروختہ ہوا ہوا اور عاشق کا عشق انکی جان کو طمان و دیکھو کہ
 بھی عاشق ہو لیکن اسکا عشق بصورت بے نیاز کے ہو یعنی بے پرواؤں کی طرح اور گاہ بھی عاشق ہو کہ
 یہ اسکو دور سے دھڑکے چپٹی ہو کہ با کوئی حرکت بھلا ہر نہیں کرتا آب فراتے ہیں کہ یہ باتیں تو جانے کے
 اس لئے دہان کا عشق جو صد جہان کے سینہ میں افروختہ ہوا ہوا اسکا بیان کرو دو اس عشق اور غم شکوہ
 کا جو عاشق ہو کہ گاہ گاہ اس کے خند و دم تک پہونچا اور مہربانی لائے والا ہوا لیکن اسکو ناموس اور پوش
 آہر سے شرم آتی ہو کہ انکی جستجو کرے یا اسکا مال لوگوں سے پوچھے پوش امر ہو یعنی دور شدن میری
 وافت میں پوش مخفف پوش کا ہو یعنی بھاگ جا سکی ہندی پوشا ہوا پوش محاورہ ہندی میں جو بڑا
 طمطراق رکھتا ہوا اسکی نسبت بھی کہتے ہیں کہ بڑی لہنی پوش رکھتا ہو بقیہ اسد پوش کا پوش اور پوش کا
 پوشا ہو گیا رحمت تو اسکی مشتاق اسکی کی ہوئی مگر سلطنت اس سلطنت سے مانع ہوئی الحکامات
 شمع بین کیم کیم کیم کیم کیم ہوا گو ہر آدمی یا دوزخ کو دوزخ لکھا ہو قولہ قتل میرا ان کین عجب ادا
 کشیدہ یکشش زانوسو بیجا نب رسیدہ ترک بلدی کن کرین نا واقفی لب بجا و ملا علم باقی لب ہنیم
 ہر دوزخ زینسان سخن + تو بہ آدم ہر دوزخ صد بابین + کاین سخن را بعد ازین دوزخ کہم آن کشیدہ ہی کش
 من چون کتم کیت آن کت میکشد اوجھتی + آنکی نگذارت کہ دلفنی + صد غریت می کنی ہر سفر و میکش
 مرزا جامی و گردان بگردان ہر سو آن لگام تا خبر یا بد از سر سپ خام ہر یک ساز دان نیکی ست
 گو میرا اند کہ فارس برویت + او دولت ما برد و صد سودا بہت + میرا دت کرد وین دل شکست + چنان شکست
 او بال ملک ای شکست + چون نشد متی بال شکست + چنان قضا بہت جمل تدبیرت شکست + چنان شکست
 بر تو قضا اور دست + یعنی عقل اسکی میرا حق کہ اسنے تو عجب ہی مجھ کو کھینچا ہوا یا میری رحمت ہو یا کوئی

غالب ہو کر جاری خواہش کو عین ہونے دینا اپنی مرضی کے موافق کرنا ہو جیسا کہ حضرت علی شیر خدائے قریبا اور
عرفت ربی بفتح الغرام میں نے اپنے رب کو اپنے غرام ٹوٹنے سے جانا اور یہ بیماری ایسی ایسی چھینٹ کر
بلکہ ہر بہشت کی جو چاہیچاہو خوش سرشت تو نے یہ حدیث دفتا بختہ من الکراہ سنی ہوگی گھیری گئی بہشت
مکروہات سے کہ وہ بیماری ناگوار ہوتی ہو جس ہر گاہ کہ مراد میں سب کی شکستہ پائین یہاں تک کہ کوئی ایسا
ہوگا جسکے مقصد و اہوں تو اس صورت میں جو عاقل ہیں وہ تو شکستہ دہش ہوتے ہیں نا خوش لیکن
جو عاشق ہیں انکو وہ شکست کمان بلکہ وہ خوش ہوتے ہیں اب ان عاقلوں کی شکستہ خطر سے جو
کہ اپنی بیماری سے مضطرب ہیں اور عاشق کے سیکڑوں اختیار و خوشی سے اسواسطے کہ عاقل تو اس کے
بند سے بندی اور گرفتار بند عقل کے ہیں اور عاشق آزاد مجہتہن شگری اور قندی جس تقدیر اسکی ایک
مہاجر کہ عاقل تو شکوہ و کراہ اختیار کرتے ہیں اور ایتنا کہتے ہیں یعنی آتو ہمارے پاس اور عاشق طبع
و رغبت قبول کرتے ہیں اور خوشی ایتنا کہتے ہیں اختلاف شرح میں غوریش کو عوریش اور عاقلان
علاقان ایتنا کہ دونوں جگہ ایتنا لکھا جو ایتنا میں ایت کا رم امر ہونا ضمیر منصوب بنفسل اور ایتنا تثنیہ

ایت کا جو سنی وہ نہیں

نظر کرنا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیدیوں پر اور مسکرانا اور یہ حدیث کہنا
عجبت من قوم محزون الی الخبتہ بالسلال تعجب کہتا ہوں میں اس قوم سے جو پیچھے جاتی ہیں
جنت کی طرف ورنہ خیر کے ساتھ

قولہ وہ پیغمبر کی جو فی سیر کہ ہی بروند و ایشان در فیروزہ شان رہا ان آگاہ شہر می نظر کردہ دہوئی برزیر
تا ہیجا نید ہر یک و غضب ہر رسول صدق دعا نہا و لب زہرہ فی با آن غضب تا دم نہند ہذا کہ در
دخیلہ قہرہ من اندو یکا شہ شان مروکل سوی شہر می برواد کا فرستان شان بقہر فی فدائی می ستاند
فی در می فی شفاعت میرسد از سروری و رحمت عالم ہیگویند و او و عانی راسی بروحق و گو و بازہر اٹھا
میرفتد راہ و زیر لب طعنہ زمان بر کار شاہ و چارہ کریم و اینچا چارہ غیت و خود دل این مروک از خوار
نیت و بازہر ان مرد شیر الیہ سلطان و بادوسہ عربان مست و نیم جان و پنجین در ماندہ ایم از کجروست
بازا خراست یا خود باد و عیت بہجت مارا بردریدان بہجت او بہجت باشد سرگون استخت اور کار اواز
جادوئی گرگست رفت و جادوئی کریم با ہم چون رفت و از بان و از خدا و خواستیم کہ کن مارا اگر ناستیم
الغنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ قیدیوں کا دیکھا کہ انکو لیے جاتے تھے اور وہ
فریاد نہیں کرتے تھے بس اس آگاہ شیر یعنی حضرت نے انکو دیکھا تھے تو وہ اس بندین لیکن نیچے نیچے

آپ کو دیکھتے تھے اور ہر ایک رسول صدق پر اپنا غضبناک کہ غصہ سے لب و دندان چاٹتا تھا لیکن پہلے
ایسے غیظ و غضب کے یہ زہرہ کمان کہ دم مار سکین اس واسطے اس قہر کی ریخیر میں اسیر تھے جو دس بن کی
تھی مگر انکو بڑے قہر کے ساتھ کافرستان سے طرف شہر کے کھنچے گئے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ عجب
حال ہو نہ تو خدیہ لیتے ہیں نہ در لیتے ہیں نہ کسی سردار سرور کی سفارش کو نہ ظل ہر تمام مخلوق انکو مست
عالم کہتی ہو اور حال یہ کہ وہ ایک عالم کا حلق و گلو کاٹ ہے ہیں غرض ہزاروں انکار کے ساتھ
چلے جاتے تھے اور ریر لب کہتے تھے معاملہ آنحضرت پر ہم نے بہت تدبیریں کیں مگر یہاں کوئی تدبیر چلی
بیشک اس شخص کا دل سخت سنگ خلدہ سے کم نہیں ہر ہم ہزاروں مرد شیر الپ سلطان کہ نام بادشاہ کا
بھی ہو وزیر یعنی شیر و دین عربوں کے ساتھ سست و اوچہ سے ہو رہے ہیں اب ایسے عاجز
نہ معلوم یہ عاجزی ہماری ہماری کجی سے ہر چارے نصیب یا انکی جادوگری سے انکا وہ نصیب ہر جنے
ہمارے نصیب کو دریدہ بردہ کر دیا اور وہ تخت جس سے تخت ہمارا اوندھا ہو گیا ہم جادو کیسے
کے ہیں اگر کام انکا جادوگری سے سبط و قوی ہوا تو ہم نے بھی جادوگری کی وہ کیوں پیش گئی
ہم سے تین سے تہی اور خدا سے بھی خواہشکاری کی کہ ہکو خراب کر دے اور اکیڑ کے پھینک دے
اگر ہم نہ ہست ہیں سو یہ نہوا پھر کیسے آکھو نہ ہست باہن الخلافت میں گشت کے بعد اوکھا پھر نہیں ہو
تفسیر ان تخریقہ جادو کہ الفتح اگر تم فتح صاحب حق کی چاہتے تھے سو حقیق مکمل فتح آئی
مگر جو صاحب حق تھا

قوله انک حق بہت از ما و او نہ قرش نہ نصرت اور راجو + وین دعا لبیا کر دیم و صلوة پیش لات و پیش
غری و منات مگر اگر حق ستا و پیدا اش کن + و نہ باشد حق زبان ماں کن + چونکہ وادیدیم اذ منصف
بود + ہر مہم طلبت بدیم + و نور بود + این جواب است کا پنجہ خواہستید + گشت پیدا کہ شہناہرستید + بازار
از پیشہ را از فکر خویش + کو رسیک و نہ و دفع از ذکر خویش + کہین تفکر ماہم از ادبار دست + کہ صوابا و شود
در دل درست + خود چہ شد گر غالب + چند بار ہر کسی را غالب + در روزگار + ماہم از ایام سخت آور
شدیم + بار بار ہر روزی منظر آدیم + باز میگفتند اگر چہ او شکست + چون شکست ما نبود او درشت و پست
ما کہ سخت نیک اور او شکست + واد صید شادی پنهان زیر دست + کو با شکستہ منی + است ہی معنی غنی
بودش درون فی پیچ + چون نشان مومنان مغلوبیت + نیک و شکست مومن خودیت + مگر در شان
عزیزی رہا کنی + عالمی از حج ریحان پر کنی + و شکستی ناگهان پر گین + خرد خانہا پر گندگردد و سیر + کہ کند
خود شک + سرگین قیاس + آب را ببول طاس با طاس + یعنی صبح بافتح و میدان بوی خوش صلوة

جہاں نیند سرین کا فرکتے تھے کہ ہم میں اور محمد بن جو کوئی حق و درست پر ہو اسکو نصرت دے اور اپنی نصرت کی جستجو کر یہ وعایہ منہ بہت کی اور لات و غری و ملات کے آگے بہت چڑھا تھا۔ نے مجھ سے کہے کہ اگر وہ حق ہو تو اسکو ظاہر کر دو اور جو وہ حق نہیں ہو یعنی آنحضرت تو اسکو ہمارا دلیل بنا دو پھر جب ہم نے بخود دیکھا تو اسکو منصور پایا ہم سب ظلمت تھے اور وہ نور پس ہم جس بات کے خواستگار تھے اسکا منصور ہو نا بھی اس بات کا جواب ہے جو ہموں کا ہر ہو گیا کہ تمنا بہت ہو پھر اس اندیشہ کو جانکے فکر سے پیدا ہوتا تھا زبردستی اندھا کرتے تھے اور اس فکر کو اپنے دل سے مٹاتے تھے اس طور پر کہ یہ فکر ہمارے او بار سے پیدا ہوئی اور بار ہو سوچا تا جو تا اسکی نیکی و خوبی ہمارے دل میں درست ہو جائے اور ہم اقبال سے محروم نہ ہوں کیا ہوا جو وہ چند بار غالب ہوئے ایسے تو ہر کچھ زمانہ بھی غالب بھی کر دیتا ہو پھر بھی تو زمانہ سے نصیب لیا آئے ہیں اور بار بار اپنی مظفر ہوئے ہیں پھر کہتے تھے نہیں اگر یہ انکو شکست ہوئی اگر انکی شکست ہماری شکست کی طرح زشت و پست نہ تھی انکو اگر ہوئی تو انکے بخت نیک نے سیکڑوں شادیاں پہنا دیں انکے زیر دست کین جنسے آئے اور شکست خود سے کچھ نسبت نہیں نہ کوئی انکو غم ہوا نہ کسی سچ بیچ میں پڑے جو کہ مومنوں کی شان سے منافی ہے نہ بن و لیکن شکست مومن میں خوبی ہو مومن کی شکست ایسی جو جیسے شکست و غنہ کی کہ بوقت انکو نور کا تمام جان کو نوشہ اور بجے خوش سے بھر دیا اور اگر اتفاقاً سرگین نہ ہو تو انکو گھر کے گھر سے بھر جائیگے پھر کون ایسا جو رشک کو سرگین آپ کو میناب اور طلس کو پلاس کے ساتھ قیاس کرے شکست مومن سے مراد انکی شہادت سے معلوم ہوتی ہے اور سرگین غرے فی الزمان ہونا کا فرق کا اختلاف شرح میں سلات ہوا دیکھا ہو جسکے معنی

عطا و انعام کے ہیں جو بیان چہاں نہیں

بیان ہیرا دلوٹا رسول مقبول کا حدیث ہے کہ حق تعالیٰ نے لقب اسکل کیا انا فتمنا

لک فتمنا میںنا بیشک فتح دی ہمنے مجھکو فتح طاہر

قولہ وقت و اگشت حدیبیہ رسول۔ در تفکر بود علیین و طول شاگھان اندر حق سمع رسل و دولت انا فتمنا زردہ دل و آمدش پیغام از دولت کہ روہ تو موضع این ظفر علیین مشوہ کاذیرین غاری بقصد فتحاست۔ کن فلان فاعہ فلان قلعہ ترست۔ بنگر آفرین کہ و اگر دید و گفت۔ بر قرینہ بر نصیر از وی چہ رفت قلعہا ہم گردان پر بقہا شد سلم و ز غنایم نفعہا۔ و نباشد آن تو بنگر کہین فریق۔ بر غم و بختنہ مفتون و عشیق۔ در غزازی را چون شکر میخوردہ خار غمار اچو اشتہری چرند بہر مین غم نہ از بہ فرج۔ دایں تسافل پیش ایشان چون فرج۔ و انچنان شادان از زعفر پاد۔ کہ ہی ترسند از تحت و کلاہ۔ در نقیری ہر کی حد شہر یار۔ و ز غزان فاعہ صد ہچون بہار۔ ہر کہ باو لبر بود او ہمیشہ۔ فوق گرد و نست فی زیر زمین۔ المعنی حدیبیہ نام موضع قرینہ نصیر ہر دو نام قبیلہ یہود

یعنی جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے غلگین و بلبل و مکررہ کو لے کر توفیق تھا کہ کس یہ ملال ناگوار ہوا اس سے ہے
 ناگمان ان کے حق میں کہ وہ شمع جمع رسل تھے دولت انا فتح نامے دکھا بجا اور دولت سے پیغام آیا کہ جاؤ اس ظفر
 کے باز رہنے سے غلگین بہت ہو گیا یہ باز رہنا تھا کہ سے نزویک غلغلیان ہو کر اس میں تھاری ذات کیوں
 بہت فحشین ہیں فلان قلعہ اور فلان قلعہ ابھی تھا کہ سے لیے موجود ہر آب وہ گویدہ جسے کہا تھا کہ اگر انکو
 ایک شکست ہوتی تو سیکڑوں شادیاں ان کے زیر دست ہوتی ہیں کتا ہو و کچھو آفریں تو تھا حدیبیہ سے
 وہ گرمی غم کے ساتھ لوٹے تھے اسکے چچے بنی قریظہ اور بنی نضیر پر کیا گذر ان کے قلعہ اور ان کے گرد آباد تھے
 سب ان کے نام سے اور ان کے سوا غنیمتوں کے بہت ہی بہت منافع اور جو یہ بھی نہ تو ذرا یہ تو کچھ
 کہ یہ فریق غم و رنج پر لیت عاشق و معشوق ہیں خواری کے نہر کوشل شکر کے کھاتے ہیں غم کو ادھ
 کی طرح جبر جاتے ہیں واسطے صین غم کے نہ واسطے فح و کشیدہ کے ہستیاں ان کے سامنے ایسی ہیں جیسے بڑے
 بڑے ورجے ایسے ہی توجا میں نہایت خوش کسوا سطلے تخت و تاج سے ڈرتے ہیں اور فقیری میں
 ایسے خوش کہ ایک ایک سے سو پادشاہ کے برابر اور فاقہ کی خزان میں ایسے کہ ہر ایک شل سیکڑوں نوہر
 خرم و زندان کے اور وہ یہ ہو کہ وہ اپنے دلہر کے ہنشین ہیں پھر کیا غم اگرچہ زمین کے نیچے ہوں تو بھی
 فوق گردن پر ہیں الخلافہ شرح میں تھا کہ تھی لکھا ہے

تفسیر خیر لا تفضلونی علی یونس ابن مثنی الی آخرہ یعنی مت فضیلت و تم جھکویں اس بن مثنی پر
 قولہ گفت پیغمبر کہ معراج مراد نیست از معراج یونس اجتبا آن من بالادان او شیبہ ذاک کہ قرب حق بروست
 از حیدہ بہ قرب تانا پائین بہ بالا جستن است، قرب حق از جس مثنی بہتین است نیست را چہ جای بالا پست
 ویرہ نیست، انی زود و دنی دور و دیر کا گاہ صغ حق و نیستی است، عرہ ہستی چہ دانی نیست چیت، حامل
 این شکست ایشان ای کیا ہی نمانیچ با شکست ما، آنگھان شادند و دل و تعب و بچو مدہ در وقت اقبال
 شرف، برگ بگی ہمہ اقطاع اوست، فقر و فواری اقتحار است و علوت، آن کی گفت از چنانست
 ای مزید، چون بخت پیدا و کہ ما رابستہ دید، چونکہ او مبدل شد است و شادیش، نیست زین زندان کنون
 آزادیش پس فقیر و شتمان چون شاد شد، چون ازین فتح و ظفر پادشاہ، شاد شد جانش کہ بر شیران نرید
 یافت آں لغت فتح و ظفر پس بہتیم کو از اذیت، مزید پیدا و خوش و دلشادیت، و رمد چون خند
 کہ زل آنھان، بر بدونیک اند شفق ہرمان، این میگندند در زبان، آن اسیران با ہم اندر بحث آن
 المعنی تنگیدن بفتح کات فارسی آہستہ زیر لب سن کتا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری
 معراج کو معراج یونس پر لچھا جتا و برگزیدگی نہیں ہر سہی فرق تو کہ میری ملک بلند ہو اور ان کی ملک

پستی یعنی جھکو آسمان پر ہوئی اور انکو زمین پر سو یہ کچھ فرق نہیں اس واسطے کہ قرب حق کا حساب سے باہر ہو
بلندی و پستی پر موقوف نہیں قرب ہی نہیں ہو کہ پستی سے بلندی کی جستجو کرنا بلکہ قرب حق کا جنس ہستی سے چھوٹ
جانا پھر جہت ہستی سے چھوٹے نیست ہو گیا تو نیست کو بالا و زیر اور جگہری و دوری و دیر سے کیا غرض اللہ تعالیٰ صنعت کا
کارخانہ فیتی ہا میں جاری نیست ہی سے سب بہت ہو لیکن تو کہ اپنی ہستی کے غور میں ہو تو کیا جانے کہ نیست کیا ہو
اب وہی آن ہیرون میں سے کہتا ہو کہ حاصل یہ ہو تو کیا کہ انکی شکست کہ ہاری شکست سے کچھ مناسبت و
مشابہت نہیں ہو یہ رات و رنج میں ایسے خوش ہیں جیسے ماہ اقبال و شرف میں کہ وہ مہم نور بھی اُسکا بڑھتا ہو
توت تاثیر کی بھی بڑھتی ہو پھر ایک نے جن میں سے کہنا کہ اس فضل اگر ایسا ہو جیسا کہ تو کہہ رہا ہو تو ہیکہ بستہ دیکھ کے
وہ ہنسے کیوں اور خوش کیوں ہوے بس جبکہ وہ مبدل ہوے ایک حال سے دوسرے حال پر تو یہی
شادی ہمارے قید ہونے کی زندان اور انکی عقید کی ہو کہ شادی و غم کی قید سے بری نہیں ہوے
پھر آزادی کیسی اگر آزادی تھی تو دشمنوں کی مغلوبی پر شادی کیسی اور اس فتح و ظفر پر پادوی کیسی
پر پادوی مغوری آخر جان انکی اسی بات سے توشاد ہوئی کہ ایسے شیر ذون پر کیسے سہل غالب ہوئی
اور نصرت و فتح و ظفر پائی بس اس سے ہنسے جانا کہ وہ آزاد نہیں ہیں اور سوا اسکے کہ دنیا کی خوشی
و خوش اور دشا و ہون اور کچھ نہیں اگر ریات نہیں ہو تو کیا سبب کہ جو اس جہان کے لوگ ہیں تو نیک
ہو خواہ بد سبب پر شفق ہمارا ہو تو ہیں آری نہیں لقصہ وہ اسپر چکے چکے زبان دباے باجم اس بحث
لفظگو میں تھے الخلاف شرح ہیں شیب کو شیب اے کیا کو اس کیا می ٹانڈو می ٹانڈو قتب کو تافستہ رکھا
ایزیدہ کو آن خریشا دیش کو شیا دیش پر باد کو پر باد لکھا ہو

آگاہ ہونا پیغمبر کا طعن طاعنون اور انکی شہادت پر

قولہ تا موکل نشنودہر ماجدہ خود سخن در گوش آن سلطان ہند و گر نہ شنید آن موکل این سخن و رفت
در گوش کہ آن بدن لدن + بوی پر ابا یوسف را ندید + آنکہ حافظ بود و یعقوب شنید + آن شیطن
بر میان آسمان نشنود آن سر لوح خیب دان + آن محمد فتنہ و تکیہ زدہ + آمدہ سرگردا و گردان شدہ ۲
آن خورد حلا کہ شد روزیش بازہ آن نہ کا نگشان او باشد روزہ + نجم ثاقب گشتہ حارس دیوران + کہ بل
و دوی را احمدستان + اسی دودہ سوی دکان از پگاہ + بدن مسجور و بچہ رزن از آگاہی یعنی وہ اسیر
اس سبب سے چیکے زبان دباے بحث کرتے تھے کہ موکل نہ سن لے کہ ہمیر حملہ کرے اور آنحضرت کے
جان بک پہونچائے لیکن اگرچہ موکل نے یہ بات نہ سنی مگر انکے کان بک جو سن لدن سے تھا پہونچ گئی
سن لدن علم لدنی جیسے بوسنے پر اس یوسف کی اُسنے جو محافظ اُسکا تھا نہ دیکھی اور یعقوب نے اُسکو

مصر سے سو نکھ لیا وہ شیطین جو ذوات آسمان پر جاتے ہیں گویا میں لیکن جو از لوح غیبیان کے ہیں
 انکو نہیں سن پاتے محمد تو تکیہ لگانے سوتے تھے وہ بھی خود آ کے اپنے قربان ہوا چ ہو ملوادی کھاتا ہو
 جسکی روڑی اُس سے ہوتی ہو نہ لنبی لنبی انگلیوں والا ستارہ شاقب جو چوکیدار اور شیطین کا ہانکنے
 والا ہو کتا ہو کہ چوری چھوڑ دے اور احمد سے بھیڑ حاصل کر آؤ فلاں جھکو صبح ہوئی اور تو دوکان پر پہنچا
 خبردار سجدہ کو جا اور رزق خدا سے مانگ اپنی سعی کے بھروسے مت رہ اختلاف شرح میں ہو کل کو کل

عیان کو عیان لکھا ہو

جواب رسول مقبول کا ضمیر سپرون کا

قولہ میں رسول ان گفتہ نشان را فہم کردہ گفت آن خندہ نمودم از بندہ مردہ اند ایشان و بوسیدہ فناء
 و وہ گفتن نیت مردی پیش ما خود کنید ایشان کہ مرہ گرد و شکاف + چونکہ من پابغشم اندر مسلمان
 آنکسی کا زاد بودید و مکین ہمن شمار بستہ میدیدم جنین + اسی تازیدہ ہلک و خان و مان ہنزدعا
 اشری بر مرد بان نفس تن را افتاد و اہام طشت پیش چشم کلات ات گشت ہنگرم در غورہ می نیم عیان
 ہنگرم در نیت شی نیم عیان + ہنگرم سر عالمی نیم نہان + آدم و خواہستہ از جہان + من شمارا وقت در تہ
 الت + دیدہ ام پابستہ و منکوس و پست + از حدوٹ آسمان بی عمدہ انچہ دانستہ ہدم افزون نشدہ
 من شمارا سرنگون میدیدہ ام + پیش از ان کہ آب و گل بالیدہ ام + نو ندیدم تا کہ شادی بدان + ہن
 ہمیدیدم در ان اقبال تان + بستہ قہر خفی آنکہ چہ قہر + قندی خوردید و در وی درج زہر المعنی فرماتے
 ہن کہ رسول مقبول نے آنکی گفتگو کو سمجھ کے کہا کہ وہ خندہ میرا لڑائی کی راہ سے دیکھا ہے تو خود مردہ
 ہن اور فنا کے گلے لٹرائے پھر مردہ کو مارنا ہمارے نزدیک مردی نہیں ہو میں انسے کیا لڑوں یہ بچا
 کیا ہن میں اگر لڑائی میں قدم گاڑوں جاؤں تو اور کوئی کیا چیز ہو ماہ تک کو بھڑا دوں تم جو وقت میں آدم
 تھے اور اپنے مکانوں کے مکین جب ہی سے میں نکلا ایسا دیکھتا ہوں اہو کو تم جو اپنے ملک خان مان پر
 اترا تے ہو عاقل کے نزدیک یہ ایسا ہو جیسا اونٹ کا شیرھی پر چڑھنا اس نقش جن کا جب سے طشت بام سے
 گرا ہو یعنی اسنے ٹھوہ پایا ہو میری آنکھ کے سامنے ہر آنے والا آگیا یعنی مجھ پر ہر ہو گیا میں غورہ سے
 جو کو ظاہر دیکھتا ہوں اور جو نیت ہو کہ ابھی بہت نہیں ہوا اُس شو کو عیان دیکھ رہا ہوں میں نے نکو
 جو وقت میں کہ تم ذرات الت کے تھے ایسے ہی پابستہ سرنگون اور پست دیکھا ہو میں جب غور
 کرتا ہوں تب بھی پوشیدہ عالم کے دیکھتا ہوں اس وقت سے کہ آدم برخواستہ انہیں ہوے تھے
 حادثوں سے اس آسمان بے عمدہ کے جو کچھ میں نے دیکھا اُس سے ذرا زیادہ ہوا میں نے نکو

قبل اس سے کہ آب و گل سے پیدا ہوا ہون سرگون دیکھا ہی نہ اسوقت یہ نئی بات نہیں ہو جو
 نگو سرگون دیکھ کے اس پر خوش ہوتا میں نے تو یہ اسوقت میں دیکھا ہی جسوقت میں نگو قتل و ج
 تھا بستہ تھری کے تھے اور اسوقت میں خوش تھل تھر کے تھے اور قند کھاتے تھے حسین ہر لپٹا ہوا تھا
 قولہ چون چنین قندی پر از زہر عدو خوش بنو شد چہ صد آید برود با شطآن زہر میکند و فوسش
 مرگ تان خفیہ گرفتہ ہر دو گوش ہن میکروم غرا از ہر آن تا طفرایم ذرا گیرم جہان ایمنان جہان
 و مردار و حیصہ بنین مردار چون با شتم مرصیہ سگ نیم تا پرچم مردہ گم جیسیم آیم کہ تازندہ کند زبان
 ہیکردم صفون جنگ چاک و تار با نم مرشار از ہلاک و زان کی برقم گلو باسی بشتر تار با شکر و فرو
 شتر زان نمی برقم گلو چنتا زان گلو با عالمی یا بدرہا کہ شاپروانہ دار از اجل خوش پیش آتش
 میکند این جاکیش ہن ہمیر غم شمار بچوست از در افتاد و آتش با دوست آگہ خود را فحشا
 پنداشتند و تخم منخوسی خود می کا شتید یکدگر را جہ صیخو اندو سببی اثر را فرس میر اندیہ المعنی جفیہ لکس
 حیوان مردہ ہو گرفتہ رضیصل رزان پرچم مجاز از لعل و کا کل جب تھارے قند میں زہر و دشمن نے بھریا
 اور تم خوش خوش کھا رہے ہو تو بھلا ایسے قند پر کیسے کھیا حسد ہو کا تم تو بڑی خوشی کے ساتھ زہر نوش
 کرتے رہے اور مرگ تھارے دونوں کان پکڑے ایچا نے پر مستعد ہیں غرا اسواسطہ نہیں کرتا تا طفر
 پاؤں اور ملک جہان کو گھیر لوں یہ جہان تو ایک شراہ امر و اور زہا و از زان بزین ایسے مردار پر
 حریص کب ہوں سگ بنین ہوں تو کچھ پڑی مزہ کی آکھڑوں میں عسی ہوں تو آؤں اور مردہ کو زندہ
 کروں پرچم جو معنی زلف و کا کل کے ہوا اس سے مراد سر ہو میں اس سبب سے خفین لڑائی کی نہیں پتا
 شجاعت و دلیری سے کہ گلو ہلاک کروں بلکہ ہلاک سے بچا لوں میں ایسے لوگوں کے گلے نہیں کاٹتا
 کہ مجھ کو کرو فر ہو اور انہو جمع ہوئے آو جو چند گے کا تا ہوں تو ان گھرن کے فاسے عالم کو چھڑا تا
 جیسے تم اپنی جہالت سے پروانہ کیطرح آگ کے سامنے اپنے دین و حیم نہا کر کہ ہو میں ٹکڑے ہوتے
 مست کیطرح ہانگتا ہوں تو اپنے دونوں ہاتھوں سے آگ میں نہ کرو اور جو تھے اپنی فتون گمان کیا ہو
 یہ تخم اپنی منخوسی کا ہو رہے ہوا اس سے منخوس ہی ٹھہر گئے سعید ایک دوسرے کو جد جہنے دادے کا
 دادا لٹا لٹا کتے رہتے ہو اسکو جان لو کہ اژدہا کیطرح لٹھوڑا بڑھا رہے ہو اسواسطہ کہ یہ تقاضا لب کے
 ساتھ مایہ غرور ہو اور غرور اژدہا بزرگ اختلاف شجہ میں میکرد کو میکرد کا و فارسی لکھا ہو

بیان اسکا کطافی بے قاہری کے مقبور

قولہ قہر میکرد و اندر عین قہر خود شا مقبور قہر شیر و بہ و زو قہر خواجہ کرد و زکشیہ اوہان مشول

والی سہ ماہ گزرا کہ آن زمان مگر تھے کہلی برو والی ستر انگشتیہ قہری دود مقہوریش بودہ زاکو قہر او سر اور
 رہوہ دغا نمی برخواب و امر او شود و تار سد والی و بت نہ توہر ایکہ تو بر خلق چہرہ گشتہ و دربر و غالیو غشتہ
 آن بقا مدد منہم کردست شان تا تار و طاقہ می آرد گشان بہین غنان برکش پی این منہم و درمران تو
 انکو دی خرم چون گشانہ تا بہین جیلہ باہم جلد یعنی بعد از ان اندر زحام عقل ازین غالب شدن کو
 گشت شاہ و چون درین غالب شدن ویدا و فتادہ ویر چشم آمد خروینیا می ش فی ز نقص بدولی و ضعف
 کیش و انہی ثم اوردن پر قدر کتے تھے اور خود دین قہر میں تھے اور مقہور قہر شیر زمانہ کے جیسے ایک چرنے
 خواہر سے تمہر کیا اور برگشتہ ہو کر اسکا زرخیز پایا اسکے دھونے میں مشغول ہی تھا کہ والی شدہ آپہنچا اگر وہ
 مذابہ سے برگشتہ نہ تھا تو ماکم آپکے ایسا نبوہ ہوا کہ اس دزدکی قہری او علیہ و تھی مقہوری تھی اس سے
 کہ اسکے قہر نے اسیکا سر کھیا وہ جو کوئی خواہ پر غالب ہونا چاہتا ہو وہ غالب ہی اسکے لیے دام ہوجاتی رہا
 تہا سپن پہن ہے بھاگنے پناے اور والی تیرے سر پہ پہنچے اور قصاص کرے تو رفتہ رفتہ قصاص
 اور و نقص کہ تواری میں مخلوق پر غالب ہوا اور غالبی آگشتہ یعنی غالبی میں آلودہ لیکن اُسے جو سقا
 و قاصد تیرے نوکھا ہو انکو منہم کر دیا ہو تو بھگا اپنے طاقہ میں پہنچ لائے تو خبر دار اُنکے چچا کرنے سے اپنی
 پاگ رہے کہ وہ اُنکے پیچھے مت جا تو منہم نہ تو خرم بالغم مینی بریدہ و گوش سفتہ اور جب اس جیلہ سے اٹھو گے
 بھگو اپنے دام میں پھانس لیا پھر ان سب بھاگے ہو کون کو اُس نبوہ میں دیکھیں گے سب جمع اور موجود ہو گئے
 پھر بھلا عقل ایسے غالب ہونے سے کب خوش ہو گئی ہمیں غالب ہونے سے یہ افتاد و آفت دیکھے جو تھ
 کہ پیش میں ہیں انکو چشم خرد کی تیر ہو انکو نہ کسی قسم کا نقص ہو نہ بدولی نہ ضعف کیش قولہ گفت پیغمبر
 کہ ہستند از فنون اہل جنت در خدمتہما ز ہونہ از لال جزم و سور لظن خویش فی ز نقص بدولی
 ضعف کیش و در فرہ وادن شود و در کون و حکمت کو لال رجال موکمنون دوست کو تا ہی ز کفار لعین
 فرض شد ہر فلانی مؤمنین و قصہ عہد جدیدہ بخوان گفت ایدیکم تمامت دان بدان دین اندر غالبی
 ہم خویش را ویدا و مغلوب دام کبریا ماریت اذ میت آمد خطاب مگم شد او و افتاد علم بالصواب
 دان نمی خدمت من از بر خیرتان و کہ بگردنہا گمان شکیرتان و ان ہم بخند من از بر خیر و غل و می کشہ
 تان سوی سروستان و گل و اسی عجب کز آتش بی زینار بہستہ می آریم تان تا سہرہ دارد از سوی
 و فرخ ز بر خیر گران یک شتم تان در بہشت جاودان ہر مقلد را دین رہ نیک و بد ہمچنان بہستہ بہصرت
 میکشد و جلد در بر خیر ہم و اتلا میر و ندان رہ بغیر اولیا میکشد این راہ را پیکار و از ہر کسائی وقت
 از اسرار کار بعضی حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت خصوصیت میں جو رہے

ہوے ہیں یہ آنکے فن و ہنر ہیں جیسا کہ فرمایا المؤمن یروى من الدنیا ما یرید ان یشاء من الدنیا
بھگتا ہو سخت خسرت والے تھے جیسے بکری بھاگتی ہو گرگ سے اور یہ وہ بھگانے کا لالہ ہو شکاری اور
بدگمانی سے کہ نہ معلوم یہ افعال ہمارے خدا کی رضا کے موافق ہیں یا خواہش نفسانی سے نہ خوف
نقصان یا بدولی یا ضعف مذہب سے قرہ گسترین سبقت و ظفر دنیا و دنی و بختین سخت شاد ہونا
اور خوش نش آو جب وہ اہل جنت فرہ دیے گئے کہ سب معنی فرہ کے یہاں ہو سکتے ہیں تو انھوں نے

پوشیدہ حکمت اس آیت کی کہ لو لا رجال مومنون و نسا مومنات لم یظہروا انظروا انظروا انظروا انظروا انظروا انظروا
بغیر علم اگر نبوت و دین اور عورتیں مومن کہ میں کہ تم ان مومنوں کو نہیں جانتے تھے اگر ہلاک کرتے
پہنچتا مگر بچ بسبب لاعلمی کے بل سی حکمت سے کوتاہ دستی قتل کفار عین سے فرض ہوئی واسطے ظاہر
مومنوں کے یہ آیت حدیثیہ کے حال میں ہو اور وہ رجال مومن اور مومنات وہ لوگ ضعیف تھے جو
ہجرت نہ کر کے اور کفار میں شامل تھے بھوری پیناچی خود فرمایا کہ قصہ زمانہ حدیثیہ کا پڑھ کیسا آدین یاد کی
فرمایا ہو اور اس اشارہ کے مات کو اسی قصہ سے دیکھو کہ قال اللہ ہو الذی کف ایہم عنکم و ایہم عنہم

بطین مکہ من بعد ان اظہرکم علیہم و کان اللہ بما یقولون بصیر وہ اللہ ایسا ہو جسے باز رکھا ہاتھ کافروں کے
تھے اور تھارے ہاتھ اُنے بطن مکہ میں بعد اسکے قیام کیا اُنے ٹکوا پورا در جو کچھ تم کرتے ہو اللہ
دیکھتا ہو اور نیز غالبی میں بھی آپکو مغلوب و ام کبریا کا دیکھا جسوقت ماریت اور میت و لکن اللہ
کا خطاب آیا نہیں بھینکا تو نے جسوقت کہ بھینکا لیکن اللہ نے بھینکا بس آپکو کم کیا اور مغلوب حق کا کیا
پھر انھیں اسیروں کی طرف خطا بے خفرت کا ہو کہ میں تمھاری زنجیر پاس سبب سے بھی نہیں منبتا
کہ ناگمان تمھارا شکر بنو جائوں کہ مراد مقید سے ہو میں اس بات پر منبتا ہوں کہ تمکو زنجیر و غل لے جو
سروستان و گل کی طرف لے جاتا ہوں آؤ لوگو خوش ہو کہ تمکو اس آگ سے جسکی پناہ نہیں سبزہ زار کی طرف
زبردستی باز ہے لے جاتا ہوں یعنی تم دونوں کی طرف جاتے ہو اور میں سخت زنجیر سے باز ہے تمکو بخت
جاودان کی جانب کھینچتا ہوں اب بقولے مولانا راز کے ہیں کہ ہر مقلد جو دیکھا دیکھی کام کرنے والا ہو خود
وہ اپنے کام میں نیک ہو خواہ بدایے ہی باز ہے حضرت رب العزت کی طرف کھینچتے ہیں سب کے لیے
ایک راہ ہو مگر جو بغیر اولیا کے اس راہ میں چلتے ہیں سب بخیریم و ابتلا میں مبتلا ہیں اور اس راہ کو بغیر
کی طرح چلتے ہیں سوا ان لوگوں کے جو واقعہ اسرار کار سے ہیں اختلاف شرح میں بیکار کو بیکار کسائی کو
کمانی لکھا ہو تو کہ جہد کن تا نور تو بر نشان شود تا سلوک خدمت آسان شود و کو دوکان رامی پرستی
بزور زانکہ مستند از خواہد چشم کو بردون شود و واقعہ بکتاب میدود و جانس از رفتن شکفت سے شہد

میر و دو کو دک بکبت بیچ بیچ چون مید از مرد کار خویش بیچ چون کند و رکیسہ انگلی دست فرو آنگے ہنوا ب
 گرد و شب چو دو و ہند گن نام و طاعت در رسد بر طبعیان آنکست آید حسد بر اینا کر یا مقلد گشتہ اعتنا
 طوعاً صفا سرشتہ باین محب حق ز بہر علتی دوان و دگر را بیغرض خود خلقی باین محب دایہ لیکل از بہر شیر
 دوان و دگر دل دادہ بہر آن ستر طفل را از حسن او آگاہ فی بغیر شیر اورا ارد و گواہ فی دوان و دگر خود عاشق
 دایہ بود و بیغرض و در عشق یکرایہ بود و پس محب حق با مید و بہ ترس و دقت تقلید میخواند برس دوان محب حق
 و بہر حق کجاست کہ از اعراض و رعایتا جداست و گر چنین و گر چنان چون طالب است و جذب حق اورا
 سوی حق جاذب است و گر محب حق بود بغیرہ کی نیال و انما من غیرہ یا محب حق بود بعینہ و لا سواہ
 غافلان میدہ یعنی و تاتے ہین کہ تو اس بات میں کوشش کر کہ نور تیرا روشن ہو تو چلین خدمت اہل بیت
 کا تجھ پر آسان ہو جائے و دیکھ تو لو کہ کن کو کیسا کھینچتا ان کے کتب لیجاتے ہین اور وہ جانا نہیں چتے
 اس سبب سے کہ انکی آنکھیں بکتاب کے فائدون سے کو بہرین اور جب ان فائدون سے واقف ہوتا ہو تو
 و دیتا جاتا ہو اور وہ ان جانے سے شگفتہ خاطر ہوتا ہو اول میں تو لو کا بڑے اینچ بیچ سے جاتا ہو
 اس واسطے کہ اپنے کام سے کچھ مزدوری نہیں دیکھتا اور جب اپنے کیسہ میں کوئی دانگ اپنے ہاتھوں
 کی مزدوری سے پاتا ہو تو پھر سونا بھی بھول جاتا ہو رات کو چورون کی طرح جاگتا ہو جیسے چور اپنے فائدہ
 کے لالچ میں نہیں سوتے بس تو بھی کوشش کر تو مزدوری طاعت کی سٹے ورنہ جب طبعیوں کو دینی نیکی
 تو جھکوا پھر حسد آئیگا آتنا کا جو امر ہو کہ ہمارے پاس آو تو اسکا مقلد کر لیا ہو اور جو اتنا کے مفید طوعاً
 ہین وہ صفا سرشتہ ہین بس یہ مقلد تو محب حق کا کسی علت سے ہو خواہ دنیا خواہ حور و قصور اور
 بصفا سرشتہ کسی غرض سے نہیں خاص علت سے جو دوستی خالص کے معنی ہین ہو یہ محب دایہ کا ہو
 لیکن واسطے شیر کے اور دوسرا دل کھولے ہوے ہو واسطے اس ستیرا چھپے ہوے کے بچہ کو
 دایہ کے صن و خوبی کی کچھ خبر نہیں سدا شیر کے کوئی چیز اسکی دلخواہ نہیں اور دوسرا عاشق دایہ
 کا ہو اور بیغرض اور عشق میں یک راے دوسری چیز کو اس راے میں دخل ہی نہیں بہر محب حق کا
 بخوف ورجا دقت تقلید کا درس کرتا ہو اور ہر گاہ کہ خوف ورجا ہو تو فرماتے ہین کہ پھر وہ محب حق کا
 خاص حق کیواسطے کہاں ہو حق کا محب خاص تو وہی ہو جو اغراض و علتوں سے جدا ہو اسکے
 ساتھ تو خوف ورجا کی علتیں ہین انحضرت اگر ایسا ہیو ایسا یعنی محقق یا مقلد جب وہ طالب ہو کوشش
 حق کی حق کیطرت اسکی جاذب ہو اگر محب حق ہو ہو واسطے حصول غیر حق کے تو ہمیشہ اسکو غیر حق
 سے کب پہنچگی یا محب حق کا ذات حق کے واسطے ہو خالصاً تو اسکا سواے حق کے ڈرانے والا

کوئی نہیں اس واسطے کہ حق کا درمیان ہو اختلاف شرح میں پھر امتیاز لکھا ہو کہ نسبت اوپر میں لکھ چکا ہے
جذب معشوق عاشق را من حیث لا یعلمه العاشق ولا یجوه ولا یخطر بالبال ولا یظلم من ذلک
الجذب اثره فی العاشق الا الخوف المزج بالیاس مع دوام الطلب یعنی جذب
معشوق کا عاشق کی طرف اُس جگہ سے ہو کہ عاشق اُس کو نہیں جانتا نہ کسی امید لکھا ہو
نہ خوف اور نہیں ظاہر ہوتا ہو اس جذب سے اثر اُس کا عاشق کی جان میں مگر خوف
جو یاس سے آئینتہ ہر مع دوام طلب کے

قولہ ہر دور این جستجو باذان سرست + این گرفتاری دل لان ولبرست + آدمیم آنجا کہ در صدر جہا
گر نبود جذب آن عاشق نہان نہا شکلیا کی مبدی اور فراق کی دوان بازار آدمی سے
وفاق میل معشوقان نہانت و ستیز میل عاشق با دو صاحبیل و نفیر ایک حکایت بہت ایجا و اعتبار
ایک عاجز بدخاری را انتظار ترک آن کریم کہ در جستجو است نہا کہ پیش از مرگ بیدار روی دوست تارہ
از مرگ دیدار و نجات دیدار کہ دید دوستت آب حیات + ہر کہ دیدار و نباشد دفع مرگ + دوست خود
کہ نہ یستش نہ برگ + کار آن کارست اسی شتاق مست + کا مذاں کارار سرد مرگ خوشست + شہنشاہ
صدق ایان اسی جوان + آنکہ آید خوش تر امرگ اندران + گرفتار ایمان تو ایجان چنین نیست
کامل و بیکو اکمال دین + ہر کہ اندر کار تو شد مرگ دوست + برول تو بی کراہت و دست او
چون کراہت رفت آن خود مرگ نیست + صورت مرگت نقل آن کر نیست + چون کراہت رفت
مردن نفع شد پس درست آمد کہ مردن رفع شد + دوست حق ست او کسی کش گفت او کہ توئی آن
ومن آن تو + المعنی وفاق بکسر قید یعنی وہ جو طلب غیر کی یا عین کی ہو دونوں کو یہ جستجو عین اسی
طرف سے ہیں اور یہ گرفتاری دل کی اسی دلبر کی جانب سے آپ آئے ہم اس موقع پر اگر صدر جہا
کے دل میں جذب اُس عاشق کا نہوتا تو وہ ایسا بیصبر فراق سے کیوں ہوتا اور کب اپنے پاؤں
قید کی طرف دوڑتا آتا جس اشاری کہ میل معشوقان کا نہان و پوشیدہ ہو اور میل عاشق کا یک طرفہ
طلب و نفیر کے ساتھ ایک حکایت اور یہاں قسم اعتبار سے ہر جس سے عبرت حاصل ہو لیکن بخاری
انتظار میں مرا جاتا ہو اور عاجز ہو رہا ہو اسیلے اُس حکایت کو میں نے ترک کیا کہ اسکو یہ جستجو ہو کہ
مرنے سے پہلے دیدار دوست کا دیکھ لے اور مرگ سے چھوٹ جائے اور نجات پلے گئے اس واسطے دیدار
دوست کا آب حیات ہر جس سے مرنا نہیں اور جو کوئی ایسا ہو جسکے دیدار سے مرگ دفع نہیں ہوتا وہ
دوست نہیں ہو کہ نہ میوہ اُسکے پاس ہو نہ برگ گویا محاورہ ہندی کے موافق ایک ٹھنڈی چربک بکٹو

ایو مشتاق مست کام ہو ہی ہو کہ اگر آسمین موت ہو تو غوشی ہو غم مرنے کا سنو کہ سوا اسطے کہ نشان صدق
ایمان کا بھی ایچوان ہی ہو چہین تجھ کو موت چھی معلوم ہو اور غوش آئے پس اگر ایمان ایمان تیرا
ایسا نہیں ہو تو کامل بھی نہیں ہو جاو اکمال دین کا دھوٹہ شلگا کوئی شخص تیرے کام میں جاننا
و مرگ دوست ہوئے تو تیرے نزدیک وہی تیرا دوست ہو گا اسکی دوستی میں کوئی کراہت تیرے
دل پر نہوگی پھر جب کراہت نہ ہی تو وہ مرگ بھی نہیں ہو ایک صورت مرگ کی ہو اور نقل کرنا ہو
ایک جگہ سے دوسری جگہ کو الحیث الا ان اولیاء اللہ لایوتون بل یقلعون من دار الی دار دیگر
اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو بدلے جاتے ہیں جس جب کراہت نہ ہی تو
نفع ہی نفع ہو لاجرم یہ کہنا کہ مرگ رفع ہوا رست و درست ہو یعنی مرگ نہ ہا مرگ کا غم نہیں ہو دوست
حق کا وہی شخص ہو کہ اسکو حق نے کہا تو میری ملک و ان سے ہو میں تیری ملک اور ان سے

پہونچنا بخمار سی عاشق کا بندگی صدر جہان میں

قوله گوش دارا کنون کہ عاشق میرسد بہتہ عشق ادبیل من مسد چون بدیدا و چہرہ صدر جہان
گو کیا پردیش از تن مرغ جان + جان بجانان داد از خود باز رست + بر سر یہ ملک ما وید ان نشست
پہو چوب خشک افتاد ان تنش + سر و شد از فرق سر تا خنش + ہر چہ کردند از بخور و از گلاب + دنی بچینیڈ
نیامد در خطاب + کار نامہ از بخار و از بخور + جز کہ بوی آن نشد با فرو نور + شاہ چون دید آن فرغ فرمودی
پس فرود آمد مرکب سوی او + گفت عاشق دوست جوید تیز و تفت + چونکہ معشوق آمد ان عاشق
برفت + عاشق حتی و حق آنت کو چون بیار از تو بنو و مارو + صد چو تو فانی ست پیش ان نظر + عاشقی
بر نفی خود خواہ نگہ سایہ و عاشقی بر آفتاب بنش آید سایہ لاگرد شتاب + چونکہ سر بر دوز مشرق قرص غر
نہ از ستارہ ماند و نہ از شب اثر + ہچ پشیری خور و با ہو و چارہ گشت آہو + بخیر اقاوہ زارہ از در دل چونکہ
عشق آید درون عقل رفت خویش اندازد درون + ہچو زور و شیشہ پیش تند باد + فہم کن و اللہ علم البصیر
المعنی فرماتے ہیں لے اب کان لکاکے شن کہ عاشق آنا ہو جو کہ عشق نے جل من مسد سے باہر
تھلنے رسی جہاں خرا سے کہ نہایت مضبوط ہوتی ہو جس جبوقت اسنے صورت صدر جہان کی
دیکھی گویا مرغ اسکی جان کا تن سے اڑ گیا جان جو جان کے دھیان میں تھی وہ اسکو دیدی او
آپ سے خلاص ہو گیا ملک جاویدان کے تحت پہ جا بیٹھا تن اسکا مثل چوب خشک بجان کے
پڑا رہ گیا اور سر سے ناخن تک ٹھنڈا پڑ گیا ہر چند بخور سو نگھائے گلاب چھڑکے کیسی بوسواے اس
! فرود نور کے جو معشوق کی پا کر ملک جاویدان کا بادشاہ بنا تھا کار آمد نبوی شاہ نے جہاں کی صورت

زعفرانی دیکھی سواری سے آکر اسکی طرف آیا اور کہا کہ کیا توبہ کہ عاشق دوست کو ٹہری تیزی و گرمی کے ساتھ توڑھو ٹہرے اور جب معشوق آئے تو عاشق پلہرے تو عاشق برقی ہوا اور حق میں ہو کہ معشوق کے سامنے ایسا فنا ہو جائے کہ تیرا ایک تار مو بھی نہ پائے اب مقولے مولانا رح کے ہیں کہ تجھ جیسے سیکڑوں جس نظر کے سامنے فانی ہوئے ہیں تو ان کو خواجہ اسکا عاشق ہو تو اپنا عشق نفی پر دیکھ کہ نفی کا عاشق ہوں شگلا تو سایہ ہوا اور عاشق ہوا آفتاب پر جسوقت آفتاب آجگا فوراً قولا و نفی ہو جائیگا معمول ہر جہان قریب آفتاب نے مشرق سے ہر نکالانہ کوئی ستارہ رہتا ہے نہ رات کا کچھ اثر رہتا ہے جیسے شہر جسوقت آہو سے طاقی و دو چار ہوا آہو بخیر ہو گیا اور زار زار ہو کے گر گیا جسوقت عشق درہل سے جو آنکھیں ہیں غناء دل میں گھسائی تو عقل اپنا اسباب دل سے نکال کے باہر ڈال دیتی ہو ایسا حال عقل کا عشق کے سامنے سمجھ لے جیسے زور پشہ کا سامنے تند ہوا کہ اور اندر خوب جاننے والا ہو ساتھ خوب کی

فریادی ہونا چھرون کا پاس سلیمان کے ظلم ہول سے

قولا پشہ آمد از حدیقہ از گیامہ و ز سلیمان گشت پشہ واد خواہ دکامی سلیمان معدلت می گسری ہر شینا وادی ز او ویری مرغ و ماہی و پناہ عدل گشت گیت آن گم گشت کش فضلت بخت واد وادہ اراک بس خاریم ما بی نصیب از باغ و گلزاریم ما مشکلات ہر ضعیف از تحمل پشہ باشد و ضعیفی خوشل ہر شہر و در ضعف و شکست پری ہر شہر و تو در لطف و مسکین پروری ہادی نور المایق قدرت مننتی میتی ما و گرمی گہری واد وادہ مارا ازین غم کن جدا و دستگیری دست تو دوست خدا پس سلیمان گفت ای انصاف از کج واد وادہ انصاف از کج میوہای بگو گیت آن ظالم کہ از با وروت بظلمہ کروست و خراش بست روت ای عجب در عمد ما ظالم کجاست دکونہ اندر جس در پیچہ راست لہجہ معنی ایک چھو حدیقہ او گیا ہت آیا از سلیمان سے وہ چھو واد خواہ ہوا کہ اسی سلیمان تم معدلت گسری کرتے ہیں جلدیشا طین اورا ہمہ ہا ویری کی جملہ مرغ و ماہی تمھارے عدل کی پناہ میں ہیں کون ایسا گم گشت ہو جسکو تمھارے عدل نہ نہیں ڈھوڑھا ہاری فریاد و کہ ہم نہایت دار و زار ہو رہے ہیں اور بے نصیب باغ و گلزار سے ہمہ تن ہر ایک ضعیف کی مشکلات حل ہوتی ہیں اور ہم تو پشہ میں خوش و خرم ہیں ہر شہر میں ہمارا شہر نہایت شکستہ پری میں ہر تمھارا شہر و لطف و مسکین پروری میں اسی سلیمان جیسے تم طبقہ فاقہ میں مننتی ہر قسم کی قدرت انتہائی رکھتے ہو ایسے ہی ہم کی و گمراہی میں مننتی ہیں یعنی وہ نہیں حل نہیں کرتے ہر واد وادہ و جھکواس غم سے الگ کرو اور ہاری دستگیری کرو کہ تمھارا دست دست خدا کا ہو بس سلیمان کہا اسی واد خواہ کس سے تیری واد ہوا کس سے طالب انصاف کا ہو وہ ظالم کون ہر جسے اپنے

غور سے ظلم کیا ہوا اور تیرا منہ نوچا ہوا ہے بڑے قہر کی یہ بات ہے جو تو کہتا ہے ہمارے عہد میں ظالم ہی کہاں ہے
اور اگر تو کو کون ایسا ہو جو ہماری قید و زنجیر میں نہیں ہے تو کہہ چو کہ ماؤادِ ظلم آؤ زور مڑو پس مہمدا کہ ظلم
پیش ہو چون برآمد نو ظلمت نیت شد و ظلم را ظلمت بود اصل و مصدر بنک شیا طین کسب و خدمت میکنند
و دیگران بستہ باصفاد و بند ملک زبان و دولت مارا کس فکان دتا نالہ خلق سوی آسمان دتا بالا
نستابد و دویدتا نگردد و مضطرب چرخ و سہا بتا نگر دو عرش از نالہ یتیم دتا نگر دو از ستم جانی سقیم دزان
سناویم از ممالک مذہبی دتا نیا یو بر ظلمکایدی بنگوئی مظلوم سوی آسمان کاسانی شاہ داری و زمان
گفت پلشہ داد من اذ دست باد و کو دو دست ظلم بر بار کشاد و ما ز ظلم او بنگی اندریم باللب بستہ اذ
خون میوزیم و ظلم او بر اصر حکیت و عیان نیت مارا چارہ جز گشتن نہان و داد و انصاف ما
بتان اذ و اسی کریم عادل اگر ام خود المعنی اصفا و بافتح زنجیر و بند با حضرت سیان فرماتے ہیں
کہ جسد ہم پیدا ہوئے ظلم رسیدن مر گیا پھر کون ایسا ہو جسے ہمارے عہد میں ظلم بلایا جاتی ہو جو ب نو
روشن ہوتا ہو ظلمت نیت ہو جاتی ہو اس لیے کہ ظلم ہی ظلمت کی اصل و قوت بازو ہو و دیگر شیا طین کیسے
کسب و خدمت میں مصروف ہیں اور جو کسب و خدمت سے جدا ہیں سب بند زنجیر میں مقید ہیں
ہم کو کمن فکان نے جس سے یہ سب کچھ پیدا ہوا ہو اس واسطے ملک دیا ہو تو مخلوق آسمان کی طرف نالہ
نمون آدرا اس واسطے کہ آہوں کے ڈھوئیں بالاسجا بین آئکے و ہوئیں سچین و سہا مضطرب بن جیسے ہوئیں
مضطرب ہوتے ہیں گھبراتے ہیں آسمان کی آنکھیں تارے آدرا ہو اسطے کہ کوئی یتیم نہ رونے پائے جو عرش
کھائے اور کوئی جگہ ایسی سقیم نہ ہو جسکو کہیں کہ فلاں جگہ مرض ظلم کا ہو میں نے تمام ملکوں میں ایک
مذہب رکھا ہوتا اتحاد ہوا اختلاف جاتا رہے تا کوئی یارب نہ کرے اگر مظلوم آسمان کو مت شک کہ جبکہ
زمانہ میں تو شاہ آسمانی رکھتا ہو کہ مراد اپنی ذات سے ہویشہ نے کہا کہ داد میری ہو اسے ہو اُسے
و دونوں ہاتھ ظلم کے پھر بڑھائے ہیں ہم اُسکے ظلم سے نہایت تنگ ہیں ہر چند لب ہمارے بستہ ہیں
لیکن اُس سے خون کھاتے ہیں اسکا ظلم ہم پر صریح و عیان ہوا اور ہم کو اس سے سوا چھپ جانے کے
کچھ نہیں آتا ہم اسی کریم عادل اگر ام خود ہو ہماری فریاد و انصاف اس سے لو

حکم کرنا سیلیان کا پیشہ فریادی کو واسطے حاضر لانے ہوا کے آنکی کچھ ہی میں

قولہ میں سیلیان گفت ای ریادوی + امر حق باید کہ از جال شہنوی بحق من گفتہ است ہاں ای داد و دژ
مشاورت سے تو بی خصم اگر دتا نیا یہ ہو و خصم اندر حضور بحق نیا یہ پیش حاکم و ظہور و خصم تنہا کر آرد حد فقیر
ہاں وہاں بی خصم قول را و گیر من نیا رم روز فرمان یافتن و خصم خود را رویا و رسوی من گفت قول

قوت برہان درست، جسم من بادیست، اور حکمت، بانگِ دُعا آن شد کہ اسی باد صبا، پیشانی خان
 کردارِ ظلمت، بیاہنِ مقابلِ شو تو باضم و بگو، پیاخِ خصم و بکن دفعِ عدو باد چون بسنید آمد تیر تیرا پشہ
 بگرفت آزمانِ اہِ گریز پس سلیمان گفت کاسی پشہ کجا، باش تا برہر و راغم من قضا، گفت اسی شد
 مرگ من از بوداوست، و خود سیاہ این روز من از دو داوست، داوچو آمدن کجا یام وارہ کہ بر آرد از رہنا
 من و مارا چمین جو یای در گاہِ خدا، چون خدا آید شود جویندہ لا، اگر یہ آن وصلت بقا اندر بقا
 ایکسا ز اول بقا اندر فناست، سایہ ہای کہ بود جو یای نور بنیت کرد و چون کند نورش طور عقل کی
 مانچو باشد ترا و کل شئی ہا لک الا وجہ، ہا لک آمد پیش و ہش بہت و نیت، بہتی اندر بہتی خود طرف
 ایت، اندرین محض خود ہا شد ز دست، چون ظم اینجا رسید و شکست، باز گردم جانب صدر جہان
 در نوازش عاشق خود را نہان، یکشد از پیشی اش در بیان، اندک اندک از کرم صدر جہان، المعنی
 دوسی آواز لگس و پشہ بس حضرت سلیمان نے بعد اظہار پشہ کے کہا کہ اے یزید آواز بھلو لازم ہو کہ امر
 حق کو دل سے مٹنے اور مانے مجھ سے حق نے کہہ دیا ہے کہ خبر دلاؤ اور تو ایک خصوصیت والے کی بتا
 بے دوسرے خصم کے ہرگز نیت مٹنے اتنا واسطے کہ جب تک دوسرے خصم سامنے حاکم کے نہیں آتا
 حق ظاہر نہیں ہوتا، اگرچہ اکیلا خصم سیکڑوں طرح کی فریاد و فغان کرے لیکن خبردار خبردار تو بے
 دوسرے خصم کے اکی بات مت مان بس میں اُسکے حکم سے روگردانی نہیں کر سکتا جا تو اپنے خصم کو
 میرے سامنے لا پشہ نے کہا کہ تمہاری بات درحقیقت حجت درست ہے لیکن میری خصم ہو اہو
 اور وہ بطبع تمہارے حکم کی پہنچے اُس بادشاہ نے پکارا کہ اسی باد صبا پشہ تیرے ظلم سے فریادی ہو
 تو ہمارے پاس آخبردار ہو اپنے دشمن کے مقابل ہو اور اسکو جواب دے اور اکی بات کا دفع
 ہوانے جو ستائیز درستی آئی اُسکے آنے سے پشہ نے راہ گریز کی لی سلیمان نے کہا اے پشہ کہاں
 جاتا ہو ٹھہرا رہ تو تم دونوں سے کسی پر میں حکم جاری کروں پشہ نے کہا اے شاہ میری موت اُسکے
 ہونے سے ہو یہ میرا روز سیاہ جو مرا مصیبت سے ہو اسی کے دوسرے ہر جب وہ آئی میں کسان
 ٹھہر سکتا ہوں کہ وہ مجھکو ہلاک کرے ڈالتی ہے ایسا ہی حال طالب درگاہ خدا کا ہے کہ جب خدا آتا ہے تو ظاہر
 نیست ولا ہو جاتا ہے اگرچہ وہ آتا اور وصل ہونا خدا کا بقا در بقا ہو لیکن یہ بقا بھی تو پہلے فنا ہی ہے
 ہو جتنے سالے ہیں کہ وہ جو یا نور کے ہیں اسی طالب اُسکے صہ وقت نور آسکا غم، کرتا ہے سب نیست
 ہو جاتے ہیں اور جب بعید آسکا ہوتا ہے تو عقل پہنچتی ہے کب ہو بلکہ کل شئی ہا لک الا وجہ کی کیفیت
 ہوتی ہے یعنی ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر اسی ذات سارے بہت و نیت اُسکے بات کے مقابل

ہاگاہ میں اور اسی عیسیٰ سے سالکوں کو ہستی حاصل ہوئی جو مکر یہ بات لوگوں کے نزدیک عجیب و غریب ہو کہ عیسیٰ سے ہستی کیسی آب فرماتے ہیں کہ اس گفتگو میں جو یہ ایک محضر جو بہت بہت عقلمین بیخود و بیخبر ہوئی ہیں اسی سبب سے میرا قلم بھی جب اس موقع پر پہنچا اسکا بھی سر ٹوٹ گیا ایک لکھنے سے رنگیا اور اب صدر جہان کی طرف لوٹوں کہ اُسے عاشق پر نواز شین پوشیدہ کین دکھا بیان کروں کہ وہ اپنے بیان و کرم سے اس عاشق بہوش کو تھوڑا تھوڑا کر کے ہوش میں لایا

الحکماء بشرح میں خضم و گر کو غم لکھا ہو

مہربانی کرنا معشوق کا عاشق بیہوش پرتا ہوش میں آ

فوق البرکاتش سر نہاد اندر کنارہ بر رخش میگردد ز شارب باگ ز دور گوش او شہ کامی گدا
ز شارب اور دست دامن کشا جان تو کاندہ فراتم می طپید چونکہ زہنا رش رسیدم چون رمیدہ + اسے
بیدہ در فراتم گرم و سرور با خود از بخودی و باد اگر در مرغ خانہ شتری را بیخود از نسیم نمانش بخاند
می برد چون بخاند مرغ آتش را نہاد و دیار ان گشت و سقف اندر قناد مرغ خانہ بہت عقل ہوش را
ہوش صالح طالبانہ خدا نافع چون سرگرد آب و گلش مٹی گل آبخاماندنی جان و دلش در فضل
عشق انسان را فضول زمین فزون گوئی ظنومست و جہول و جاہلست و اندرین شکل شکار یکشد
خوش شیریں در کنار کہ کنار اندر کشیدی شیر را گر پہنچی و دیدی شیر را غلاست و بر خود و بر جان خود
ظلم بین کز عدل کوی بر دیہل و مرعلہ ہارا و ستارہ ظلم او مرعدلہ را شد رشا و دست او گرفت کان
رفیقہ و شادمانگی آید کہ من دم شمش و چون من زندہ شود آن مردہ تن جان من باشد کہ رو آرد
بس من کنم اورا الین جان محشم + جان کہ من ششم بہ بیخہ ششم + جان نامحرم نہ بید روی دوست +
جز جان جان کاصل و ادکوی دوست دامن معنی اس عاشق بیخود افتادہ کاسراٹھلکے اپنی گویا
کہ گویا اور تھوپر اُسکے گویا شک ترکے شاکر نے لگا اور اُسکے کان میں بچا کے اُس شاہ نے کہا کہ
اے گدایا میں تیرے شاکر کو زلایا ہوں کہ وہی اشک ہیں تو وہاں پھیلا تیری جان میرے فراق میں
ترپتی تھی اور اب تو میں اسکی پناہ پہنچا تھا پھر کیوں بھاگ گئی اور وہ شخص تو نے میرے فراق میں
گرم و سرور و سخت و نرم دیکھے ہیں آپ میں آبیخودی سے اور لوٹ آتھا بعد کے تمیل میں کہ آپ
مرغ خانگی معقل اوٹ کو برسم ہمان اپنے گھر لیے جاتا جو جب اوٹ نے مرغ کے گھر میں پائون
رکھا وہ گھر سب ٹوٹ پھوٹ کے ویران ہو گیا اور رحمت وغیرہ گر گئی حاصل یہ کہ عقل ہوش کا خانہ
انسان میں ایسا ہو جیسے خانہ مرغ کا اور جو ہوش صالح ہو وہ طالب نافع خدا کا ہو بس جب نافع

لے آئے اب وہ کل کی طرف سر کیا اور متوجہ ہوا پھر وہاں نہکل رہے نہ اسکا جان و دل اپنے پھر مقلے
 مولانا رح کے ہیں کہ غلبہ اور افزونی فضل عشق نے انسان کو فصول بنایا اور اسی فزون گوئی سے وہ
 طلوع و جہول نہا جیسا کہ آیت شریفہ سے واضح ہو انا عرضنا الان انہ علی السموات والارض والجمال فابین ان
 یحکمنا و یتقن نہا و حملنا الانسان و ذک ان ظلوما جہولاً بیشک پیش کی جتنی امانت کہ مراد عشق سے ہو اسکا
 وزمین اور پہاڑوں پر سوا نکھار کیا آنھوں نے اس کے اٹھانے سے اور ڈر گئے اُس سے اور اٹھایا اسکو انسان
 نے بیشک وہ انسان بڑا ظالم اور نہایت ہی جاہل نادان ہر جاہل شکار تو اس سبب کہ کہیے شکل شکار میں ہر کار
 شکار ہو کہ شکار بغل میں رہتا ہو عشق تو ایک شیر ہو اگر پہلے سے جان لیتا اور دیکھ لیتا کہ یہ شیر ہی
 تو کبھی بغل میں نہیں رہتا اور ظالم اپنے اوپر اور جان پر لیکن اس کے ظلم کو تو غور کر کہ بڑے بڑے
 عدلوں سے بڑھے ہوئے ہیں جس جہل اسکی یہی کہ سارے علموں کی اُتاد اور ظلم اسکا ایسا کہ جسد
 عدلوں کا رہنا پھر رجوع ہو طرف غفلت و صد جان کے کہ ہاتھ اسکا پکڑا اور کہا کہ یہ دم رختہ اسکا اسوقت
 آجیگا جو میں اسکو دم بخشوں جب وہ مردہ تن میرے سبب سے زندہ ہو جائیگا تب میری جان میں جان
 آئیگی میں اسکو اس جان مجتہم سے زندہ کروں وہ جان کہ میں بخشوں دیکھے بخشش میری جو جان نامحرم
 صورت و دست کی نہیں دیکھتی سوا اس جان کے جسکی اصل دوست کی کلی سے ہو اختلاف شرح میں
 باخود آ کو با خدا لکھا ہو قولہ در دم قصاب و ارا میں دوست ۔ ادا ہلہ ان مغر غفرش پوست را گفت اسے
 جان رسیدہ از بلا و وصل را اما در کشایم الصلا دای خود ما بخود می دوستی دای زبست ما ہمارہ ہستیت
 با تو بی لب این زمان من نو بنود را ز دای کہ نہ میگویم شنود زانکہ این لبہا ازان دم میر نہ برب ہوے
 نہان بر مید مند گوش بی گوش درین دم ہر کشا ہر از یضیل اللہ یا شہد چون صلا می وصل بشنیدن
 گرفت ۔ اندک اندک مردہ جنبیدن گرفت ۔ فی کم از خاکست کہ عشوہ صبا سبز پوشد سر ماہر از قبا
 کم زاب نطفہ بنود کہ خطاب ۔ یوسفان زائید نج چون آفتاب ۔ کم زادی فی کہ شدا ز امر کم ۔ در
 رحم طاؤس و مرغ خوش سخن ۔ کم زاری نیت کہ امر سلام ۔ گلستان شد بخیل خوش کلام ۔ کم ز چوبے
 نیت در دفع عدد و گشت اشد رہای منکر ز امر ہو ۔ کم ز کوہ و سنگ بنود کہ ز لاد نا قہ کان نا قہ لاد
 زاد و زینہ بگذر نہ آن مایہ عدم ۔ عالمی لاد و بزیادہ دم ۔ ہر جمید و بر پشید و شاد و دیکو و پرخنی ضد
 سجد و اندر قناد ۔ یعنی نہیں اپنے اس دوست میں قصاب کے مانند دم بھوکو مگنا خبر دار ہوئے وہ
 مغر نغز اسکا جو پوست کو چھوڑ گیا ہو چھوڑ دے اور کہا کہ امر جان رسیدہ از بلا یعنی وصل کا در طاؤ
 کھولا اب تجھکو صلا ہو اور ہمارے وصل سے متمتع ہو آتشخص تو کیا ہو خود ہم ہی ہیں کہ ہمیں سے تیری

یخودی و متقی ہو اور بہاری چرخ بستی سے ہمیشہ تیزی بستی ہی تیارہ محض ہوا رہے ہیں اسوقت وہ کہتے تھے تو بوجھتے
 کہ رہا ہوں اوپر آنے راز چھپنے بیان میں لبوں کو دھلاہیں بے لب کے ہیں اگر معذوری تو انکو سن اور
 بے لب سبب اس کے کہ لب ظاہری اُن دہن سے بھاگتے ہیں اور وہ جو نہان چھپنے جان جس سے
 تازگی و میرا بی جسم کی پروا کے کنارے رہ دم جتے اور پیدا ہوتے ہیں تو بھی وہ گوش جو بیگوشی کے
 ہیں اسی گوش باطنی ان کے سننے کو کھول کہ یہ انفعیل اللہ مایثار کا ہوا اسکے لیے گوش بھی ایسے ہی
 چا میں کرتا ہوا اللہ کو کچھ چاہتا ہو جس جب وہ صلا وصل کی سننے لگایا تو مردہ جیس و حرکت تھا پھر
 کچھ کچھ سننے لگا اب فرماتے ہیں اگر وہ صلاے وصل سے ہلنے لگا تو عجب کیا آخر وہ اس خاک سے تو
 کم نہیں کیسے عشوہ صبا سے سبز پوش ہو جاتی ہو اور قبا سبز سے سر نکالتی ہو کہ یہ سبزی ہی خاک کی جان ہے
 بقول سعدی در نیز ع صبا کر دبار و کر جان در و نہ کم ہو آب لطفہ سے کہ جب خطاب حق ہو پوچھا ہو
 تو کیسے کیسے پوست اس سے پیدا ہوتے ہیں چکر رخ آفتاب کے مانند روشن نہ کم اس ہوا سے کہ جس سے
 بسبب مرن کے رحم میں طائوس و مرغ فوثر سے نہ کم اس باب سے کہ جب امر بردا اور سلاما کا سنا
 غلیل خوش کلام پر کھاتاں جو اس پر نہ کم اس چوبہ یعنی عصا سے کہ دفع دشمن میں ایک از دہا بد بنگیا
 حکم حق سے نہ کو دوشک سے کم کہ پیدایش میں نہ ناقہ اس مایہ ناقہ را د سے پیدا ہوا جیسا کہ معلوم ہو
 کہ حضرت صالح کہ وقت میں پہاڑ سے نازل آ رہے پیدا ہوا تھا اب فرماتے ہیں یہ تو جزوی جزوی اور میں
 انکو جانے دے تو کہ تو دیکھ کہ عدہ تو کیسا بار بار ہو جس سے ایک عالم پیدا ہوا اور دہم پیدا ہوا چلا
 جاتا جو یسب اس فیصل اللہ مایثار کا غلبہ پر پھر کیا ہو اس عاشق مردہ تن میں عمل کیا کہ وہ چھل
 پڑا دوش خوش پٹھر کے تھا ایک و چرخ ما کے سجدہ میں آ رہا انکلاو شرح میں جی کو جوری
 پر میدان کو پر میدان لکھا ہو لیکن اگر چہ نیم معنی دہیار کے ہو تو ہو سکتا ہے

ہوش میں آنا عاشق مہیش کا اور متوجہ ہونا شاکر میں

قول بکفید از روی او و شاد رہا در و صاف رہا ہوا آزاد شدہ گفت اسی غلطی حق جان را
 مطاوع شک کہ با تا وہی زان کہ توانا می سرائی تیا سنگاہ عشق و اسی تو عشق عشق و اسے
 و نحوہ عشق اولین خلعت کہ خدای و داند کوثر خواہم کہ نمی بر روز نم و گرچہ میدانی بصفت حال من
 بندہ پر در گوش کن احوال من و مدبران بار اسی صدر فرید زار زوی گوش تو ہوشم پریدان تبع
 تو آن ہمنامی تو و ان تبعہ کے جان افزای تو و آن پوشیدہ کہ و پیش مراد عشوہ جان بادش
 مراد تلجہای من کہ آن معلوم است پس بیرون تو چون نقد درست و ہر گستاخی و شوشی غرور

حکماً و پیش حکمت ذرہ و اولاً بشنو کہ چون ماند مرشدت و اول و آخر پیش من بحسبت دنیا بکشو
 کہ ای صدر و و در کہ گسی شتم ترا ثانی بنو دنیا ثانیاً از تو برون رختہ ام دگو بیا ثالثاً علامتہ گفتہ ام در ہوا
 چون سوخت ما را مزرعہ می ندانم خامسہ ازابعہ خامساً در ہجرت اسی صدر جہان و از حواس خمسہ بوم
 و رزبان و مساوساً دشمنش جہت بی روی تو دگو تیا بارید بر من نعم و تو دسابعاً از ثامن ندانم منالہ ام
 خون ہمگیرید فلک از مالہ ام دہر کجا بینی تو خون بر خاک کجا پی بری باشد یقین از چشم المہمنی فیضہ ب
 عاشق ہوش میں آیا معشوق کی صورت دیکھ کے کھل گیا اور شاہو اور آپ کو عین وصل میں کھیکے
 بند ہجر سے آزاد ہوا اور کہا کہ ای غدا حق کے اور جانوں کے مطاف غفا اسواسطے کہ تو ایک انوکھا
 شخصہ مثل تیرا پیدا جانکا مطاف بدینو کہ جانین تجھ پر تصدق ہوتی ہیں شکر ہو کہ تو اس کوہ قاف
 سے لوٹ آیا کوہ قاف و بہانہ ہو اسکے غیظ و غضب کا کہ اسکی خطا سے اسپر تھا اور اب اسکو نہایت ہی
 مہربان پایا اور اسرا فی قیام کا عشق کے تہ سے قیامت عشق کی بریا ہوتی ہوا و تو عشق کا عشق اور
 عشق کا دلخواہ ہو حکمت جو مجھ کو تو دینا چاہے تو اول خلعت میں اسکو جانتا ہوں کہ تو میرے روزین پلہ
 اپنے کان لگائے اور اسکی آواز سنئے اگرچہ تو اپنی صفوت و صفائے سیرا مال خوب جانتا ہو کچھ بے
 چھپا نہیں لیکن اے بندہ پروردگار میری باتیں بھی تو سن لے لاکھوں بار ای صدر دیکھا نہ تیرے کان
 کی آرزو میں میرے ہوش اڑے اور تیرے کان تک نہ پہنچی جو عمن حال کرتی آئندہ تہید بیان نہیں
 اقوال کی ہو کہ تو وہ سننے والا اور شننے والا ہو اور تیرے ایسے تہم جانفرا آرزوہ تیر میری کم و بیش
 اور میری جان بداندیش کے عشوے دھوکے سننا اور میری کھنچی بانوں کو باوصت علم کے کھوا اور جھیک جانتا
 ہر گز غیبے ادب شوق مغرور پر حکم کرنا اور وہ حکم کہ سارے علم اسکے ایک درہ ہیں وہ اقوال میرے
 یہ ہیں اول تو یہ سن کہ میں جب سے تیری شست سے چھوٹا میں نے کسی چیز کو نہیں جانا کہ اسکی ابتدا
 کیا ہو اور انتہا کیا ہو ایسا بخود ہوں دوسرے یہ بھی سن لے کہ ای صدر و و دین اس زمانہ مفار
 میں بہت پھر اگر تیرا ثانی کوئی نہ پایا تیرے جب سے تجھ سے الگ ہوا ہوں اور تیرے پاس سے
 سکھایوں گویا میں نے ثالث ثالثہ کہا ہو جہرا و کفر سے ہو ایسے کہ نصاری کہتے ہیں ان مذہبات
 ثالثہ یعنی ایک روح القدس ایک عیسی تیرا مذا کہ یہ کفر ہو بس میں بھی کافر ہو گیا ہوں چونکہ جبکہ
 میری ہستی کا مزرعہ سوخت ہوا ہو میں جانتا ہی نہیں کہ خامسہ ابعہ کے بعد ہوتا ہو یا کیا یا بخون تیری
 جدائی سے ای صدر جہان میں نے اپنے حواس خمسہ سے ہمیشہ نمایاں پایا کبھی درست نہوے جھٹے تیری
 صورت بغیر شمش جہت سے غم دہرا ہو کے چھپر برسا ہر کسی پر تو اکہرا کہرا پر شاہو سا تو ہیں یہ کہ ایسا

بھٹکا ہوا ہوں کہ نام کو نہیں جانتا اور ایسا کہ جب ناکہ کرتا ہوں تو فلک سایہ رحم میرے نالہ پر خون
 روتا ہی جو غایت درجہ رونے کا اور جہاں کہیں تو خون زمین پر دیکھے اگر سرائے لگائے تو یقین ہو کہ وہ
 خون ہماری ہی آنکھوں کا ٹھیکہ اختلاف شرح میں پی بری کو پی بری لکھا ہو قولہ گفت میں رحمت
 و این بانگ و چنین و زار خواہد تا بار و بر زمین پس میان گفت و گری می تخم دیا گریم یا گویم چون کہم
 و رگبوم فوت میگردد بجاء و برگریم چون کہم و شامی فتد از دیدہ خون دل شہداء میں چاقا دست
 از دیدہ مراد این گفت و گریہ در شد آن خیف و کہ بر برگریست ہم دون و شریف و از دلش چندان
 بر آمد ہای و ہوی و حلقہ کرد اہل بخارا اگر دوا و خیرہ گویان خیرہ گریان خیرہ خند و مردوزن خرد و کلان
 گرد آمدند شہر ہم ہر گنگ و شد اشک یزد و مردوزن در ہم شہہ چون رستخیز و آسان میگفت آن ہم
 باز میں و گریا مت راندیدستی جہن عقل حیران کہ چہ عشق ست و چہ حال و یا فراق او عجب یا وصال
 چرخ بر خواند قیامت نامہ و یا حجرہ بردیدہ نامہ و بادو عالم عشق را بیگانگیست و اندران ہفتاد
 و دو دیوانگیست و سخت پنهانت و پیدا چش و جان سلطان و جان در حشرش و غیر ہفتاد و دو ملت
 گیش او و سخت شاہان تختہ بندی پیش او و اعمی پھر اُسی عاشق کا مقولہ کہ کلام میر انشالہ کے ہو
 اور یہ بانگ و نالہ میرا بر سے خواہاں اس بات کے ہیں کہ وہ زمین پر بر سے سینے ابر کو رولانا چاہتے ہیں
 تین گفت و گریہ دونوں کے درمیان میں ہوں اور دونوں کی طرف متوجہ و حیران کہ دونوں یا یا
 کروں لیکن کیا کروں اگر بیان کرتا ہوں تو گریہ فوت ہوتا ہو اور اگر روتا ہوں تو مرج و شام سے ہاجاتا
 ہوں آہ شاہ میرے میری آنکھوں سے خون دل کا کیسا گریہا ہو غونو کہ کہ ان آنکھوں سے جھکو کیا پتے
 پڑا ہو بس یہ کہا اور وہ خیف رونے لگا اور ایسا رویا کہ اُسکے رونے سے متاثر ہو کے ادنیٰ اسطے
 سب رونے لگے سارے خیرہ گوا اور خیرہ گریہ اور خیرہ خرد و کلان مردوزن سب جمع تھے خیرہ
 بمعنی بسیار و سرگشتہ اور حیران و ست و تاریک تمام شہر ہر گنگ اُسکا ہوا اشک ریزی میں اور مردوزن
 ایسے گڈبڑ ہو گئے جیسے قیامت میں ہونگے آسمان بھی اسوقت زمین سے کہتا تھا کہ اگر قیامت
 نہیں دیکھی ہو تو نے دیکھ لے یہی تو ہو اسقدر مخلوق جمع ہوئی عقل حیران تھی کہ یہ کیسا عشق اور کیسا حال
 جو اب فراق کو اُسکے عجیب زیادہ کہیں یا وصال کو چرخ قیامت نامہ پڑھتا ہو یا حجرہ نے اپنا نامہ پھاڑا
 ہو حجرہ بکسر کہ کشان اور وہ ایک خط ہو بار یک آسمان میں اور اسی رعایت خط سے مولانا نے شکوہ نہ
 کہا ہو اب مقولات مولانا کے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ عشق عجب شہو و دونوں جہان سے بیگانہ کیسا
 آشنا نہیں اور یہ جو ہفتاد و دو ملت ہیں یہ سب اس میں دیوانگی ہو خود تو نہایت ہی پوشیدہ ہو مگر

کو تو اسکو چھپائے اور وہ زیادہ تر ظاہر و سرور سوا ہوئے مثلاً امین تو اسکا بھی چھپاؤں اور وہ مجھنے کے طبع
 سر اٹھائے کہ یہ دیکھیں ظاہر و موجود ہوں نہیں اسوقت میں زعمِ انف جو را و بخاری و خاکِ رگڑنے سے ہر
 مجھکو گھیرتی ہو اور وہ میرے دونوں کان کیڑے کے کتساؤ کہ بان او مدخ کیسے چھپاتا ہو لے بھلا چھپاتا
 میں بھی دیکھوں اختلافِ شرح میں خونِ چوچون کو چون چون دم میدم کو دربرجہ کو برہنگھا ہر قول کو پیش
 رو کر یہ پرچو شیدہ ہجو جان پیدائی و پوشیدہ دگویدا و مجوس خفست از تنہ چون می اندر بزم منک
 میثم گومیش دان پیش کہ گردی گرو تا نیا یاد آفت مستی رود گو یاز جام لطیف آ شام من ریا زو ام تانا
 شام من چون سیاہ شام و من و جام من گومیش وادہ کہ نام شام من دزان عرب بہنا وہ نام می دم
 زانکہ سیری نیست بخور رام ام عشق جو شد بادہ تحقیق رام او بود ساقی نہان صدیق رام چون بخوی تو
 بتوفیق من بادہ آب جان بود ابرق تن چون بفرایمی توفیق رام قوت می بشکند ابرق رام آب
 گرد و ساقی و ہمست آب خود گو و اندہ اعلم بالصواب پر تو ساقیت کا ذر شیرہ رفت بشیرہ پر جو شید
 و قصان گشت و رفت و اندہ یعنی پر کن ضرور کہ چنان کی دیدہ بودی شیرہ رام بی تفکر پیش ہر داندہ
 ہست و آنکہ با گردہ گرماندہ ہست و المعنی شنب بالضم خم شنبک زون تالیان بجانا نام شراب یعنی
 جب عشق مجھ سے کتسا ہو کہ دیکھوں تو کیسے مجھے چھپاتا ہو تو میں کتسا ہوں تو تو خوشل جان کے چھپا ہوا
 کہ بذات خود ظاہر نہیں جیسے جان ظاہر نہیں ہو بان اپنے اثار و علامات کی رو سے ظاہر ہو ایسے
 جان اپنے حرکات سکناات سے ظاہر ہو وہ کتسا ہو کہ یہ تن میرا تو خم میں مجوس ہو اور میں خم میں شراب
 کی طبع تالیان بجاتا ہوں اور شراب کا تالیان بجانا باعتبار تالیان بجانے شرایون کے جو میں کتسا ہوں
 کہ جب تو شراب ہو تو قبل اس سے کہ گرد ہو جائے اور پھنس جائے اور کسی است است سے پالا بھگو چڑے
 اور کچھ آفت بچھ کر جائے بہتر یہی ہو چلا جا اسلئے کہ اکثر مت لطفیل گھڑے کے ٹوڑا لٹے ہیں اور شراب
 پھینک پھانک دیتے ہیں جیسے بقول صائب ع کہ ہورم ہرنگ کہ با پی خم افتم وہ کتسا ہو کہ جام لطیف
 آ شام سے تو میں تیرا یار دن بھر ناز شام تک ہوں اور جب شام آئے اور جام میرا چورائے یعنی جام دینا
 بند کرے تو میں اس سے کہو گادے جا میری شام ابھی نہیں ہوئی نہیں و زمراد مدت عمر سے ہو اور شام
 حیات مرگ سے پس عاشق بعد مرگ بھی قیامت تک اسی جام کے سرور میں ہست و سرور رہیگا امین
 اس شام سے کہو گادے یہی جانتی ہو کہ عرب شراب کو کیوں نام کہتے ہیں اور یہ نام اسکا کیوں کھا
 بس ایسا واسطے تو کہ میخوار اس سے یہ نہیں ہوتا نام اسکو چاہتا ہو آب فراتے ہیں کہ وہ شراب کی
 یہ شراب نہیں ہو بلکہ عشق شراب تحقیق کو اوٹا کھولا کے درست کرتا ہو اور جو صدیق و دوست لکھ

ہیں انکو ساقی بنے پوشیدہ پلا تا ہی آب جو بھلو خدا تو مین نیاب دے اور غور کسے تو شراب کو آب حاصل
 آب حیات پانچکا اور تن کو ابرق آدرب وہ موفق شراب تو مین کو بڑھانچکا تو قوت اس شراب پر زور کی
 تیری ابرق کہ تو بڑگی ابرق بالکسندی ڈوچی بس اس وقت مین تو خود آب ہوگا اور ساقی او بہشت
 اب کوئی منہ نرسنگی لے اب تو ہی بنا کیا تھا کیا ہو گیا آگے اسد خوب جاتا ہو یہ شیر کہ ہمیں
 کیفیت و سرور گھسا ہوا ہے یہ تو ساقی کا ہر جس سے ایسا جوش و رقص پیدا ہوا اور ایسی قوت و زور فی
 حال ہوئی اب اس خیرہ شمع سے پوچھ کہ تو نے کبھی ایسا شیرہ دیکھا تھا اور یہ بات بے فکر و تامل لے
 ہر جاننے والا جانتا ہو کہ جو چیز گردنہ ہو وہ گردانہ بھی ہے یعنی جو ایک صفت سے دوسری صفت کو
 تغیر دیتی ہو وہ اد کو بھی تغیر کرتی ہے جیسے اس شیرہ انکو دہری سے ظاہر کہ خود تغیر کھا کے کیا ہو جاتا ہے
 اور اوروں کا کیا حال کرتا ہو الخلاف شرح میر تقی میر کے درمیانین او ہمیں لکھی ہے اور زلف کو زلف

حکایت عاشق دراز ہجران بسیاہ تہمان کی

قولہ یک جوانی بر زنی عاشق شدہ روز و شب سب خواب و بچہ را مدہ بیدل و شوریدہ و مجنون کوشت
 می ندادش روزگار وصل دست و بس شکنجہ کرد عشقش بر زمین خود چرا دار و اول عشق کین عشق
 ز اول سرکش و فونی بود تا اگر نیرد آنکہ بیرونی بود و چون فرستادی رسولی پیش دن و نان رسول
 از رشک گشتی راہزن و رہبوی زن و شبی کاغذش نامہ تصحیف خواندی نامش و در صبارا پیک کردی
 در دغا از غباری تیرہ گشتی آن صبا در رقعہ کز پر مرغی دوشی و پیر مرغ از قف رقعہ سوختی و راہما ہی چاہ
 را غیت بہ بست و فکر اندیشہ را رایت شکست و بود اول مونس غم انتظار از آغوش شکست کہ ہم انتظار
 گاہ گفتی کاین بلا می بی دوست و گاہ گفتی کاین حیات جان مست و گاہ ہستی زوہر آوری برے
 گاہ اواز غمیتی خودی برے گاہ فریادش بگردون بر شدی و گاہ خیال دلبرش ہدم دی یا معنی
 کاتب دانا و نشی نشرو فویندہ ایک جوان کسی عورت پر عاشق ہوا اسکے شوق سے اسکو نہ رات کی
 نیند تھی نہ دن کی بھوک سچو و بچو اب تھا عجب بیدل اور دیوانہ اور مجنون اور مست گردانہ وصل کا
 میسر نہیں اس زمین پر عشق نے اسکو نہایت ہی شکنجہ اور عذاب میں کیا اب مجھ کو حیرت ہے کہ جانے
 عشق کو عاشق سے ایسا کیسہ کیوں ہوتا ہے شکنجہ ایک قسم عذاب سے اور یہ عشق پہلے سے ایسا کیسہ
 کیوں رکھتا ہے البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے جو یہ سرکش و فونی بنتا ہے تو جانچتا ہے کہ دیکھوں کوئی
 بیرونی ہے یا خانہ زاد تا بیرونی بھاگ مکلے آب اسکا یہ حال کہ اگر عورت کو کوئی قاصد بھیجتا تو عشق شکست
 اسکی راہ مازا کہ قاصد دیکھے مین نہ دیکھوں اس پنج میں گرفتار ہوتا اور اگر عورت کو اسکا کاتب خط لکھتا

تو عورت کا نام اسکو بلکہ پڑھا اور جو صبا کو اپنی دہر و دنا سے خاصہ بنا تا تو صبا اس کے غبار سے تھوڑا
 ناخوش ہوئی اگر قہ کسی مرغ کے پر سے باندھا تو اسکی گری و حرارت سے پرغ کے چلتا تے غری
 سبباہین تپیر کی غیرت عشق نے بد کی تھیں کوئی بات پیش نہیں جاتی تھی بس لشکر اس کے اندیشہ کا
 اپنا جھنڈا اٹھ کے پس پانچو گیا تھا اول میں تو انتظار اس کے غم کا مونس رہا کہ کبھی وصل ہو ہی جائیگا
 آخر میں انتظار ہی نے کوہ غم کا سپر توڑ دیا اور ڈال دیا کبھی کہتا تھا کہ یہ باہر کبھی ہوتا تھا نہیں
 یہ حیات میری جان کی ہو بقول حلقہ ۶۴ ہرگز نہیں داکٹر و لاش زندہ شہر عشق پہنچتی تھی اس سے ظہور
 رہتی تھی بسنے ہوش میں ہوتا تھا کبھی تھی سے تمتع ہوتا اور جو دیر غریب کبھی فریاد اسکی گردن پر پہنچتا
 بھی خیال دیکھ کا مہم اسکا ہوتا کہ حسین خوش رہتا اختلاف شرح میں زاول کو ادا اول لکھا ہو جو موزوں
 نہیں کہ کو کو کو کو چنگہ بری سرگوشی این نہاد جوش کردی کہم شہدات و چو نکہ بالی برگی غربت ساخت
 برگ بی برگی مہوی اوشافیت، خوش باہی فکر کش بکپاہ شد، شہر زان درار نہا چون ماہ شد اے با
 طوطی گویا می خوش ہادی با شیرین رویان رہد و عرش در و بگورستان دمی عاشق نشین دآن خوشان
 سنگدہر بہین، لیک اگر کیرنگ بہی خاک شان، نیست یکسان حالت چالاک شان، شمع و لہم دنگان
 یکسان بود آن یکی نمکین و گرشاد آن جوہر، قہ وہانی تانیوشی قال شان، داکٹر نہانت بر تو مال
 شان، بشوئی از قال ہادی ہو ہی را، کے پہنچا حالت حد توئی را، یعنی اگر یہ نہاد اسکی یعنی عشق کہ
 خلقت اسکی اس سے تھی ذرا بھی مایوسی وغیرہ سے سر ہو تھی تو چشمہ سروا تھا و اسکو خوب جوش کرتا تھا
 اور جو کما سنے ہی برگی غریب سے موافقت کی تھی اس سب سے جتنی بی برگی اور سامان بیامالی کے
 تھے سب اسکی طرف دوڑے تھے یعنی از حد بیامان تھا فوشے اسکی تہذیب فکر کے سببے کار و بیوت
 ہو گئے اور جو لوگ کہ خبر نہ تھے اُنکے حق میں ماہ کی طرح رہتا ہوا یعنی عاشقوں کا پیشوا ہوا اب تعذلات
 مولانا رح کے ہیں کہ او مخاطب بہت وہ لوگ ہیں کہ مثل طوطی کے گویا تھے خاموش ہیں اور بہت
 ایسے لوگ کہ جان شیرین تو رکھتے تھے مگر جتنے تھے ترش رو واسطے ہیبت و رعیت کے جیسے
 کہ عادت امر کی تو ان دونوں کو گورستان میں چلے اور ذرا ہاتل خاموش بیٹھے دیکھ کہ کیسے
 لوگ گویا تھے اور اب کیسے خوش ہیں لیکن ہر یہ کہ خاکہ ٹوٹا کی تو یکسان دیکھ لیکین جو طبعی ہوا
 حالت انکی اب ہو وہ یکسان نہیں ہو جیسے لحم و شحم اسو گوشت چربی سب زندوں کا یکسان ہو کر
 انہیں کوئی نمکین ہو اور کوئی شادمان، تو اس بات کو کیا جانے اور کیسے مئے اس واسطے کہ تجھ سے
 حال اچھا چھپا ہو تو تو قال سے باہر چھپن جانتا ہو تو اس حالت کو کیا جانے جو توتوتوں میں

چون دیا ہی کیجی ہر روز خاک دعا بقیت اندر سی در آب پاک دجلہ و اندلس اگر تو گروی ہر چہ کیا پیش
 رومی دروی سنگسہ بر آہن رومی کالتش بحیت دین باشد و رہا نہ دست بمعنی پھر جو غنایا
 قفسہ بخاری کیطرت کہ خبر دار ہو حال اس خستہ جگر کا بیان کرینے بخاری جسکے ذکر سے اسی پسر بہت
 دور چرگئے یہ جوان بخاری اپنے مطلوب کی جستجو میں لکھ رہیں ہا اور ایسا اسکے وصل کے خیال میں لکھا
 کہ خود خیال ہو گیا یعنی جیسے خیال کیا کہ خیال میں تو ہوتا ہو مگر صورت میں نہیں ایسا اسکا حال ہوا
 لیکن حق یہ ہو کہ جب سایہ حق کا کسی بندہ کے سر پہ ہوتا ہو تو آخر وہ جو بندہ یا بندہ ہی ہوتا ہو حضرت پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جب تو کسی دروازے کو بجایگا تو آخراں سے کوئی سرکلے ہی گا
 اور جب تو کسی تنہا میں کیسی خاک گلی پر بیٹھے گا تو ضرور صورت کیسی دیکھیگا جب تو کسی چاہ سے ہر روز
 خاک نکالتا ہو عاقبت کار ایسا ہو گا کہ آب پاک کو بھی پہنچ جائیگا سب لوگ اسکو جانتے ہیں اب تو چاہ
 مت مٹنے کو کچھ دیکھا وہی کا گھیا قاعدہ ہو پھر لوہے پر باز نے سے اگ نکلتی ہو اگر یہ ہو تو معمولی قدیمی
 بات ہو اور اگر نہ تو نادرست والہا در کاملہ دم قولہ آنکہ روزی غیثت بخت و نجات ہنگام نقلش
 مگر زنادرات مکان فلان کس کشت کرو در بنداشت دوان صدق ہر و صدق گو ہر نہشت ہر
 و ہر لعین سودا دشان عبادتہا و دین ہر صد ہزار ان انبیاء و ہر و ان نہ ناید اندر ظاہر ان گاہ
 این دورا گیر کہ تاریکی دہرہ در دلش او بار جز این کی نہ بد بس کسا کہ نام خود و لاشا و دہر گاہ و گری
 بگیر دور گلو پس توانی او بار و تان ہم حضور تا نیستی بچو او در شور و شہر صد ہزار ان خلق نامہا میوزد زور
 می یا بند و جان می پرورند تو جان نادر گاہ اتساوہ مگر نہ عرومی و ابلہ نہاد کہ دایجان مگر آفتاب نورانہ
 تو بشتہ صر فرد بود چاہ کہ اگر حق ست کو آن رہش سر نہ پروار و بگاہی فی جملہ عالم شرق و غرب
 آن نور تافت نہ تا تو چاہی خواہد بر تافت دہشتی پتہ تہ صدر فرماتے ہیں جسکو روزی بخت و نجات
 سے نہیں ہو بد نصیب بے نجات ہو اسکی عقل نادر است ہی کیطرت جاتی ہو اور طرف نہیں جاتی او کہ کتا کہ
 کہ فلان شخص نے کھیتی کی اور اسکا پھل نہ پایا اور عدو لیکھا بامید گوہر کے لیکن گوہر اسیر نہ نکلا جیسے
 بلعم بن باعورا و الیس لعین و دون کو انکی عبادت اور انکا دین سود مند بنوارا ندے گئے مگر یہ دکان
 اسکو نہیں سوچتا خیال کرتا کہ لاکھوں انبیاء اور اس راہ کے راہرو ہوئے مہنوں نے کیسے کیسے
 دے پائے تو انہیں دو کو پکڑتا ہو جس سے اور تاریکی حاصل ہو یہ تیرا ادبار یعنی دولت کو پشت تیا ہو
 جو تیرے دل میں ای بات کو رکھتا ہو اور یہی سوچتا ہو اسکے سوا کچھ نہیں سوچتا اکثر آدمی دل
 شاد و شاد روئی کھاتا ہو اور کبھی وہی روئی گلے میں پھنکے اسکی موت ہو جاتی ہو کس تو امر او بار کے

پھر نے والے روئی بھی مت کھا تو اسکی طرح جو روئی ملن میں پھنسنے سے مرگیا تو بھی شور و شر میں نہ
 ہکھنس جائے لاکھوں مخلوق ہیں کہ روئی کھاتے ہیں تو رو پاتے ہیں جان پاتے ہیں پس تو اگر
 محروم و احمق کا بچہ نہیں ہو اس لیے دعویٰ سے جو نادر کا ہو ہماری اس مثال سے کہان جا پڑا
 کہیں بھی تھکے تھکے نار ہا حقیقت کہ تمام جہان تو نور راہ و آفتاب سے بھرا ہو تو سب کو چھوڑ کے کنوین
 سین سر جھکائے ہوئے ہو گسوا سٹے کہ اگر تجھ میں حق ہو تو تباہ و روشنی جو یا نہیں ذرا کنوین سے
 سر اٹھا کے دیکھ تو انما چیز سارے عالم میں شرق سے غرب تک یہ نور راہ و آفتاب کا سب پر چکا
 تو جب تک کنوین میں ہو تجھ پر گز نہیں چکے گا تو محروم ہی رہے گا، قولہ چہ راہکن رو با یوان کروم، کم
 بستیز اینجا بدان کہ اللہ شوم، ہین ملو کا یک فلانی کشت کرو، در فلان سال و طبع کشتن بجز وہن چرا
 کارم کہ اینجا فون بہت ملیں چرا افشانم این گندم دوست، ہین مکن ہتیزہ رو در کار کن، ہو کو کل کشت
 کن بشو سخن، ہر کہ ہتیزہ کند بر وقتہ، آچنان کو بر خیز و تا بد و را کہ او نگذشت کشت و کار را، برکت
 کو ری تو انبار را، دین بیان، بگذر زمانی باز را، در اجاب احوال آن عاشق جوان، بچوں در می سیکونٹا واز
 سلوٹی معاقبت دریافت روزی خلوتی بہت از عجم سرا و شب بباغ دیار خود دریافت با شمع و چراغ
 گفت سازندہ سببے آن لعل اسی خدا تو جی کن عجمس، یادشا تو سبھا کر را، یاد دروزج بہتیم برو
 بہر آن کردی سبب این کار را تا درم خواہم یک خار را، در شگست پای بندہ حق پری، ہم قمر چاہ یکشاہ
 درمی، ہر چہ پرتو آن کراہیت بودیوں حقیقت نگری رحمت بود تو ہمیں کہ بدوشقی یا سچاہ، تو مرا ہین کہ
 سون منقل راہ، اگر تو خواہی باقی این گفتگو، اسی انخی دروز قمر چاہم جو ہمیشی لعل مبالغہ کرنا و ہتیزہ کاری کرنا
 سلوٹ برو فلان و حجت یعنی و آرام کروم و زمان، اگر تو پھر اسی بگمان کی طرقت عا طیب، یہ کہ چاہ کو چھوڑے
 اور ایوان کروم کی طرقت چل چو را، ایوان باغ سے ہوا در تیز مت کر یعنی جنگ و ماسا و کاری کو سٹے
 کہ اللہ شوم لعن و لعن اللہ لعل جو مبالغہ سخن میں کرتے ہو، چیرہ ہوا این کوچ پر لنت کرے آدہ یہ مثل زبیدہ خاتون
 سے نکلی ہو اس صورت پر کہ ایک دن زبیدہ خاتون اور خلیفہ ہارون الرشید شطرنج کھیلتے تھے اور بازی
 یہ تھی کہ جو بارے جیتنے والا جو چاہے وہ اُس پر حکم چلائے اتفاقاً زبیدہ ہاری ہارون نے کہا میرے
 سامنے برہنہ ہو کے کھڑی ہو ورنہ چنا کھا کر کیا لیکن زبیدہ سے اپنی شرط پوری کرالی دوسری بار
 خلیفہ ہارے اور محل میں ایک کنیز جشن نہایت بد صورت تھی زبیدہ نے خلیفہ سے کہا اس سے
 جماع کرو اور ہو اپنی شرط پوری کرالی اتفاقاً وہ حاملہ ہو گئی اس سے مامون پیدا ہوا اور زبیدہ کا
 بیٹا امین تھا بعد وفات خلیفہ کے یہی تخت نشین ہوا کچھ ملک خلیفہ کے وقت سے مامون کے قبضے میں تھا

امین نے اس سے امون کو موقوف کرنا پامامون نے اس خصوصیت سے امین کو وارڈ الا اس وقت
 دہیدہ نے کہا لکن اللع اگر میں اس وقت کچھ وصال نہ کرتی تو امون کیسے پیدا ہوتا اور امین کو قتل کرتا
 اور کہا اللع شوم کذا فی الشرح بحر العلوم خبر وارثت کہ کہ فلان شخص نے فلان سال میں کھیت بچھا
 اسکا کھیت ٹھیک ہی کیا گئی پھر میں ایسے خوف کی جگہ کیوں بیوں اور کیوں کیوں بکھیروں کہ یہ بات روم
 ماننے کی نہیں خبر وارثت ہو متیزہ مت کراد متوجہ طرف ہونے کے ہوا در تو کل پر کھیتی کر چاری بات سن
 جو کوئی متیزہ کرتا ہو ایسا منہ کے بل گرتا ہے کہ اب تک نہیں اٹھتا اور وہ شخص جسے کشت و کار کو نہیں چھوڑا
 وہ انبار بھر گیا کہ تیری کوری انبار بھر لی بس خبر اشارہ پہلے مصرعہ کی مخدوم ہو انبار پر کند آب فرماتے
 ہیں اس بیان کو چوڑھوڑی ویراں جو ان کے احوال کی طریت جسکا مضامہ شروع کیا تھا ایک جوانی رہنے
 لے پھر قلم کو چلا جو کہ وہ دروازہ رحمت یعنی کابجا رہتا تھا عاقبت ایک روز اسکو غصہ حاصل ہوئی کہ
 آنے تو کو تو ال کے خوف سے اپنی رات باغ میں ڈھونڈی یعنی رات باغ میں کرنا چاہی اور وہ ان
 اپنے ہار کو مع شمع اور چراغ کے پایا اسوقت اُن نے اپنے سبب سبب سارے کہا کہ ایسا تو بڑی رحمت
 اپنی کو تو ال پر کہراؤ بادشاہ میرے تو ہی نے یہ سبب کیے ہیں کہ دروازہ دوزخ سے محکوم ہشت میں
 لایا جو تو نے اس واسطے اس کام کا یہ سبب کیا ہوتا میں ایک خار کو بھی خوار بنالوں اور اسکی بھی تقدیر کرن
 تو ہی ہو کہ شکست پامین پر بختا ہو اور قہر چاہ میں سے دروازہ کھولتا ہو بہت چیزیں ایسی ہیں کہ وہ
 تجھ کر ہیت کرتی ہیں اور تو انکو مکروہ جانتا ہے اور حقیقت میں غور کرے تو وہ رحمت ہوتی ہیں

لما قال اللہ عز وجل سی ان تکرہوا شیعنا وھو خیر لکم وعی ان تجھوا شیعنا وھو شر لکم واللہ اعلم وانتم لاتعلمون
 قریب ہو کہ مکروہ رکھو تم کسی چیز کو اور حال یہ کہ وہ بہتر ہو تھا ہے واسطے اور قریب ہو کہ دوست رکھو تم
 کسی چیز کو اور حال یہ کہ وہ بد ہو تھا ہے واسطے اور اللہ جانتا ہو اور تم نہیں جانتے وہ فرماتا ہو کہ نہ تو
 اچکودرخت پر دیکھ نہ قہر چاہ میں ایسی نہ بلندی پر سمجھ دیتی میں تو تجھ کو دیکھ کہ میں ہی کئی ہوں تیری راہ کا
 چاہے جدھر تیری راہ کھولوں اب اگر تو اس گفتگو کی باقی کا خواستگار ہو تو ہی بھائی جو تھے
 ذکر میں ڈھونڈو وہاں تجھ کو ملیگا اختلاف شرح میں کشت کو کشت بجان فارسی دو جگہ پادشاہ کو
 ناشا سا لکھا ہو اور سوال کے سارے ذکر میں جو اختلاف ہیں قابل غور و انصاف ہیں کیسا معدوم کو میں نے

بفضل ایزد غیب دان موجود کس ہے

خاتمہ الشرح

ہاں زبان ہو بے داسے موسے بدن بہر شکر ذوالجلال و ذوالنہدین ہاں سلم سجدہ میں

اپنا سر جھکا کہ نیازِ صدق سے با صد صفا پاک سبحان رب اعلیٰ جو تو ہی تیرے لئے بال اور نرالا رہ تو ہی
 دونوں عالم کی نمود و بود و کون + جو تو ہی تیرے سوا اور کون + بے ہمت اور شش جہت شجر سے
 عیان بے نشان اور ہر نشان بہر نشان + ہیں مطالبہ تیرے ہی نور و فروغ + بے تیرے جو کیو
 ہے سود و رخ و دروغ و عقل کو تو ہی نے دی بالاروی + ہر گھٹی سے فکر کی بال و پری و نقل کو وہ نہ دانش
 دیا جس سے سحت و تقم کرتی ہر جد و دل ہر اکشا شاہ یہ اسکی دوز + دل شام کا یہ ہر اسکی شیریں دے دل سے
 بکری کی اسنے یہ بات + شترخی کی شترے میں کر بروا ت + شترخی مولوی منوی + معنوی اولوی + علوی + بحر حوت
 زوہد + بیشک + انوقت + آب الٹ کہ وہ ذکر تفسیر + ہر ثلث شان ہر اک تالیف کی + اور درجہ پیشین ہر اک تصنیف
 کی + جان بخل میں دل سے لیتی ہوا سے چشم جا آکھوں میں دیتی ہوا سے کھینچیں تفسیرین بے نظیر + ہر شیخ
 و پسند و دلپذیر + جان دل سے دل ہو جان سے اپہ لوٹ جن معنی لفظ کے پرودن کی + اوست + وصف
 بیچ کی اگر کچھ کہو + دراز و ان کو کی کہی کہو + روح انکی روح رحمت سے ہوشا + اور زور و زور سے اور کی دوا
 تھامین اگر کچھ زبان کجیج رقم + سکے یہ پیدا ہوا کچھ دم و خم + اور تری و توفیق کو پایا رفیع + ہر رفیق یہ اتہ
 کیا فوٹ طریق + ہر ہر تیرے + دستیا + پائی انسی کو لپٹیں + پامی قرار دے رفتہ رفتہ تین + ذکر تو تو
 تین + ہم دو سالہ جو سے نو بھر + اور خدا + بجز تیرے سوا صبا + رن و قوسین + دونی + زور + شے
 خود ترا جسے خطاب + لمن ترانی + تو کا بچا + یہ جواب + اور وہ خطاب + جو عین + تیرے عین
 بعد میں فی مشرقین + آسمان تیرے کے صبر + اور عیسیٰ + انکے آئے تفسیر + یعنی بوکر و عمر + عثمان + علی + سب
 صفی صافی صفات و صفاتی + عرضش تازی + نبی کے نور عین + ہیں وہ زہر + حسن حضرت حسین + ہر بی لایت
 اور امامت کے جو صبر + قدر میں ارانی ہر جسے بیل قدر + سب کی برکت سے اسے دے وہ اثر + کان میں
 آتے ہی دل ہوا سا گھر + اور ہر مولوں + اور ہر درن سے بجا + جو دہن جنکا دریدہ نزع سا + اسی محبوب
 حافظ آبادی مقام جبکہ چلی بہیت کہتے ہیں + رام + اپنے جی جی میں ذرا کچھ کرا + دعا + دعا + ہل کی جہ
 بکا + یا انسی میں ہوں اک کہ نہ دخت + مباد صر + نزع کے جھو کے ہیں سخت + دخت + ہر گاہ گیارہ سفر
 راۃ نگاہ بے رفیق + جے ہر قدم اک گاہ ہر دم اک نغان + الامان + اور رب + اعلیٰ الامان + ان سے
 سب سے یون کل جا + نے عید + تار صابون جیسے + اور رب + مجید + اک + خدا + خدا + میرا + عزیز
 ہر فن + نزع میں صاحب + تفسیر + شرح + برتر + آنے لکھی + اکی سال + ہر مضا + یا مال + فرج + ہر کمال

خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

سہروردان باویہ معرفت الہی اور سہ ماہ قلم ناپیدا کنارتقائق نامتہای خوب واقف و آگاہ ہیں کہ
 بنیادے خلقت آدم تا ایدم شبنوی شریف حضرت مولوی روم قدس سرہ کاشل و نظیر نہیں ہوا اور نہ
 آئندہ تا قیام قیامت ہوگا معارف و حقائق اور ہوشگاہی اسرار الایخلاق میں یہ کتاب برکت انتساب اپنی
 آپ ہی نظیر ہو سکتی شان میں یہ بیت گواہ ہوئے شبنوی مولوی معنوی بہت قرآن و زبان پلوی مدیدہ و متین
 عرفان اور مصحح حصین ایقان ہر جگہ صد با شرحین بطول مفصل علمائے دین میں اور دشت نوروان
 منازل اقصیٰ سے یادگار ہیں مگر گاہی حقیقت مطالب شبنوی شریف پر گاہی تھک کوئی مطلع نہ ہو سکا اور ہر گاہی گ
 والا مقام نے بقدر اعتقاد اپنی عقل و فہم کے توفیق مطالب میں باخفا و شفی ذور آزمانی کی پھر آخرین افضل
 بسقیقہ اس حال فرمایا بطون ایات شبنوی شریف ایسے سہل متعین ہیں کہ جب فہم رسا غور کرتی ہو ایک نیا مطلب
 ہاتھ آتا ہو اور سید ریاض سے ہر ایک شارح علام اپنا اپنا حصہ جدا گانہ پاتا ہو جیسی باعث ہو کہ کسی فرد بشر کو
 دریافت مطالب شبنوی شریف میں ہو جو جگہ اس قدر شروح متعددہ کے سہری نہیں ہوتی اور ہر ایک نئی تحقیق اور
 جدید تصنیف کا خواہان و جویان رہتا ہو۔ فہم مطالب شبنوی شریف میں علی الخصوص یہ امر اور بھی سنگ آہ ہو کہ
 فی زمانہ جو شرحیں موجود ہیں اور اکثر ان میں سے بعض طبع میں اگر اشاعت پذیر بھی ہوئی ہیں یہ سب زبان
 فارسی میں ہیں مگر ہر کو ایسی شرحوں کا فیض عام نہیں ہو سکتا ایسے کہ اصحاب کم استعداد کہ انھیں کا طبقہ
 زیادہ تر ہو دریافت غرض ایات شبنوی شریف میں بذریعہ عبارت فارسی شرح عاجز رہتے ہیں۔ اس پر
 طرہ یہ کہ اکثر حضرات نے اپنی اپنی شرحوں میں مقامات مشککہ یعنی ایات معنی بد شبنوی شریف کے محل
 مطالب میں نہیں معلوم کس مصلحت سے طریقہ ایات بعبارت پیچیدہ اختیار فرمایا جو جس سے اور اک سنا
 دائرہ الامم و لاہم میں داخل ہو گیا۔ بعض شارحین بالکل نے اکثر ایات شبنوی شریف کے جنکو کہ
 ہم لوگ مشکل جانتے ہیں اور ان کے دریافت مطالب میں دست و پا چڑھتے ہیں بطور اسرار اقصیٰ غلیظہ
 ان ایات کو شاید سہل تصور فرمائے ان کے محل مطالب کو بالکل قلم انداز کر دیا ہو جس کوئی شرح ایسی نہیں ہو
 جس میں کسی نہ کسی مقام پر محل اعتراض ہو یا دریافت حقائق شبنوی شریف میں علی العموم کافی طور پر رفع غمض ہو
 اور حق بھی ہو کہ جس زبان میں جن ہو ان کی شرح اس سے کتر زبان میں جیسی عام فہم ہوتی ہو موافق متن کی
 زبان میں ہرگز ممکن نہیں اب از باب شوق و ذوق کو فروہ ہو کہ آپ حضرات کی جملہ مشکلیں رفع ہو گئیں اور
 اعتراضات اٹھ گئے اور شاہ مقصود سے سرباز ملاقات ہو گئی میں نے کمال العلماء و فضلاء و حیدر معصومہ

